بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد سوم تا جلد سیزدہم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

مترجم

سید المفسرین ادیبِ اعظمؒ

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد ۲ کراچی



کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد سوم تا جلد سیزدہم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظم

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد ۲ کراچی



ادیب اعظم مفسر القرآن عالیجناب مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد سوم تا جلد سیزدہم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

در حالات و مناقب حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظم

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

ناشر	ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ ناظم آباد ۲ کراچی
مطبع	قریشی آرٹ پریس ناظم آباد ۱ کراچی
کتابت	سید شبیہ الحسن نقوی امروہوی
سال اشاعت	دسمبر ۱۹۹۷ء
ہدیہ	۱۳۰ روپے

التماس دُعا

مترجم کتاب ہٰذا حضرت ادیب اعظم و مفسرِ قرآن مولانا سیّد ظفر حسن صاحب قبلہ (مرحوم) ابن سیّد دلشاد علی صاحب مرحوم کی روح کے ایصالِ ثواب کے لیے مومنین سے سورہ فاتحہ کی درخواست ہے۔

اِدارہ

فہرست مضامین

جلد سوئم

مناقب جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا

جلد چہارم

حصہ اوّل

حصّہ دوئم

درباب امامت حسن علیہ السّلام

جلد پنجم

بیان امامت امام حسین علیہ السّلام

جلد ششم

حالات امام زین العابدینؑ

جلد ہفتم

فضائل و مناقب امام محمد باقر علیہ السّلام

جلد ہشتم

مناقب حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ

جلد نہم

مناقب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

جلد دہم

حالات امام رضا علیہ السلام

جلد یازدہم

حالات امام محمد تقی علیہ السلام

جلد دوازدہم

فضائل و مناقب امام علی نقی علیہ السّلام

جلد سیزدہم

فضائل امام حسن عسکری علیہ السّلام

نوٹ :۔

علامہ ابن شہر آشوب نے اپنی اس کتاب میں صرف امام حسن عسکری علیہ السّلام تک کے حالات لکھ کر تحریر فرمایا ہے کہ امام عصر علیہ السلام کے حالات میں علیحدہ کتاب لکھی جائے گی۔

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد سوم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

درحالات ومناقب حضرت فاطمہ زہرا صلوٰت اللہ علیہا

مترجم

سید المفسرین ادیبؒ اعظم

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

مناقبِ جنابِ فاطمہ صلوات اللہ علیہا

نساء عالمین پر آپ کی فضیلت

خرکوشی نے اپنی کتاب لوامع اور شرف المصطفیٰ میں سلمان ؓ سے، ابوبکر شیرازی نے ابوصالح سے، ابواسحاق ثعلبی علی بن احمد طائیؒ اور ابو محمد بن الحسن بن علویہ القطان نے اپنی اپنی تفاسیر میں سعید بن جبیر اور سفیان ثوری سے ابونعیم اصفہانی نے نیما نزل من القرآن فی امیرالمومنین علیہ السلام میں حماد بن سلمہ سے اس نے ثابت سے اس نے انس سے اس نے ابومالک سے اس نے ابن عباس سے اور قاضی نطنزی نے سفیان بن عیینہ سے اس نے امام جعفر صادقؑ سے آیہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (سورہ رحمٰن ۱۹/۵۵) کے متعلق روایت کی ہے کہ علیؑ و فاطمہؑ دو دریا ہیں عمیق ایک دوسرے پر سرکشی نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے درمیان برزخ رسول اللہؐ ہیں اور لولوء و مرجان حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

ابو معاویہ ضریر نے اعمش سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ فاقہ کشی اور تنگدستی پر روئیں تو حضرت رسول خداؐ نے فرمایا اے فاطمہ اپنے شوہر کے حال پر قناعت کرو وہ سردار ہے دنیا و آخرت میں خدا نے یہ آیت نازل کی مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (سورہ رحمٰن ۱۹/۵۵) علیؑ بحر علم ہیں اور فاطمہ بحر نبوت وہ دونوں ملے ہیں یہ مواصلت خدا نے ان کے درمیان پیدا کی ہے اور ان کے درمیان برزخ رسول اللہؐ ہیں علیؑ کو دنیا کے لیے رنج کرنے سے روکتے ہیں اور فاطمہؑ کو دنیوی معاملات میں جھگڑا کرنے سے علیؑ کے ساتھ روکتے ہیں فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (سورہ الرحمٰن ۲۱/۵۵) کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ جن و انس تم ولایت علیؑ اور محبت فاطمہؑ کی تکذیب اب بھی کرتے ہو يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ (سورہ الرحمٰن ۲۲/۵۵) سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں لولوء بڑا ہوتا ہے مرجان چھوٹا اور ان کے دریا ہونے پر تعجب نہ ہونا چاہیے بہ سبب ان دونوں کے وسعت فضل اور کثرت خیر کے۔ سمندر کثرت آب کی وجہ سے سمندر کہا جاتا ہے۔

تفسیر ابن عباس۔ قتادہ۔ مجاہد۔ ابن جبیر۔ کلبی۔ حسن۔ ابوصالح۔ قزوینی۔ مغربی۔ صحیح مسلم۔ شرف خرکوشی وغیرہ میں ایہ نِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ (سورہ آل عمران ۶۱/۳) کے متعلق ہے کہ اس سے مراد فاطمہؑ ہیں اور یہی امام جعفر صادقؑ اور تمام

اہل بیت سے مروی ہے۔

آیہ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ (سورہ آل عمران ۳/۱۹۵) کے متعلق عمار یاسر نے روایت کی ہے کہ ذکر سے مراد علیؑ ہیں اور اُنثیٰ سے مراد فاطمہؑ اور عمل سے مراد شب ہجرت کا عمل ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آیہ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ (سورہ اللیل ۹۲/۳) میں ذکر امیرالمومنین ہیں اور انثیٰ جناب فاطمہؑ۔ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ (سورہ اللیل ۹۲/۴) مراد یہ ہے کہ تمہاری کوششیں مختلف ہیں اور فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ (سورہ اللیل ۵و۶/ ۹۲) سے مراد یہ ہے کہ خدا کی قوت سے ایسا کیا (وصام حتی وفی سے مراد علیؑ کا روزے نذر کرنا اور رکوع میں انگوٹھی دینا ہے اور مقداد کو اپنے نفس پر ترجیح دے کر دینار عطا کرنا ہے اور وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ (سورہ اللیل ۹۲/۶) سے مراد تصدیق جنت اور ثواب خدا ہے۔

قاضی ابو محمد کرخی نے اپنی کتاب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (سورہ النور ۲۴/۶۳) رسول کو اس طرح نہ پکارا کرو جس طرح ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو) تو جناب فاطمہؑ نے بجائے یا ابت کے یا رسول اللہؐ کہنا شروع کیا حضرت نے ایک دو بار تو سن لیا پھر فرمایا اے فاطمہ یہ تیرے اور تیری اہل اور نسل کے بارے میں نہیں ہے تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں یہ آیت نازل ہوئی ہے قریش کے جفا پسند اور بدتمیز لوگوں کے بارے میں اور متکبروں اور مجھ سے عداوت رکھنے والوں کے لیے ہے تم یا ابت کہا کرو، یہ کہنا میرے دل کو خوش کرتا ہے اور میرے رب کو راضی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بارہ عورتوں کا ذکر قرآن میں بر سبیل کنایہ کیا ہے۔

حوا ۔ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (سورہ البقرہ ۲/۳۵)

زوجہ فرعون :۔ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (سورہ التحریم ۶۶/۱۱)

زوجہ زکریا :۔ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ (سورہ الانبیاء ۲۱/۹۰)

زوجہ ایوب :۔ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ (سورہ الانبیاء ۲۱/۸۴)

زوجہ موسیٰ :۔ أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ (سورہ القصص ۲۸/۲۷)

خدیجہ :۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا (سورہ الضحیٰ ۹۳/۸)

زوجہ نوح ولوط. ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا (سورہ التحریم ۶۶/۱۰)

سارہ زوجہ ابراہیم ۔ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ (سورہ ہود ۱۱/۷۱)

زلیخا ۔ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ (سورہ یوسف ۱۲/۵۱)

بلقیس :۔ وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ (سورہ النمل ۲۷/۲۳)

عائشہ وحفصہ :۔ إِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا (سورہ التحریم ۶۶/۳)

فاطمہ ۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (سورہ الرحمٰن ۵۵/۱۹)

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا عورتوں کی حسب ذیل خصلتیں ذکر کی ہیں۔

ادب حوا ۔ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا (سورہ الاعراف ۷/۲۳)

شوق آسیہ ۔ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (سورہ التحریم ۶۶/۱۱)

ضیافت سارہ ۔ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ (سورہ ہود ۱۱/۷۱)

عقل بلقیس ۔ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً (سورہ النمل ۲۷/۳۴)

حیاء زوجہ موسیٰ ۔ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي (سورہ القصص ۲۸/۲۵)

احسان خدیجہ ۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا (سورہ الضحیٰ ۹۳/۸)

نصیحت عائشہ و حفصہ ۔ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۲)

أَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۳)

عصمت فاطمہ ۔ نِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ (سورہ آل عمران ۳/۶۱)

اللہ تعالیٰ نے دس عورتوں کو دس چیزیں دی ہیں۔

توبہ ۔ حوا زوجہ آدم کو

جمال ۔ زوجہ ابراہیم کو

حفاظت کرنا ۔ رحیمہ زوجہ ایوب کو۔

حرمت ۔ آسیہ زن فرعون کو

حکمت ۔ زلیخا زوجہ یوسف کو

عقل ۔ بلقیس زوجہ سلیمان کو

صبر ۔ برحانہ ام موسیٰ کو

عفت ۔ مریم مادر عیسیٰ کو

رضا ۔ خدیجہ زوجہ محمد مصطفےٰ کو۔

علم ۔ فاطمہ زوجہ علی مرتضیٰ کو۔

خدا نے دس کی دعائیں کو قبول فرمایا ہے۔

۱۔ نوحؑ ۔ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ (سورہ الصّٰفّٰت ۳۷/۷۵)

۲۔ یوسف ۔ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ (سورہ یوسف ۱۲/۳۴)

۳۔ موسیٰ و ہارون ۔ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا (سورہ یونس ۱۰/۸۹)

۴۔ یونس فَاسْتَجَبْنَا لَهُ (سورہ الانبیاء ۲۱/۸۸)

۵۔ ایوب ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ (سورہ المومن ۴۰/۶۰)

۶۔ زکریا ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ (سورہ الانبیاء ۲۱/۹۵)

۷۔ محصلین ۔ ادْعُونِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (سورہ المومن ۴۰/۶۰) ۸۔ مضطرین اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ (سورہ النمل ۲۷/۶۲)

۹۔ داعین وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ (سورہ البقرہ ۱۸۶/۲) ۱۰۔ فاطمہؑ اور علیؑ ۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ (سورہ آل عمران ۳/۱۹۵)

حضرت رسولِ خدا کو اللہ نے دس چیزوں کے شر سے امان دی اور حضرت کی خواہشوں کو پورا کیا۔

۱۔ قرآن وطن۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (سورہ القصص ۲۸/۸۵)

۲۔ حضرت کے بعد تبدیلی قرآن جیسا کہ اور کتابوں میں ہوا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورہ الحجر ۱۵/۹)

۳۔ عذابِ اُمت۔ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ (سورہ انفال ۸/۳۳)

۴۔ ظہورِ دین۔ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (سورہ التوبہ ۹/۳۳)

۵۔ مومنین کا ثبات قدم آپ کے بعد۔ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (سورہ ابراہیم ۱۴/۲۷)

۶۔ دشمن۔ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ (سورہ التحریم ۶۶/۸)

۷۔ شفاعت۔

۸۔ آپ کے بعد آپ کے وصی کے متعلق لوگوں کی فتنہ پردازی فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ (سورہ الزخرف ۴۳/۴۱) یعنی علیؑ کے معاملہ میں ہم اُن کے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔

۹۔ آپ کی اولاد میں اثبات خلافت۔ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ (سورہ النور ۲۴/۵۵)

۱۰۔ اپنی بیٹی کے متعلق وقت ہجرت الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا (سورہ آل عمران ۳/۱۹۱)

سردار توابین چار ہیں۔

آدم ۔ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا (سورہ الاعراف ۷/۲۳)

یونس۔ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (سورہ القصص ۲۱/۸)

داؤد ۔ وَخَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَابَ (سورہ ص ۳۸/۲۴)

فاطمہؑ۔ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا (سورہ آل عمران ۳/۱۹۱)

چار نیک بی بیاں بحالت خوف رہیں۔

۱۔ آسیہ زن فرعون جن کو فرعون نے سخت سے سخت تکالیف پہنچائیں انہوں نے بارگاہ الہٰی میں عرض کی رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (سورۃ التحریم ۶۶/۱۱)

۲۔ ہاجرہ یہودیوں سے خائف رہیں اور ان سے بھاگیں۔

۳۔ خدیجہ جن کا نساء قریش نے بائیکاٹ کیا

۴۔ مریم۔ فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَا اَلَّا تَحْزَنِيْ (سورہ مریم ۱۹/۲۴)

۵۔ فاطمہ جن کی ان کے باپ کی اُمت نے ستایا۔

سب سے زیادہ گریہ کرنے والے آٹھ ہیں۔ ان میں ایک جناب فاطمہؑ ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فاطمہؑ حضرت رسولِ خداؐ کو اتنا روئیں کہ اہل مدینہ گھبرا گئے انہوں نے کہا کہ ہمیں آپ کے رونے سے اذیت ہوتی ہے یا آپ دن میں رویا کریں یا رات کو اس کے بعد جنت البقیع میں جاکر رویا کرتی تھیں۔

خیر النساء العالمین چار ہیں۔ ابو ہذیل نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے آیہ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ آل عمران ۳/۴۲) پڑھ کر فرمایا اے علیؑ خیر نساء العالمین چار ہیں۔ مریم بنت عمران۔ خدیجہ بنت خویلد۔ فاطمہ بنت محمدؐ اور آسیہ بنت مزاحم۔

ابو نعیم ابن البیع نے مسند میں خطیب نے تاریخ میں ابن لبطہ نے ابانہ میں ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابوہریرہ جابر ابن عبداللہ سعید بن مسیب اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا نساء عالمین سب سے بہتر مریم بنت عمران۔ خدیجہ بنت خویلد فاطمہؑ بنت محمدؐ اور آسیہ زن فرعون ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ فاطمہؑ ان سب سے افضل ہے اور انس سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا فاطمہ خیر نساء العالمین ہے اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا فاطمہ سیدۃ نساء اہل الجنہ ہے اور جناب عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ بشارت ہو تجھے کہ اللہ نے نساء العالمین میں تیرا اصطفا کیا اور تمام نساء اسلام پر جو خیر الادیان ہے تجھے فضیلت دی۔

صحیح بخاری و مسلم اور فضائل العشرہ وغیرہ میں ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ فاطمہؑ نساء جنت کی اور میری امت کی عورتوں کی سردار ہے بلاذری میں ہے کہ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ تو میرے اہل میں سب سے پہلے ملے گی فاطمہؑ کچھ دل گرفتہ ہو گئیں فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں سیدۃ نساء اہل الجنہ ہو یہ سن کر آپ مسکرائیں۔

شعبی نے مسروق سے انہوں نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فاطمہؑ سے کوئی پوشیدہ بات کہی جس پر وہ ہنسیں میں نے فاطمہؑ سے پوچھا تو انہوں نے کہا حضرتؐ نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ نساء اہل جنت کی سردار حلیۃ الاولیاء اور کتاب شیرازی میں عمران بن حصین اور جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ ایک روز فاطمہؑ کے پاس

آئے اور احوال پرسی کی آپ نے کہا میرے گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں فرمایا تو نساء عالمین کی سردار ہے انہوں نے کہا کیا مریم سیدہ نساء عالمین نہیں ہیں فرمایا وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں اور تم اپنے زمانہ کی عورتوں کی ہو۔ اور تیرا شوہر سردار ہے دنیا و آخرت میں اور امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ فاطمہ سیدہ نساء جنت ہے اولین و آخرین میں تمام عورتوں کی۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب فاطمہؑ جنّت کی طرف چلیں گی تو آسیہ اور مریم اور خدیجہ آگے آگے بطور حجاب کے چلیں گی از روئے حساب سيدة الحور من ولد آدم كلهم ہم عدد ہے اس فقرے کے ام الحجج فاطمة البتول دونوں کے عدد ۱۲۹۰ ہیں۔

بدیل ہروی نے حسین بن روح علیہ الرحمہ سے پوچھا رسول کی کتنی بیٹیاں تھیں انہوں نے (تقیةً) جواب دیا چار اس نے کہا ان میں افضل کون تھیں۔ فرمایا فاطمہ اس نے کہا یہ کیسے وہ تو سب سے چھوٹی تھیں اور صحبت رسول سے فیض بہ نسبت اوروں کے کم پایا تھا فرمایا دو خصلتوں کی وجہ سے اول یہ کہ وہ وارث ہوئیں رسول اللہ کی دوسرے نسل رسول ان سے چلی اور اس فضیلت سے انہیں مخصوص نہیں کیا گیا مگر خلوص معرفت اور حسن نیت کی بنا پر۔

علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ وہ افضل نساء عالمین ہیں اور یہ امر ظاہر ہوا اس بات سے کہ رسول ان کی تعظیم کرتے تھے یہ خصوصیت کسی دوسری عورت کے لیے نہ تھی (حضرت رسول خدا کی صلبی بیٹی حضرت فاطمہؑ کے سوا کوئی نہ تھی۔

جناب سیدہؑ کی منزلت عند اللہ

صحیح دار قطنی میں ہے کہ رسول اللہ نے ایک چور کے ہاتھ قطع کرنے کا حکم دیا اس نے کہا اے رسول خدا میں سابق فی الاسلام ہوں آپ میرے لیے ایسا حکم دیتے ہیں فرمایا اگر میری بیٹی فاطمہ ایسا کرتی تو یہی حکم میں اس کے لیے بھی دیتا جب جناب فاطمہ نے یہ سنا تو بہت رنجیدہ ہوئیں جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (سورہ الزمر ۳۹/۶۵) (اگر تو نے اے رسول شرک کیا تو تیرے سب عمل حبط ہو جائیں گے) رسول اللہ یہ سن کر محزون ہوئے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (سورہ الانبیاء ۲۱/۲۲) رسول اللہؐ کو اس پر تعجب کیا۔ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ آپ کے قول سے فاطمہؑ کو رنج پہنچا تھا پس یہ آیت ان کی تسکین کے لیے ہے تاکہ وہ راضی ہوں یعنی جیسے اللہ نے اپنے اور رسول کے لیے بطور فرض کہا ہے اسی طرح رسولؐ نے فاطمہ کے لیے کہا۔

سفیان ثوری نے اعمش سے اور اس نے ابو صالح سے روایت کی ہے کہ جب آیہ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (سورہ التکویر ۸۱/۷) نازل ہوئی تو حضرتِ رسولِ خدا نے فرمایا روزِ قیامت جب کوئی مومن پل صراط کو قطع کرے گا تو باب جنت پر خدا نساء دنیا کی چار عورتوں اور جنت کی ستر ہزار حوروں سے اس کی تزویج کرے گا سوائے علی ابن ابی طالب کے کہ جنت میں بھی ان کی بی بی فاطمہ زہرا ہوں گی۔ نساء دنیا سے ان کے سوا اور کوئی عورت آپ کی زوجیت میں نہ ہوگی البتہ جنت کی ستر ہزار حوریں آپ کی خدمت کے لیے ہوں گی اور ہر حور کے ساتھ ستر ہزار خادم ہوں گے۔

جناب سیدہ نے غزوات امیرالمومنین کے سلسلے میں ایک وکیل کی تمنا ظاہر کی خدا نے یہ آیت نازل کی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا (سورہ المزمل ۹/۷۳)

ایک عالم سے کسی نے پوچھا کہ سورہ دہر میں اللہ نے تمام نعمتوں کا ذکر کیا ہے سوائے حورالعین کے۔ انہوں نے فرمایا خدا نے فاطمہ کی جلالت شان کی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔

جابر جعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا خدا غضب فاطمہ سے غضبناک ہوتا ہے ان کی رضا سے راضی ہوتا ہے۔

تاریخ بغداد وغیرہ میں حذیفہ اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا کہ فاطمہ نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی خدا نے ان کی ذریت پر آتش دوزخ کو حرام کر دیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے حي علی خير العمل کے متعلق پوچھا گیا فرمایا خیر عمل فاطمہ اور ان کی اولاد کی نیکی ہے۔

محاضرات میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول خدا نے بلا رکوع کے پانچ سجدے کئے ہم نے اس کا سبب پوچھا فرمایا جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ علیؑ کو دوست رکھتا ہے میں نے پھر سجدہ کیا۔ جب سر اٹھایا تو کہا خدا فاطمہ کو دوست رکھتا ہے میں نے پھر سجدہ کیا۔ سر اٹھانے پر کہا اور ان کے دوستوں کو بھی دوست رکھتا ہے۔ میں نے پھر سجدہ کیا۔

سمعانی نے رسالہ القوامیہ میں زعفرانی نے فضائل الصحابہ میں اشتھی نے اعتقاد اہل السنہ میں۔ عکبری نے ابانہ میں احمد نے الفضائل میں ابن عباس اصبغ اور ابوایوب وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا قیامت کے روز ایک منادی پس حجاب سے ندا کرے گا کہ لوگو اپنی آنکھیں بند کر لو اور اپنے سر جھکا لو تاکہ فاطمہ بنت محمد صراط سے گزر جائے آپ کے ساتھ ستر حوریں ہوں گی جو برق سے زیادہ چمک دار ہوں گی۔

بطریق اہل بیت مروی ہے کہ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا کہ قیامت کے روز میری بیٹی فاطمہ جنت کے ایک ناقہ پر سوار ہوں گی جس کی نکیل موتیوں کی ہوگی۔ پیر زمرد کے دم مشک اذفر کی آنکھیں یاقوت احمر کی اس پر ایک نور کا قبہ

ہوگا جس کے ظاہر کا حال باطن سے اور باطن کا ظاہر سے نظر آئے گا۔ اس کے اندر عفو خدا باہر رحمت خدا۔ ان کے سر پر نور کا تاج ہوگا جس کے ستر رکن ہوں گے۔ ہر رکن در و یاقوت سے مرصع ہوگا اور روشن ستارہ کی طرح چمکدار ہوگا ناقہ کے داہنی جانب ستر ہزار اور بائیں جانب ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ جبریل ناقہ کی مہار پکڑے ہوں گے اور بلند آواز سے ندا کرتے ہوں گے غضوا من ابصارکم و نکسوا من رؤسکم فان فاطمة بنت محمد تجوز علی الصراط (آنکھیں بند کرو تاکہ فاطمہ گزر جائیں) وہ گزرتی ہوئی عرش الٰہی پہ پہنچیں گی اور عرض کریں گی پروردگار رحم کر میرے اور میرے ظالموں کے درمیان اور فیصلہ کر میرے اور ان ظالموں کے درمیان جنہوں نے میری اولاد کو قتل کیا پس خدا کی طرف سے ندا آئے گی اے میری حبیبہ اے میرے حبیب کی بیٹی مجھ سے سوال کر میں دوں گا مجھ سے سفارش کر میں قبول کر دوں گا۔ اپنے عزت و جلال کی قسم میں ظالم کو ظلم کا پورا پورا بدلہ دوں گا پھر فاطمہ کہیں گی پروردگار ان پر بھی عذاب نازل کر جنہوں نے میری ذریت اور میری اولاد کے دوستوں کو ستایا ہے۔ پس خدا کی طرف سے ندا آئے گی کہاں ہے ذریت فاطمہ اور ان کے محب شیعہ۔ پس وہ آئیں گے اس طرح کہ ملائکہ رحمت ان کو گھیرے ہوں گے فاطمہؑ ان کو گھیرے ہوں گی اور ان سب کو داخل جنت کریں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ فاطمہ عرصہ محشر میں اس طرح آئیں گی کہ جنت کے حلوں سے ملبوس ہوں گی اور حسینؑ کی خون آلود قمیص ان کے ہاتھ میں ہوگی عرش کے پایہ کو پکڑ کر کہیں گی خداوندا میرے اور میری اولاد کے قاتلوں کے درمیان حکم کر۔

ابوبکر مردویہ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ جب فاطمہ کی تزویج ہوئی تو خدا نے رضوان کو حکم دیا اس نے طوبیٰ کو حکم دیا کہ وہ اہل بیت محمد کے لیے رقعے پیدا کرے پھر ملائکہ نے ان رقعوں کی تعداد کے مطابق نور برسایا اور ہر ملک نے ایک ایک رقعہ لیا روز قیامت جب سب لوگ جمع ہوں گے تو خدا ملائکہ کو ان رقعوں کے ساتھ بھیجے گا۔ یہ ملائکہ ایک ایک رقعہ ہر محب اہل بیت کو دیں گے جو آتش دوزخ سے برأت کا نشان ہوگا۔

ابن عباس نے آیہ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا (سورہ الدہر ۱۳/۷۶) کے تحت لکھا ہے کہ اہل جنت جنت میں ایسا نور دیکھیں گے جس سے تمام جنت روشن ہو جائے گی۔ اہل جنت کہیں گے خداوندا تو نے اپنی کتاب میں فرمایا تھا۔ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا (سورہ الدہر ۱۳/۷۶) پس ایک منادی ندا دے گا یہ نور شمس ہے نہ نور قمر بلکہ یہ نور علیؑ و فاطمہؑ ہے۔

ابو صالح نے اربعین میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والی فاطمہ ہوں گی۔

خرکوشی نے شرف النبی میں لکھا ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا فاطمہ نام اس لیے ہے کہ اس کو اور اس کے شیعوں کو آتش جہنم سے الگ رکھا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شر سے الگ ہیں اور ایک

روایت میں ہے کہ خون حیض ان کو نہیں آتا تھا۔ ابوصالح نے اربعین میں لکھا ہے کہ بتول وہ ہے جس نے خونِ حیض کی سرخی کبھی نہ دیکھی ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے عائشہؓ سے فرمایا کہ فاطمہؑ کا قیاس دوسری عورتوں پر نہ کرو اس لیے کہ وہ بیماری نہیں جو سب عورتوں کو ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا جب فاطمہؑ زندہ تھیں خدا نے علیؑ پر دوسری عورتوں کو حرام کر دیا تھا کیونکہ وہ طاہرہ تھیں ان کو حیض نہیں آتا تھا۔

عبید ہروی نے غریبین میں لکھا ہے کہ مریم اس لیے بتول تھیں کہ وہ مردوں سے الگ رہیں اور فاطمہ اس لیے بتول ہیں کہ ان کا کوئی نظیر نہیں۔

اور زہرا نام اس لیے ہوا کہ وہ وجیہ تھیں۔ صبح کو امیرالمومنین کے سامنے روشن سورج تھیں دوپہر کو ماہ منیر اور غروب کے وقت کوکب دری۔

حضرت فاطمہؑ سے آنحضرتؐ کی محبت

جامع ترمذی اور ابانہ عکبری میں ہے کہ جناب عائشہؓ نے کہا کہ مردوں میں حضرت رسولؐ خدا کو علیؑ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا اور عورتوں میں فاطمہؑ سے زیادہ۔

فضائل عشرہ ابوالسعادات سے اور دیگر کتب میں اسامہ عبداللہ بن عطا وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ سے سوال کیا گیا کہ عورتوں میں سب سے محبوب آپ کے نزدیک کون ہے فرمایا فاطمہ پوچھا اور مردوں میں فرمایا علیؑ۔

قوت القلوب اربعین ابوصالح اور فضائل صحابہ وغیرہ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے آنحضرتؐ سے پوچھا جب کہ آپ حضرت علیؑ اور فاطمہؑ دونوں کے درمیان تھے کہ ہم دونوں میں آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے میں یا فاطمہ فرمایا وہ مجھے محبوب ہے اور تم مجھے اس سے زیادہ عزیز ہو۔

جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک بار علیؑ اور فاطمہؑ نے اپنے اپنے فضائل پر فخر کیا۔ جبریل نے آنحضرتؐ کو خبر دی کہ آپ کی محبت کے سلسلے میں دونوں کے درمیان معاملہ طول پکڑ گیا ہے آپ ان کا فیصلہ کریں آپ تشریف لائے اور دونوں کی گفتگو سنی۔ جناب فاطمہؑ سے فرمایا تمہارے لیے حلاوت دلبہ ہے اور علیؑ کے لیے عزیز جان۔ وہ میرے نزدیک تم سے زیادہ محبوب ہے حضرت فاطمہؑ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مصطفےٰ و مجتبیٰ بنایا اور آپ کے ذریعے سے امت کو ہدایت کی کہ جب تک میں زندہ ہوں اس کا اقرار کروں گی۔

حلیۃ الاولیا میں کعب ابن عجرہ سے مروی ہے کہ مہاجرین و انصار اور بنی ہاشم کے اس بارے میں جھگڑا ہوا کہ رسولؐ خدا کو کس گروہ سے زیادہ محبت ہے آپ نے فرمایا اے گروہ انصار میں تمہارا بھائی ہوں انہوں نے خوش ہو کر کہا بس حضورؐ ہمارے ہیں۔ پھر فرمایا اے گروہ مہاجرین میں تم میں سے ہوں وہ خوش ہو کر کہنے لگے بس حضورؐ ہمارے ہیں پھر بنی ہاشم سے فرمایا تم مجھ سے ہو اور میری آل ہو وہ کہنے لگے خدا کی قسم حضور ہم سے ہیں الغرض آپ کی حسن تدبیر سے سب خوش ہو گئے۔

عامر شعبی۔ حسن بصری۔ سفیان ثوری۔ جابر انصاری اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا فاطمہؑ میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھ کو غضبناک کیا۔ اور ایک روایت میں ہے جس نے اسے ستایا اس نے مجھے ستایا جس نے اسے خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا جس نے اسے برا سمجھا اس نے مجھے برا سمجھا اور علیؑ تمام مخلوق میں زیادہ عزت والے ہیں۔

سہل بن عبداللہ عمر بن عبدالعزیز (اموی بادشاہ) سے کہنے لگا کہ آپ کی قوم کہتی ہے کہ آپ اولاد فاطمہ کو ان کے اوپر ترجیح دیتے ہیں انہوں نے کہا میں نے معتمد اور ثقہ لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے راضی رکھا اس نے مجھے راضی رکھا اور جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا پس خدا کی قسم میں رسولؐ اللہ کو راضی رکھوں گا اور اولاد فاطمہ کو راضی رکھ کر فاطمہؑ کو راضی رکھوں گا۔

آنحضرتؐ کے ارشادات سے فاطمہؑ کی عصمت ظاہر ہے اگر فاطمہؑ گنہگار ہوتیں تو آپ ہرگز ان کی اذیت کو اپنی اذیت نہ فرماتے کیونکہ گنہگار پر اقامت حد لازم ہے۔

ابو ثعلبہ سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ سفر سے آتے تو سب سے پہلے فاطمہؑ کے گھر جاتے وہ کھڑی ہو جاتیں حضرت گلے ملتے اور ان کی آنکھوں کو بوسہ دیتے۔

اربعین اور فضائل سمعانی میں جناب عائشہؓ وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت جب غزوات سے واپس ہوتے تو جناب فاطمہؑ کے گھر پہلے جاتے اور جب فاطمہ آپ کے پاس آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور ان کے سر کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب حضرت ان سے ملنے آتے تو ایک دوسرے کو بوسہ دیتا اور دونوں ساتھ بیٹھتے۔

ابوالسعادات نے فضائل عشرہ میں ابن موذن نے اربعین میں ابن عباس وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت جب سفر کا ارادہ کرتے تو سب سے آخر میں فاطمہؑ سے ملتے اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے ان کے پاس جاتے اگر عنداللہ فاطمہؑ کا مرتبہ عظیم نہ ہوتا تو آپ ہرگز ایسا نہ کرتے کیونکہ وہ آپ کی بیٹی تھیں خدا نے اولاد کو باپ کی تعظیم کا حکم دیا ہے نہ کہ باپ کو اولاد کی۔

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ فاطمہؑ رسولؐ اللہ کو سب سے زیادہ عزیز تھیں۔ آپ ایک روز خانہ سیدہ میں آئے تو دیکھا وہ نماز پڑھ رہی ہیں (نماز نافلہ) پس حضرت کی آواز سنتے ہی نماز کو قطع کیا اور مصلیٰ چھوڑ کر حضرت کے پاس آئیں

سلام کیا۔ حضرت نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہو بیٹی رات کیسے گزری۔ اللہ کی تم پر رحمت ہو۔

مروی ہے کہ ایک روز حضرت رسول خدا جناب فاطمہؑ کے گھر آئے تو انہوں نے جو کی سوکھی روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا پیش کیا آپ نے اسی سے روزہ افطار کیا اور فرمایا بیٹی یہ پہلی روٹی ہے جو تین دن کے بعد تیرے باپ نے کھائی ہے۔ یہ سن کر وہ رونے لگیں۔ حضرت نے اپنا ہاتھ ان کے چہرہ پر پھیرا اور پیار کیا۔

ابو صالح موذن نے اربعین میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کی تزویج علی سے کردوں میں نے تعمیل کی جبریل نے کہا خدا نے ایک جنت موتیوں سے بنائی ہے۔ ایک گوشے سے دوسرے گوشہ تک موتی اور یاقوت ہیں سونے میں جڑے ہوئے اس کی چھت زبر جد سبز کی ہے اور اس میں چمکدار طاق ہیں یاقوت سے مرصع اس کے دریچوں میں سونے چاندی۔ موتی۔ یاقوت اور زبر جد کی اینٹیں ہیں اس میں ہر طرف چشمے ہیں نہریں ہیں۔ نہروں پر موتیوں کے قبے ہیں اور ان پر سونے کی زنجیریں لٹکی ہوئی ہیں اور قسم قسم کے درخت پھیلے ہوئے ہیں اور ہر قبہ سفید موتیوں کا تخت ہے اور سندس و استبرق سے ڈھکے ہوئے ہیں زمین زعفران و مشک و عنبر کی ہے اور ہر قبہ میں ایک حور ہے۔ اور ہر قبہ میں سو دروازے ہیں ہر دروازہ پر دو کنیزیں ہیں اور ہر قبہ میں ایک کتاب ہے اور قبوں کے گرد آیۃ الکرسی لکھی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا اے جبریل خدا نے یہ کس لیے بنایا ہے انہوں نے کہا علی و فاطمہ کے لیے۔ یہ خدا کی طرف سے ان دونوں کے لیے تحفہ ہے تاکہ آپ خوش ہوں۔

آنحضرت نے فرمایا حوراء انسیہ ہے جب میں رائحہ جنت کا مشتاق ہوتا ہوں تو فاطمہ کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

ایک روز آنحضرتؐ نے فاطمہ کو رنجیدہ پایا تو انہوں نے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عائشہ نے میری ماں پر فخر کرتے ہوئے کہا وہ سن رسیدہ آپ کی زوجیت میں آئیں اور میں باکرہ فرمایا غم نہ کرو اللہ نے تمہاری ماں کو امامت کا مرکز بنایا ہے۔

معجزات حضرت فاطمہ زہراؑ

محمد بن ابی بکر سے کسی نے کہا کیا فاطمہؑ محدثہ تھیں انہوں نے کہا بے شک اس نے کہا فرشتے تو انبیا کے سوا اور کسی سے کلام نہیں کرتے انہوں نے کہا مریم نبی نہ تھیں۔ محدثہ تھیں۔ ام موسیٰ نبی نہ تھیں محدثہ تھیں سارا نے ملائکہ کو دیکھا اور ان کو اسحاق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی بشارت دی حالانکہ وہ نبی نہ تھیں۔

کلینی علیہ الرحمہ نے کافی میں لکھا ہے رسول وہ ہے جس کے پاس فرشتہ آئے اور اس سے کلام کرے اور نبی وہ ہے کہ وہ

خواب میں احکام ربانی کو سے اور ایسا اتفاقات نبوت و رسالت ایک ذات میں جمع ہوتی ہیں اور محدث وہ ہے جو فرشتہ کی آواز سنتا ہے لیکن اس کی صورت نہیں دیکھتا۔

جب آنحضرتؐ کو مرض الموت لاحق تھا تو ایک روز آپ غشی کی حالت میں تھے کسی نے دق الباب کیا جناب فاطمہ نے کہا کون ہے اس نے کہا میں ایک مرد مسافر ہوں رسول اللہؐ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں جناب سیدہ نے فرمایا واپس جا اس وقت رسول اللہؐ غش میں ہیں رسول تجھ سے نہیں مل سکتے" وہ چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے پھر دق الباب کیا پوچھا کون ہے اس نے کہا میں مسافر ہوں اور رسول اللہؐ سے ملنا چاہتا ہوں اس وقت حضرت کے مرض میں افاقہ تھا آپ نے فرمایا فاطمہ تم جانتی ہو یہ کون ہے انہوں نے کہا نہیں فرمایا یہ جماعتوں میں تفرقہ ڈالنے والا ہے۔ یہ لذت کو قطع کرنے والا ہے۔ یہ ملک الموت ہے یہ کسی سے طالب اذن نہیں ہوتا۔ یہ عند اللہ میری بزرگی کی وجہ سے طالب اذن ہے۔ اسے بلا لو۔ جناب سیدہ نے فرمایا داخل ہو اللہ تم پر رحم کرے وہ داخل ہوا اور کہا السلام علی أهل بیت رسول الله حضرت نے امیر المومنین کو صبر کی وصیت کی اور فاطمہ کی حفاظت کی۔ قرآن جمع کرنے کی اور اپنا قرض ادا کرنے۔ غسل دینے قبر کے گرد احاطہ بنوانے اور حسنؑ و حسینؑ کی حفاظت کی۔

امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جناب فاطمہ ۷۵ دن اپنے باپ کو روئیں جبرئیل آتے تھے اور آنحضرتؐ کے حال کی خبر دیتے تھے تعزیت کرتے تھے اور آنے والے حوادث کا ذکر کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام ان کو لکھ لیتے تھے اور سیدہ کے پاس فرشتہ کا آنا ایسا ہی تھا جیسے مریم کے پاس آیا تھا۔ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ (سورہ مریم ۱۹/۲۴)

ابوالسعادات نے فضائل عشرہ ابوذر سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے مجھے علی کو بلانے کے لیے بھیجا میں دروازہ پر آیا آواز دی تو کوئی نہ بولا میں نے پلٹ کر رسول سے بیان کیا فرمایا پھر جاؤ وہ گھر میں ہیں جب گھر میں داخل ہوا تو دیکھا چکی خود بخود چل رہی ہے میں نے عرض کیا رسول اللہؐ آپ کو بلا رہے ہیں میں ان کے ساتھ جب آنحضرتؐ کے پاس آیا تو جو دیکھا تھا وہ بیان کیا فرمایا اے ابوذر تعجب نہ کرو ملائکہ زمین پر آتے ہیں وہ آل محمدؐ کی مدد پر مامور ہیں۔

حسن بصری نے عمار سے روایت کی ہے کہ میں نے فاطمہؑ کو سوتے پایا درانحالیکہ چکی چل رہی تھی۔

مروی ہے کہ جب فاطمہؑ مشغول نماز ہوتی تھیں اور بچہ روتا تھا تو فرشتہ گہوارہ جنبانی کرتا تھا۔

رسول اللہؐ نے سلمان کو فاطمہؑ کے پاس بھیجا وہ کہتے ہیں میں دروازہ پر آیا تو دیکھا فاطمہؑ قرآن پڑھ رہی ہیں اور چکی چل رہی ہے جب رسول اللہؐ سے بیان کیا تو آپ مسکرائے اور فرمایا خدا نے میری بیٹی فاطمہ کے دل اور اعضا کو ایمان سے بھر دیا ہے وہ عبادت الہٰی کرتی ہے۔

مروی ہے کہ جناب فاطمہؑ کی وفات کے بعد ام ایمن نے مدینہ کی رہائش ترک کر کے مکہ کا سفر کیا جحفہ میں پہنچ کر پانی ختم ہو جانے سے پیاس کی وہ شدت ہوئی کہ مرنے کا خوف پیدا ہوا انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا اے میرے رب کیا تو مجھے پیاسا رکھے گا درانحالیکہ میں تیرے نبی کی بیٹی کی خادمہ ہوں پس آب جنت کا ایک ڈول اترا ام ایمن کہتی ہیں میں

نے پیا تو کبھی سال نہ مجھے شدت کی بھوک لگی نہ پیاس۔

مالک بن دینار کہتا ہے میں نے موسم حج میں ایک نہایت ضعیف عورت کو ایک کمزور سے چوپایہ پر سوار دیکھا لوگ حج سے واپس ہونے کے لیے کہہ رہے تھے جب ہم وسط بادیہ میں پہنچے تو اس کی سواری تھک کر بیٹھ گئی لوگوں نے ایسی کمزور سواری لے کے چلنے پر ملامت کی اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہا نہ تو نے مجھے اپنے گھر میں رکھا اور نہ اپنے گھر پہنچایا قسم ہے تیرے عزت و جلال کی اگر تیرے سوا دوسرا ایسا کرتا تو میں اس کی شکایت تجھ سے کرتی۔ ناگاہ جنگل میں سے ایک شخص ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے آیا اور اس سے کہا سوار ہو اور ناقہ اسے نہایت تیزی سے لے چلا۔ جب میں نے اسے طواف کرتے دیکھا تو پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں شہرہ بنت مسکہ بنت فضہ ہوں جو کنیز فاطمہؑ زہرا تھیں۔

جناب جابر سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا کو کئی دن فاقہ میں گزرے تھے اور ازواج کے یہاں کوئی چیز کھانے کی نہ تھی آپ جناب فاطمہؑ کے گھر آئے تو دیکھا ایک پیالہ میں لذیذ تازہ کھانا رکھا ہوا ہے فرمایا یہ کہاں سے آیا۔ انہوں نے کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے حضرت نے فرمایا حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھے اس وقت تک نہ مارا جب تک میں نے وہ نہ دیکھ لیا اپنی بیٹی کے لیے جو زکریا نے مریم کے لیے دیکھا تھا جب ان کے حجرہ میں داخل ہوئے تو ان کے پاس کھانا دیکھا پوچھا اے مریم یہ کہاں سے آیا انہوں نے کہا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (سورہ آل عمران ، ۳/۳۷)

حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کی چادر زید نامے یہودی کی عورت کے پاس رکھی اور کچھ جو اس سے لیے۔ جب زید گھر میں آیا تو اس سے پوچھا یہ ہمارے گھر میں نور کیسا ہے اس نے کہا یہ فاطمہؑ کی چادر کا ہے یہ سن کر وہ یہودی مسلمان ہو گیا اور اس کی بی بی بھی اور ان کے ساتھ اسی افراد اور۔

حضرت فاطمہؑ نے حضرت رسولؐ سے انگوٹھی مانگی فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جو انگوٹھی سے بہتر ہے جب رات کی نماز پڑھو تو اللہ سے انگوٹھی مانگو تمہاری حاجت برآئے گی انہوں نے ایسا ہی کیا ناگاہ ایک ہاتف نے کہا اے فاطمہؑ جو کچھ تم نے مانگا ہے وہ مصلے کے نیچے ہے دیکھا تو ایک یاقوت کی انگوٹھی ہے انمول آپ نے اس کو اپنی انگلی میں پہن لیا اور خوش ہوئیں رات کو جب سوئیں تو خواب میں اپنے کو جنت میں پایا اور وہاں تین قصر دیکھے جن کی مثل جنت میں دوسرے نہ تھے پوچھا یہ قصر کس کے لیے ہیں کہا گیا کہ فاطمہ بنت محمدؐ کے لیے فرماتی ہیں پھر میں ایک قصر میں داخل ہوئی اس میں ایک تخت دیکھا جس کے تین پائے تھے میں نے پوچھا یہ کس کے لیے ہے اور اس کے تین پائے کیوں ہیں۔ کہا گیا اس تخت کی مالکہ نے خدا سے ایک انگوٹھی مانگی۔ وہ اس پایہ سے بنا کر دی گئی اور یہ تخت تین پایہ کا رہ گیا۔ صبح کو یہ خواب میں نے رسولؐ اللہ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب دنیا تمہارے لیے نہیں ہے تمہارے لیے آخرت ہے اور تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے حضرت نے فرمایا یہ انگوٹھی مصلے کے نیچے رکھ دو جناب فاطمہؑ کہتی ہیں میں نے رکھ دی تو وہ غائب ہو گئی۔ دوسری رات خواب میں پھر وہی قصر دیکھا اب اس تخت کے چاروں پائے

تھے۔

ابو جعفر طوسی نے اختیار الرجال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام کو گھر سے نکالا گیا تو جناب فاطمہؑ گھر سے نکل کر قبرِ رسول پر آئیں اور کہنے لگیں علیؑ کو چھوڑ دو خدا کی قسم اگر تم نے نہ چھوڑا تو میں اپنے بال پریشان کروں گی اور رسول اللہ کی قمیص اپنے سر پر رکھوں گی اور خدا سے فریاد کروں گی۔ سلمان کہتے ہیں واللہ میں نے دیکھا کہ مسجد کی دیوار کی بنیادیں اپنی جگہ سے اکھڑ گئیں اور اتنی بلند ہوئیں کہ اگر کوئی چاہتا تو نیچے سے نکل جاتا۔ میں نے عرض کی اے میری سیدہ اللہ نے آپ کے پدر بزرگوار کو رحمت بنا کر بھیجا تھا آپ ان کے لیے باعث عذاب نہ بنیئے۔ میری عرضداشت پر سیدہ نے بددعا نہ کی اور دیواریں اپنی جگہ پر آ گئیں۔

مفضل بن عمر نے صادق آل محمد سے روایت کی ہے کہ جب جناب خدیجہ نے حضرت رسولِ خدا سے عقد کیا تو زنانِ مکہ نے آپ کا بائیکاٹ کر دیا تنہائی سے وہ گھبرا گئیں جناب فاطمہ بحالت حمل ان سے باتیں کرتی تھیں۔ حضرت رسولِ خدا نے سنا تو فرمایا جبرئیل نے مجھے بشارت دی ہے کہ میری یہ بیٹی طاہرہ اور میمونہ ہے خدا میری نسل اسی سے چلائے گا جب وقت قریب آیا تو جناب خدیجہ پریشان ہوئیں کہ کوئی عورت پاس نہیں ناگاہ چار عورتیں داخل ہوئیں ایک نے ان میں سے کہا اے خدیجہ آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ ہم آپ کے رب کی فرستادہ ہیں اور ہم آپ کی بہنیں ہیں میں سارہ ہوں یہ آسیہ ہیں یہ مریم ہیں یہ کلثوم خواہر موسیٰ ہیں۔ یہ چاروں حضرت خدیجہ کے گرد بیٹھ گئیں جب فاطمہ پیدا ہوئیں تو مکہ کے سارے گھر روشن ہو گئے۔ اور دس حوریں اپنے ساتھ آبِ کوثر کے طبق لائیں اور جناب سیدہ کو غسل دیا اور دو جنتی کپڑوں میں جو دودھ سے سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھے لپیٹا۔ فاطمہ بقدرت خدا گویا ہوئیں اشهد ان لا إله إلا الله وان ابي رسول الله سيد الانبياء وان بعلي سيد الاوصياء وولدي سادة الاسباط۔ پھر ان سب کو سلام کیا اور ہر ایک کا نام لے کر کیا حوروں نے بشارت دی کہ اے خدیجہ تمہاری بیٹی طاہرہ مطہرہ ہے خدا نے برکت دی ہے اس میں اور اس کی نسل میں برکت دی ہے جناب فاطمہ ایک دن میں اتنی بڑھتی تھیں جتنے اور بچے ایک ماہ میں

سیرت جناب فاطمہ زہراؑ

حلیہ ابو نعیم اور مسند ابو یعلیٰ میں جناب عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے فاطمہؑ سے زیادہ صادق سوائے ان کے باپ کے اور کسی کو نہیں پایا۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ اس امت میں فاطمہؑ سے زیادہ کوئی عبادت گزار نہ تھا وہ کھڑے ہو کر اتنی عبادت کرتی تھیں کہ پیروں پر ورم آ جاتا تھا۔

رسول اللہ نے پوچھا عورت کے لیے کون سی چیز سب سے بہتر ہے جناب فاطمہؑ نے فرمایا وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور کوئی مرد اس کو نہ دیکھے حضورؐ نے یہ جواب سن کر سینے سے لگالیا۔

عمرو بن دینار نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سے پھر سیدہ کو کسی نے ہنستے نہ دیکھا۔ زہری سے روایت ہے کہ فاطمہؑ نے اتنی چکی پیسی کہ ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے۔

صحیحین میں ہے کہ جب علیؑ نے آب کشی کی شکایت کی تو سیدہ نے چکی پیسنے کی تکلیف بیان کی۔

ایک بار رسول اللہؐ کے پاس کچھ قیدی آئے جناب امیر نے حضرت فاطمہؑ سے کہا تم بھی ایک کنیز خدمت کے لیے مانگ لو۔ حضرت فاطمہ گئیں اور آنحضرتؐ کو سلام کر کے واپس آگئیں۔ امیر المومنینؑ نے پوچھا کیا ہوا۔ فرمایا حضور کی ہیبت کی وجہ سے کلام کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت علیؑ ان کو ساتھ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے پوچھا تمہاری کوئی حاجت ہے حضرت علی نے کہا فاطمہ آپ سے ایک کنیز کی طالب ہیں فرمایا میں ان قیدیوں کو فروخت کر کے ان کی قیمت اصحاب صفہ پر خرچ کروں گا۔ اس کے بعد سیدہ کو تسبیح زہرا کی تعلیم دی۔

کتاب شیرازی میں ہے کہ جب فاطمہ نے پریشانی بیان کر کے ایک کنیز کا سوال کیا تو حضور روئے اور فرمایا اے فاطمہ قسم اس خدا کی جس نے مجھے مبعوث بحق کیا ہے مسجد میں چار سو مسلمان ایسے پڑے ہیں جن کے لیے نہ کھانا ہے نہ کپڑا اگر خدا کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہارا سوال پورا کر دیتا۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک کنیز کی وجہ سے تمہارا اجر و ثواب ختم کر دوں اور روز قیامت علیؑ تم سے اپنے حق کے بارے میں مطالبہ کریں اس کے بعد آپ نے تسبیح زہرا تعلیم فرمائی۔ حضرت علی نے فرمایا اے فاطمہ آپ رسول اللہ کے پاس دنیا لینے آئی تھیں حضور نے ثواب آخرت عطا فرمایا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا (سورہ بنی اسرائیل ۲۸/۱۷) یعنی تمہاری بیٹی فاطمہ نے جو تمہارے رب کی رحمت چاہی فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا (سورہ بنی اسرائیل ۲۸/۱۷) یعنی ان سے قول حسن کہو اس کے بعد حضرت نے فضہ نامی کنیز عطا فرمائی۔

تفسیر ثعلبی میں جعفر بن محمد سے اور تفسیر قشیری میں جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فاطمہ کو اس حال میں دیکھا کہ ان کی چادر اونٹ کی جھول تھی اور چکی پیستی جاتی تھیں اور بچے کو دودھ بھی پلا رہی تھیں۔ رسول اللہ یہ حال دیکھ کر رو پڑے اور فرمایا بیٹی حلاوت آخرت کے لیے دنیا کی سختی جھیلو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں خدا کی نعمتوں پر اس کی حمد کرتی ہوں اور اس کی بخششوں پر اس کا شکر پس یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (سورہ الضحیٰ ۵/۹۳)۔

ابو منصور کاتب نے کتاب الروح والریحان میں ابوذر سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب فاطمہ نے علی علیہ السلام کا سر ایک کنیز کی آغوش میں دیکھا جسے جعفر نے مع چار ہزار درہم کے حضرت کے لیے ہدیہ بھیجا تھا۔ جناب فاطمہ نے فرمایا اجازت ہے

کہ میں رسول اللہؐ کے گھر چلی جاؤں۔ حضرت نے اجازت دی تو آپ خدمت رسول میں حاضر ہوئیں حضرت نے فرمایا کیا تم علی کی شکایت کرنے آئی ہو انہوں نے کہا بیشک فرمایا علی کے پاس واپس جاؤ اور کہو میں معافی چاہتی ہوں فرماتی ہیں میں نے واپس آکر ایسا ہی کیا حضرت نے فرمایا اے فاطمہ تم میری شکایت میرے حبیب رسول خدا سے کرنے گئی تھیں۔ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے راہ خدا میں اس کنیز کو آزاد کر دیا اور چار ہزار درہم فقرا و مسلین کو صدقہ دیئے۔ پھر آپ نے کپڑے پہن کر خدمت رسول میں حاضری کا ارادہ کیا۔

جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد خدا بعد سلام فرماتا ہے علی سے کہہ دو میں نے تمہیں جنت عطا کی اس کے صلہ میں کہ تم نے رضائے فاطمہ کے لیے کنیز کو آزاد کیا اور چار ہزار درہم صدقہ دیئے پس جس کو تم چاہو جنت میں داخل کر دو اور جس کو چاہو نار جہنم سے آزاد کر دو اسی روز سے امیرالمومنین نے کہا۔ أنا قسيم الجنة والنار

مروی ہے کہ آنحضرتؐ اپنا سفر فاطمہؑ سے ملنے کے بعد شروع کرتے تھے اور جب آتے تھے تو سب سے پہلے فاطمہؑ کے گھر جاتے تھے۔ ایک بار اپنے باپ اور شوہر کی آمد کی خوشی میں کسار خیبری کا ایک پردہ ڈال دیا۔ جب حضرت رسولؐ خدا نے دیکھا تو جناب سیدہ کے گھر میں داخل نہ ہوئے اور غصہ میں بھرے ہوئے منبر پر گئے جناب سیدہ نے اپنا گلوبند اور گوشوارے اتارے اور پردہ در پر سے ہٹایا اور مسجد میں یہ کہلا کر بھیجا ان سب چیزوں کو راہ خدا میں دیدیجئے۔ جب حضرت کے پاس یہ چیزیں پہنچیں تو فرمایا تیرا باپ تجھ پر فدا ہو تو نے وہ کیا جو آل محمد کو کرنا چاہیے وہ آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور دوسرے لوگ دنیا کے لیے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں میں نہیں چاہتا کہ یہ زندگانی دنیا میں اچھی اچھی چیزیں کھائیں۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ جناب سیدہ کے گھر میں آئے تو ان کی گردن میں ہار دیکھا آپ نے منہ پھیر لیا۔ یہ دیکھتے ہی جناب سیدہ نے اسے اتار کر پھینک دیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے فاطمہ تو مجھ سے ہے اسی اثناء میں ایک سائل آگیا آپ نے وہ ہار اس کو دے دیا۔

مسند امام رضا علیہ السلام میں ہے کہ حضرت نے سیدہ عالم سے فرمایا اس پر مغرور نہ ہونا کہ لوگ تم کو بنت محمد کہتے ہیں ورانحالیکہ تمہارے بدن پر چاہ بردوں کا لباس ہو جناب سیدہ نے اپنا لباس فروخت کر کے لونڈی خریدی اور اس کو آزاد کر دیا رسول اللہؐ اس عمل سے بہت خوش ہوئے۔

ابو القاسم قیشری نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں ایک دشت میں قافلے سے الگ ہو گیا اور ایک عورت کو وہاں دیکھا اور اس سے پوچھا۔

میں۔ تم کون ہو۔

وہ۔ وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (سورہ الزخرف ۸۹)
(سلام کرو عنقریب جان لو گے)

میں۔ (سلام کرنے کے بعد) یہاں آپ کیسے آئیں۔

وہ۔ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ (سورہ الزمر ۳۷/۳۹)
(جسے اللہ ہدایت کرے اسے کون گمراہ کرے گا) یعنی گم کردہ راہ ہوں۔

میں۔ انسان ہو یا از قسم جن؟

وہ۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ (سورہ الاعراف ۳۱/۷)
(یعنی انسان ہوں)

میں۔ کہاں سے آئی ہو؟

وہ۔ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّکَانٍۭ بَعِیْدٍ (سورہ حم السجدہ ۴۴/۴۱) (دور سے)

میں۔ کہاں کا قصد ہے؟

وہ۔ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ (سورہ آل عمران ۹۷/۳)
(حج کا ارادہ ہے)

میں۔ کب چلی تھیں؟

وہ۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (سورہ ق ۳۸/۵۰) (چھ دن ہوئے)

میں۔ آپ کو کھانا کھانے کی خواہش ہے۔

وہ۔ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ
(سورہ الانبیاء ۸/۲۱) (یعنی خواہش ہے۔)

میں نے کھانا کھلا کر کہا اب جلدی سے سوار ہو جیے۔

وہ۔ لَا نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (سورہ الانعام ۱۵۲/۶)
(یعنی پیرانہ سالی کی وجہ سے جلد سوار ہونے پر قادر نہیں)

میں۔ آپ میرے ساتھ اونٹ پر سوار ہونا۔

وہ۔ لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا
(سورہ الانبیاء ۲۲/۲۱) (یعنی زن و مرد کا ساتھ باعث فساد ہے)

میں۔ آپ اکیلی ہو کر کیسے اونٹ کو چلائیں گی۔ الغرض ہم قافلے سے جا ملے۔

وہ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا (سورہ الزخرف ۱۳/۴۳)
یعنی خدا مجھے اس پر قابو کر دے گا۔

میں۔ آپ کا کوئی عزیز اس قافلہ میں ہے۔

وہ۔ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ
(سورہ ص ۲۶/۳۸)
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (سورہ آل عمران ۱۴۴/۳)
یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ (سورہ مریم ۱۲/۱۹)
یٰمُوْسٰٓی اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ (سورہ النمل ۹/۲۷)

میں نے یہ چاروں نام زور زور سے پکارے ناگاہ چار جوان میرے پاس آئے۔

میں۔ یہ آپ کے کون ہیں؟

وہ۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

(سورہ الکہف ۴۶/۱۸) (یعنی میرے لڑکے ہیں۔)

جب وہ ان کے پاس آئے تو ان سے کہا یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡاِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ (سورہ القصص ۲۶/۲۸) یعنی اسے کچھ اجرت دو۔ انہوں نے چند چیزیں مجھے دیں اس نے کہا وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (سورہ البقرہ ۲۶۱/۲) انہوں نے کچھ اور تحفے زیادہ کئے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کون محترمہ ہیں انہوں نے کہا یہ ہماری والدہ ماجدہ فضہ کنیز حضرت فاطمہؑ زہرا ہیں۔ یہ بیس برس سے سوائے قرآن کے اور کچھ کلام ہی نہیں کرتی تھیں (حضرت فضہ کو اسی لیے متکلم بالقرآن کہتے ہیں۔)

مروی ہے کہ مدینہ کی عورتوں نے حضرت فاطمہؑ سے کہا آپ کے باپ نے فلاں فلاں جیسے متمول لوگوں کے پیغام رد کر دیئے اور ایک غریب آدمی سے آپ کی شادی کر دی۔ حضرت سیدہ نے آنحضرتؐ سے یہ ذکر کیا آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا میں نے تیری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو اقدام ہے از روئے اسلام اکثر ہے از روئے علم۔ اعظم ہے از روئے حلم۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ مسکرائیں اور کہا بابا جان میں راضی ہوں۔

حضرت فاطمہؑ کی تزویج حضرت علیؑ سے

مسند احمد حنبل میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے کئی بار حضرت فاطمہؑ سے شادی کے لیے پیغام دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ابھی کم سن ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے بھی پیغام دیا اور بہت بڑے مہر کا لالچ دیا اس پر حضرت کو غصہ آیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ میں سنگریزے اٹھا لیے وہ تسبیح کرنے لگے ان کو اپنے دامن میں ڈالا تو وہ در و مرجان بن گئے یہ جواب تھا مہر کی زیادتی کا۔

جب حضرت علیؑ نے پیغام دیا تو آپ خوش ہوئے۔ فرمایا کچھ تمہارے پاس شادی کے لیے ہے عرض کی میرا حال آپ پر روشن ہے میرے پاس گھوڑا ہے۔ خچر ہے تلوار ہے اور زرہ ہے۔ فرمایا زرہ کو بیچ ڈالو۔

آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا خوشخبری ہو تمہارے لیے اے علی کہ خدا نے آسمان پر تمہاری تزویج اس سے پہلے کر دی کہ میں زمین پر کروں۔ میرے پاس فرشتہ آیا اور کہا بشارت ہو اے محمد اجتماع شمل اور طہارت نسل پر اس کا نام اسطائیل ہے۔ یہ قوایم عرش کے موکلوں میں سے ہے۔

تاریخ بغداد میں بلال بن حمامہ سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا ایک روز بیت الشرف سے اس طرح برآمد ہوئے کہ آپ کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا۔ ابن عوف نے اس کا سبب پوچھا فرمایا مجھے بشارت دی گئی ہے کہ اللہ نے فاطمہؑ کی تزویج

علی سے کردی اور حکم دیا رضوان خازن جنان کو کہ شجر طوبیٰ کو حرکت دے پس اس میں پتے مطابق تعداد میرے اہل بیت کے دوستوں کے پیدا ہوئے اور اس کے نیچے ملائکہ اور ہر ایک فرشتہ کو ایک برأت نامہ آتش دوزخ سے دیا گیا میرے بھائی اور میرے ابن عم اور میری بیٹی فاطمہ کا تزویج کے سلسلے میں یہ برأت نامہ میری امت کے مردوں اور عورتوں کے لیے نار جہنم سے جو محبان علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔

ابن لبطہ ابن المودن اور سمعانی نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کی خدمت میں علی علیہ السلام آئے تو حضورؐ نے فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ اللہ نے تمہاری تزویج فاطمہؑ سے کردی اور چار ہزار فرشتوں کو اس کا گواہ کیا اور طوبیٰ کو حکم دیا کہ ان پر در و یاقوت نچھاور کرے اور حوریں آپس میں در و یاقوت کے طبق ہدیہ دیتی رہیں گی قیامت تک اس شادی کی خوشی میں۔

ابن مردویہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جب فاطمہؑ کی شادی ہوئی تو جنت کے میوے نچھاور کیے گئے۔

عبدالرزاق نے ایک حدیث طویل میں ام ایمن سے روایت کی ہے کہ آسمان پر جب سیدۂ عالم کا نکاح ہوا تو جبریل نے علی کی طرف سے پڑھا اور میکائیل نے فاطمہؑ کی طرف سے۔

جناب بن ارت سے مروی ہے کہ اللہ نے جبریل کو وحی کی کہ میں نے نور کی تزویج نور سے کردی اللہ اس عقد کا ولی تھا اور جبریل خطبہ پڑھنے والے اور داعی اسرافیل اور نچھاور کرنے والے اسرافیل اور گواہ ملائکہ سموات و ارض درخت طوبیٰ نے نچھاور کیا در ابیض یاقوت احمر۔ زبرجد اخضر اور حوروں نے ان کو جمع کر کے باہم تحفے بھیجے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے علی علیہ السلام کو بلا کر فرمایا اے علی یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تزویج فاطمہ سے کردی میرے پاس جبریل آئے اور ان کے پاس سنبل جنت اور قرنفل جنت تھی میں نے ان کو لے لیا اور سونگھا میں نے پوچھا یہ کیوں لائے انہوں نے کہا خدا نے حکم دیا ہے ملائکہ کو جنت کو آراستہ کریں اور ہوا کو حکم دیا کہ وہ قسم قسم کی خوشبوؤں سے معطر ہو کر چلے اور حوروں کو حکم دیا کہ وہ سورہ طٰہٰ و یٰسین و طواسین و حمعسق کی تلاوت کریں اور پھر ایک منادی نے تحت عرش ندا کی کہ آج یوم ولیمہ علیؑ ہے۔ خدا نے کہا میں تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیا پھر اللہ نے ایک بادل کو بھیجا جس نے در و یاقوت و زبرجد برسائے اور ملائکہ نے سنبل و قرنفل نچھاور کیے۔ پس یہ وہی نچھاور میں لایا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ خطبہ نکاح راحیل فرشتے نے پڑھا۔ بیت المعمور میں ساتوں آسمانوں کی مخلوق کے سامنے اور وہ یہ تھا

الحمد لله الاول قبل أولية الأولين ، الباقي بعد فناء العالمين ، نحمده إذ جعلنا ملائكة روحانيين ، وبربوبيته مذعنين ، وله على ماأنعم علينا شاكرين ، حجبنا من الذنوب ، وسترنا

من العيوب أسكنتنا في السماوات، وقربنا إلى السرادقات، وحجب عنا النهم للشهوات، وجعل نهمتنا وشهوتنا في تقديسه وتسبيحه، الباسط رحمته، الواهب نعمته، جل عن إلحاد أهل الارض من المشركين، وتعالى بعظمته عن إفك الملحدين. ثم قال بعد كلام اختار الملك الجبار صفوة كرمه، وعبد عظمته لأمته، سيدة النساء بنت خير النبيين، وسيد المرسلين، وإمام المتقين فوصل حبله بحبل رجل من أهل صاحبه، المصدق دعوته، المبادر إلى كلمته، علي الوصول، بفاطمة البتول، ابنة الرسول.

اس کے بعد جبرئیل نے خدا کی طرف سے یہ کلمات ادا کیے۔

الحمد ردائي، والعظمة كبريائي، والخلق كلهم عبيدي وإمائي، زوجت فاطمة أمتي، من علي صفوتي، اشهدوا ملائكتي.

مروی ہے کہ جناب فاطمہ کی تزویج جو آسمان پر ہوئی اور جو زمین پر ہوئی ان دونوں کے درمیان چالیس روز کا فرق ہے حضرت رسولِ خدا نے یکم یا بروایتے ۶ ذی الحجہ کو تزویج کی۔

امام کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جب کہ رسول اللہؐ تشریف فرما تھے ایک فرشتہ نازل ہوا جس کے ۲۴ سر تھے آپ نے فرمایا اے جبرئیل میں نے تمہاری یہ صورت کبھی نہیں دیکھی اس نے کہا میں جبرئیل نہیں میرا نام محمود ہے۔ خدا نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ نور کا تعلق نور سے کر دوں فرمایا کس کا کس سے اس نے کہا فاطمہ کا علی سے جب فرشتہ چلنے لگا تو دیکھا اس کے دونوں شانوں کے درمیان لکھا ہے محمد رسول الله علي وصيه حضرت نے پوچھا یہ کب لکھا گیا ہے کہا خلقت آدم سے ۲۲ ہزار برس پہلے اور ایک روایت میں ہے ۲۴ ہزار برس پہلے۔

اس روایت کو ابو ہریرہ اور جابر انصاری سے نقل کیا ہے اور محمود کے چالیس سر اور ہر سر میں ہزار زبانیں بیان کی ہیں اور بجائے محمود کے صرصائیل نام بتایا ہے۔

ضحاک نے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فاطمہ سے کہا اے فاطمہ تم جانتی ہو کہ علیؑ کا مرتبہ اسلام میں کیا ہے میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ تمہاری تزویج اپنی بہترین مخلوق سے کر دے اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے یہ سن کر فاطمہ خاموش ہو گئیں رسول اللہ یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے فاطمہ کا سکوت اس کا اقرار ہے۔

حضور نے یہ خطبہ پڑھا ابن بطہ میں انس سے نقل کیا ہے۔

(الحمد لله المحمود بنعمته، المعبود بقدرته، المطاع في سلطانه، المرغوب اليه فيما عنده، المرهوب من عذابه، النافذ أمره في سمائه وأرضه، خلق الخلق بقدرته، وميزهم بأحكامه، وأعزهم بدينه، وأكرمهم بنبيه محمد، ان الله تعالى جعل المصاهرة نسبا لاحقا، وأمراً مفترضا

، وشج بها الأرحام ، وألزمها الانام ، قال الله تعالى : (وهو الذي خلق من الماء بشراً فجعله نسبا وصهراً) ثم ان الله تعالى أمرني أن ازوج فاطمة من علي ، وقد زوجتها إياه على أربعمائة مثقال فضة ان رضيت يا علي ؟ قال : رضيت يارسول الله) .

ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ پھر علیؑ سے فرمایا تم بھی خطبہ پڑھو۔ آپ نے فرمایا۔

(الحمد لله الذي قرب من حامديه ، ودنا من سائليه ، ووعد الجنة من يتقيه ، وأنذر بالناس من يعصيه ، نحمده على قديم إحسانه وأياديه ؛ حمد من يعلم انه خالقه وباريه ، ومميته ومحييه ، ومسائله عن مساويه ، ونستعينه ونستهديه ، ونؤمن به ونستكفيه ، ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له ، شهادة تبلغه وترضيه ، وان محمداً عبده ورسوله ، صلى الله عليه وآله ، صلاة تزلفه وتحظيه ، وترفعه وتصطفيه ، والنكاح ماأمر الله به ويرضيه ، واجتماعنا مما قدره الله وأذن فيه ، وهذا رسول الله زوجني ابنته فاطمة على خمسمائة درهم وقد رضيت فاسألوه واشهدوا)

ایک روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔

زوجتك ابنتي فاطمة على مازوجك الرحمن ، وقد رضيت بما رضى الله لها فدونك اهلك فانك احق بها مني

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اے علیؑ تم میرے اچھے بھائی ہو، اچھے داماد ہو، اچھے ساتھی ہو۔ خدا کی مرضی تمہارے لیے کافی ہے۔ علی علیہ السلام نے یہ سن کر سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ (سورہ النمل ۱۹/۲۷) آنحضرتؐ نے فرمایا آمین۔

جب سجدہ سے سر اٹھایا تو رسول اللہؐ نے فرمایا خدا تم دونوں میاں بی بی پر اپنی برکت نازل فرمائے اور تمہاری کوششوں میں کامیابی دے اور تم دونوں میں محبت قائم رکھے۔ اور کثیر اولاد عطا کرے۔

اس کے بعد حضرت نے چھواروں کا ایک طبق منگا کر حکم دیا کہ لوگ اس کو لوٹ لیں اور عورتوں کے حجرہ میں داخل ہوئے اور ان کو دف بجانے کا حکم دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ مہر فاطمہ ۴۸۰ درہم تھا ایک روایت ہے کہ چار سو مثقال چاندی تھا۔ ایک روایت ہے ۵۰۰ درہم اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فاطمہ کا مہر زرہ حطیہ اور مینڈھے یا بھیڑ کی کھال کا تھا کافی کلینی میں ہے کہ چادر بھی منقش۔

کسی نے پوچھا آسمان پر کیا مہر تھا۔ فرمایا زمین کا پانچواں حصہ پس جو اس سے یا اس کی اولاد سے دشمنی رکھے گا قیامت تک اسے زمین پر چلنا حرام ہوگا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا نے مہر فاطمہ زمین کا پانچواں حصہ تہائی جنّت اور چار دریا نیل فرات نہروان اور نہر بلخ کو قرار دیا اور پانچسو درہم مہر آپ کی اُمّت کے لیے سنت قرار دیا۔

جناب بن الارت سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میں نے فاطمہ کی تزویج بحکم خدا ۱/۵ زمین اور ۴۵۰ درہم موجل اور ۴۸۰ معجل قرار دیا۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا خدا نے مہر فاطمہ ۱/۲ دنیا اور جنّت و نار قرار دیا وہ اپنے محبّوں کو داخل جنّت کریں گی اور دشمنوں کو داخل نار۔

امالی طوسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت نے کچھ درہم اپنی گود میں رکھے ان میں ایک مٹھی جو ۶۳ یا ۶۶ تھے ام ایمن کو دیئے وہ گھر کا سامان خرید لائیں اور ایک مٹھی اسماء بنت عمیس کو دیئے کہ وہ خوشبو خریدیں اور ایک مٹھی ام سلمہ کو کہ کھانے کا انتظام کریں اور عمار و ابوبکر و بلال کو بھیجا کہ جہیز کا سامان خریدیں۔ جو خریدا گیا وہ یہ تھا۔ ایک قمیص سات درہم کی۔ اوڑھنی چار درہم کی سیاہ خیبری چادر، دو فرش مصری کھیس کہ جن میں ایک میں لیف خرما بھرا ہوا تھا دوسرے میں بکرے کی اون۔ چار تکیے طائف کے چمڑے کے جن میں گھاس بھری ہوئی تھی ایک کمبل کا پردہ ایک بوریا۔ ایک چکّی، ایک مشک ایک پیالہ تانبے کا۔ ایک پیالہ دودھ کے لیے ایک پانی کے لیے ایک لوٹا۔ ایک مٹی کا گھڑا۔ ایک چمڑے کا فرش۔

عقد کے بعد ایک ماہ تک رخصتی نہ ہوئی۔ پھر جعفر و عقیل نے حضرت علیؑ سے کہا آپ رسول اللہؐ سے رخصتی کے لیے عرض کریں۔ ام ایمن سے کہا گیا انہوں نے ام سلمہ سے کہا۔ انہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی۔ حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور فاطمہ کی رخصتی پر رضامندی کا اظہار کیا صحابہ کو اطلاع ہوئی تو وہ تحفے لے کر آئے۔ حضورؐ نے گیہوں پسوا کر روٹیاں پکانے کا حکم دیا اور علیؑ سے فرمایا تم گائے اور بکری ذبح کرو۔ حضرت خود گوشت بنانے لگے اور خون کا اثر آپ کے ہاتھوں پر نہ پایا گیا۔ جب کھانا تیار ہوا تو رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا لوگوں کو بلاؤ۔ مسجد میں دستر خوان بچھایا گیا اور چار ہزار مرد و عورت نے وہ کھانا کھایا مگر کم نہ ہوا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح کھانا کھلایا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ یہ کھانا ازواج کے گھر بھی پہنچایا جائے اور علی اور فاطمہ کو بھی دیا جائے اس کے بعد فاطمہ کا ہاتھ علی کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا اے علی بنت رسول سے تمہاری شادی مبارک ہو۔ بہترین بی بی علیؑ کے لیے فاطمہ ہے اور فاطمہ کے لیے علی بہترین شوہر۔

آپ نے ازواج کو حکم دیا کہ وہ خانہ ام سلمہ میں فاطمہ کو آراستہ کریں انہوں نے فاطمہ سے خوشبوؤں کی شیشی مانگی جب دحیہ کلبی رسول اللہؐ کے پاس آتے تھے تو حضرت فاطمہ سے فرماتے تھے اپنے چچا کے لیے فرش بچھاؤ۔ جب وہ اٹھتے تھے تو ان کے کپڑوں سے ایک چیز گرتی تھی جس کے جمع کرنے کا آپ فاطمہ کو حکم دیتے تھے۔ حضرت نے فرمایا دحیہ کلبی کی صورت میں جبریل ہوتے

ہیں جن کے پروں سے عنبر گرتا ہے جناب فاطمہؑ نے یہ خوشبو لا کر دی اور ایک شیشی میں رسول اللہؐ کا پسینہ لائیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل ایک لباس جنت لائے جس کی قیمت پوری دنیا تھی جب جناب فاطمہ نے وہ لباس زیب تن کیا تو قریش کی تمام عورتیں حیرت میں آ گئیں اور پوچھنے لگیں یہ کہاں سے آیا۔ انہوں نے کہا یہ خدا کا بھیجا ہوا ہے۔

جب شادی کی رات آئی اور سیدہ عالم اپنے گھر کو چلیں تو حضرت رسول خداؐ آگے آگے تھے جبرئیل داہنی طرف میکائیل بائیں طرف اور ستر ہزار فرشتے تھے جو خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہے تھے۔

حضور نے بنات عبدالمطلب اور نساء مہاجرین و انصار کو حکم دیا کہ فاطمہ کے ساتھ رجز پڑھتی ہوئی تکبیریں کہتی اور خدا کی حمد کرتی چلیں اور کوئی ایسی چیز نہ کہیں جس سے خدا ناخوش ہو۔ جابر سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فاطمہ کو خود ناقہ پر سوار کیا اور اس کی نکیل سلمان نے اپنے ہاتھ میں لی اور آنحضرتؐ۔ حمزہ۔ عقیل۔ جعفر اور دیگر خاندان والے تلواریں لیے ہوئے پیچھے چلے۔ ان کے آگے ازواج نبی رجز خوانی کرتی جاتی تھیں اسی طرح حضرت علیؑ کے گھر تک گئے۔ پھر علیؑ و فاطمہؑ کو مسجد میں بلایا اور فاطمہ کا ہاتھ علیؑ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا بنت رسول اللہؐ کا تمہارے گھر میں آنا مبارک ہو۔

کتاب مرودیہ میں مروی ہے کہ حضرت نے ایک پیالہ میں پانی مانگا اور اس سے کلّی کر کے ایک ظرف میں ڈالا اور پھر اس کو فاطمہ کے سر پر چھڑکا اور دونوں چھاتیوں کے درمیان اس کے بعد پشت کی طرف سے دونوں شانوں کے درمیان اور فرمایا خداوندا ان کے درمیان انس قائم رکھ اور دونوں کے درمیان محبت باقی رہے ان پر اور ان کی اولاد پر برکت نازل کر خداوندا یہ دونوں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں پس تو بھی ان کو دوست رکھ اور ان کو اپنی حفاظت میں رکھ میں ان کو اور ان کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ أذهب الله عنك الرجس و طهرك تطهيرا پھر گھر سے یہ کہتے ہوئے برآمد ہوئے اللہ نے تم دونوں کو اور تمہاری نسلوں کو پاک کر دیا میں دوست ہوں اس کا جو ان کو دوست رکھے اور دشمن ہوں ان کا جو ان کو دشمن رکھے میں نے تم دونوں کو سپرد خدا کیا اسماء بنت عمیس حسب وصیت جناب خدیجہ چند ہفتہ جناب سیدہ کے پاس رہیں رسول اللہؐ نے ان کے لیے دعائے خیر کی۔

دوسرے روز صبح کو حضور پھر تشریف لائے اور فرمایا السلام علیکم۔ کیا میں اندر آؤں خدا کی تم پر رحمت ہو اسماء نے دروازہ کھولا علی و فاطمہ تحت کسا سو رہے تھے حضور نے اپنے پیر چادر میں ان کے پیروں کے درمیان داخل کیے خدا نے یہ آیت نازل کی تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ (سورہ السجدہ ۳۲/۱۶) آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا تم نے اپنی اہل کو کیسا پایا فرمایا بہترین مددگار اطاعت خدا میں۔ فاطمہ سے پوچھا تم نے علی کو کیسا پایا انہوں نے کہا بہترین شوہر فرمایا خداوندا ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت دے اور ان کی ذریت کو جنت نعیم کے وارثوں میں قرار دے اور ان کو برکت عطا فرما۔

فاطمہ زہرا کا حلیہ اور سیرت و تاریخ

انس بن ملک سے مروی ہے کہ میں نے اپنی ماں سے جناب فاطمہؑ کے حلیہ کے متعلق دریافت کیا انہوں نے کہا ان کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا تھا۔ یا اس سورج کی طرح تھا جس پر بادل کا ٹکڑا آگیا ہو یا بادل سے نکلا ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کے اگلے چار دانت کشادہ تھے۔ جناب جابر سے منقول ہے کہ جب جناب فاطمہ چلتی تھیں تو رسول اللہ یاد آتے تھے کبھی وہ داہنی طرف جھکتی تھیں اور کبھی بائیں جانب۔

بعثت کے پانچ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئیں اور معراج سے تین سال بعد، ۲۰ جمادی الآخر کو اور مکہ میں اپنے باپ کے ساتھ آٹھ سال رہیں پھر حضرت کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی اور مدینہ آنے کے دو سال بعد حضرت علیؑ سے شادی ہوئی یکم ذوالحجہ کو ایک روایت میں ہے ۶ ذی الحجہ کو اور روز شنبہ ۶ ذی الحجہ کو بعد جنگ بدر حضرت علیؑ کے گھر آئیں۔

رحلت رسول کے وقت آپ کی عمر ۱۸ سال کی تھی اور سات ماہ کی حضرت کے بعد ۷۲ دن زندہ رہیں اور بعض کے نزدیک ۷۵ دن اور ایک روایت میں ہے چار ماہ۔ ایک روایت میں ہے ۴۰ دن اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ بارہ برس کی عمر میں امام حسنؑ پیدا ہوئے اور سنہ ۱۱ھ میں ۱۳ ربیع الثانی کو شب شنبہ میں رحلت فرمائی اور بقیع میں دفن ہوئیں اور یہ بھی روایت ہے کہ اپنے گھر میں دفن ہوئیں اور ایک روایت ہے کہ ان کی قبر قبر رسول اور منبر کے درمیان ہے۔

آپ کی کنیت ام الحسن۔ ام الحسین۔ ام المحسن ام الائمہ ہے۔

آپ کے نام یہ ہیں فاطمہ۔ بتول۔ حصان حرہ۔ سیدہ عذرا۔ زہرا۔ حورا۔ مبارکہ۔ طاہرہ۔ رضیہ۔ مرضیہ۔ محدثہ مریم۔ کبریٰ۔ صدیقہ کبریٰ وغیرہ وغیرہ۔

مریم کو بشارت دی گئی ان کے فرزند کی اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ (سورہ آل عمران ۳/۴۵) اور فاطمہؑ کو بشارت دی گئی حسنؑ و حسینؑ کی۔

آنحضرتؐ نے ہر فرزند کی ولادت کی سیدہ عالم کو بشارت دی بایں الفاظ مبارک ہو تم کو ولادت ایسے امام کی جو سردار اہل جنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو کامل بنایا اور نسل رسول ان سے چلی وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (سورہ الزخرف ۴۳/۲۸) یعنی علیؑ کے عقب سے نسل رسول کو باقی رکھا۔

اور حضرت ابو عبداللہ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ کی مدت حمل نو گھنٹے تھی اور حسنؑ و حسینؑ کے درمیان چھ ماہ کی برائی چھپائی تھی۔

مریم اور فاطمہ دو بی بیاں ایسی ہیں جن کے باپ کی نسل ان سے چلی۔ مریم کی کفالت زکریا نے کی اور فاطمہ کی کفالت محمد مصطفےٰ نے اور یہ ظاہر ہے کہ کفالت رسول تمام انبیا کی کفالت سے افضل ہے۔ مریم نے عیسیٰ کو ایام جاہلیت میں پیدا کیا اور فاطمہ نے حسنؑ و حسینؑ کو فطرتِ اسلام میں۔

مریم کو خدا نے ان کی اور حمل کی سلامتی سے آگاہ کر دیا تھا پس خوف نے ان کے دل میں جگہ نہ پائی اور فاطمہؑ جب حسنؑ و حسینؑ سے حاملہ ہوئیں تو سلامتی کا کوئی مژدہ نہیں سنایا گیا لہٰذا یہ ان کے لیے مزید شرف کا باعث ہوا کیونکہ مریم مطمئن رہیں اور فاطمہؑ نے خوف و رجا میں بسر کی۔

مریم کے لیے رطب تازہ سوکھے درخت سے گرے پانی کا چشمہ پھوٹا لیکن پھر ان کا کوئی نشان اس طرح باقی نہ رہا جیسے زمزم مقام ابراہیم اور تنور طوفان نوح کا نشان باقی ہے اور فاطمہؑ کے لیے حدیث تسبیحاتی اور فدک مراد ہے۔

مریم سے ملائکہ نے کلام کیا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ آل عمران ۳/۴۲) سے مراد ان کے زمانہ کی عورتیں ہیں جیسے بنی اسرائیل کے لیے کہا گیا ہے اَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (سورہ البقرہ ۲/۴۷) یہ لوگ مسلمانوں سے افضل نہ تھے کیونکہ خدا نے ان کو خیر امت کہا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ (سورہ آل عمران ۳/۱۱۰) رہا اصطفائے مریم ہوا تو اس میں اور لوگ بھی شریک ہیں جیسے اصطفائے آدمؑ اصطفائے طالوت وغیرہ۔ اور جناب فاطمہ سیدۃؑ نساء اولین و آخرین ہیں۔ جب وہ محراب عبادت میں کھڑی ہوتیں تو ستر ہزار ملائکہ ان پر سلام بھیجتے تھے اے فاطمہؑ خدا نے تمہارا اصطفا کیا اور پاک کیا اور تمام نساء عالمین پر تم کو فضیلت دی۔ مریم کے لیے خدا کی طرف سے رزق آیا اور فاطمہؑ کے لیے سیب و انار و انگور آئے اور ان کے سوا کسی اور نے دنیا میں جنت کے یہ میوے نہیں کھائے۔ جب فاطمہؑ نماز میں تھیں تو ان کے لیے تازہ کھانا ایک ظرف میں آیا۔ جب حضرتِ علیؑ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا تو فرمایا اللہ کا فضل ہے اور اس کا رزق ہے جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔ مریم کا رزق جنت سے تھا اور فاطمہ کی خلقت سیب جنت سے ہے مریم کی تعریفِ قرآن میں بیس جگہ ہے اور احادیث میں فاطمہؑ کے بیس نام ہیں اور ہر نام ان کی فضیلت اور ذکر بر دال ہے مریم کے لیے ہے۔ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (سورہ التحریم ۶۶/۱۲) اس سے ان کی عفت ثابت ہوتی ہے اور فاطمہؑ کے لیے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۳) یہ طہارت کاملہ ہے جس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

وفات فاطمہ زہراؑ

سمعانی نے الرسالہ میں نطنزی نے خصائیص میں زمخشری نے الفائق میں جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخداؐ نے مرنے سے قبل فرمایا علی علیہ السلام سے السلام علیك أبا الریحانتین میں تم سے وصیت کرتا ہوں اپنے دونوں پھولوں کے متعلق عنقریب گر پڑے گا تمہارے دو رکنوں میں سے ایک۔ جب رسول اللہؐ کا انتقال ہوا تو امیرالمومنین نے فرمایا دو میں سے ایک رکن گر گیا۔ جب فاطمہؑ کا انتقال ہوا تو فرمایا اب دوسرا رکن بھی گر گیا۔

بخاری اسلم اور حلیہ وغیرہ میں جناب عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے مرض الموت میں فاطمہؑ کو بلایا اور کوئی راز کی بات کہی وہ رونے لگیں پھر حضرت نے کچھ کہا وہ ہنسنے لگیں میں نے پوچھا تو فاطمہؑ نے بتایا کہ آنحضرتؐ نے پہلے اپنی موت کی خبر دی اس سے میں روئی پھر فرمایا میں آنحضرتؐ سے سب سے پہلے ملوں گی اس پر میں خوش ہوئی۔

جناب عائشہؓ سے منقول ہے کہ فاطمہؑ کی چال بالکل رسول اللہؐ کی سی تھی۔ حضرت نے جب ان کے مرنے کی خبر دی تو وہ روئیں پھر فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ سیدۃ نساء العالمین ہو۔ یہ سن کر ہنس دیں۔

مروی ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سے وہ جب تک زندہ رہیں روتی رہیں بدن حد درجہ لاغر ہو گیا تھا دل میں سوزش تھی بار بار غش آتے تھے اور اپنے لڑکوں سے کہتی تھیں تمہارے باپ کہاں گئے جو تم پر شفقت فرماتے تھے اور تمہیں بار بار کندھوں پر سوار کرتے تھے کہاں گئے تمہارے باپ جو محبت سے تمہیں سینہ پر سلاتے تھے اور تمہیں گود میں لے کر چلتے تھے۔ جب مرض الموت لاحق ہوا تو ام ایمن۔ اسماء بنت عمیس اور حضرت علیؑ کو بلایا اور ان سے تین وصیتیں کیں پہلی یہ کہ آپ میری بھانجی امامہ سے شادی کیجئے تاکہ وہ میرے بچوں سے بہ محبت پیش آئے دوسرے یہ کہ میری میت پر تابوت بنایئے تیسرے جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے وہ میرے جنازہ پر نہ آئیں اور میری نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ مسلم نے عبدالرزاق سے اس نے معمر سے اس نے زہری سے اس نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ فاطمہؑ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس کسی کو اپنے باپ کی میراث کی طلب میں بھیجا الی آخر القصہ مرتے دم تک ان سے کلام نہ کیا اور نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت نہ دی واقدی نے لکھا ہے کہ وصیت کی کہ ابوبکر و عمر میرے جنازہ پر نماز نہ پڑھیں، علی علیہ السلام نے ان کو رات میں دفن کیا اور کسی کو خبر نہ کی۔ یہ روایت بہت سی تاریخوں میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے بعد دفن قبر کو چھپا دیا۔ وقت دفن عباس، علی، مقداد زبیر تھے اور ایک روایت میں ہے کہ نماز پڑھی علی علیہ السلام و حسنؑ و حسینؑ۔ عقیل و سلمان و ابوذر، مقداد عمار و بریدہ نے۔

مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے قبر سیدہ کو زمین کے برابر کر دیا تھا اور سات جگہ اور قبریں ویسی ہی

بنا دیں تاکہ اصل قبر کا پتہ نہ چلے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس جگہ نشان بنائے تھے۔ حضرت فاطمہؑ کے جنازہ کی نماز علی علیہ السلام نے پڑھائی۔

احمد حنبل وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ مرض الموت میں تھیں تو ایک روز طبیعت کو زرا درست پا کر آپ نے غسل فرمایا اور دیر تک نہاتی رہیں پھر نیا لباس پہنا پھر فرمایا میرے لیے گھر کے وسط میں فرش بچھاؤ پھر قبلہ رو ہو کر سو رہیں اور یہ کہہ کر سوئیں کہ مجھے کوئے نہیں اپنے ہاتھ پر رخسارہ رکھا اور اسی حالت میں انتقال فرمایا۔

اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ فاطمہؑ نے مجھے وصیت کی کہ سوائے میرے اور علیؑ کے اور کوئی مجھے غسل نہ دے پس میں نے غسل میں علیؑ کی اعانت کی۔

ابو الحسن خراز قمی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو عبد اللہؑ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت فاطمہؑ کو کس نے غسل دیا فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے اس لیے کہ وہ صدیقہ تھیں ان کو صدیق کے سوا دوسرا غسل نہیں دے سکتا تھا۔

تہذیب الاحکام میں ہے کہ سب سے پہلے جس کے لیے نعش بنائی گئی وہ فاطمہ بنت رسول اللہ ہیں اور یہ ان کی وصیت کے موافق تھی۔

منقول ہے کہ دفن فاطمہؑ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔

سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ میری طرف سے اور آپ کی بیٹی کی طرف سے جو آپ کے جوار میں آئی ہیں اور جلد آپ سے ملی ہیں ان کی جدائی پر صبر کرنا مشکل ہو گیا ہے اور میرا سینہ تنگ ہے إنا لله وإنا إليه راجعون آپ کی امانت آپ کے پاس پہنچی جس کے باعث میرا غم دوامی بن گیا اور میری راتیں جاگتے گزریں گی یہاں تک کہ خدا مجھے اسی گھر میں پہنچا دے جہاں آپ ہیں اور اس کدورت اور گناہ بھری دنیا سے مجھے نکالے۔ جو میرا حال ہے آپ کی بیٹی اس کو بیان کریں گی۔ تم دونوں پر میرا سلام۔

ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔ زیادہ صحیح یہی ہے کہ جناب سیدہ اپنے گھر میں دفن ہوئیں یا روضہ نبی میں اس قول کی تائید اس قول نبی سے ہوتی ہے۔ میری قبر اور منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اور بخاری میں ہے میرے گھر اور منبر کے درمیان۔

لوگوں کا بیان ہے اور الروضہ کی حد قبر سے منبر تک ہے اور وہاں سے ستونوں تک ہے جو صحن مسجد سے ملے ہوئے ہیں۔

احمد بن محمد بن ابی نصر نے کہا میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا قبر فاطمہؑ کہاں ہے فرمایا وہ اپنے گھر میں دفن ہوئیں۔

جب بنی امیہ نے مسجد کو بڑھایا تو قبر مسجد میں آگئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد چہارم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

در مبحث امامت حسنینؑ و فضائل امام حسن علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظم

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

اثبات امامت حسنین علیہما السلام

آیہ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ (سورہ الطور ۲۱/۵۲) میں اتباع کا حکم ہے تو حسنؑ و حسینؑ سے بہتر اتباع کس کا ہے۔ آیہ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (سورہ الطور ۲۱/۵۲) خدا نے ان دونوں کی اولاد کو رسول اللہؐ سے ملحق کیا پس رسول کی طرح ان کی اطاعت بھی واجب ہے۔

حسنین علیہما السلام کی امامت پر استدلال دو مختلف طریقوں سے دو مختلف گروہوں نے کیا ہے ایک نص بنا ہے امامت اثنا عشریہ جب یہ نص ثابت ہے تو لامحالہ حسنین علیہما السلام کی امامت بھی ثابت ہوگی۔ دوسرے جب یہ ثابت ہے کہ ان دونوں حضرات نے بیعت کی دعوت دی تو دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ حق پر تھے یا باطل پر۔ اگر حق پر تھے تو امامت ثابت اور اگر باطل پر تھے تو ان کی تفسیق و تضلیل لازم تھی اور ایسا کسی مسلمان نے نہیں کیا۔

اور استدلال اس صورت سے بھی کیا گیا ہے کہ امامت دو حال سے خالی نہیں یا نص ہے یا وصف اختیار ہے اور یہ دونوں حسنین کے لیے موجود ہیں لہٰذا دونوں کی امامت ثابت۔

اور ایک استدلال یہ بھی ہے کہ ان دونوں نے دعویٰ امامت کیا اور ان کے زمانہ میں ان کا مخالف سوائے معاویہ و یزید اور کوئی نہ تھا اور ان دونوں کا فسق ظاہر ہے بلکہ کفر تک ثابت ہے لہٰذا امامت کا تعلق حسنؑ اور حسینؑ سے ہی رہا۔

ایک استدلال اجماع اہل بیت ہے انہوں نے دونوں کی امامت پر اجماع کیا ہے اور اجماع اہل بیت حجت ہے۔

ایک استدلال یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ابناي هذان إمامان قاما أو قعدا یعنی خواہ وہ جہاد کریں یا اپنے نفس کی طرف بلائیں دونوں حالتوں میں امام ہیں۔

عصمت نصوص اور دونوں کا افضل خلق ہونا ان کی امامت کی دلیل ہے۔ نیز یہ کہ خلافت ہمیشہ اولاد انبیا میں رہی ہے اور سوائے حسنین علیہما السلام اولاد رسول میں اور کوئی باقی نہ تھا اور ایک دلیل رسول اللہؐ کا ان کے لیے بیعت لینا ہے سوائے ان کے بچپن میں اور کسی کے لیے بیعت ہوئی ہی نہیں اور قرآن میں ان کے عمل کی قبولیت اور عطائے ثواب کا ذکر ہے باوجود کم سنی کے وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ (سورہ الدہر ۸/۷۶) علاوہ بریں ان کے ماں باپ کے ساتھ رسول نے مباہلے کے لیے ان کو بھی ساتھ

لیا۔ ابن علان معتزلی نے لکھا ہے یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ بچپن ہی میں مکلف تھے۔ کیونکہ مباہلہ کے لیے بالغین کی شرط ہے۔ صغر سنی کمال عقل کے منافی نہیں۔ بلوغ شرط احکام شرعیہ کے متعلق ہونے سے ہے اور بچپن میں کمال عقل خرق عادت ہے۔ حسنین علیہما السلام باوجود صغر سنی مباہلہ میں نبی کے لیے حجت خدا تھے۔ اگر دونوں اس وقت امام نہ ہوتے تو اللہ باوجود صغر سنی کے ان کو اپنے دشمنوں سے مباہلہ کے لیے کیوں بھیجتا نیز قول رسول سے معلوم ہوا کہ ان کی دعائیں بھی مقبول تھیں۔ اگر ان کے سوا مباہلہ کے اہل کچھ اور لوگ بھی ہوتے تو ضرور رسول ان کی جگہ ان کو لے لیتے ان ہی کو ساتھ لینا ان کے فضل اور دوسروں کے نقص کی دلیل ہے۔

آیہ مباہلہ میں ان کا ذکر مقدم کرنا ان کے قرب منزلت کی دلیل ہے اس سے زیادہ قوی دلیل ان کے افضل خلق ہونے کی اور کیا ہوگی۔ لفظ تعالوا سے صرف تین جگہ متوجہ کیا گیا ہے اوّل اپنی توحید کے متعلق قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (سورہ آل عمران ۳/۶۴) اور امامت کے متعلق فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ (سورہ آل عمران ۳/۶۱) تیسرے شریعت اور احکام کے متعلق قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ (سورہ الانعام ۶/۱۵۱)

مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ آیہ مباہلہ میں ابنائنا سے مراد حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ ابوبکر رازی نے لکھا ہے کہ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ حسنؑ و حسینؑ ابنائے رسول اللہ ہیں نیز یہ کہ حقیقتاً بیٹی کا بیٹا بیٹا ہوتا ہے۔ حدیث مباہلہ کی روایت ترمذی نے جامع میں کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ معاویہ نے سعد ابن ابی وقاص کو ابوتراب پر لعن کرنے کا حکم دیا انہوں نے کہا کیونکر کروں درانحالیکہ رسول سے یہ حدیث سن چکا ہوں کہ علیؑ سے فرمایا أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى اور یہ حدیث لأعطين الراية غداً رجلا اور یہ آیت نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ (سورہ آل عمران ۳/۶۱)

ابوالفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس نے باسناد خود سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت علیؑ سے سے کہا آپ کی تین فضیلتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی میرے لیے ہوتی تو میں اس کو سرخ منہ والے اونٹوں سے زیادہ پسند کرتا۔ اور مسلم میں یہ بھی ہے کہ سعد نے کہا کہ جب آیہ مباہلہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ حسینؑ کو بلایا اور فرمایا خداوندا میرے اہل بیت یہ ہیں۔

ابونعیم اصفہانی نے فیما نزل من القرآن فی امیرالمومنین میں لکھا ہے کہ شعبی نے کہا کہ یہ مباہلہ میں أَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ (سورہ آل عمران ۳/۶۱) سے مراد رسول اللہ اور علیؑ ہیں أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ (سورہ آل عمران ۳/۶۱) سے مراد حسنؑ و حسینؑ ہیں اور وَنِسَاءَنَا (سورہ آل عمران ۳/۶۱) سے مراد فاطمہؑ۔

واحدی نے اسباب نزول القرآن میں عبداللہ بن احمد حنبل سے اس نے اپنے باپ سے۔ ابن البیع نے معرفۃ علوم الحدیث میں کلبی سے اس نے ابی صالح سے اس نے ابن عباس سے مسلم نے اپنی صحیح میں ترمذی نے جامع میں احمد حنبل نے مسند اور

فضائل میں۔ ابن بطہ نے ابانہ میں ابن ماجہ نے سنن میں۔ الاشیھی نے اعتقاد اہل السنہ میں۔ خرکوشی نے شرف النبی میں لکھا ہے اور روایت کی ہے اس کی محمد بن اسحاق۔ قتیبہ بن سعید حسن لبصری۔ محمود زمخشری ابن جریر طبری۔ قاضی ابو یوسف اور المعتمد ابو عباس۔ ابن عباس۔ سعید بن الجبیر۔ مجاہد۔ قتادہ۔ حسن۔ ابی صالح۔ شعبی۔ کلبی وغیرہ نے۔

ابو الفرج اصفہانی نے آغانی میں شہر بن حوشب سے عمر بن علی۔ کلبی۔ ابو صالح ابن عباس۔ شعبی۔ ثمالی۔ شریک جابر الدالغ امام جعفر صادق علیہ السلام۔ امام محمد باقرؑ اور امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ نصارائے نجران کا وفد چالیس آدمیوں کا تھا۔ ان میں سید و عاقب اور حارث و عبدالمسیح اسقف نجران تھے۔ آنحضرتؐ سے حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

اسقف:۔ موسیٰ کے باپ کون تھے۔	رسول:۔ عمران
۔ یوسف کے باپ کون تھے۔	۔ یعقوب
۔ آپ کے باپ کون ہیں۔	۔ عبداللہ بن عبدالمطلب
۔ عیسیٰ کے باپ کون تھے۔	حضرت نے یہ آیت تلاوت کی اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ (سورہ آل عمران ۳/۵۹)

یہ سن کر اس کے ہوش گم ہو گئے۔ کچھ سوچ کر کہنے لگا۔ خدا نے آپ پر یہ وحی کی کہ عیسیٰ مٹی سے پیدا ہوئے لیکن ایسی وحی ہم پر نہ ہوئی نہ یہود پر۔ پھر یہ آیہ مباہلہ نازل ہوئی۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے کب مباہلہ کریں۔ حضرت نے فرمایا کل انشاء اللہ یہ سن کر نصاریٰ اپنے مقام پر واپس گئے۔ سید نے حارث سے کہا تم مباہلہ کس لیے کرنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا تاکہ ہم میں سے جو جھوٹا ہو وہ ہلاک ہو جائے۔ اسقف نے کہا سنو کل اگر وہ اپنی اولاد اور اہل بیتؑ کو لے کر آئیں تو مباہلہ نہ کرنا۔ اور اگر اصحاب کو لیکر آئیں تو ضرور کرنا۔

دوسرے روز حضرت اس طرح برآمد ہوئے کہ حسینؑ کو گود میں لیے ہوئے حسنؑ کی انگلی پکڑے ہوئے فاطمہؑ حضرت کے پیچھے اور علیؑ فاطمہؑ کے پیچھے پھر حضرت اس طرح بیٹھے علیؑ کو سامنے بٹھایا فاطمہؑ کو پہلو میں حسنؑ کو داہنی طرف اور حسینؑ کو بائیں طرف اور ان سے فرمایا جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ اسقف نے کہا واللہ محمد اس طرح بیٹھے ہیں جیسے انبیا مباہلہ کے لیے بیٹھا کرتے تھے وہ خائف ہو گئے اور کہنے لگے آپ ہمیں معاف کریں خدا آپ کی خطا معاف کرے حضرت نے معاف کیا اور اس شرط سے صلح ہوئی کہ وہ ہزار حُلّے تین سو زرہیں۔ تین سو گھوڑے اور تین سو اونٹ دیں۔ کچھ دیر بعد سید و عاقب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا عذاب الٰہی اہل نجران کے قریب آ چکا تھا۔ اگر وہ لوگ مباہلہ کرتے تو ضرور بندر اور سور کی صورت میں مسخ ہو جاتے اور تمام وادی میں ایسی آگ بھڑکتی کہ آدمیوں کا کیا ذکر طیور تک درختوں کے اوپر جل جاتے اور کوئی نصرانی روئے زمین پر باقی نہ رہتا۔

ابو صالح۔ مجاہد۔ ضحاک۔ حسن۔ عطا۔ قتادہ۔ مقاتل۔ لیث۔ ابن عباس۔ ابن مسعود ابن جبیر وغیرہ نے روایت کی ہے اور اعمش

قشیری۔ ثعلبی اور واحدی نے اپنی اپنی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک بار حسنین بیمار ہوئے۔ حضرت رسولِ خدا مع اپنے اصحاب کے عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا اے علی اگر تم اپنے بیٹوں کے لیے نذر کرو تو اللہ ضرور ان کو صحت دے گا۔ حضرت علیؑ نے کہا میں تین روزے رکھوں گا۔ یہی نذر فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ اور فضہؑ نے بھی کی جب صحت ہو گئی تو سب نے روزے رکھے لیکن گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا حضرت علیؑ ایک یہودی کے پاس آئے اس سے کچھ جَو اون کاتنے کی اُجرت میں لیے اور دونوں کے تین تین حصے کر کے ایک حصہ اُون جناب سیدہؑ کو دیا اسے کات لیجئے اور یہ جَو اس کی اُجرت کے ہیں انہیں پیس لیجئے۔ جناب سیدہؑ نے ایسا ہی کیا اور پانچ روٹیاں پکائیں جب افطار کے لیے پانچوں بیٹھے پہلا ہی لقمہ توڑا تھا کہ ایک مسکین کی آواز آئی۔ السلام علیکم یا اهل بیت محمد میں ایک مسکین مسلمان ہوں مجھے کھانا دو۔ خدا تمہیں مائدہ جنت سے کھلائے۔ یہ سنتے ہی حضرت علیؑ نے لقمہ اپنے ہاتھ سے رکھ دیا اور فرمایا۔

فاطم ذات المجد والیقین	یابنت خیر الناس اجمعین
أما ترین البائس المسکین	قد قام بالباب له حنین
یشکو الینا جائع حزین	کل امریء بکسبه رهین

اے صاحب مجد و یقین فاطمہ	اے تمام انسانوں میں بہتر آدمی کی بیٹی
کیا تم ایک محتاج مسکین کو نہیں دیکھتیں	جو دروازہ پر کھڑا فریاد کر رہا ہے
یہ بھوکا محزون ہم سے شکایت کر رہا ہے	اور ہر انسان اپنے عمل میں گرو ہے

جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ بے شک اسے یہ کھانا دے دیجئے۔ ہمیں بھوکا رہنا گوارا ہے الغرض وہ سب روٹیاں اس سائل کو دیدی گئیں اور سب بھوکے سو رہے۔ دوسرے روز پھر روزہ ہوا۔ سیدہؑ نے پھر اُون کاتا اور آٹا پیسا اور پانچ روٹیاں پکائیں۔ کھانے بیٹھے تو ایک یتیم آ پکارا اور وہ سب روٹیاں اس کو دیدی گئیں اور روزہ دار پانی سے افطار کر کے رہ گئے۔ تیسرے روز پھر یہی عمل ہوا۔ آج ایک قیدی آ پکارا اور وہ کھانا اسے دیدیا گیا اور پھر رات کو بھوکے پڑ رہے صبح ہوئی تو سب کا غیر حال تھا حضرت رسولِ خدا نے جب ان کا یہ حال دیکھا تو بہت ملول ہوئے ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے ایک سونے کا خوان لے کر آئے مرصع بدر یاقوت جس میں جنت کا کھانا مشک و عنبر کی لپٹیں اڑا رہا تھا سب نے وہ کھانا شکم سیر ہو کر کھایا اور اس میں سے ایک لقمہ کم نہ ہوا اس کے بعد وہ کھانا آسمان کی طرف اٹھ گیا اور سورہ دہر کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ (سورہ دہر ۷/۷۶) یہ واقعہ ۲۵ ذی الحجہ کا ہے اسی روز سورہ ہل اتیٰ کا نزول ہوا۔

خرگوشی نے شرف المصطفیٰ میں زینب بنت حصین سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولِ خدا جناب سیدہؑ کے یہاں آئے تو معلوم ہوا کہ سیدہؑ کے گھر میں فاقہ ہے فرمایا وہ دونوں پرندے بھُنے ہوئے لاؤ آپ نے دیکھا تو آپ کے پیچھے دو پرندے

رکھے ہوئے تھے آپ نے ان کو حضرت کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ سے فرمایا ان دونوں کو کھاؤ۔ جب سب کھانے لگے تو سائل نے آپکارا۔ حضرت نے یہ فرمایا اے بندۂ خدا اللہ تجھے کھانا دے اسے رد کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر لوٹ کر آیا اور سوال کیا۔ حضرت نے پھر اس کا سوال رد کیا۔ تیسری بار وہ پھر آیا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا بابا جان یہ سائل ہے۔ فرمایا بیٹی یہ شیطان ہے چاہتا ہے اس کھانے میں جو طعام جنت ہے کچھ کھائے اور یہ اس چیز سے ممنوع ہے۔

ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (سورہ النمل ۲۷/۵۹) میں مراد اہل بیت رسول علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ اور ان کی اولاد ہے قیامت تک وہ خدا کے برگزیدہ اور نیک بندے ہیں۔

ابو نعیم الفضل بن دکین نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ آیہ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا (سورہ الفرقان ۲۵/۷۴) خاص کر حضرت علیؑ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے کیونکہ آپ دعا فرمایا کرتے تھے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا (سورہ الفرقان ۲۵/۷۴) یعنی فاطمہؑ اور وَذُرِّيّٰتِنَا (سورہ الفرقان ۲۵/۷۴) یعنی حسنؑ و حسینؑ قُرَّةَ اَعْيُنٍ (سورہ الفرقان ۲۵/۷۴) یعنی آنکھوں کی خنکی ان کو قرار دے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں نے خدا سے یہ سوال کیا کہ مجھے شگفتہ رو یا حسن القامت لڑکا دے بلکہ یہ دعا کی کہ ایسی اولاد دے جو اللہ کی مطیع ہو اس سے ڈرنے والی ہو تاکہ ان کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورہ الفرقان ۲۵/۷۴) تاکہ ہمارے بعد والے ہماری پیروی کریں۔ آیہ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا (سورہ الفرقان ۲۵/۷۵) سے مراد ہیں علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور یہ آیت بھی ان ہی کی شان میں ہے وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (سورہ الفرقان ۷۵ و ۷۶/۲۵) اور وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ (سورہ التین ۹۵/۱) بھی ان ہی کی شان میں ہے۔

آیہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (سورہ الحدید ۵۷/۲۸) کی تفسیر میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ کفلین سے مراد حسنؑ و حسینؑ ہیں اور نور سے علی علیہ السلام۔

آیہ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ (سورہ الذاریات ۵۱/۴۹) کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ دنیا اور عقبیٰ میں خدا نے تیس جوڑے پیدا کیے ہیں۔ ان میں سے دس عالم اصغر کے لیے دو آنکھیں دو کان دو رخسارے دو ہونٹ دو کندھے دو کلائیاں دو ہاتھ دو پنڈلیاں دو رانیں۔ دو پیر اور دس عالم اکبر کے لیے۔ ملوان۔ عصران۔ خافقان۔ ازہران۔ سعدان۔ نحسان۔ حجران۔ انطعان۔ ابہامان۔ افجران اور دس دنیا و آخرت کے لیے۔ داران۔ فاران۔ اصغران۔ اکبران۔ اصمعان۔ زوجان۔ حافظان۔ امران۔ حربان۔ حسنان اسی طرح خط و خبر ہیں۔ مرکب دو جوہر ہیں۔ موجب دو ہیں۔ عقلی اور شرعی۔ کلام دو قسم کا ہے مہمل اور مستعمل فی الاکثر اسی طرح ابوان۔ جدان۔ زوجان ہیں نبی و علی کے لیے حسنان یعنی حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

رسولؐ کی محبت حسنینؑ سے

احمد حنبل اور ابو یعلیٰ موصلی نے اپنی اپنی مسند میں ابن ماجہ نے سنن میں ابن بطہ نے ابانہ میں۔ ابو سعید نے شرف النبی میں۔ سمعانی نے فضائل الصحابہ میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو حسنؑ و حسینؑ کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور جو ان کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔

جامع الترمذی میں انس سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ سے کسی نے پوچھا اہل بیت میں آپ کے نزدیک محبوب کون ہے فرمایا حسنؑ و حسینؑ جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ مجھے دوست رکھتا ہے خدا اُسے دوست رکھتا ہے اور خدا کا دوست جنتی ہے اور جس نے ان کو دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا اور جس نے مجھے دشمن رکھا اس نے خدا کو دشمن رکھا اور خدا کا دشمن دوزخی ہے۔

جامع ترمذی۔ فضائل احمد۔ شرف المصطفےٰ۔ فضائل سمعانی۔ امالی بن شریح اور ابانہ ابن بطہ میں ہے کہ رسول اللہؐ نے حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو مجھے دوست رکھتا ہے اسے چاہیے کہ ان کو اور ان کے ماں باپ کو دوست رکھے وہ روز قیامت جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ جامع ترمذی۔ ابانہ عکبری اور کتاب سمعانی میں اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ ایک روز وقت شب میں حضرت رسولؐ خدا سے ملنے گیا تو حضرتؐ ردا میں کچھ چھپائے ہوئے بیٹھے تھے جب میں اپنی ضروریات بیان کر چکا تو میں نے حضرت سے پوچھا زیر ردا کیا ہے۔ آپ نے ردا کا دامن ہٹایا تو میں نے دیکھا حسنؑ و حسینؑ آپ کے زانوں پر بیٹھے تھے مجھ سے فرمایا یہ میرے بیٹے ہیں میری بیٹیؑ کے بیٹے ہیں۔ خداوندا میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی دوست رکھ اور جو ان کو دوست رکھے اسے بھی دوست رکھ۔

فضائل احمد۔ تاریخ بغداد عمر بن عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ زن صالحہ خولہ بنت حکیم نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ برآمد ہوئے حسنؑ و حسینؑ کو گود میں لیے ہوئے اور فرماتے تھے یہ ریحان اللہ ہیں اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ حسنؑ و حسینؑ آپ کی رانوں پر بیٹھے تھے اور آپ فرماتے تھے جو مجھے دوست رکھتا ہے چاہیے کہ انہیں بھی دوست رکھے ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ حسنؑ و حسینؑ کو اپنے کندھوں پر بٹھائے ہوئے برآمد ہوئے اور آپ نے کبھی اس کا بوسہ لیتے تھے کبھی اس کا۔

ایک شخص نے کہا آپ ان کو دوست رکھتے ہیں فرمایا جو ان کو دوست رکھتا ہے میں بھی اس کو دوست رکھتا ہوں اور جو ان کا دشمن ہے وہ میرا بھی دشمن ہے۔ ترمذی اور سمعانی نے ابوہریرہ اور ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ اسے جو ان دونوں کو دوست رکھے۔

معاویہ ابن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا خدا نے علیؑ کی محبت

مومنین کے دل میں دی ہے پس انہیں محبت کرے گا اس سے مگر مومن اور انہیں بغض رکھے گا مگر منافق اسی طرح اس نے حسنؑ و حسینؑ کی محبت کو مومنین کے قلوب میں ڈال دیا۔ لیکن منافق اور کافر کا ان سے تعلق نہ ہوگا۔ رسول اللہؐ نے اپنی موت کے وقت حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور ان کے بوسے لیے اور ان کی خوشبو سونگھی اور حضرت کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے

شرف النبی خرگوشی اور فردوس دیلمی میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا حسنؑ و حسینؑ میرے دو پھول ہیں اس دنیا میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ ریحان اللہ ہیں۔

صاحب حلیہ نے عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ کی طرف سے حسنؑ و حسینؑ گزرے در آنحالیکہ وہ بچے تھے حضرت نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ میں ان کو اسی طرح خدا کی پناہ میں دیتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے اسمٰعیل و اسحاق کو خدا کی پناہ میں دیا تھا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت نے یہ کلمات فرمائے۔ اعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ ۔ ابن بطہ نے ابانہ میں لکھا ہے کہ جب حسنؑ و حسینؑ پیدا ہوئے تو رسول اللہؐ نے ان کے کان میں اذان دی اور ابن غسان نے روایت کی ہے جب حسنؑ کو بوسے دے رہے تھے اقرع بن حابس نے کہا میرے دس لڑکے ہیں میں تو کسی کو پیار نہیں کرتا۔ حضرت نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور آپ نے فرمایا تیرے دل سے جب رحم نکل گیا تو میں تیرا کیا کروں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابن مسعود سے اور فضائل الصحابہ میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نماز پڑھ رہے تھے جب سجدہ میں گئے تو حسنؑ و حسینؑ ان کی پشت پر بیٹھ کر کودنے لگے لوگوں نے روکنا چاہا آپ نے اشارے سے روکا بعد ختم نماز اپنی گود میں بٹھا کر فرمایا جو مجھے دوست رکھتا ہے چاہیے کہ وہ انہیں بھی دوست رکھے۔

مروی ہے کہ ایک بار مدینہ میں پانی کی قلت سے لوگ پیاس سے بیتاب ہوگئے جناب فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو لے کر حضرت کی خدمت میں آئیں اور کہا یہ بچے پیاس کی شدت برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت نے دونوں کو اپنی زبان چسائی تو دونوں سیراب ہوگئے۔

ابن حازم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ لعاب حسینؑ کو اس طرح چوستے تھے جیسے کوئی رطب تازہ کو چوسے۔ احمد حنبل نے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ منبر پر وعظ کر رہے تھے کہ حسنؑ و حسینؑ دوڑتے ہوئے آئے اور گر پڑے حضرت منبر سے اترے اور ان کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (سورہ الانفال ۸/۲۸)

مناقب مفردات

معجم طبرانی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ خدا نے ہر نبی کی ذریت کو اس کے صلب میں قرار دیا ہے اور میری ذریت کو صلب علی ابن ابی طالب میں قرار دیا ہے۔ ہر لڑکی کی اولاد اس کے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے سوائے اولاد فاطمہؑ کے ان کا باپ میں ہوں آیہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ (سورہ الاحزاب ۴۰/۳۳) اس کا تعلق زید بن حارثہ کی تبنیت سے ہے اور مِّن رِّجَالِكُمْ (سورہ الاحزاب ۴۰/۳۳) سے مراد اس زمانہ کے بالغ لوگ ہیں اور حسنینؑ اس وقت بالغ نہ تھے۔ الاحیاء غزالی اور فردوس دیلمی میں ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا حسن مني و حسين من علي اور یہ بھی فرمایا هما وديعتي في امتي ۔ ابن بطہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ آنحضرتؐ کی پشت مبارک پر سوار تھے اور حضرت فرما رہے تھے نعم الجمل جملكما و نعم العدلان أنتما. (کیسا اچھا ہے تم دونوں کا اونٹ اور کیسے اچھے ہو تم دونوں سوار) ابن نجیح نے روایت کی ہے کہ حسنؑ و حسینؑ دونوں پشت پر سوار تھے اور جل جل کہہ رہے تھے اور رسول فرما رہے تھے نعم الجمل جملكما ۔ سمعانی نے فضائل میں لکھا ہے کہ اسلم غلام عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ میں نے حسنؑ و حسینؑ کو رسول کے شانوں پر سوار دیکھا میں نے کہا آپ دونوں کا کیا اچھا فرس ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا یہ دونوں سوار بھی تو کیسے اچھے ہیں۔ یہ روایت اور علمائے اسلام نے بھی نقل کی ہے تفسیر ابو یوسف بن سفین میں ہے کہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ جب حسنینؑ پشت مبارک پر تھے تو رسول اللہؐ نے فرمایا کیا اچھی ہے تم دونوں کی سواری کیسے اچھے ہو تم دونوں سوار اور تمہارے باپ تم دونوں سے بہتر ہیں۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کے پیر رسول اللہؐ کے قدموں پر ہیں اور آپ ان کا ہاتھ پکڑ کر کہہ رہے ہیں ترق عين بقه اے پسو کی آنکھ جیسے چھوٹے بچے اوپر چڑھ پس صاحبزادے نے آنحضرتؐ کے سینہ پر قدم رکھے پھر فرمایا منہ کھولو جب اس نے منہ کھولا تو بوسہ دیا اور فرمایا خداوندا تو اس کو دوست رکھ میں بھی اسے دوست رکھتا ہوں۔ زمخشری نے بھی یہی لکھا ہے۔

معجزات علیہما السلام

احمد حنبل نے مسند میں ابن بطہ نے ابانہ میں امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حسنؑ و حسینؑ آنحضرتؐ کے

سامنے کھیل رہے تھے یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا فرمایا اب تم اپنی ماں کے پاس جاؤ۔ ناگاہ بجلی چمکی اور وہ اس کی روشنی میں جناب فاطمہؑ کے پاس آ گئے اور حضرت اس بجلی کو دیکھ رہے تھے حمد ہو اس خدا کے لیے جس نے ہم اہل بیت کو مکرم بنایا۔

ابو عبد اللہ المفید نیشاپوری نے لکھا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کے پاس لباس نہ تھا اور عید آ گئی انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کل روز عید ہے مدینہ کے لڑکے نئے لباس پہنیں گے کیا ہم یوں ہی رہیں گے جناب سیدہ نے فرمایا تمہارے لباس درزی کے پاس ہیں جب لائے گا تو تم کو پہناؤں گی اب سو رہو جب کچھ رات گئی تو کسی نے دق الباب کیا جناب سیدہ نے پوچھا کون ہے آواز آئی اے بنت رسول میں خیاط ہوں کپڑے لایا ہوں آپ نے دروازہ کھولا ایک شخص نے ہاتھ بڑھا کر لباس عید آپ کو دیا جو ایک رومال میں بندھا ہوا تھا۔ جب کھولا تو دیکھا اس میں دو قمیص ہیں دو شلوکے دو پاشلوکے دو پاجامے دو کولاہ دو عمامے دو کالے موزے ہیں۔ آپ نے دونوں صاحبزادوں کو جگایا اور وہ پوشاکیں ان کو پہنائیں صبح کو رسول اللہؐ تشریف لائے تو دونوں بچوں کو آراستہ کیا آپ نے دونوں کو گود میں لیا اور بوسے دیئے اور جناب سیدہ سے فرمایا بیٹی یہ درزی رضوان خازن جنتؑ تھا پوچھا بابا جان آپ کو کیسے پتہ چلا فرمایا وہ آسمان پر جاتے وقت مجھے بتا گیا تھا۔

حسن بصریؒ اور ام سلمہ سے مروی ہے کہ ایک روز جبریل حضرت رسول خدا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور حسینؑ ان کو دحیہ کلبی سمجھ کر ان کے پاس گھوم رہے تھے جیسے کچھ چاہتے ہیں۔ جبریل نے اپنا ہاتھ اوپر کو اٹھایا اور ایک سیب ایک بہی اور ایک انار لے کر ان کو دیا دونوں خوش ہو گئے اور ان کو سونگھنے لگے۔ حضرت نے فرمایا یہ چیزیں اپنی ماں کے پاس لے جاؤ اور اپنے باپ کو دکھاؤ بچے ان کو لے کر ماں کے پاس آئے اور جب تک حضرت رسولؐ خدا تشریف نہ لائے ان کو نہ کھایا۔ جب آپ آئے تو سب نے بیٹھ کر کھایا جتنا کھاتے تھے وہ پھر بدستور پورا ہو جاتا تھا۔ حضرت رسول خدا کی وفات تک کوئی تغیر ان میں نہ ہوا۔ جب جناب فاطمؑ کا انتقال ہوا تو انار غائب ہو گیا اور بہی اور سیب باقی رہے جب امیر المومنین کا انتقال ہوا تو بہی غائب ہو گئی اور سیب باقی رہا یہاں تک کہ امام حسنؑ کا انتقال ہوا ابھی وہ سیب باقی تھا۔ امام حسینؑ فرماتے تھے کربلا میں جب پانی بند ہوا تو شدت تشنگی میں اس کی خوشبو سے ہم تسکین پاتے تھے۔ آپ کی شہادت کے بعد وہ بھی غائب ہو گیا لیکن اس کی خوشبو باقی رہی۔ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے تھے جب میں نے قبر حسینؑ کی زیارت کی تو اس سیب کی خوشبو پائی۔ ہمارے شیعہ زائرین میں سے وقت سحر جو زیارت قبر حسینؑ کرے گا اس کو اسی سیب کی خوشبو آئے گی بشرطیکہ مخلص ہو۔

امالی ابو الفتح حفار میں ابن عباس اور ابو رافع سے مروی ہے کہ جبریل بلور سرخ کا ایک پیالہ حضرت رسولؐ خدا کے پاس لائے جس میں مشک و عنبر بھرا ہوا تھا اور کہا یہ تحفہ ہے خدا کا آپ کے لیے اور آپ یہ تحفہ دیں علیؑ اور ان کے لڑکوں کو جب رسول اللہؐ نے لیا تو تین بار تہلیل و تکبیر کی صدا بلند کی پھر اس سے آواز آئی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى (سورہ طہٰ ۱/۲۰) رسول اللہؐ نے اسے سونگھ کر حضرت علیؑ کو دیا جب علیؑ کے ہاتھ میں آیا تو

تو اس سے آواز آئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (سورہ المائدہ ۵/۵۵) اور جب حسنؑ کے ہاتھ میں آیا تو آواز آئی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ النور ۲۴/۳۵) اس کے بعد وہ غائب ہو گیا۔

کتاب معالم میں ہے کہ ایک فرشتہ آسمان سے پرندہ کی صورت میں اترا اور حضرت رسول خدا کے ہاتھ پر بیٹھ کر سلام کیا پھر علیؑ و حسنؑ کے ہاتھ پر باری باری بیٹھا اور سلام کیا حضرت نے فرمایا فلاں کے ہاتھ پر کیوں نہ بیٹھا اس نے کہا میں گنہگار کے ہاتھ پر نہیں بیٹھتا۔

ابانہ عکبری اور خصائص نطنزی میں ابن عمر سے مروی ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کے تعویذوں میں ریشہ ہائے بازوئے جبریل تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آل محمد کا ایک فرش تھا جس پر جبریل کے سوا کوئی نہ بیٹھتا تھا جب وہ جاتے تو اسے لپیٹ دیا جاتا اور جب وہ اٹھتے تو ان کے پروں کے ریشے جھڑتے سیدہؑ نے ان کو جمع کر کے حسنؑ و حسینؑ کے تعویذ بنائے۔

معالی امور حسنین علیہما السلام

مناقب ابن شہر آشوب میں حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ سے مروی ہے کہ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ (سورہ التین ۹۵/۱) سے مراد ہیں حسنؑ حسینؑ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ (سورہ التین ۹۵/۲) سے مراد علیؑ ہیں اور وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (سورہ التین ۹۵/۳) سے مراد ہیں حضرت رسولؐ خدا اور یہ بھی منقول ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (سورہ التین ۹۵/۴) سے خلقت اولیٰ مراد ہے اور ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ (سورہ التین ۹۵/۵) سے مراد ہے کہ بغض علیؑ کی بنا پر اسفل سافلین میں جگہ ملے گی۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورہ التین ۹۵/۶) سے مراد علی بن ابی طالب ہیں فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ (سورہ التین ۹۵/۷) سے مراد ہے ولایت علیؑ اور رسول اللہؐ نے فرمایا الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة ۔ اس حدیث کو بے شمار محدثین اور مورخین نے نقل کیا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے حدیث الحسن والحسین سید شباب اہل الجنہ کے متعلق پوچھا فرمایا بے شک وہ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں خواہ وہ اولین سے ہوں یا آخرین سے اور مشہور ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جنت میں سب جوان ہی ہوں گے اور حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ حسنؑ و حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں اور ان کے باپ ان سے بہتر ہیں اور حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ حسنؑ و حسینؑ عرش الٰہی کے دو گوشوارے ہیں اور حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ روز قیامت عرش الٰہی کو ایسے طور پر مزین کیا جائے گا پھر نور کے دو منبر لائے جائیں گے جن کا طول ایک سو میل ہوگا ایک عرش کے داہنی طرف ہوگا دوسرا بائیں طرف پھر حسنؑ و حسینؑ آ کر بیٹھیں گے خدا ان سے عرش کو اسی طرح زینت دے گا جس طرح عورت

کی زینت دوگوشواروں سے ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کو زینت حسنؑ و حسینؑ سے دی جائے گی۔

مروی ہے کہ ایک روز جناب فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کو حضرت رسول خداؐ کے پاس لائیں اور عرض کی یہ آپ کے بیٹے ہیں ان کو کسی چیز کا وارث بنائیے فرمایا حسنؑ میں میری ہیبت و سیادت ہو گی اور حسینؑ میں میری جرأت و سخاوت۔ ارشاد شرف المصطفیٰ اور جامع ترمذی وغیرہ میں ہے کہ امام حسینؑ حضرت رسول خداؐ سے سر سے سینہ تک زیادہ مشابہ تھے اور امام حسنؑ سینہ سے پیروں تک۔ جب امام حسنؑ پیدا ہوئے تو حضرت علیؑ نے ان کا نام حمزہ رکھا اور حسینؑ کا نام جعفر رکھا۔ رسول خداؐ نے ان کو حسنؑ و حسینؑ سے بدل دیا۔

شرح الاخبار میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امام حسنؑ پیدا ہوئے تو جبریل جنت کا ایک ریشمی پارچہ لائے جس پر لکھا تھا حسنؑ اور اسی سے مشتق ہوا حسینؑ ابن بطہ نے ابانہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہارون کے بیٹوں کے نام شبیر و شبر تھے ان کے ہم معنی میں حسنؑ و حسینؑ نام رکھے ہیں۔ عطا بن یسار نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک راہب دروازہ پر آیا اس نے حسنؑ و حسینؑ کو بوسہ دے کر فرمایا میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ان دونوں کے نام شبیر و شبر ہیں اور انجیل میں طالب و طیب پھر اس نے حضرت رسول خداؐ کے حالات پوچھے اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔

عمران بن سلمان اور عمرو بن ثابت نے بیان کیا کہ حسنؑ و حسینؑ دونوں نام جنت کے ناموں میں سے ہیں۔ اس سے پہلے یہ نام دنیا میں نہ تھے۔ حسنؑ و حسینؑ احسان سے مشتق ہیں اور علیؑ اور حسنؑ دونوں نام اللہ کے ہیں۔ اور حسین تصغیر حسن ہے۔

ابوالحسین نسابہ نے کہا ہے حسنؑ و حسینؑ دونوں کو خدا نے مخلوق سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ فاطمہؑ نے اپنے دونوں بیٹوں کے نام رکھے اس سے پہلے عرب میں کوئی یہ نام نہ جانتا تھا ان میں حسن بسکون س اور حسینؑ بفتح حا و کسرہ بروزن جبیب ہوتے تھے حسن بفتح حا و سین ایک مشہور پہاڑ کا نام ضرور ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے۔

لام الارض ویل ما أجنت   بحیث اضر بالحسن السبیل

ابو عمر غلام ثعلب نے امیر المومنینؑ کے اس قول کے معنی پوچھے لقد وطي الحسنان وشق عطفاي اسے جواب دیا گیا کہ مراد ابہامان (دونوں انگوٹھے ہیں) واحدان کا حسن ہے۔

مروی ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے درمیان ایک طہر کی چھوٹائی بڑائی تھی حسنؑ و حسینؑ کے لیے کہا گیا ہے هما الطیبان الطاهران خالان، والکریمتان الحصانان خالتان وہی بولا جاتے ان کے نانا اور دادا اور خدیجہ اور فاطمہ بنت اسد نانی اور دادی۔ جعفر طیار اور عقیل چچا فاطمہؑ اور علیؑ ماں باپ۔

دونوں شمی ضحی، وبدري دجی، وکهفي تقی السیدین، السندین الشهیدین، الرشیدین

المفقودین المرحومین المعصومین ، المظلومین المقتولین ، الغریبین الامامین ، العالمین العلمین الشمسین القمرین ، الدرتین الفرقدین ، النورین الریحانتین ، الہادیین المہدیین الطاہرین المطہرین ، الطیبین الاشرفین ، الاکرمین الاجودین ، الحسن والحسین

مکارم اخلاق حسنینؑ

مروی ہے کہ امام حسنؑ و حسینؑ پاپیادہ حج کے لیے جا رہے تھے راستہ میں جو سوار ملتا پیادہ ہو جاتا۔ سعد وقاص نے امام حسنؑ سے کہا کہ لوگ جب آپ کو پیادہ دیکھتے ہیں تو یہ ان پر شاق ہوتا ہے اور پھر وہ سواری پر بیٹھ کر چلنا نہیں چاہتے پس آپ کیوں نہیں سوار ہوتے امام حسنؑ نے فرمایا ہم سوار نہ ہوں گے۔ ہم نے اپنے لیے یہ طے کر لیا ہے کہ بیت اللہ تک پاپیادہ جائیں گے البتہ یہ ممکن ہے کہ ہم اس راستہ سے ہٹ جائیں چنانچہ غیر معروف راستہ اختیار کیا۔

اسمٰعیل بن یزید نے اپنی اسناد کے ساتھ محمد بن علی سے روایت کی کہ حیات رسول میں ایک شخص نے گناہ کیا اور چھپ رہا۔ ایک دن اس نے حسنینؑ کو ایک مقام پر پایا ان دونوں کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر رسول اللہؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ میں اللہ سے ان دونوں کے واسطے سے پناہ مانگتا ہوں۔ رسول اللہؐ ہنس پڑے اور فرمایا جا تو آزاد ہے۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے نذر کی کہ وہ رسم جاہلیت کے مطابق اس کے پیروں کو چھوئے گا جو بزرگ قوم ہوگا کسی نے کہا مخرمہ کے پاس جا وہ انساب قریش کا سب سے بڑا عالم ہے وہ اس کے پاس آیا اس کے بیٹے مسور نے کہا یہ بڈھا تو بے عقل ہے تو حسنؑ اور حسینؑ کے پاس جا کہ وہ افضل واکرم ہیں۔

مدرک ابن ابی زیاد نے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ حسنؑ و حسینؑ کی رکاب پکڑے ان کو سوار کر رہے ہیں حالانکہ سن میں ان سے بڑے ہیں اس نے تعجب کیا انہوں نے کہا اے احمق تو کیا جانے یہ کون ہیں یہ دونوں فرزندان رسول ہیں کیا جن پر خدا کی نعمتیں نازل ہوں وہ اس قابل نہیں کہ میں ان کی رکاب پکڑ کر سوار کروں۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے ایک شیخ کو غلط وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ اس سے کہا ہم دونوں میں وضو کے بارے میں اختلاف ہے۔ ہم دونوں وضو کرتے ہیں تو فیصلہ کر کہ کس کا وضو صحیح ہے اس کے بعد دونوں نے صحیح وضو کیا اس نے کہا میرا ہی وضو غلط تھا۔ آپ کی تعلیم اور برکت سے میں اپنی غلطی پر آگاہ ہوا۔

امام حسینؑ امام حسنؑ کے سامنے بلحاظ ادب وعظمت کلام نہیں کرتے تھے اور محمد حنفیہ امام حسینؑ کے سامنے نہیں

ہوتے تھے۔

علی علیہ السلام میں تین حرف ہیں اور فاطمہؑ کے پانچ یہ سب آٹھ ہوئے اور جنّت کے دروازے بھی آٹھ ہیں حسنؑ کے تین حرف ہیں اور حسینؑ کے چار یہ سب سات ہیں اور دوزخ کے دروازے سات ہیں پس جو علیؑ و فاطمہؑ سے محبّت کرے گا اس پر جنّت کے آٹھ دروازے کھل جائیں گے اور جو حسنؑ و حسینؑ کو دوست رکھے گا اس پر دوزخ کے سات دروازے بند ہو جائیں گے۔ محمدؐ علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے انیس حرف ہیں جو ان سے محبّت کرے گا دوزخ کے انیس زبانیہ سے امان میں رہے گا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے حروف اور خمسۂ نجبا کے ناموں کے حروف مساوی ہیں۔

حصّہ دوم

درباب امامت حسن علیہ السلام

مفردات

امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ کتاب خدا میں جہاں کہیں الابرار آیا ہے وہاں مراد علیؑ و فاطمہؑ ہیں اور حسنؑ و حسینؑ ہیں کیونکہ ہم بلحاظ اپنا و امہات ابرار ہیں ہمارے قلوب طاعت و نیکی میں بلند ہیں اور ہم دنیا اور اس کی محبّت سے آزاد ہیں اور ہم نے خدا کی اطاعت تمام فرائض میں کی ہے ہم اس کی وحدانیت پر ایمان لائے ہیں ہم نے اس کے رسول کی تصدیق کی ہے اور آیہ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ (سورہ الانفطار ۸/۸۲) کے متعلق فرمایا کہ اللہ نے پشت ابوطالب میں علیؑ کو صورت محمدیؐ عطا کی پس آپ سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ رسول اللہؐ کے ساتھ حسینؑ فاطمہؑ سے زیادہ مشابہ تھے اور میں خدیجۃ الکبریٰؑ سے۔

آیہ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا (سورہ آل عمران ۱۸۶/۳) کے متعلق ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ آیت رسول اللہؐ و آلہ کے اہل بیت کے بارے میں خاص طور سے نازل ہوئی ہے۔

آیہ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (سورہ لقمان ۲۲/۳۱) کے بارے میں امام محمد باقرؑ اور زید بن علیؑ سے مروی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ ہم اہل بیت کی محبّت اور یہ بھی فرمایا کہ آیہ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ (سورہ المطففین ۱۸ تا ۲۱/۸۳) میں مقربون سے مراد حضرت رسول خداؐ

(علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ امام حسنؑ نے ایک خطبہ میں بیان فرمایا ہم وہ اہل بیت ہیں جن کی محبت کو ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔ ہمارے ہی لیے خدا نے فرمایا ہے۔ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (سورۃ الشوریٰ)

حضرت امام حسنؑ کے القاب یہ ہیں۔

الامام المؤتمن ، منيم النار والاحن ، صاحب السم والمحن ، تالع الصنم والوثن ، واضع الفرائض والسنن ، ابو محمد الحسن ، ناعش ذوي القربة ، ومطعم يوم المسغبة ، علم منشور ، ودر منثور ، ودين مذكور ، وسيف مشهور ، من منبع الانبياء ، ومن منجر الاوصياء ، ومن منزع الزهراء ، في اهل العباء والكساء ، معدن السخاء ، شجرة الصفاء ، ثمرة الوفاء ، ابن خير الرجال وخير النساء ، كلمة التقوى ، العروة الوثقى ، سليل الهدى ، رضيع التقى ، غيث الندى ، غياث الورى ، ضياء العلى ، قرة عين الزهراء ، وولي عهد المرتضى . اشبه الخلق بالمصطفى ، مرضي

معجزات

ایک روز ابوسفیان نے حضرت علیؑ سے کہا میری آپ سے ایک حاجت ہے آپ میرے ساتھ اپنے ابن عم محمدؐ کے پاس چلیں اور ان سے پختہ معاہدہ کرا کے تحریر کرا دیں آپ نے فرمایا اے ابوسفیان آنحضرتؐ جو معاہدہ کر چکے ہیں اس سے پھریں گے نہیں حضرت فاطمہؑ پس پردہ یہ گفتگو سن رہی تھیں اور امام حسنؑ ان کے سامنے زمین پر چل رہے تھے ان کا سن ۱۴ ماہ کا تھا ابوسفیان نے کہا اے بنت محمدؐ آپ اس لڑکے سے کہیں کہ میرے بارے میں اپنے جد سے کلام کریں یہ سن کر ابوسفیان کی طرف بڑھے اور ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے اس کی ناک پر مکا مارا۔ اور بقدرت خدا گویا ہوئے جب تک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہے گا میں تیرا شفیع نہ ہوں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے آل محمدؐ کو ذریت محمد مصطفیٰؐ میں قرار دے کر یحییٰ بن زکریا کی نظیر بنایا وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (سورہ مریم ۱۹/۱۲)

بصائر الدرجات میں ہے کہ امام حسن علیہ السلام عمرہ کے لیے چلے آپ کے ساتھ ایک مرد مومن اولاد زبیر سے تھا آپ ایک چشمے کے کنارے اترے جہاں ایک سوکھا درخت تھا۔ زبیری نے کہا اگر اس درخت میں پھل ہوتے تو ہم کھاتے حضرت نے فرمایا کیا تجھے رطب تازہ کی خواہش ہے اس نے کہا ہاں آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کچھ فرمایا اسی وقت وہ درخت ہرا بھرا ہو کر پھل لے آیا۔ ہم درخت پر چڑھے اور اس کے پھل توڑ کر کھائے۔

ابو حمزہ ثمالی نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ سے ایک شخص نے آکر کہا یا ابن رسول اللہ آپ کا گھر جل رہا ہے آپ نے فرمایا نہیں جل رہا دوسرے نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ کے گھر کے پہلو میں جو گھر ہے وہ جل رہا ہے عنقریب آپ کا گھر بھی آگ کے شعلوں میں لپٹ جانے والا ہے فرمایا ایسا نہ ہوگا چنانچہ آگ آپ کے مکان تک پہنچنے سے پہلے ہی بجھ گئی۔

امام حسن علیہ السلام سے کسی نے زیاد بن ابیہ کے مظالم کی شکایت کی آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا خداوندا ہم کو اور ہمارے شیعوں کو زیاد بن ابیہ کے ظلم سے بچا اور جلد اپنا عذاب اس پر دکھا اس کے چند روز بعد اس کے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے میں ایک رسولی نکلی اور گردن تک ورم آگیا آخرکار وہ اسی مرض میں تڑپ تڑپ کر مرگیا۔

ایک شخص نے امام حسنؑ سے غلط بیانی کی کہ آپ کے اوپر میرے ایک ہزار دینار قرض ہیں۔ وہ حضرت کو قاضی شریح کے پاس لے گیا۔ امام حسنؑ نے مدعی سے فرمایا کیا تو حلف کرے گا۔ اگر تو نے قسم کھالی تو یہ رقم میں تجھے دیدوں گا وہ راضی ہوگیا۔ قاضی نے کہا کہو۔ باللہ الذي لا إله إلا هو عالم الغيب و الشهادة ۔ امام حسنؑ نے فرمایا یوں نہیں بلکہ یوں کہے کہ واللہ اس کے اوپر میرے ہزار دینار ہیں اس نے قسم کھالی اور دینار لے لیے جب چلنے لگا تو زمین پر گر گیا اور مرگیا۔ کسی نے کہا حضورؑ نے پہلی قسم سے کیوں منع فرمایا۔ کہا میں ڈرا کہ اگر اس نے اللہ کا ذکر کیا تو ایسا نہ ہو کہ خدا اس کی برکت سے اس کی قسم معاف کر دے اور عذاب اس سے رک جائے۔

امام حسن علیہ السلام حج کو پا پیادہ تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کے پیروں پر ورم آگیا لوگوں نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ سوار ہو جائیے تاکہ راستہ آسانی سے کٹ جائے آپ نے فرمایا کچھ پروا نہیں اگلی منزل پر ایک شخص تیل کی مالش کر دے گا یہ کیفیت جاتی رہے گی اس نے کہا آگے کی منزل پر ایسا کوئی شخص نہیں ملے گا فرمایا ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ وہاں موجود ہوگا جب منزل آئی تو آپ نے فرمایا وہ شخص موجود ہے اسے میرے پاس لے آؤ جب لوگ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا مالش کی کس کو ضرورت ہے انہوں نے کہا حسن بن علی کو وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میری ایک حاجت ہے۔ میں اپنی بی بی کو درد زہ میں چھوڑ کر آیا ہوں آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ مجھ کو متقی و پرہیزگار فرزند عطا کرے۔ حضرت نے دعا کی اور فرمایا۔ جا تیرا لڑکا سعید و صالح اور ہمارا شیعہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ مالش کر کے چلا گیا اور حضرت کی تکلیف دور ہوگئی۔

محمد بن اسحٰق نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ رسول اللہ کے رعب و جلال میں امام حسنؑ جیسا کوئی نہ تھا جب آپ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتے تو راستہ بند ہو جاتا کیونکہ آپ کے رعب کی وجہ سے کوئی ادھر سے گزر نہ سکتا۔ جب آپ گھر میں چلے جاتے تب لوگ ادھر سے گزرتے میں نے دیکھا کہ آپ راہ مکہ میں پیدل جا رہے تھے پس جو آپ کو دیکھتا سواری پر سے اتر پڑتا اور پیادہ چلتا۔

ابوالسعادات نے خصائل میں لکھا ہے کہ جب امام حسنؑ سات سال کے تھے تو وحی کو سُنتے اور یاد کر لیتے تھے اور اپنی والدہ سے بیان کر دیتے جب حضرت علیؑ آتے تو جناب فاطمہؑ کو مضمون وحی سے آگاہ پاتے آپ نے دریافت کیا کہ تم سے کس نے بیان کیا انہوں نے فرمایا حسن نے۔ ایک روز آپ گھر میں پوشیدہ ہو کر بیٹھے۔ امام حسن آئے اور چاہا کہ جو وحی سنی ہے اُسے بیان کریں لیکن بیان نہ کر سکے۔ جناب سیدہؑ کو تعجب ہوا۔ امام حسن نے کہا آپ تعجب نہ کریں ہمارے بزرگ سن رہے ہیں اور ان کا سننا مجھے روک رہا ہے حضرت علیؑ نکل آئے اور امام حسنؑ کے بوسے لیے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام حسنؑ نے اپنے اہل بیتؑ سے فرمایا میں زہر سے اس طرح مروں گا جس طرح رسول اللہؐ مرے تھے انہوں نے فرمایا آپ کو زہر کون دے گا فرمایا لونڈی یا میری بی بی انہوں نے کہا پھر اسے نکال دیجئے۔ فرمایا کیونکر نکالوں جس کے ہاتھ سے میری موت لکھی ہے قضا و قدر سے کوئی چارا نہیں۔ چند روز بعد معاویہ نے آپ کی بی بی (جعدہ بنت اشعث) سے سازش کر کے زہر بھیج دیا۔ ایک دن آپ نے اس سے دودھ پینے کو مانگا اس نے وہی زہر اس میں ملا دیا جس کے پیتے ہی تمام جسم میں زہر کا اثر پھیل گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا دشمن خدا تو نے مجھے مار ڈالا خدا تجھ کو ہلاک کرے تو دشمن خدا فاسق سے کوئی بھلائی نہ دیکھے گی۔

اسمٰعیل بن ابان نے اپنی اسناد کے ساتھ امام حسنؑ سے روایت کی ہے کہ آپ مسجد رسول میں تشریف لائے تو دیکھا کہ بنی اُمیہ جمع ہیں انہوں نے آپ کو دیکھ کر چشم نمائی کی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ معاویہ خلافت اسلامی کا مالک ہو چکا تھا۔ آپ نے ان کے اشارے دیکھ کر فرمایا۔ اگر تمہاری حکومت ایک دن ہے تو ہماری دو دن ہوگی اور اگر تمہاری ایک ماہ تو ہماری دو ماہ اگر تمہاری ایک سال تو ہماری دو سال ہم تمہاری حکومت میں کھاتے ہیں پیتے ہیں پہنتے ہیں سوار ہوتے ہیں نکاح کرتے ہیں لیکن تم کو ہماری حکومت میں یہ باتیں نصیب نہ ہوں گی۔ کسی نے کہا یا ابن رسول یہ کیسے ہوگا آپ تو اجود الناس اور ارأف الناس ہیں اور سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ جب آپ قوم کی حکومت میں امن سے ہیں تو لوگ آپ کی حکومت میں امن سے کیوں نہ ہوں گے فرمایا انہوں نے شیطانی فریب میں آ کر ہم سے عداوت کی ہے اور شیطان کا مکر کمزور ہے اور ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں خدائی تدبیر کے مطابق اور خدا کا بدلہ بڑا سخت ہے۔

محمد الفتال نیشاپوری نے مونس الحزین میں عیسیٰ بن الحسن سے اور اس نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ کسی نے ان کے مصائب کا ذکر کیا جو عہد معاویہ میں آپ برداشت کر رہے تھے حضرت نے فرمایا اگر میں خدا سے دعا کروں تو وہ عراق کو شام بنا دے اور شام کو عراق۔ عورت کو مرد اور مرد کو عورت' اس شامی نے کہا بھلا اس پر کسے قدرت ہے آپ نے فرمایا اے عورت اُٹھ تجھے مردوں میں بیٹھتے حیا نہیں آتی اب جو شامی نے غور کیا تو اپنے کو عورت پایا۔ حضرت نے فرمایا تیری بی بی مرد ہو گئی اور تو اس سے حاملہ ہوگا اور تیری اولاد خنثی پیدا ہوگی۔ حضرت نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ پھر ان دونوں نے توبہ کی اور حضرت کے پاس آئے آپ نے دعا کی وہ اپنی پہلی حالت پر آ گئے۔

امام حسن علیہ السلام کا علم اور فصاحت

واصل بن عطا نے کہا ہے کہ حسن بن علی سیماء انبیاء سے اور بہاء ملوک۔

محمد بن عمیر نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حسن علیہ السلام نے خدا کے دو شہر ہیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں ان کی شہر پناہ لوہے کی ہے اور ہر شہر میں ہزار ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازہ میں دو پٹ سونے کے ہیں اور ان شہروں میں ستر ہزار زبانوں میں لوگ کلام کرتے ہیں میں وہ سب زبانیں جانتا ہوں ان پر حجت خدا میرے اور میرے بھائی حسینؑ کے دوسرا نہیں۔

امام حسین علیہ السلام سے زکوٰۃ کے متعلق دریافت کیا گیا فرمایا خدا نے آدم کو وحی کی کہ اپنے نفس کی زکوٰۃ دو انہوں نے پوچھا زکوٰۃ کیا ہے کہا دس رکعت نماز پڑھو آدم نے نماز پڑھ کر پوچھا کہ خداوندا یہ زکوٰۃ مجھ پر اور میری اولاد پر ہے فرمایا یہ تو صرف تمہارے لیے ہے اور تمہاری اولاد جو مال جمع کرے گی اس پر مال میں زکوٰۃ ہوگی۔

ایک اعرابی نے ابو بکرؓ سے پوچھا کہ میں نے حالت احرام میں شتر مرغ کے انڈے بھون کر کھا لیے ہیں لہٰذا مجھے کیا کفارہ دینا چاہیے۔ انہوں نے کہا میرے لیے اس کا جواب مشکل ہے تم عمرؓ کے پاس جاؤ انہوں نے کہا تم عبدالرحمن کے پاس جاؤ انہوں نے کہا تم علیؑ کے پاس جاؤ۔ حضرت نے فرمایا میرے دونوں لڑکوں حسنؑ اور حسینؑ میں سے جس سے چاہے پوچھ لے۔ اس نے امام حسنؑ سے پوچھا فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں ہیں فرمایا تو جتنے انڈے کھائے ہیں اتنی ہی اونٹنیاں گابھن کرا دے اور ان سے جو بچے ہوں وہ بیت اللہ کی نذر کر دے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا حمل ساقط بھی ہو جاتے ہیں۔ عرض کی انڈے بھی تو گندے ہو جاتے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر آواز بلند فرمایا اس لڑکے کو خدا نے وہی فہم دی ہے جو سلیمان ابن داؤدؑ کو دی تھی۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ امام حسنؑ سے ایک ایسی کنیز کے متعلق پوچھا گیا جو ایک شخص کے گھر میں تھی اس کی سوتن نے چند عورتوں کی مدد سے اسے پکڑ کر انگلی سے اس کا ازالۂ بکارت کر دیا۔ حضرت نے فرمایا جس نے ازالۂ بکارت کیا اس پر اس کا مہر ہے اور سو کوڑے سزا اور جنہوں نے پکڑا تھا ان کی سزا اسی کوڑے ہے۔

امام حسنؑ سے یہ پوچھا گیا کہ ایک عورت سے اس کے شوہر نے جماع کیا وہ عورت جماع کی گرانی سے کھڑی ہوگئی اور ایک باکرہ کنیز سے سحق کرنے لگی جس کی وجہ سے جو نطفہ اس کے اندر تھا وہ کنیز کی فرج میں چلا گیا اور وہ حاملہ ہو گئی حضرت نے فرمایا اس عورت سے اس باکرہ کا مہر مواخذہ کیا جائے کیونکہ بچہ نہ ہوگا پیدا بدون ازالۂ بکارت پھر بچے کی ولادت تک انتظار کیا جائے اس کے بعد اس پر حد جاری کی جائے اور بچہ اس سے لے کر صاحب نطفہ کو دیا جائے اور پھر شوہر والی عورت کو رجم کیا جائے

جب امیر المومنین نے یہ فیصلہ سُنا اور لوگوں کو ہنستے پایا تو فرمایا اس کا فیصلہ یہی ہے جو حسن نے کیا۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک ایسے شخص کو لایا گیا جو مقتول کے پاس کھڑا پایا گیا تھا چھری خون آلود تھی۔ اس شخص نے کہا میں نے اس کو قتل نہیں کیا نہ میں جانتا ہوں کہ یہ کون ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے ایک بکری ذبح کی تھی ادھر آیا تو اس کو قتل کیا ہوا پایا عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ اصلی قاتل نے جب دیکھا کہ ایک بے گناہ اس کی وجہ سے قتل کیا جا رہا ہے تو اس نے اقرار جرم کر لیا۔ عمرؓ نے یہ قضیہ امیر المومنینؑ کے پاس بھیجا آپ نے فرمایا اس کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ اگرچہ یہ قاتل ہے مگر چونکہ اس نے ایک نفس کو زندہ کیا لہٰذا اس کو قتل نہ کیا جائے اور مقتول کی دیت بیت المال سے دی جائے۔ یہ سن کر عمرؓ نے کہا میں نے رسول اللہؐ سے سُنا ہے اقضاکم علی۔ یہ واقعہ امام حسنؑ سے متعلق نہیں پھر علامہ نے امام حسنؑ کے واقعات میں کیوں لکھا وجہ نامعلوم ؟)

مروی ہے کہ امام حسنؑ نے ایک شخص سے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا ہے اس نے کہا کوفہ کا فرمایا تو اگر مدینہ کا ہوتا تو اپنے گھر دن میں تجھے جبرئیل کے اترنے کی جگہ دکھاتا۔

ابن عبد ربہ اندلسی نے العقد میں لکھا ہے کہ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا آپ امام حسنؑ سے کہیے کہ وہ منبر پر جا کر خطبہ بیان کریں۔ ممکن ہے کہ وہ ہماری مدح سرائی کریں اور اس طرح ان کی وقعت لوگوں کی نگاہوں میں کم ہو جائے۔ معاویہ نے درخواست کی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہیں جانتا جان لے میں حسن ابن علی ابن ابی طالب ہوں میں از روئے اسلام اوّل المسلمین کا بیٹا ہوں میری ماں فاطمہ بنت رسول اللہ ہیں۔ میں ابن بشیر و نذیر ہوں میں ابن سراج منیر ہوں اور اس کا بیٹا ہوں جو رحمۃ للعالمین ہے اگر تم رسول اللہؐ کا بیٹا دنیا میں ڈھونڈو گے تو میرے اور میرے بھائی کے سوا کسی کو نہ پاؤ گے۔ معاویہ نے اس خیال سے کہ فضائل آ گئے نہ بڑھیں بیچ میں کہنا شروع کیا آپ رطب کی تعریف کریں فرمایا شمالی ہوا اس کا تخم ڈالتی ہے جنوبی ہوا اس کو پردے سے نکالتی ہے آفتاب اس کو پکاتا ہے چاند اس میں خوشبو پیدا کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ہوا اس کو نکالتی ہے گرمی پکاتی ہے رات ٹھنڈا کرتی ہے اور لذت پیدا کرتی ہے۔ مدائنی نے روایت کی ہے کہ عمرو عاص نے (از راہ تمسخر کہا) رفع حاجت کے مسائل بتائیے فرمایا زمین ہموار سے الگ ہو کر بیٹھے تو ہم سے اپنے کو چھپائے قبلہ رو ہو نہ پشت بہ قبلہ اور طہارت میں ہڈی یا گوبر سے کام نہ لے۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے معاویہ کے اصرار پر بر سر منبر فرمایا لوگو جو مجھے جانتا ہے جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے میرا شہر مکہ و منا ہے میں ابن صفا و مروہ ہوں میں ابن نبی مصطفےٰ ہوں میں اس کا فرزند ہوں جس کا مرتبہ پہاڑوں سے زیادہ بلند ہے۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کے محاسن کی وجہ حیا کو چھپا لیا ہے۔ میں فاطمہ سیدۃ النساء کا فرزند ہوں اسی اثنا میں موذن اذان دینے لگا جب اس نے کہا۔ أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمداً رسول الله تو حضرت نے فرمایا اے معاویہ

محمد میرے باپ تھے یا تیرے اگر تو کہے کہ میرے باپ نہ تھے تو تو نے کفر کیا اور اگر کہتا ہے آپ کے تھے تو تو نے ہماری فضیلت کا اقرار کیا۔ آگاہ ہو کہ قریش کو اس بارے میں تمام عرب پر فخر ہے کہ محمد ان میں سے تھے اور عجم نے عرب کا حق اسی وجہ سے پہچانا کہ محمد عربی ہیں لوگ ہمارے حق کو دوسروں سے طلب کرتے ہیں لیکن ہماری طرف رُد نہیں کرتے۔

ایک بار بادشاہ روم نے معاویہ سے تین سوال کیے وہ جگہ جو وسط سما کی برابر ہے وہ پہلا قطرہ خون کا جو زمین پر بہایا گیا وہ جگہ جہاں سورج ایک بار ہی چمکا ہے۔ معاویہ سے کیا جواب بن پڑتا اس نے امام حسنؑ سے معلوم کیا۔ آپ نے فرمایا وہ پشت کعبہ۔ خون حوا اور دریائے نیل کا وہ حصہ ہے جہاں حضرت موسیٰ نے عصا مارا تھا۔ اسی طرح ملک روم نے آپ سے پوچھا۔ وہ کیا ہے جس کے لیے قبلہ نہیں وہ کون ہے جس کے لیے قرابت نہیں آپ نے جواب میں لکھا جس کے لیے قبلہ نہیں وہ کعبہ ہے اور جس کے لیے قرابت نہیں وہ خدا ہے ایک شامی نے پوچھا حق و باطل میں کتنا فاصلہ ہے فرمایا چار انگشت جو آنکھ سے دیکھ لیا وہ حق ہے جو کانوں سے سنا اس کا زیادہ حصہ باطل ہے۔ ایک شخص نے پوچھا ایمان و یقین میں کیا فرق ہے فرمایا چار انگشت جو سن لیا وہ ایمان ہے جو دیکھ لیا یقین ہے۔ کسی نے پوچھا آسمان و زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے فرمایا دعائے مظلوم اور حدِ نظر پوچھا مشرق و مغرب میں کتنا فرق ہے فرمایا سورج کی ایک دن کی رفتار۔

جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے بچپن میں امام حسنؑ رُک رُک کر کلام کرتے تھے اور صاف الفاظ نہیں نکلتے تھے ایک عید کو امام حسنؑ نماز کے لیے آپ کے ساتھ تھے جب آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر تو امام حسنؑ نے بھی اللہ اکبر کہہ دیا حضرت بہت خوش ہوئے اب نماز میں جتنی تکبیریں رسول نے کہیں امام حسنؑ نے بھی اللہ اکبر کہا۔ ساتویں تکبیر میں امام حسنؑ رک گئے۔ حضرت نے بھی توقف کیا دوسری رکعت رسول اللہؐ کے ساتھ پانچ تکبیریں کہیں پھر رُک گئے۔ پس نماز عیدین میں یہ سنت قرار پائی اور ایک روایت میں ہے کہ واقعہ امام حسینؑ کا ہے۔

امام حسنؑ کے مکارم اخلاق

مروی ہے کہ جب آپ وضو فرماتے تھے تو آپ کے بدن کا ایک ایک جوڑ کانپنے لگتا تھا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا فرمایا ہر اس شخص کے لیے جو رب العرش کے سامنے کھڑا ہو ضروری ہے کہ اس کا اعضا کانپیں اور اس کا رنگ زرد پڑ جائے جب آپ باب مسجد پر پہنچتے تو سر اٹھا کر فرماتے خداوندا تیرا مہمان تیرے دروازہ پر ہے اے محسن تیرا گنہگار بندہ تیرے پاس آیا ہے۔ پس ان برائیوں سے درگزر فرما جو تیرے نزدیک اس کی ہیں ان نیکیوں کی وجہ سے جو اے کریم تیرے پاس ہیں جب نماز صبح سے فارغ ہوتے تو سورج نکلنے تک کسی سے کلام نہ کرتے تھے۔ امام حسن علیہ السلام نے ۲۵ حج پاپیادہ

کیے اور تین بار اپنا سارا مال راہِ خدا میں لٹا یا۔ آپ فرمایا کرتے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے رب سے ایسی حالت میں ملوں کہ پا پیادہ اس کے گھر تک نہ گیا ہوں آپ نے دو تین بار جو راہِ خدا میں اپنے گھر کا تمام سامان لٹا یا تو اس میں اپنے جوتے بھی شامل کیے تھے۔

مروی ہے کہ ایک روز امام حسنؑ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک عورت نہایت خوبصورت آپ کے پاس آئی بعد ختم نماز آپ نے اس سے پوچھا کیا تیری کوئی حاجت ہے۔ اس نے کہا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا ہے۔ اس نے کہا مجھے اور میری خواہش پوری کیجئے۔ میرا کوئی شوہر نہیں فرمایا دور ہو مجھ سے مجھے اور اپنے نفس کو آتش جہنم میں نہ ڈال وہ آپ کے نفس کو راغب کرنا چاہ رہی تھی اور آپ رو کر فرما رہے تھے دفع ہو تجھ پر مجھ سے دور ہو اور آپ کی بکا زیادہ ہوتی جا رہی تھی۔ جب اس عورت نے یہ حال دیکھا تو وہ بھی رونے لگی اسی اثنا میں امام حسینؑ وہاں پہنچے دونوں کو روتے دیکھا تو آپ بھی رونے لگے۔ اب آپ کے اصحاب آئے تو سب کو روتا دیکھ کر ان پر بھی گریہ طاری ہوا اور آوازیں بلند ہوئیں وہ عورت اٹھ کر چل دی اور لوگ بھی چلے گئے امام حسینؑ متعجب رہے مگر بلحاظ ادب کے وجہ گریہ معلوم کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک دن امام حسنؑ سوتے سوتے جو بیدار ہوئے تو رونے لگے۔ امام حسینؑ نے پوچھا آپ کے گریہ کا کیا سبب ہے فرمایا ایک خواب ہے جو میں نے ابھی دیکھا ہے لیکن تم اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا جب تک میں زندہ ہوں میں نے خواب میں یوسف کو دیکھا ان کے حسن کو دیکھ کر میں رونے لگا انہوں نے مجھ سے کہا آپ کے رونے کا سبب کیا ہے مجھے یاد آیا قصہ یوسف اور واقعہ زن عزیز اور اس معاملہ میں جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی اور جو تکلیف آپ نے قید میں اٹھائی اور آپ کی جدائی میں جو تکلیف آپ کے باپ یعقوب کو ہوئی۔ میں ان باتوں کو یاد کر کے رویا اور مجھے تعجب لاحق ہوا یوسف نے فرمایا کیا تم کو اس زن بدویہ پر تعجب نہ ہوا جو ابھی تمہارے پاس آئی تھی۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا امام حسن چادر لپیٹے ہوئے فرات میں داخل ہوئے میں نے کہا آپ نے کپڑے کیوں نہ اتارے آپ نے فرمایا عبدالرحمن پانی میں بھی کچھ رہنے والے ہیں۔

آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا آپ نے پچاس ہزار دینار اس کو دیئے اور فرمایا حمال کو بلا کر بھیجا وہ حمال کو لے کر آیا تو آپ نے اپنی چادر دے کر فرمایا یہ اس کا کرایہ ہے۔ ایک روز ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور سوال کیا فرمایا جو کچھ خزانہ میں ہو اس کو دیدو اس میں بیس ہزار درہم تھے وہ اس کو دیدیئے اس نے کہا اے میرے سید و مولا آپ نے مجھے اپنی حاجت بھی بیان نہ کرنے دی۔ آپ نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے ہم وہ لوگ ہیں کہ ہماری بخشش سے لوگوں کی امیدیں پوری ہوتی ہیں۔ ہم سوال سے پہلے دیتے ہیں تاکہ سائل کی آبرو ریزی نہ ہو۔ اگر دریا ہماری بخشش کو جان لے تو خجالت سے سوکھ جائے۔

ابو جعفر مدائنیؒ نے لکھا ہے کہ امام حسنؑ اور حسینؑ اور عبداللہ بن جعفر حج کو چلے راستہ میں ان کا سامان ختم ہو گیا اور بھوک پیاس کا غلبہ ہوا ایک گھاٹی میں ایک بوسیدہ خیمہ نصب دیکھا جس میں ایک بڑھیا بیٹھی تھی اس سے پانی مانگا

اس نے کہا یہ میری بکری ہے اس کا دودھ دوہ کر پی لو پھر کہا میرے پاس بس یہی ایک مایہ ہے اسے ذبح کر دو تا کہ میں تمہارے لیے اس کا گوشت بھون دوں پس اس کو ذبح کیا اور اس کا گوشت کھا کر قیلولہ کیا جب چلنے لگے تو اس سے کہا ہم قریش سے ہیں حج کو جا رہے ہیں واپسی پر تمہارے ساتھ کچھ سلوک کریں گے اس کے بعد چلے گئے جب اس کا شوہر آیا اور یہ حال معلوم ہوا تو اس عورت کو خوب مارا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ عورت مدینہ آئی۔ امام حسنؑ و امام حسینؑ اور عبد اللہ بن جعفر نے اس کو ایک ہزار بکریاں دیں۔

ایک بار امام حسنؑ نے ایک شخص کی دیت ادا کی اور ایک سائل کو چار سو درہم اور ایک کو دس ہزار درہم عطا کیے ایک روز آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ آپ کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا آؤ کھانا کھاؤ انہوں نے تامل کیا فرمایا کھانا تو کھانے ہی کے لیے ہے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا میں نے حکم رسول کی نافرمانی کی ہے فرمایا تو نے بہت برا کیا۔ اچھا بتا کیا کیا اس نے کہا رسول اللہ نے فرمایا تھا وہ قوم فلاح نہ پائے گی جس پر عورت حکمراں ہو میری عورت نے مجھ پر قابو پا لیا اس نے مجھ سے غلام خریدنے کو کہا میں نے خرید لیا وہ بھاگ گیا۔ فرمایا اگر تو چاہے میں غلام کی قیمت دیدوں لیکن حد سے تجاوز نہ کرنا اس کے بعد آپ نے غلام کی قیمت اسے دے دی۔

ایک کنیز نے امام حسنؑ کو پھولوں کا ایک گلدستہ پیش کیا آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔ کسی نے سبب پوچھا فرمایا خدا فرماتا ہے جب تمہیں کوئی ہدیہ دے تو اس سے بہتر ہدیہ تم اس کو دو اس کے لیے آزادی سے بہتر ہدیہ نہیں ہو سکتا۔

جب امام حسنؑ دمشق تشریف لے گئے تو معاویہ نے بہت سا سامان مع ایک فہرست کے آپ کے سامنے پیش کیا آپ جب چلنے لگے تو اس خادم کو عطا فرما دیا جو آپ کا جوتا لیے بیٹھا تھا۔

معاویہ ایک بار مدینہ آیا پہلے دن جو اس سے ملنے آیا اس کو پانچ ہزار سے لے کر ایک لاکھ درہم تک تحفہ دیا امام حسین علیہ السلام سب سے آخر میں اس سے ملنے آئے اس نے کہا اے ابو محمد تم نے بہت تاخیر کی آپ کا خیال یہ تھا کہ جب سب مال تقسیم ہو جائے گا اور مجھے کچھ نہ ملے گا تو میں قریش میں معاویہ کو بخیل مشہور کر دوں گا یہ کہہ کر اپنے غلام سے کہا اب تک لوگوں کو جتنا دیا ہے اتنا حسنؑ کو دیدے اے ابو محمد میں ابن ہند ہوں حضرت نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں میں ابن فاطمہؑ بنت رسول ہوں۔

مبرد نے کامل میں لکھا ہے کہ مروان بن الحکم کو امام حسن کا بغلہ بہت پسند تھا وہ اسے لینا چاہتا تھا ابن ابی عتیق نے کہا اگر تو میری تیس حاجتیں پوری کر دے تو میں دلا دوں گا اس نے اقرار کیا۔ ابن عتیق نے کہا تدبیر یہ ہے کہ جب لوگ جمع ہوں تو میں فضائل قریش کا ذکر کروں گا اور فضائل امام حسنؑ ترک کر دوں گا تو مجھے اس پر ملامت کرنا چنانچہ جب لوگ جمع ہوئے تو اس نے ایسا ہی کیا مروان نے کہا تو نے اولویت امام حسنؑ کو کیوں چھوڑ دیا حالانکہ جو فضائل ان کے ہیں وہ کسی کے نہیں اس نے کہا میں تو اشراف کا تذکرہ کر رہا ہوں اگر اولیا کا ذکر ہوتا تو ان کو مقدم کرتا۔ جب امام حسنؑ سوار ہو کر

چلے تو وہ ان کے پیچھے چلا آپ مسکرائے اور دریافت کیا تیری کوئی حاجت ہے اس نے کہا ہاں اس بغل پر سواری آپ نے وہ اس کو دے دیا۔

آپ کے حلم کے متعلق مبرد اور ابن عائشہؓ نے روایت کی ہے کہ ایک شامی نے حضرت کو سوار دیکھا تو گالیاں دینے لگا آپ خاموش رہے جب وہ بکواس کر چکا تو آپ نے اس سے فرمایا میں سمجھتا ہوں تو مسافر ہے اور شاید تجھے اشتباہ ہوا ہے۔ اگر تو ہم سے عتاب چاہتا تو ہم عتاب کرتے اگر سوال کرتا تو عطا کرتے اگر ہدایت چاہتا تو ہدایت کرتے اگر تجھے سواری درکار ہے تو ہم سواری دیں اگر بھوکا ہے تو سیر کریں اگر برہنہ ہے تو لباس پہنائیں اگر محتاج ہے تو غنی کریں اگر جلا وطن ہو تو پناہ دیں اگر کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کریں جب تو ہم تک آیا ہے تو اب تو ہمارا مہمان ہے۔ ہمارے پاس کشادہ جگہ ہے صاحب جاہ ہیں جب اس نے یہ سنا تو رو پڑا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ روئے زمین کے خلیفہ ہیں۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورہ الانعام ۱۲۴/۶) آپ کا اور آپ کے باپ کا میں سب سے بڑا دشمن تھا لیکن اب سب سے بڑا دوست ہوں۔

ایک بار مروان نے امام کی موجودگی میں ناسزا الفاظ سے یاد کیا آپ نے حلم سے کام لیا امام حسینؑ کو معلوم ہوا تو آپ غصہ میں بھرے ہوئے مروان کے پاس آئے اور فرمایا ابن الزرقا تو علیؑ کو برا کہتا ہے اس کے بعد آپ نے امام حسنؑ سے کہا کہ آپ نے اس کی بدکلامی کو کیوں سنا فرمایا جس پر شیطان مسلط ہوتا ہے وہ جو چاہتا ہے کہتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

مروی ہے کہ آپ نے کبھی مکروہ بات زبان سے نہیں نکالی مگر صرف ایک بار آپ کے اور عمرو بن عثمان کے درمیان ایک زمین کے معاملہ میں دشمنی تھی آپ نے اس کے لیے فرمایا عمرو کے لیے ہمارے پاس رغم انف اور کچھ نہیں۔

امام حسن علیہ السلام کی عبادت

رسول اللہؐ نے فرمایا جو سردار جوانان جنت کو دیکھنا چاہے اسے چاہیے کہ حسن بن علی کو دیکھے ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ باب فاطمہؑ پر آئے آپ نے تین بار پکارا کوئی آواز نہ آئی۔ آپ زیر دیوار بیٹھ گئے ناگاہ حسن بن علی گھر میں سے نکلے۔ منہ دھلا ہوا تھا اور گلے میں تسبیح تھی۔ حضرت نے ہاتھ بڑھا کر سینے سے لگا لیا اور بوسہ دے کر فرمایا یہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے والا ہے محاضرات راغب اصفہانی اور بخاری اور خرگوشی اور سمعانی وغیرہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

غزالی نے الاحیاء میں مکی نے قوت القلوب میں لکھا ہے کہ امام حسن صورت اور سیرت میں رسول اللہؐ سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

مروی ہے کہ یوم جمل حضرت علیؑ نے محمد حنفیہ کو اپنا نیزہ دیا اور فرمایا جاؤ اس سے اہل جمل سے لڑو وہ گئے مگر بنی ضبہ نے روک دیا۔ امام حسنؑ نے نیزہ ان کے ہاتھ سے چھین لیا اور خود بڑھے اور دیر تک لڑتے رہے جب آپ کے پاس لوٹ کر آئے تو نیزہ کی بھال خون آلود تھی۔ محمد حنفیہ کے چہرہ پر ملال سا ظاہر ہوا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا رنج نہ کرو یہ ابن نبی ہے اور تم ابن علیؑ ہو۔

امام حسنؑ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے ایک شخص نے کہا یہ ابن فاطمۃ الزہرا ہیں حضرت نے اس سے فرمایا اے شخص یوں کہو یہ ابن علی بن طالب ہیں۔ میرے باپ میری ماں سے بہتر ہیں۔ ایک بار قریش باہم فخر کر رہے تھے امام حسنؑ موجود تھے مگر خاموش تھے۔ معاویہ نے کہا آپ کیوں نہیں بولتے فرمایا جو فضیلت انہوں نے بیان کی میرے لیے وہ بدرجہ اتم موجود ہے۔

معاویہ نے ایک دن فخریہ کہا میں ابن بطحاء مکہ ہوں اس کا بیٹا ہوں جو معزز تھا۔ از روئے سخاوت اور اکرم تھا بلحاظ اجداد میں سردار قریش کا بیٹا ہوں۔ بچپن میں صاحب فضیلت تھا اور بڑا ہو کر بھی۔ امام حسنؑ نے فرمایا اے معاویہ تو ہم پر فخر کرتا ہے میں اس کا بیٹا ہوں جو تقویٰ اور پرہیزگاری کا ملجا و ماویٰ تھا میں اس کا بیٹا ہوں جو ہدایت خلق کے لیے آیا میں اہل دنیا کے سردار کا بیٹا ہوں۔ بلحاظ سابق اور حسب خانی میں اس کا بیٹا ہوں جس کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور جس کی معصیت خدا کی معصیت ہے کیا تیرا باپ میرا باپ سا ہے جس سے تو میرے آگے فخر کرتا ہے۔

ایک بار معاویہ نے امام حسنؑ سے کہا میں آپ سے زیادہ بہتر ہوں فرمایا اے ہندہ کے بیٹے کیسے اس نے کہا لوگ میرے گرد جمع ہیں۔ آپ کے لیے یہ بات نہیں آپ نے فرمایا اے جگر خوارہ کے فرزند شر پسندی سے تو نے بلندی حاصل کی ہے۔ تیرے گرد دو طرح کے لوگ جمع ہیں یا مطیع ہیں یا مکرہ۔ تیرا مطیع اللہ کا گناہ گار اور تیرا مکرہ وہ بلحاظ کتاب اللہ معذور خدا کی پناہ جو میں یہ کہوں کہ تجھ سے بہتر ہوں کیونکہ تجھ میں خیر ہے ہی نہیں خدا نے مجھے رذائل سے اسی طرح بری رکھا ہے جس طرح تجھے فضائل سے۔

کتاب شیرازی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک روز یزید نے امام حسنؑ سے کہا میں کب سے تم سے بغض رکھتا ہوں فرمایا اے یزید تو شیطان جماع میں تیرے باپ کے ساتھ شریک ہوا دونوں کے نطفہ ملنے سے تو پیدا ہوا۔ یہ سبب ہے تیری موروثی عداوت کا خدا فرماتا ہے شَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۶۴) اور شیطان حرب کے نطفہ میں بھی شریک تھا جس سے صخر پیدا ہوا اسی لیے تیرے جد کو رسول اللہ سے عداوت تھی۔

سعید بن سرح زیاد کے پاس سے بھاگ کر امام حسنؑ کے پاس آیا اور آپ سے ایک سفارشی خط لکھوایا۔ زیاد نے جواب میں لکھا۔ یہ خط زیاد بن ابوسفیان کی طرف سے حسن ابن فاطمہؑ کے لیے ہے آپ کا خط آیا جس میں اپنا ذکر میرے ذکر سے پہلے تھا۔ حالانکہ تم نے حاجت طلب کی ہے میں بادشاہ ہوں اور تم رعیت ہو اسی قسم کی اور باتیں لکھیں۔ حضرت یہ خط پڑھ کر مسکرائے اور یہ خط معاویہ کے پاس بھیج دیا۔ معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ سعید اس کے اہل ہی سے بھلا پیش آ۔ اور ان کا مال واپس کر دے اور جو مکان گرا دیا ہے اسے بنوا دے اور تو نے حسنؑ کے خط میں جو حسن ابن فاطمہ لکھا ہے اور ان کے باپ کی طرف نسبت نہیں دی

تو ان کی ماں بنت رسول ہیں ان کے فخر کے لیے یہی کافی ہے۔

ایک روز امام حسنؑ کچھ فقرا کی طرف سے گزرے جو روٹی کے ٹکڑے زمین پر رکھے کھا رہے تھے آپ کو دیکھ کر انہوں نے کھانے میں شرکت کی دعوت دی آپ بیٹھ گئے اور کھانے لگے آپ کی برکت سے سب نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا بدستور باقی رہا۔

ایک روز امام حسنؑ معاویہ سے ملنے گئے وہ لیٹا ہوا تھا آپ اس کے پیروں کے قریب بیٹھ گئے اس نے کہا یہ بات کیا تعجب خیز نہیں کہ عائشہ مجھے مستحق خلافت نہ جانتی تھیں امام حسنؑ نے فرمایا اور اس سے زیادہ عجیب بات میرا تیرے پر کے پاس بیٹھنا ہے حالانکہ تو گناہ گار ہے یہ سن کر معاویہ نادم ہوا اور اٹھ کر بیٹھ گیا اور معافی چاہی۔

ایک روز عمرو عاص نے معاویہ کے سامنے امام حسنؑ سے کہا بڑھاپا آپ کی مونچھوں پر کتنی جلد آ گیا کہا جاتا ہے کہ یہ سمجھیا جانے کی علامت ہے فرمایا فرمایا تجھ سے یہ کسی نے غلط کہا بات یہ ہے کہ ہم بنی ہاشم کے منہ سے خوشبو آتی ہے اور ہمارے ہونٹوں میں شیرینی ہے پس ہماری عورتیں اپنے سانس ہمارے منہ پر نکالتی ہیں اور تم بنی امیہ گندہ دہن ہو پس تمہاری عورتیں وقت جماع اپنے سانس تمہاری کن پٹیوں پر نکالتی ہیں اس لیے بڑھاپا تمہارے رخساروں پر آتا ہے۔ مروان نے کہا تم بنی ہاشم میں ایک خراب عادت ہے۔ پوچھا کیا اس نے کہا تم شہوت پرست زیادہ ہو فرمایا خدا نے اس قوت کو ہماری عورتوں سے نکال کر ہمارے مردوں کو دی ہے اور تمہارے مردوں سے نکال کر تمہاری عورتوں کو دیدی پس اموی عورت پر نہیں قابو نہیں پاتا مگر ہاشمی جوان۔

امام حسنؑ نے حبیب بن مسلمہ فہری سے فرمایا تیری رفتار غیر طاعت میں ہے اس نے کہا ہاں میں آپ کے باپ کی طرف نہیں ہوں فرمایا تو نے دنیا کے قلیل نفع کے لیے معاویہ کی طاعت کی ہے جس سے تیری آخرت برباد ہوئی تو شر کرتا ہے اور لے خیر کہتا ہے جیسا کہ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا (سورۃ التوبہ ۹/۱۰۲) ایک مجنون سے کسی نے پوچھا حسنؑ بہتر ہیں یا حسینؑ اس نے کہا حسنؑ بہتر ہیں ان کا ذکر قرآن میں ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً (سورۃ البقرہ ۲/۲۰۱) یہ نہیں کہا حسینۃ۔

امام حسنؑ سے حضرت رسولخداؐ کی محبت

حضرت رسولخداؐ مسجد میں تشریف لائے تو امام حسنؑ آپ کے ساتھ تھے آپ نے ان کو پہلو میں بٹھا کر نماز پڑھنی شروع کی انس سے مروی ہے کہ جب آپ مسجد گئے تو ذکر سجدہ کو بہت طول دیا میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو امام حسنؑ آپ کی پشت پر تھے۔ ختم نماز کے بعد لوگوں نے کہا آپ نے ذکر سجدہ کو اتنا طول دیا کہ ہم سمجھے کہ وحی نازل ہو رہی ہے حضرت نے فرمایا حسنؑ میرے شانوں پر تھے میں نے ان

کو بتانا گوارا نہ کیا۔ حلیہ میں ہے کہ لوگوں نے کہا اس بچے نے وہ عمل کیا جو کسی نے نہ کیا تھا فرمایا یہ میرا پھول ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک روز حسنؑ رسول اللہؐ کی گود میں آکر بیٹھے اور حضرت کی داڑھی سے کھیلنے لگے۔ منہ کھولتے تھے اور داڑھی منہ میں لے لیتے تھے۔ حضرت نے فرمایا خداوندا میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی رکھ اور جو اس کو دوست رکھے اسے تو بھی رکھ ایسا تین مرتبہ فرمایا اور ابوہریرہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک روز حسن گردن میں قلاوہ ڈالے ہوئے آئے حضرت نے ان کو سینہ سے لگا کر فرمایا خداوندا میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس تو بھی اسے دوست رکھ اور اس کو بھی جو اسے دوست رکھے اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ جب حسنؑ پیدا ہوئے تو حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میرے بیٹے کو لاؤ میں زرد کپڑے میں لپیٹ کر لے گئی آپ نے اسے ہٹا دیا اور فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ بچہ کو زرد کپڑے میں نہ لپیٹا کرو میں نے سفید کپڑے میں لپیٹ لیا حضرت نے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں میں اقامت پھر فرمایا اے علیؑ تم نے اس کا کیا نام رکھا انہوں نے کہا میں آپ پر سبقت کیسے کر سکتا ہوں فرمایا میں خدا پر سبقت نہیں کر سکتا۔ اتنے میں جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا خدا بعد تحفہ و درود و سلام فرماتا ہے کہ علیؑ کی منزلت آپ سے وہی ہے جو ہارون کی منزلت موسیٰؑ کے نزدیک تھی مگر یہ کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہے لہذا اس لڑکے کا وہی نام رکھو جو ہارون کے لڑکے کا تھا پوچھا اے جبریل وہ کیا تھا۔ کہا شبّر۔ فرمایا میری زبان تو عربی ہے انہوں نے کہا آپ حسنؑ رکھیں۔ ساتویں دن حضرت نے عقیقہ کیا دو مینڈھے ذبح کیے اور دائی کو ران دی اور سر منڈوا کر بالوں کی برابر چاندی دی اور خلوق کو سر پر ملا (خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے جس میں زعفران کا جز زیادہ ہوتا ہے) فرمایا اے اسماء خون ملنا جاہلیت کی رسم ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک بار رات کے وقت حسنؑ و حسینؑ گم ہو گئے۔ جب رسول اللہ کو معلوم ہوا تو آپ برہنہ پا گھر سے نکلے اور دعا کرتے جاتے تھے خداوندا میرے بچے ہیں جو کہ نکلے ہیں خداوندا تو ہی ان دونوں کو اپنی حفاظت میں رکھنا خواہ وہ خشکی میں ہوں یا تری میں جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا رنج نہ کیجئے وہ دنیا و آخرت میں صاحب فضیلت ہیں اور ان کے باپ ان دونوں سے افضل ہیں۔ دونوں بچے حدیقہ بنی نجار میں ہیں۔ خدا نے ان کی حفاظت کے لیے فرشتہ کو معین کر دیا ہے۔ حضرت اس تاریک رات میں اپنے روئے مبارک کی روشنی میں چلتے ہوئے حدیقہ بنی نجار پہنچے دونوں بچے گلے میں باہیں ڈالے سو رہے تھے اور آسمان سے پانی برس رہا ہے مگر بچوں پر ایک بوند نہیں پڑ رہی ہے اور ایک اژدہا جس کے بال جنگل کی جھاڑیوں کی طرح ہیں اپنا ایک بازو حسنؑ پر پھیلائے ہوئے ہے اور دوسرا حسینؑ پر اور وہ کہہ رہا ہے خداوندا گواہ رہنا کہ میں نے تیرے نبی کے ان دونوں بچوں کی حفاظت کی اور صحیح سالم ان کو سپرد کر دیا۔ حضرت رسولؐ خدا نے ان دونوں کو جگا کر پیار کیا اور حسنؑ کو خود لیا اور حسینؑ کو جبریلؑ نے اٹھایا۔ ابوبکر نے کہا لائیے ایک صاحبزادے کو مجھے دے دیجئے فرمایا ایک کو جبریلؑ لیے ہوئے ہیں دوسرے کو میکائیل۔ اور جب عمر نے چاہا تو فرمایا اللہ نے تمہارا کلام سن لیا۔ امیر المومنینؑ نے کہا لائیے ایک کو مجھے دیجئے۔ آپ نے امام حسنؑ سے فرمایا تم اپنے باپ کے کندھے پر جانا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا نانا جان مجھے باپ کے کندھے سے آپ کا کندھا زیادہ محبوب ہے۔ جب حسینؑ سے کہا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ رسول نے فرمایا کیا اچھی ہے تمہاری سواری اور

اور تم کیسے اچھے راکب ہو۔ جب مسجد میں آئے تو منادی کو ندا کرنے کا حکم دیا جب لوگ جمع ہوئے تو فرمایا کیا میں تمہیں بتاؤں کہ جد و جدہ کے اعتبار سے بہترین کون ہے لوگوں نے کہا ضرور بتایئے فرمایا حسنؑ و حسینؑ ہیں جن کا جد محمد مصطفیٰؐ ہے اور جدہ خدیجہ۔ لوگو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ ماں باپ کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ لوگوں نے کہا ضرور فرمایا وہ حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ پھر فرمایا چچا اور پھوپی اور ماموں خالہ کے اعتبار سے بھی وہی افضل ہیں۔

امام حسنؑ کے تاریخی حالات

امام حسن علیہ السلام ۱۵ رمضان ۳ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک ۲ھ ہجری میں ساتویں دن جناب فاطمہؑ ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر حضرت کی خدمت میں لائیں جبریلؑ نازل ہوئے اور حسنؑ نام رکھا اور عقیقہ میں مینڈھا ذبح کیا آپ حضرت رسول خدا کے سایہ تربیت میں سات سال رہے اور چھ مہینے اور بعض کے نزدیک آٹھ سال اور اپنے والد کے ساتھ تیس سال اور ان کے بعد تقریباً دس سال۔ آپ کا قد درمیانی تھا اور داڑھی گھنی تھی۔ ان کے اصحاب وہی تھے جو ان کے پدر بزرگوار کے اصحاب تھے جیسا قیس بن سعد العرف پہ سفینہ اور رشید ہجری یا میثم تمار تھے حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد ۲۱ ماہ رمضان ۴۰ھ ہجری میں آپ سے بیعت ہوئی۔

آپ کے امیر الجیش عبید اللہ بن عباس تھے اور قیس بن عبادہ۔ وقت بیعت آپ کی عمر ۳۷ سال تھی آپ خلافت ظاہری پر ۶ ماہ اور تین دن رہے۔ ۴۱ھ میں آپ کے اور معاویہ کے درمیان صلح ہوئی امام کوفہ سے آنے کے بعد دس سال مدینہ میں رہے آپ کا نام توریت میں شبر ہے آپ کی کنیت ابو محمد تھی اور بعض کے نزدیک ابو القاسم۔ آپ کے القاب۔ سید۔ سبط امیر۔ حجت۔ بر۔ تقی۔ اثیر۔ زکی۔ مجتبیٰ۔ سبط الاول اور زاہد تھی۔ اور آپ کی والدہ گرامی۔ فاطمہ زہرا بنت رسول اللہؐ تھیں۔ آپ مظلوم و مسموم اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

آپ نے مدینہ میں رحلت فرمائی جبکہ معاویہ کو حکومت کرتے دس سال گزر گئے تھے۔ آپ چالیس روز بیمار رہے ۲۸ صفر ۵۰ھ ہجری اور بعض کے نزدیک ۴۹ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔

امام حسن علیہ السلام کی عمر ۴۷ سال چند ماہ ہوئی یا ۴۸ سال اور ایک روایت میں ہے ۵۰ سال۔

معاویہ نے جعدہ بنت محمد ابن اشعث کندی سے جو ام فروہ خواہر ابوبکر کی لڑکی تھی سازش کی اور اس کام کے لیے کہ وہ امام حسن علیہ السلام کو زہر دے دے دس ہزار دینار اور دس قطعات زمین مضافات کوفہ میں انعام دینے کا لالچ دیا وہ بدبخت اس لالچ میں آگئی اور آپ کو شربت میں زہر ملا کر دے دیا۔

آپ کو امام حسین علیہ السلام نے غسل دیا اور تجہیز و تکفین کی۔ آپ کی قبر مبارک جنت البقیع میں آپ کی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت

اسد کے پہلو میں ہے۔

آپ کی اولاد میں تیرہ لڑکے اور ایک صاحبزادی تھیں۔

صاحبزادوں میں عبداللہ، عمر اور قاسم کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسین الاثرم اور حسن کی والدہ خولہ بنت منظور فزاریہ تھیں۔

عقیل اور حسن کی والدہ ام بشیر بنت ابو مسعود خزرجیہ تھیں۔

زید اور عمر ثقفیہ سے۔ عبدالرحمٰن ام ولد سے۔ طلحہ و ابوبکر والدہ ام اسحٰق بنت طلحہ تیمی تھیں۔

احمد اسمٰعیل حسن اصغر اور صاحبزادی ام الحسن یا ام الحسین ام بشیر خزاعیہ سے تھیں۔

اور کنیزوں سے تھیں، فاطمہ۔ ام عبداللہ۔ ام سلمہ اور رقیہ (مصنف نے پہلے ایک صاحبزادی بیان کیں پھر چار کا اور ذکر کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منکوحہ سے ایک تھیں اور کنیزوں سے چار۔

اولاد امام حسنؑ سے کربلا میں۔ عبداللہ۔ قاسم اور ابوبکر شہید ہوئے۔

آپ کے بعد جن صاحبزادوں سے سلسلہ نسل چلا وہ زید بن الحسن اور حسن ابن الحسن (حسن مثنیٰ) ہیں۔

ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں لکھا ہے کہ امام حسن علیہ السلام ۲۵۰ عورتوں سے تزویج کی اور بعض نے تین سو کی تعداد لکھی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اس کثرت تزویج پر دل تنگ ہوئے تو آپ نے ایک خطبہ میں فرمایا حسن بڑے طلاق دینے والے ہیں ان کو لڑکی نہ دو۔ ابو عبداللہ المحدث نے رامش افزاؒ میں لکھا ہے کہ یہ سب بی بیاں آپ کے جنازے کے پیچھے تھیں۔

اس قسم کی تمام روایات معاویہ شاہی ٹکسال کے کھوٹے سکے ہیں۔ معاویہ نے کردار اہل بیت کو بدنام کرنے میں عموماً اور امام حسنؑ کو بدنام کرنے میں خصوصاً اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے تھے چنانچہ زر پرست اہل قلم نے اپنے ایمان بیچ کر اس قسم کی بے شمار خرافات اپنی کتابوں میں بھر دیں۔ تعجب ہے کہ علامہ شہر آشوب نے اس پر اپنا نوٹ نہ لکھا۔

بخاری نے لکھا ہے کہ جب امام حسنؑ نے انتقال کیا تو ان کی بی بی نے ان کی قبر پر قبہ بنایا جس میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں، اور کہا کرتی تھیں جسے کھو دیا اسے کہاں پائیں گے۔

واقعہ صلح امام حسن علیہ السلام

جب امیرالمومنین علیہ السلام شہید ہو گئے تو امام حسن علیہ السّلام نے کوفہ میں حسب ذیل خطبہ بیان فرمایا۔
لوگو یہ دنیا دار بلا و فتنہ ہے جو بھی اس میں ہے وہ مقام زوال و اضمحلال میں ہے۔ جب حضرت یہاں تک پہنچے تو فرمایا میں تم سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ جس سے میں لڑوں تم بھی لڑو جس سے صلح کروں تم بھی صلح کرو تو لوگوں نے کہا ہم نے سُنا اور آپ کی اطاعت کا اقرار کرتے ہیں آپ کا جو حکم ہو ہم سے بیان فرمایئے آپ نے دو ماہ ان کے ساتھ گزارے ابومخنف نے لکھا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ آپ جنگ کے لیے تیار ہو جیے اور دشمن سے جنگ کیجیے اور اپنے دین کو مردِ بخیل و کینہ خصلت سے بچایئے۔ اہل شرف و اہل بیوت روگردانی کر رہے ہیں۔ الحرب خدعہ لڑائی تو فریب کا نام ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پدر بزرگوار سے لوگ اظہار تنفر کرنے لگے تھے اور معاویہ سے جا ملے تھے کیونکہ اس نے مال دے کر ان سے ہمدردی ظاہر کی آپ نے عمال کو ارادۂ جنگ سے آگاہ کیا اور عبداللہ کو بصرہ کی طرف بھیجا معاویہ نے عراق کی طرف فوج کشی کی امام حسنؑ نے معاویہ کو ایک خط لکھا۔ امابعد خدا نے محمد مصطفےٰ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ اور آپ کے ذریعے سے امر حق کو ظاہر کیا اور شرک کا قلع قمع کیا اور معزز بنایا عرب کو عموماً اور جنہوں نے شرف چاہا ان کو خصوصاً۔ جب اللہ نے ان کی روح قبض کی اور عرب نے امر خلافت میں نزاع شروع کیا تو انصار نے کہا منا أمیر و منکم أمیر ۔ قریش نے کہا ہم آنحضرتؐ کے اولیاء اور ان کے خاندان سے ہیں۔ پس اس حکومت کے بارے میں ہم سے نزاع نہ کرو۔ پس عرب نے یہ سمجھ لیا کہ یہ حکومت قریش کے لیے ہے۔ پھر قریش نے ہمارے بارے میں اسی امر سے انکار کیا جس کو انہوں نے اپنے لیے عرب سے تسلیم کرایا تھا افسوس صد افسوس ہمارے بارے میں قریش نے از روئے کتاب انصاف سے کام نہ لیا۔

معاویہ نے جواب میں لکھا میں سمجھ گیا جو آپ نے محمد صلعم کے بارے میں لکھا ہے بے شک وہ اولین و آخرین میں بلحاظ فضل احق تھے اس کے بعد آپ نے نزاع مسلمین کا ذکر کرتے ہوئے فلاں فلاں اور ابو عبیدہ کی چغل خوری کی ہے تو میں نے اس کو آپ لیے برا سمجھا سب کو اس کا علم ہے کہ قریش خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے اور شیخین کے بارے میں جو کچھ ہوا اس کا علم آپ کو بھی ہے۔ پس کس وجہ سے تم مجھے اس امر کی دعوت دیتے ہو۔ کیا تم اپنے باپ کے حق کی وجہ سے طلب کرتے ہو حالانکہ وہ خلافت سے علیحدہ کیے جا چکے ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے اپنے بندوں کے لیے کرتا ہے اس کے حکم کا کوئی

ہٹانے والا نہیں اس لیے سمجھو کہ تمہاری موت میرے ہاتھ سے آئے گی اگر تم نے میری بیعت کی تو جو میں نے تم سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کردوں گا وہ یہ ہے کہ خلافت میرے بعد آپ کو ملے گی اور تم لوگوں میں سب سے بہتر رہو گے۔ اگر میں جانتا کہ آپ امر خلافت کے سب سے زیادہ قوی ہیں اور سب سے زیادہ ضبط والے ہیں دشمن کو ذلیل کرنے اور اموال کے لیے سب سے زیادہ مضبوط ہیں تو میں آپ کی بیعت کر لیتا۔ آپ کا اور میرا معاملہ ابوبکرؓ اور آپ کے باپ علیؑ سے بعد رسول زیادہ مشابہ ہے۔

امام حسن علیہ السلام نے جواب میں لکھا تو نے جو کچھ اپنے خط میں لکھا ہے اس کا تفصیلی جواب دینا مصلحتاً نہیں چاہتا۔ بس یہی لکھتا ہوں کہ حق کی پیروی کر تو اچھی طرح جانتا ہے کہ کون اس کا اہل ہے۔

معاویہ نے امام حسنؑ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شروع کیا جب وہ جسر منبج پر پہنچا امام حسنؑ نے حجر بن عدی کو بھیجا لوگوں کو جہاد پر آمادہ کرو لیکن لوگوں پر حرص دنیا کا غلبہ اور معاویہ کی سازش کا اثر دیکھا آپ اپنی فوج لے کر جب مقام ساباط میں پہنچے تو حکم دیا کہ نماز کے لیے اذان دی جائے جب سب لوگ جمع ہوئے تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔

میں خلق اللہ کو اللہ کی مخلوق کے بارے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ میں نہ کسی مسلمان سے کینہ رکھتا ہوں اور نہ میرا ارادہ کسی سے برائی کرنے کا ہے نہ دھوکہ دینے کا جس امر کو تم برا سمجھ رہے ہو وہ بہتر ہے اس سے کہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پردازی ہو۔ میں اس امر میں تمہارے لیے بہتری سمجھ رہا ہوں جس میں تم اپنے لیے بہتری نہیں سمجھ رہے ہو۔ دیکھو میری رائے کی مخالفت نہ کرو اور میری رائے پر اپنی رائے کو ترجیح نہ دو خدا تمہاری اور میری خطاؤں کو معاف کرنے والا ہے اور اس راہ کی ہدایت کرنے والا ہے جس میں اس کی محبت و رضا ہے۔

انہوں نے کہا ہمیں ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ آپ معاویہ سے صلح کا ارادہ رکھتے ہیں اور خلافت کو معاویہ کے سپرد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی اسی طرح کا کفر ہے جس طرح آپ کے باپ نے کیا تھا۔ یہ کہہ کر آپ کے خیمہ پر حملہ کر دیا اور آپ کا مصلا آپ کے نیچے سے کھینچ لیا اور جراح بن سنان ازدی نے آپ کی ران پر نیزہ مارا اور جراح نے عبداللہ بن خطل طائیؓ اور ظبیان بن عمارہ کو قتل کر دیا۔ قبیلہ ربیعہ اور ہمدان نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو اپنے حلقے میں لے لیا۔ حضرت تخت پر زخمی پڑے تھے وہاں سے آپ کو سعد بن مسعود ثقفی کے یہاں لے گئے۔

رؤسا و قبائل کی ایک جماعت نے معاویہ کو خفیہ طور پر اپنی اطاعت کے لیے لکھا اور اس کو اپنی طرف آنے کے لیے ابھارا اور اس کے ضامن بنے کہ جب وہ لشکر لے آئے گا تو امام حسن کو اس کی سپرد کر دیں گے حضرت کے پاس قیس بن سعد کا خط آیا اس کو آپ نے عبیداللہ بن عباس کے ساتھ کوفے سے روانگی کے وقت بھیجا تا کہ لشکر معاویہ سے لڑے آپ نے اس کو امیر لشکر بنایا تھا اس نے لکھا کہ لوگوں کے دل معاویہ کی طرف رجوع ہیں۔

معاویہ نے عبیداللہ بن عباس کو ملانے کے لیے ایک لاکھ دینار کا لالچ دیا۔ نصف فوراً اور نصف کوفہ میں داخلہ کے بعد عبیداللہ پر حرص دنیا غالب آئی اور وہ رات کی تاریکی میں کھسک گئے اور معاویہ سے جا ملے قیس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور معاویہ کی دھوکہ بازی کا حال بیان کیا اور اپنے لشکر سے کہا دو باتوں میں سے ایک اختیار کر دیا تو امام کے ساتھ ہو کر لڑو یا مرد گمراہ کی بیعت کرو انہوں نے جنگ کو پسند کیا اور معاویہ سے جنگ کرنے لگے۔ اس نے کہا یہ کیا معاملہ ہے حسنؑ مجھ سے صلح چاہ رہے ہیں۔ پھر یہ جنگ کیسی۔ یہ سن کر اہل عراق معاویہ سے طالب امن ہوئے اور گروہ کے گروہ اس سے ملنے شروع ہو گئے امام حسینؑ نے ان کی نیتوں کے متعلق جو شبہ کیا تھا اس کی تصدیق ہو گئی۔

اب معاویہ نے امام حسنؑ کو صلح کے بارے میں لکھا اور ان کے اصحاب کے وہ خطوط بھی جو انہوں نے خفیہ طور پر معاویہ کو لکھے تھے اور اپنی طرف سے کچھ شرطیں اور معاہدے لکھ کر بھیجے جب امام حسنؑ کو اس کی مکاری کا پتہ چلا تو اب اس کی بات ماننے کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ آپ نے عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب کو معاویہ کے پاس بھیجا تاکہ ان امور کی توثیق کریں اور اتمام حجت کے لیے کہیں کہ اس معاملہ میں کتاب خدا اور سنت نبی پر عمل کرے اور باہمی مشورہ سے طے ہو اور یہ کہ علی علیہ السّلام پر سب شتم کو بند کرے اور ان کے شیعوں سے تعرض نہ کرے اور وہ امن و امان کے ساتھ رہیں اور کسی صاحب حق کا حق نہ مارا جائے اور پچاس ہزار درہم ہر سال آپ کو دیے جائیں معاویہ نے یہ معاہدہ کر لیا اور اس کی وفا پر حلف اٹھا لیا اور عبدالرحمٰن بن الحارث۔ عمرو بن ابی سلمہؓ عبداللہ بن عامر بن کریز اور عبدالرحمٰن بن ابی سمرہ کی گواہیاں اس عہد نامہ پر ہوئیں۔ امام حسن علیہ السلام نے صلح معاویہ کے متعلق فرمایا۔

لوگو! اگر تم مشرق و مغرب کے درمیان ایسا شخص تلاش کرو گے جس کے جد رسول اللہ ہوں تو میرے اور میرے بھائی کے سوا دوسرے آدمی کو نہ پاؤ گے۔ معاویہ نے میرے حق کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کیا میں نے اصلاح امت پر نظر رکھ کر اس کو ترک کر دیا تاکہ مسلمانوں کا خون نہ بہے۔ تم نے مجھ سے اس وعدہ پر بیعت کی تھی کہ جس سے میں صلح کروں گا تم بھی صلح کرو گے میں نے مناسب سمجھا کہ معاویہ سے صلح کر لوں اور جو کچھ میں نے کیا ہے وہ حجت ہے اس شخص پر جو تمنا رکھتا تھا اور یہ میں جانتا ہوں کہ یہ امر آزمائش تھا تمہارے لیے اور تھوڑی مدت کے لیے فائدہ بخش ہے۔ اے اہل عراق تم نے تین سخت گناہ کیے ہیں۔ میرے باپ کو قتل کیا مجھ کو نیزہ مارا میری متاع کو لوٹ لیا۔

مروی ہے کہ امام حسین علیہ السلام امام حسنؑ کے پاس روتے ہوئے آئے اور ہنستے ہوئے نکلے کسی نے اس کا سبب پوچھا فرمایا میں نے دریافت کیا آپ نے خلافت سے کیوں دست کشی اختیار کی فرمایا اسی وجہ سے جس نے ہمارے باپ کو مجبور کیا تھا۔

معاویہ نے چاہا کہ امام حسین علیہ السلام سے بیعت طلب کرے امام حسنؑ نے فرمایا وہ ہرگز تیری بیعت نہ کریں گے اور اگر تو ان کو قتل کرنا چاہے گا تو وہ قتل نہ ہوں گے جب تک ان کا سارا کنبہ قتل نہ ہو جائے گا اور کنبہ قتل نہ ہوگا جب تک

اہل شام قتل نہ ہوں گے۔

مروی ہے کہ روز جمعہ نخیلہ میں قیام کر کے معاویہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور ان سے کہا میں اس لیے تم سے مقاتلہ نہ کروں گا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ روزہ کیوں نہیں رکھتے۔ حج کیوں نہیں کرتے زکوٰۃ کیوں نہیں دیتے۔ بلکہ اس پر لڑوں گا کہ تم پر وہ حکومت کروں جو خدا نے مجھ کو دی ہے اور تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ میں نے حسن کو علیحدہ کر دیا اور کچھ چیزیں دیدیں لیکن یہ سب میرے قدموں کے نیچے ہیں میں ان میں سے ایک کو بھی پورا نہ کروں گا۔

مسیب ابن نجبۃ الفزاری اور سلیمان بن صرد خزاعی نے امام حسنؑ سے کہا آپ نے معاویہ سے ایسی حالت میں صلح کیوں کرلی جب کہ بصرہ اور حجاز کے علاوہ صرف کوفہ کے چالیس ہزار جاں باز آپ کے ساتھ تھے۔ فرمایا جو ہونا تھا ہو گیا اب تمہاری کیا رائے ہے۔ واللہ میں نے جو کچھ کر دیا ہے اس سے لوٹوں گا نہیں کیونکہ یہ نقض عہد ہے اے مسیب غداری میں نیکی نہیں اگر میرا ایسا ارادہ ہوتا تو میں ایسا نہ کرتا۔ حجر بن عدی نے کہا واللہ میں دوست رکھتا اس کو کہ ایک روز آپ مرجاتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ مرجاتے ہم ذلیل ہو کر لوٹتے اور جو نہ چاہتے تھے وہ ہوا۔ اور وہ لوگ خوش ہو کر لوٹے اور جو چاہتے تھے وہ ہوا۔ امام حسنؑ نے فرمایا اے حجر یہ ضروری ہے کہ جو تم چاہتے ہو ہر انسان وہی چاہے یا ہر ایک کی رائے تمہاری سی ہو میں نے جو کچھ کیا تمہاری سلامتی کے لیے کیا۔

تفسیر ثعلبی وغیرہ میں ہے کہ جب امام حسنؑ نے صلح کرلی تو لوگوں نے آپ سے کہا اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے اور ان کا منہ کالا کرنے والے آپ نے فرمایا مجھے ملامت نہ کرو اس میں مصلحت ہے۔

مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے اپنے منبر پر بندروں کو چڑھتے دیکھا حضرت اس خواب سے ایسے رنجیدہ ہوئے کہ پھر کسی نے ہنستے نہ دیکھا۔

مسند موصلی میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے خواب میں اپنے منبر پر سوروں کو چڑھتے دیکھا۔ ابوالقاسم بن الفضل نے کہا ہم نے بنی امیہ کی حکومت کے مہینوں کو شمار کیا تو ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔

جب معاویہ کو فہ آیا تو حضرت علیؑ اور امام حسینؑ کا ذکر کیا مگر ناسزا الفاظ سے امام حسن علیہ السلام نے فرمایا اے علیؑ کا ذکر کرنے والے سن میں حسنؑ ہوں اور میرے باپ علیؑ تھے تو معاویہ ہے اور تیرا باپ صخر تھا۔ میری ماں فاطمہؑ ہیں اور تیری ماں ہند۔ میرے جد رسول اللہؐ ہیں اور تیرے جد حرب میری نانی خدیجہ ہیں اور تیری قتیلہ پس لعنت خدا ہو اس پر جو ہمارے کو کم کرے ہمارے حسب میں عیب نکالے وہ بدترین قوم ہے اور از روئے کفر و نفاق اقدام کرے۔

❖ ❖ ❖

مفرداتِ امام حسنؑ

صفین سے واپسی کے بعد امیرالمومنینؑ نے امام حسنؑ کو لکھا تم میرے لیے جزو نہیں بلکہ کل ہو جس چیز سے تم کو تکلیف پہنچے گی مجھ کو بھی پہنچے گی تمہارا مرنا میرا مرنا ہے میرے معاملات کی باگ ڈور تمہارے ہاتھ میں آنے والی ہے۔ میں یہ خط اس لیے لکھ رہا ہوں کہ میں مردوں یا زندہ رہوں میں تم کو اللہ سے ڈرنے اور اس کے حکم پر قائم رہنے کی وصیت کرتا ہوں اپنے دل کو ذکر الہٰی سے آباد رکھنا اور اس کی رسی کو مضبوط پکڑے رہنا۔

ایام صفین میں عبداللہ بن عمر نے حضرت امام حسنؑ کو بلا کر کہا میں تم کو ایک دوستانہ مشورہ دیتا ہوں چونکہ آپ کے والد سے خون عثمان کے بارے میں لوگوں کو عداوت ہو گئی ہے لہٰذا میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنے والدکو خلافت سے علیحدہ کر دیجئے ہم آپ سے بیعت کئے لیتے ہیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے انہیں جھڑک دیا معاویہ نے کہا وہ اپنے باپ کا بیٹا ہے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ امام حسنؑ نے عبدالرحمٰن بن الحارث کی بیٹی کو پیغام دیا عبدالرحمٰن نے اپنا سر جھکا لیا اور پھر سر اٹھا کر کہا یہ سچ ہے کہ روئے زمین پر آپ سے زیادہ کوئی عزت والا نہیں لیکن میری بیٹی میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے اور آپ طلاق زیادہ دیتے ہیں۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے طلاق دیدی تو بہ حیثیت نواسۂ رسول جو عقیدت مجھے آپ سے ہے اس میں فرق آجائے گا اگر آپ یہ شرط کر لیں کہ طلاق نہ دیں گے تو مجھے منظور ہے۔ حضرت نے سکوت کے بعد فرمایا عبدالرحمٰن چاہتا ہے کہ اپنی بیٹی کا طوق میری گردن میں ڈال دے۔ محمد بن سیرین نے لکھا ہے کہ جب امام حسنؑ نے منظور ابن ریان کی بیٹی خولہ کو پیغام دیا تو اس نے کہا اگرچہ طلاق زیادہ دیتے ہیں مگر میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے ضرور کر دوں گا، کیونکہ آپ اکرم العرب ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ پاکیزہ نفس ہیں چنانچہ اس نے نکاح کر دیا اور ان کے بطن سے حسن ابن الحسن پیدا ہوئے۔

عبداللہ بن عامر کی زوجہ ام خالد بنت ابی جندل پر یزید عاشق ہو گیا اور اپنی خواہش کا ذکر اپنے باپ معاویہ سے کیا۔ معاویہ نے عبداللہ کو بلا کر کہا۔ حکومت بصرہ میں میں تجھے دیدوں گا اور اپنی بیٹی رملہ کی شادی تجھ سے کر دوں گا۔ اگر تیری کوئی زوجہ نہ ہو وہ بیوقوف اس جھانسہ میں آگیا اور اپنی زوجہ کو طلاق دے دی۔ معاویہ نے ابوہریرہ کو بھیجا کہ وہ یزید کا پیغام ام خالد کو دے اور جو مہر مانگے دیدے اس نے انکار کر دیا اور امام حسنؑ سے تزویج کر دی۔

عبدالملک بن عمیر اور حاکم اور ابن عباس سے مروی ہے کہ امام حسنؑ نے عائشہ بنت عثمان کو پیغام دیا۔ مروان نے کہا میں اس کی تزویج عبداللہ بن زبیر سے کروں گا۔ پھر معاویہ نے مروان کو جو اس وقت عامل حجاز تھا لکھا ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر کو یزید کا پیغام دے۔ مروان نے عبداللہ کو بلا کر پیغام دیا۔ انہوں نے فرمایا اس کا اختیار ہمارے سردار امام حسینؑ کو ہے۔ اس نے امام حسینؑ سے ذکر کیا فرمایا میں استخارہ کروں گا جب لوگ مسجد رسول میں جمع ہوئے تو مروان امام حسینؑ کے پاس آکر بیٹھا اور کہنے لگا امیر المومنین نے لکھا ہے میں وہ مہر ادا کروں گا جو لڑکی کے باپ طلب کریں چاہے وہ کتنا ہی ہو تاکہ دونوں قبیلوں کے درمیان صلح و صفائی رہے اس کے علاوہ عبداللہ پر جو قرضہ ہوگا وہ بھی ادا کیا جائے گا اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ یزید میں تم لوگوں سے زیادہ قابل غبطہ صفات ہیں اور تعجب ہے کہ یزید یہ رشتہ کیسے منظور کر رہا ہے درآنحالیکہ وہ ایسا صاحب فضل و شرف ہے کہ کوئی اس کا کفو نہیں وہ ایسا بابرکت ہے کہ اس کے واسطے سے طلب باراں کرتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے ہمیں انتخاب کیا اپنی ذات کے لیے اور برگزیدہ کیا اپنے دین کے لیے اور اصطفا کیا اپنی مخلوق پر۔ اے مروان میں نے تیری باتیں سنیں۔ مہر کی زیادتی کے متعلق جو تو نے کہا تو اس معاملہ میں ہم سنت رسول سے تجاوز نہیں کرتے ہماری لڑکیوں اور عورتوں کا مہر چار سو اسی درہم ہوتا ہے۔ رہا قرضہ کی ادائیگی کا معاملہ تو ہماری عورتوں نے کب کب ہمارے قرضے ادا کیے۔ رہا دونوں قبیلوں کے درمیان صلح و صفائی کا معاملہ تو ہم کو تم سے عداوت امر دین میں خوشنودی خدا کے لیے ہے دنیوی معاملہ میں ہم کو تم سے مصالحت کی ضرورت نہیں جس کا نسب عیب دار ہو اس کو سبب سے کیا فائدہ۔ رہا تیرا اس پر تعجب کہ اس مہر کے ادا کرنے اور شادی پر یزید کیسے تیار ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مہر ادا کرنے والا یزید سے بہتر ہے۔ یزید کا باپ اور دادا کون ہے دنیا جانتی ہے رہا اس کا کفو ہونا جو آج سے پہلے اس کا کفو تھا وہ آج بھی ہے' امارت نے کسی چیز کا اس میں اضافہ نہیں کیا تیرا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اس کے چہرے کی برکت سے بارش طلب کی جاتی ہے' یہ شرف تو رسول اللہؐ سے مخصوص ہے۔ رہا غبطہ کا سوال تو جاہل لوگ اس پر غبطہ کرتے ہوں گے اور ہم پر غبطہ کرنے والے اہل عقل ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حاضرین سے فرمایا گواہ رہنا کہ میں نے ام کلثوم بنت عبداللہ کا عقد اس کے ابن عم قاسم بن محمد بن جعفر سے چار سو اسی دینار مہر کر دیا اور مدینہ میں جو میری زمین ہے وہ اس کو ہبہ کر دی اور جس سال اس میں پیداوار نہ ہوگی آٹھ ہزار دینار دیا کروں گا تاکہ دونوں آرام سے رہیں۔

یہ سن کر مروان کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہنے لگا اے بنی ہاشم تمہارے دلوں سے عداوت نہیں جاتی اس پر آپ نے امام حسنؑ کا عائشہ بنت عثمان کو پیغام دینا یاد دلایا اور جو جواب مروان نے دیا تھا وہ بھی سنایا اور فرمایا اے مروان بتا عذر کی جڑ کہاں ہے اور عداوت کا اظہار کس طرف سے ہوا۔

سمعانی نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ نے حضرت ابو بکر سے کہا میرے باپ کے منبر سے اتر جاؤ۔ انہوں نے کہا سچ کہتے ہو یہ جگہ تمہارے باپ ہی کی ہے پھر منبر سے اتر کر ان کو گود میں لیا اور روئے حضرت علیؑ نے سنا تو فرمایا واللہ اس نے میرے سکھانے سے ایسا نہیں کہا۔ حضرت ابو بکر نے کہا آپ نے سچ کہا میں اس بارے میں آپ پر الزام نہیں لگاتا۔

خطیب نے یہ روایت امام حسینؑ اور حضرت عمرؓ کے متعلق لکھی ہے۔

آپ کے اصحاب میں یہ لوگ تھے۔

عبداللہ بن جعفر طیار مسلم بن عقیل۔ عبیداللہ بن عباس۔ جبابہ بنت جعفر ابو البیہ۔ حذیفہ بن السید۔ جارود ابن ابی بشر۔ جارود بن المنذر۔ قیس بن اشعث بن سوار۔ سفیان ابن ابو لیلیٰ ہمدانی۔ عمرو بن قیس۔ ابو صالح کیسان بن کلیب ابو مخنف۔ لوط بن یحییٰ ازدی۔ مسلم بن لبطین۔ ابو زریں۔ مسعود بن ابی وائل۔ ہلال بن لیساف۔ ابو اسحٰق بن کلیب سبیعی اور آپ کے والد کے اصحاب یہ تھے۔

حجر۔ رشید۔ رفاعہ۔ کمیل۔ مسیب۔ قیس۔ ابن واثلہ۔ ابن الحمق۔ ابن ارقم۔ ابن صرد۔ ابن عقلہ۔ جابر دؤلی۔ وجبہ۔ عبایہ۔ جعید۔ سلیم۔ حبیب۔ ابن قیس۔ احنف۔ اصبغ اعور وغیرہ۔

امام حسن علیہ السلام کی وفات

جب حکومت معاویہ کو دس سال گزر گئے اور اس نے یزید کو اپنا ولی عہد بنانا چاہا تو جعدہ بنت اشعث زوجہ امام حسنؑ کو خفیہ پیغام بھیجا کہ اگر تو امام حسنؑ کو زہر دیدے میں تیری شادی یزید سے کر دوں گا اور ایک لاکھ درہم اس کو رشوت میں بھیجے اس نے اس فریب میں آکر حضرت کو زہر دیدیا۔ معاویہ نے یزید سے اس کی شادی نہ کی۔ بنی طلحہ کے ایک شخص سے جو اولاد ہوئی تو لوگ ان کو طعنہ دیتے تھے کہ تم ان کی اولاد ہو جو اپنے شوہروں کو زہر دیتی ہیں۔

کتاب الانوار میں ہے کہ آپ کو دو بار پہلے زہر پلایا گیا۔ یہ تیسری بار تھا اور ایک روایت میں ہے کہ سونے کا برادہ پلا دیا تھا۔

روضۃ الواعظین میں ہے کہ امام حسنؑ نے فرمایا مجھے یوں تو کئی بار زہر دیا گیا لیکن ایسا قاتل زہر پہلے نہ تھا اس نے میرے کلیجے کے ٹکڑے کر دیئے آپ نے امام حسینؑ سے فرمایا میں اب تم سے جدا ہونے والا ہوں اور اپنے رب سے ملنے والا ہوں مجھے زہر دیا گیا ہے جس سے میرا کلیجہ کٹ کٹ کر طشت میں آرہا ہے میں جانتا ہوں جس نے مجھے زہر دیا ہے اور یہ زہر کہاں سے بھیجا گیا تھا۔ میں اس کا فیصلہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ امام حسینؑ نے کہا جس نے زہر دیا ہے اس کا نام کیا ہے فرمایا

نام معلوم کر کے کیا کروگے تم اس کو قتل کرنا چاہتے ہو لیکن یہ نہ ہوگا اس کا انتقام لینے والا خدا ہے اگر اصلی قاتل کے سوا دوسرا ماخوذ ہو تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی بے گناہ اس مواخذہ میں آئے اب اس بارے میں میرے حق کا واسطہ کلام نہ کرو اور اس کا انتظار کرو کہ خدا کیا کرتا ہے اس سلسلہ میں کسی کا خون نہ بہایا جائے۔

ربیع الابرار زمخشری میں ہے کہ جب معاویہ کو امام حسن علیہ السلام کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس نے اور اس کے ارباب بزم نے سجدہ شکر ادا کیا اور سب نے خوشی میں بھر کر تکبیریں کہیں۔

ابن عباس جب اس بزم ناحق شناس میں داخل ہوئے تو معاویہ نے مسکرا کر کہا اے ابن عباس کیا ابو محمد حسن بن علی مر گئے؟ انہوں نے کہا ہاں خدا ان پر رحم کرے مجھے تمہارے سجدہ کرنے اور تکبیریں کہنے کی خبر مل چکی ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ ان کی مدت عمر ختم ہونے سے تیری عمر میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اور ان کے مرنے سے تیری قبر کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ اس نے کہا ان کے بچے چھوٹے ہیں اور معاش کم ہے ابن عباس نے کہا تم اس کا غم نہ کرو ان کا پالنے والا اللہ ہے جس طرح ہم بچے تھے پھر بڑے ہو گئے اسی طرح وہ بھی بڑے ہو جائیں گے معاویہ نے کہا اب تو بنی ہاشم کے سردار تم ہو گئے انہوں نے کہا ابو عبداللہ الحسین کی موجودگی میں میری سیادت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فضل ابن عباس نے یہ اشعار پڑھے۔

أصبح اليوم ابن هند آمناً ظاهر النخوة إذمات الحسن

رحمة الله عليه إنما طالما أشجى ابن هند وارن

استراح القوم منه بعده إذ ثوى رهناً لاجداث الزمن

فارتع اليوم ابن هند آمناً إنما يقمص بالعير السمن

امام حسنؑ کے مرنے سے ہندہ کے بیٹے کے کھٹکے دور ہو گئے اور اب چین کی بنسی بجائے گا۔

خدا امام حسنؑ پر اپنی رحمت نازل کرے ابن ہند کو بھی یہ دن پیش آنے والا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد مسلمانوں کو سکھ نصیب ہوگا جب کہ وہ قبر کے اندر چلا جائے گا۔ اے ہندہ کے بیٹے خوب موٹا ہو جا دمسلمانوں کا مال کھا کے یہ مٹاپا چھپنے والا نہیں ایک دن رنگ لائے گا۔

مروی ہے کہ جب امام حسنؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو امام حسینؑ نے کہا بھائی جان آپ کا کیا حال ہے۔

فرمایا حضرت رسول خداؐ سے سنا ہے کہ ہم اہل بیت کی روح جب تک بدن میں رہتی ہے ہماری عقل ضائع نہیں ہوتی تم اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو تا کہ تمہارے ہاتھ کو ملک الموت کا جھٹکا محسوس ہو پس آپ نے اپنا ہاتھ امام حسنؑ کے ہاتھ میں دیا کچھ دیر بعد خفیف سی حرکت محسوس ہوئی۔ آپ نے اپنا کان امام حسنؑ کے منہ کے قریب کیا تو کہتے سنا ملک الموت مجھ سے کہہ رہے ہیں بشارت ہو کہ خدا تم سے راضی ہے اور تمہارے جد شفاعت کرنے والے ہیں۔

جب امام حسنؑ کا انتقال ہو گیا تو امام حسینؑ نے ان کو غسل دیا کفن پہنایا۔ جب آپ کا جنازہ لے کر اس ارادے سے چلے

رسولِ خدا کے پہلو میں دفن کر دیں تو بنی امیہ کی ایک جماعت مزاحم ہوئی اور مروان نے بڑھ کر یہ کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ عثمان تو مدینہ کی سرحد پر دفن ہوں اور حسنؑ رسول کے پاس یہ ہرگز نہ ہوگا۔ میں تلوار کے زور سے روکوں گا ابن عباس آگے بڑھے اور دیر تک اس بارے میں جھگڑا رہا۔ بنی ہاشم بگڑے ہوئے تھے قریب تھا کہ تلوار چل جائے۔ پس امام حسینؑ نے بنی ہاشم کو روکا اور مروان سے فرمایا جھگڑا نہ کر ہم یہاں دفن نہ کریں گے لیکن جنازہ کو بقصد زیارت اپنے نانا کی قبر کے پاس لے جائیں وہاں سے اپنی جدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت اسد کی قبر کے پاس لے جا کر دفن کریں گے۔ اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق اگر وہ نبی کریم کے پاس دفن ہونے کی وصیت کرتے تو تیری کیا مجال تھی کہ روک سکتا لیکن وہ اپنی قبر کی حرمت کو جانتے تھے انہیں یہ منظور نہ تھا کہ ان کی قبر کو اکھاڑا جائے۔

مروان اس پر بھی راضی نہ ہوا اور اس نے حکم دیا کہ جنازہ پر تیر برساؤ چنانچہ ستر تیر مظلوم امام کے جسم اقدس میں پیوست ہوئے یہ تھا اس وقت کا اسلام۔

مروی ہے کہ جب امام حسنؑ کا جنازہ بغرض زیارت قبر نبی کی طرف لے کر چلے تو امام حسنؑ کی نانی صاحبہ جناب عائشہ بغلہ پر سوار ہو کر مع چالیس آدمیوں کے نکل آئیں اور کہنے لگیں کیا تم میرے گھر میں داخلہ کا ارادہ رکھتے ہو آنحضرت کی قبر ان ہی کے حجرہ میں تھی میں اس کا اپنے گھر میں آنا پسند نہیں کرتی جس کو میں دوست نہیں رکھتی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز امام حسنؑ نے آغوش رسول میں بیٹھے ہوئے یہ سوال کیا نانا جان آپ کے مرنے کے بعد جو آپ کی زیارت کرے گا اس کا ثواب کیا ہوگا فرمایا جو میرے مرنے کے بعد میری زیارت کو آئے گا وہ مستحق جنت ہوگا اور اسی طرح جو تمہارے باپ کی زیارت کو آئے گا وہ بھی مستحق جنت ہوگا اور جو تمہاری زیارت کو آئے گا وہ بھی جنتی ہوگا۔

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد پنجم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

در فضائل حضرت ابو عبداللہ الحسین علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظم

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

بیان امامت امام حسین علیہ السلام

(مفردات)

اعرج نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے آیہ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (سورۃ الزخرف ۲۸/۴۳) کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے امامت کو عقب حسین میں قرار دیا ہے ان کے صلب سے نو امام ہوں گے آخر ان کا اس امت کا مہدی ہوگا۔

مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا یہ اس آیت کا ثبوت ہے کہ امامت قیامت تک اولاد حسین میں رہے گی۔ میں نے کہا اولاد امام حسنؑ کو چھوڑ کر اولاد امام حسینؑ میں کیوں ہوگی فرمایا موسیٰ و ہارون دونوں نبی و مرسل اور بھائی بھائی تھے لیکن خدا نے نبوت کو صلب ہارون میں قرار دیا۔ نہ صلب موسیٰ میں وہ حکیم ہے اپنے افعال میں وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے سوال کرنے کا حق نہیں ہاں اس کو سب سے پوچھنے کا حق ہے۔

سدی نے فِي عَقِبِهِ (سورۃ الزخرف ۲۸/۴۳) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد آل محمد ہیں جن سے قیامت تک ہم تولا کریں گے اور ان کے دشمنوں سے برائت۔ حماد بن عیسیٰ جہنی سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا کہ نہیں جمع ہوگی امامت دو بھائیوں میں حسنؑ و حسینؑ کے بعد یہ اعقاب سے اعقاب کی طرف چلے گی۔

ایک خبر میں ہے کہ جب امام حسینؑ کی وفات کا وقت آیا تو ان کے لیے جائز نہ تھا کہ وہ امامت کو اپنے بھائی کی اولاد کی طرف منتقل کریں اس آیت کے مطابق وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ (سورۃ الانفال ۷۵/۸) ان کی اولاد زیادہ قریب تھی از روئے رحم بہ نسبت بھائی کی اولاد کے پس اس آیت کی رو سے اولاد امام حسنؑ خارج ہوگئی اور منصب امامت کا تعلق اولاد امام حسینؑ سے قیامت تک رہا اور آیہ مَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا (سورہ بنی اسرائیل ۳۳/۱۷) حضرت علی بن الحسین خون حسین یعنی اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اولیٰ و اخری ہوئے۔

عبداللہ بن الحسین نے کہا کہ امامت اولاد امام حسنؑ اور امام حسینؑ دونوں میں ہے اس لیے کہ دونوں سردار جوانان اہل جنت ہیں اور وہ دونوں فضیلت میں برابر ہیں چونکہ امام حسنؑ بڑے ہیں لہذا ان کا حق زیادہ ہے لہذا ضروری ہے کہ امامت کا تعلق اولاد افضل سے ہو۔ ربیع ابن عبداللہ نے کہا کہ موسیٰ و ہارون دونوں نبی مرسل تھے اور موسیٰ ہارون سے بڑے اور افضل

تھے لیکن خدا نے نبوت کو اولاد ہارون میں قرار دیا اسی طرح امامت اولاد حسین میں قرار پائی تاکہ امم سابقہ کی سنت ٹھیک ٹھیک امت محمدی میں پائی جائے۔ امام جعفر نے جب یہ سنا تو فرمایا مرحبا اے ربیع۔

آیہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ (سورہ الحج ۴۱/۲۲) کی تفسیر میں موسیٰ بن جعفر اور امام حسینؑ نے فرمایا یہ ہم اہلبیت کے بارے میں ہے۔ ابوبصیر نے آیہ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (سورہ الانبیاء ۱۰۸/۲۱) کے متعلق امام جعفر صادقؑ سے پوچھا انہوں نے فرمایا خدا کا یہ حکم حضرت رسول خدا اور ان کے بعد کے ائمہ کے لیے ہے۔

اتباع کی پانچ صورتیں ہیں۔ اتباع سلطان یہ لوگوں کے لیے آگ میں پڑنے کی مثل ہے وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (سورہ ہود ۱۱۳/۱۱) دوسرے اتباع شیطان اور وہ ملاعین ہیں۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ (سورہ البقرہ ۱۶۸/۲) تیسرے ہوا پرست آئمہ کا اتباع ان کے لیے ہلاکت ہے۔ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ (سورہ المائدہ ۷۷/۵) چوتھے اتباع ائمہ ان کے لیے جنت ہے۔ رسول کے بارے میں ہے فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ (سورہ البقرہ ۳۸/۲) اور حضرت علیؑ کے بارے میں ہے وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ (سورہ الاعراف ۱۵۷/۷) اور ائمہ اثنا عشر کی شان میں ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ (سورہ الطور ۲۱/۵۲)

جب ایران فتح ہوا اور وہاں کے قیدی مدینہ میں آئے تو حضرت عمرؓ نے عورتوں کو بیچنے اور مردوں کو عرب کا غلام بنانے کا ارادہ کیا اور یہ اقرار دیا کہ یہ لوگ بیماروں، کمزوروں کو پشت پر اٹھا کر طواف کرائیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کریم قوم کا اکرام کرو اگرچہ وہ تمہارے مخالف ہوں اور یہ اہل فارس حکما اور کرماء ہیں۔ اور اسلام کی طرف راغب ہیں میں نے تو ان کو لوجہ اللہ آزاد کر دیا اپنے حق سے اور بنی ہاشم کے حق سے تو مہاجرین و انصار نے کہا ہم نے بھی اپنے حق بخش دیئے۔ حضرت نے فرمایا خدایا گواہ رہنا کہ انہوں نے بخشا۔ میں نے قبول کیا عمرؓ نے کہا علیؑ نے ہم پر سبقت کی اور عجم کے بارے میں ہمارا ارادہ ناقص بنا دیا اور کچھ لوگوں نے بنات ملوک سے نکاح کا ارادہ کر لیا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہم نے ان کو اختیار دیا اور ہم انہیں مجبور نہ کریں گے۔ پس ان کے ایک بڑے نے شہر بانو کو اشارہ کیا کہ وہ اسے پسند کر لیں۔ انہوں نے منہ چھپا لیا اور انکار کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا آخر تم اپنا شوہر کس کو بنانا چاہتی ہو، وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر امیر المومنینؑ نے سوال کیا انہوں نے امام حسینؑ کے لیے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ حضرت نے پوچھا تم اپنا ولی کس کو بناتی ہو۔ انہوں نے کہا آپ کو بس آپ نے امام حسینؑ سے ان کی تزویج کر دی۔

اور ابن کلبی کی روایت یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین نے حریث ابن جابر حنفی کو مشرقی ممالک کا والی بنایا انہوں نے وہاں سے بنت یزدجرد بن شہریار کسریٰ کو بھیجا حضرت علیؑ نے ان کی تزویج امام حسینؑ سے کر دی اور ان کے بطن سے علی بن الحسین پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ حریث نے یزدجرد کی دو بیٹیاں حضرت علیؑ کی خدمت میں بھیجیں آپ نے ایک

کی شادی امام حسین اور دوسری کی محمد ابن ابی بکر سے کی ان کے بطن سے قاسم بن محمد پیدا ہوئے پس حضرت علی بن الحسین اور قاسم خلیرے بھائی تھے (یہی روایت صحیح ہے۔)

امام حسینؑ علیہ السّلام کے معجزات

اللہ تعالیٰ نے مبارک باد دی اپنے نبی کو ولادت امام حسینؑ کی اور تعزیت کی ان کے قتل کے بارہ میں۔ جب فاطمہ زہراؑ کو قتل ہونے کا حال معلوم ہوا تو صدمہ ہوا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا (سورہ الاحقاف ۱۵/۴۶) عورتوں کا حمل نو ماہ کا ہوتا ہے کوئی بچہ سوائے حضرت عیسیٰ اور امام حسینؑ کے چھ ماہ کا زندہ نہیں رہا۔

مروی ہے کہ جب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو جناب فاطمہ بیمار ہو گئیں اور ان کا دودھ خشک ہو گیا۔ رسول نے مرضعہ تلاش کی مگر نہ ملی۔ حضرت نے اپنا انگوٹھا امام حسینؑ کے منہ میں دیا۔ انہوں نے اسے چوسا خدا نے اس انگوٹھے میں ان کی غذا قرار دی۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ رسول اپنی زبان دہن حسینؑ میں داخل کر دیتے تھے اور حسینؑ اس سے غذا پاتے تھے۔ چالیس دن اور رات ایسا ہی ہوتا رہا پس حسینؑ کا گوشت گوشت رسول قرار پایا۔

برہ بنت امیہ خزاعی سے مروی ہے کہ جب امام حسن شکم مادر میں تھے تو حضرت رسول خدا کسی ضرورت سے باہر تشریف لے جانے لگے، آپ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا تم عنقریب ایک لڑکا جنو گی جبریل نے مجھے اس کی خبر دی ہے لہذا جب تک میں واپس نہ آؤں تم اسے دودھ نہ پلانا۔ حضرت فاطمہؑ نے تین روز تک تو دودھ نہ پلایا لیکن پھر شفقت مادری سے مجبور ہو کر پلا دیا۔ جب حضرت رسول خدا واپس آئے تو پوچھا کہ تم نے کیا عمل کیا جناب فاطمہؑ نے کہا شفقت مادری کے غلبے سے میں نے دودھ پلا دیا۔ فرمایا مرضی الٰہی یہی تھی۔

جب امام حسینؑ کا حمل قرار پایا اور وقت ولادت قریب ہوا تو پھر رسول اللہؐ کو باہر جانا پڑا۔ آپ نے جناب سیدہ سے فرمایا یہ بچہ جب پیدا ہو تو اس کو دودھ چاہے میں ایک ماہ تک واپس نہ ہوں نہ پلانا انہوں نے کہا میں ایسا ہی کروں گی۔ حضرت کے باہر تشریف لے جانے کے بعد امام حسین پیدا ہوئے۔ حضرت فاطمہؑ نے آنحضرت کی واپسی تک دودھ نہ پلایا جب آنحضرت آئے تو پوچھا کیا حال ہے۔ عرض کی میں نے دودھ نہیں پلایا۔ حضرت نے امام حسینؑ کو اپنی گود میں لیا اور اپنی زبان منہ میں دیدی حسین اس کو چوسنے لگے۔ حضرت نے فرمایا جو ارادۂ الٰہی ہے وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ خدا نے امامت کو نسل حسینؑ میں قرار دیا۔

کلبی نے روایت کی ہے کہ مروان نے امام حسین سے کہا تمہارے لیے باعث فخر فاطمہ ہیں لیکن تم ان کی وجہ سے ہم پر کیوں

فخر کرتے ہو۔ یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے اس کی گردن پکڑ لی اور اسے جھٹکا دے کر زمین پر گرا دیا اور اس کی گردن میں چادر کس دی۔ وہ بے ہوش ہو گیا آپ نے اسے چھوڑ دیا پھر فرمایا مشرق و مغرب تک تجھ سے زیادہ اللہ و رسول اور ان کے اہل بیت کا دشمن نہیں۔ اور تیرا باپ بھی ایسا ہی تھا اور علامت اس کی یہ ہے کہ جب میں غصہ ہوں گا تو ردا تیرے کندھوں سے ڈھلک جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا کہ جب مروان آپ کے سامنے ہوتا اور آپ کو اس پر غصہ آتا تو اس کے کندھوں سے چادر گر پڑتی۔

تہذیب الاحکام میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت طواف کر رہی تھی کہ ایک شخص اس کے پیچھے تھا اس عورت نے اپنی باہیں باہر نکالیں اس مرد نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ خدا نے اس کا ہاتھ اس سے چپکا دیا اسی حالت میں طواف ختم ہوا۔ لوگ ان دونوں کو امیر کے پاس لے گئے۔ اور بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ امیر نے دونوں کو فقہاء کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے مرد کا ہاتھ قطع کرنے کا حکم دیا۔ قطع کرنے والے نے کہا یہاں کوئی اولاد رسول سے ہے لوگوں نے کہا حسینؑ ابن علیؑ ہیں لوگ حضرت کے پاس ان دونوں کو لائے۔ حضرت نے کعبہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر دعا کی پھر آپ عورت کے پاس آئے اور اس مرد کا ہاتھ اٹھا کر اس عورت کے ہاتھ سے جدا کر دیا۔ امیر نے کہا کیا اس کے بعد اس فعل کی سزا ہم کو نہ دیں گے فرمایا نہیں۔

ازارہ بن اعین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مریض شدید تپ میں مبتلا تھا۔ امام حسینؑ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ جب آپ دروازہ میں داخل ہوئے تپ جاتی رہی۔ مریض نے کہا جو کچھ آپ کو عطا کیا گیا ہے حق ہے تپ آپ سے بھاگتی ہے۔ فرمایا خدا نے اپنی تمام مخلوق کو ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے۔ پھر حضرت نے خطاب کیا ہم نے آواز سنی مگر کہنے والے کو نہ دیکھا یہ کہتے سنا لبیک حضرت نے فرمایا کیا تجھ کو امیر المومنین نے حکم نہ دیا کہ تو قریب نہ جانا مگر ہمارے دشمن کے یا ہمارے دوست گناہ گار کے تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے تو اس کے پاس کیوں گیا۔ یہ بیمار عبداللہ بن شداد بن الہادی لیثی تھا۔

عبدالعزیز ابن کثیر نے روایت کی ہے کہ کچھ لوگ امام حسینؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ ہم سے اپنے فضائل بیان کریں فرمایا تم سننے کی طاقت نہیں رکھتے انہوں نے کہا کیوں نہیں فرمایا اچھا تم سب علیحدہ ہو جاؤ ایک کو چھوڑ دو اگر وہ سن سکا تو تم سب کو بھی بتا دوں گا۔ وہ سب ہٹ گئے امام آپ نے ان میں سے ایک سے بیان کرنا شروع کیا وہ ایسا مدہوش و حیران ہوا کہ کسی سے بات کرنے کے قابل ہی نہ رہا یہ حال دیکھ کر وہ لوگ واپس چلے گئے۔

صفوان بن مہران نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ کے زمانہ میں دو شخص ایک عورت اور لڑکے کے بارہ میں جھگڑا کر رہے تھے ہر ایک کہتا تھا یہ عورت اور لڑکا میرا ہے۔ امام حسینؑ ادھر سے گزرے آپ نے ان سے سبب نزاع دریافت کیا ہر ایک نے کہا یہ عورت میری ہے۔ آپ نے مدعی اول سے کہا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا۔ بچہ شیر خوار تھا آپ نے عورت سے

فرمایا جو سچی بات ہو بیان کر تاکہ تیری پردہ دری نہ ہو۔ اس نے کہا یہ میرا شوہر ہے اور یہ لڑکا اسی کا ہے۔ اور اس دوسرے کو میں نہیں پہچانتی۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا اب تو بتا اور بحکم خدا کلام کر اس نے کہا میں نہ اس کا ہوں نہ اس کا میرا باپ قبیلہ والوں کا چرواہا ہے حضرت نے اس عورت کے رجم کرنے کا حکم دیا اس کے بعد اس لڑکے کو کسی نے بولتے نہ سُنا۔

کتاب ابانہ میں ہے کہ بشیر بن عاصم نے کہا میں نے سنا کہ زبیر نے حسین بن علی سے کہا تم وہاں جاؤ گے جہاں پر لوگوں نے تمہارے باپ کو قتل کیا اور تمہیں رسوا کیا۔ فرمایا اگر میں ایسے مقام پر قتل کیا جاؤں تو میرے لیے اس سے محبوب ہوگا کہ میرا خون مکہ میں بہایا جائے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عراق کی طرف جانے سے قبل میں نے حسینؑ کو باب کعبہ پر دیکھا جبریل ان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے تھے اور کہہ رہے تھے اللہ کی بیعت کی طرف آؤ۔

ابن عباس کو جب حسینؑ کا ساتھ چھوڑنے پر ملامت کی گئی تو انہوں نے کہا اصحاب حسینؑ میں نہ کوئی فرد کم ہو سکتا تھا نہ زیادہ ہم ان لوگوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہیں ان کی شہادت سے پہلے اور محمد حنفیہ نے کہا ہمارے پاس ان کے اصحاب کے اور ان کے آباء کے نام لکھے ہوئے ہیں۔

حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد معجزات

مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام ایک روز گھر سے نکلے ان کے پیچھے امام حسینؑ تھے آپ نے فرمایا یہ وہ ہے جس پر آسمان اور زمین روئیں گے واللہ لوگ اس کو قتل کریں گے اور آسمان روئے گا۔

ابونعیم نے دلائل النبوہ میں نسوی نے المعرفہ میں روایت کی ہے کہ جب حسینؑ قتل ہوئے تو آسمان سے خون برسا اور ہمارے ظروف خون سے بھر گئے اور قرظہ بن عبداللہ نے کہا کہ دوپہر کے وقت آسمان سے خون برسا یہ وہی دن تھا جس میں حسینؑ شہید ہوئے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ آسمان نے امام حسینؑ پر چالیس روز گریہ کیا۔ زرارہ بن اعین نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آسمان یحییٰ بن زکریا اور حسینؑ بن علیؑ پر چالیس روز تک رویا اور ان دو کے سوا اور کسی پر نہیں رویا۔

راوی نے پوچھا علامت کیا تھی فرمایا سورج صبح کو سرخ نکلتا تھا اور شام کو سرخ غروب ہوتا تھا۔ اسامہ بن شبیب نے ام سلیم سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ قتل ہوئے تو آسمان سے خون کی طرح مینہ برسا جس سے گھر اور دیواریں سرخ ہوگئیں وہی مضمون ابانہ میں ہے۔

سدی نے روایت کی ہے کہ جب حسینؑ قتل کیے گئے تو آسمان ان پر رویا اور اس کی علامت اس کے اطراف کا سرخ ہونا

تھا۔ محمد بن سیرین نے روایت کی ہے کہ اطراف سما میں سرخی قبل قتل حسینؑ ظاہر نہ ہوتی تھی۔ تاریخ نسوی میں حماد بن زید نے ہشام سے اس نے محمد سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا تم جانتے ہو کہ افق سما میں سرخی کب سے پیدا ہوئی۔ یہ یوم قتل حسینؑ کے بعد سے ظاہر ہوئی ہے۔ اسود بن قیس سے روایت ہے کہ جب حسینؑ قتل ہوئے تو مشرق و مغرب کی طرف صبح و شام سرخی پیدا ہو گئی۔ اور یہ دونوں سرخیاں وسط آسمان میں چھ ماہ تک ملتی رہیں۔ تاریخ نسوی ہے کہ ابو قبیل نے کہا جب حسینؑ قتل ہوئے تو سورج کو گہن لگا اور دوپہر کے وقت ستارے دکھائی دینے لگے ہم نے گمان کیا کہ رات ہو گئی۔ میثم تمار سے روایت ہے کہ آسمان سے خون اور راکھ فضا سے برسی۔

مروی ہے امام حسینؑ نے عمر سعد سے کہا میرے بعد تجھے عراق کا گیہوں کھانا نصیب نہ ہوگا اس نے از روئے استہزا کہا اگر گیہوں نہ ملیں گے تو جو ہی میرے لیے کافی ہیں جیسا حضرت نے فرمایا تھا ایسا ہی ہوا۔ رَے کی حکومت اسے نہ ملی اور مختار نے اسے قتل کر دیا۔ جامع ترمذی۔ کتاب سدی اور فضائل سمعانی میں ہے کہ ام سلمہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا کہ ان کے سر پر خاک ہے میں نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ کا یہ کیا حال ہے فرمایا میں ابھی مقتل حسینؑ سے آرہا ہوں۔

ابن فورک نے فصول میں ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں عامری نے ابانہ میں عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ کی پشت پر حسینؑ سوار تھے کہ وحی نازل ہوئی۔ جبریل نے کہا کیا آپ حسینؑ کو دوست رکھتے ہیں فرمایا میں اپنے بیٹے کو کیوں نہ دوست رکھوں انہوں نے کہا آپ کے بعد آپ کی امت اس کو قتل کرے گی۔ اس کے بعد جبریل نے ہاتھ بڑھا کر سفید مٹی اٹھائی اور رسولؐ کو دے کر کہا یہ مٹی تمہارے اس بیٹے کے مقتل کی ہے اس سرزمین کا نام طف ہے۔

احمد نے مسند میں انس سے غزالی نے کیمیائے سعادت میں ابن بطہ نے ابانہ میں پندرہ طرق سے اور ابن جیش تمیمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں اپنے گھر میں سو رہا تھا ناگاہ میں نے ایک چیخ بیت ام سلمہ سے سنی وہ کہہ رہی تھی اے بنات عبدالمطلب میری مدد کرو اور میرے ساتھ روؤ تمہارا سردار قتل ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا آپ نے کیسے جانا فرمایا۔ ابھی ابھی میں نے رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا پریشان حال بال بکھرے ہوئے میں نے اس کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا حسینؑ اور اس کے اہل بیت قتل کر دیئے گئے۔ میں نے ان کو دفن کیا اس کے بعد میں نے وہ مٹی دیکھی جو جبریل نے لا کر دی تھی اور کہا تھا کہ جب یہ خون ہو جائے تو سمجھنا تمہارا بیٹا قتل ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے وہ خاک مجھے دے کر فرمایا تھا اسے ایک شیشہ میں رکھو جب یہ خون ہو جائے تو سمجھنا حسینؑ شہید ہو گئے۔ اب میں نے اس شیشے کو دیکھا تو اس سے تازہ خون جوش مار رہا تھا۔

تاریخ نسوی۔ تاریخ بغداد اور ابانہ عکبری میں ہے کہ سفیان ابن عیینہ نے کہا مجھ سے بیان کیا میری دادی نے ایک شخص یوم قتل حسینؑ جو گھاس اٹھائے لیے جا رہا تھا وہ خون ہو گئی اور نباتات سے آگ برستی نظر آ رہی تھی۔ محمد ابن الحکم نے اپنی ماں سے روایت کی ہے کہ لشکر گاہ حسینؑ سے ایک شخص گھاس اٹھا کر لے گیا جب اس کی بی بی نے اس کا استعمال کیا تو برص ہو گیا۔

امالی ابو سہل القطان ابن عیینہ سے مروی ہے کہ قاتلان حسینؑ میں سے دو شخصوں کو میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک کا ذکر

اتنا لمبا ہو گیا کہ وہ اس کو کندھے پر رکھ لیتا تھا اور دوسرا پانی پیتا تھا اور سیری نہ ہوتی تھی اس نے حسینؑ کے سامنے پانی پیا اور حضرت کو تیر مارا۔ آپ نے فرمایا خدا تجھے دنیا و آخرت میں سیراب نہ کرے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ بنی کلب کے ایک شخص نے حضرت کے تیر مارا جس سے آپ کی باچھ پھٹ گئی امام نے فرمایا خدا تجھے سیراب نہ کرے وہ اس بددعا سے ایسا پیاسا ہوا کہ اس نے اپنے کو فرات میں ڈال دیا اور پانی پیتے پیتے مر گیا۔

مقتل ابن بابویہ اور تاریخ طبری میں ہے کہ ایک شخص نے ندا کی اے حسینؑ تم مرتے دم تک آب فرات سے ایک قطرہ نہ پاؤ گے ورنہ حکم امیر کی طرف جھکنا پڑے گا۔ حضرت نے بددعا کی خداوندا تو اس کو پیاسا ہلاک کر اور اس کو ہرگز نہ بخش۔ اس پر پیاس کا غلبہ ہوا کسی طرح اس کو پانی پا کر تسکین نہ ہوتی تھی اور واعطشاہ کے نعرے مارتا تھا یہاں تک اسی حالت میں مر گیا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ یہ شخص عبداللہ بن الحصین الازدی تھا۔

فضائل عشرہ میں ابو السعادات نے روایت کی ہے کہ دارمی نے ایک تیر امام کے مارا جو حضرت کی گردن پر لگا اور خون جاری ہو گیا۔ حضرت نے اس کے لیے بددعا کی حالت اس کی یہ ہوئی کہ پیٹ میں بلا کی آگ تھی اور پشت میں بلا کی خنکی پنکھے لگے رہتے تھے اور برف سامنے رہتا تھا اور پشت پر آگ جلتی رہتی تھی اور وہ فریاد کرتا مجھے پانی پلاؤ اسی حالت میں وہ مر گیا۔

ابن لبطہ نے ابانہ میں ابن جریر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کسی نے پکار کر کہا اے حسینؑ بشارت ہو کہ آپ نے آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ کی طرف جلدی کی۔ حضرت نے فرمایا ہلاکت ہو تیرے لیے مجھ سے یہ کہتا ہے اس نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا خداوندا اس جھوٹے کو آگ کی طرف کھینچ۔ اس کے بعد اس کا گھوڑا بدکا اور وہ زین پر سے گرا۔ اور پیر رکاب میں پھنس گیا اور گھوڑا اسے پتھروں اور جھاڑ جھنکار میں کھینچتا ہوا چلا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ گھوڑے نے اسے خندق میں جہاں آگ روشن تھی دھر پٹکا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ ابو مخنف نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن شعیب نے اور ان سے محمد بن عبدالرحمٰن نے کہ ابجر ابن کعب کے دونوں ہاتھوں سے موسم سرما میں پانی ٹپکتا تھا اور گرمی میں خشک رہتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جاڑے میں دونوں ہاتھوں سے خون ٹپکتا تھا اور گرمی میں لکڑی کی طرح سوکھ جاتے تھے اس ملعون نے امام حسین علیہ السلام کا لباس اتارا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جابر ابن زید ازدی نے حضرت کے سر سے عمامہ لیا تھا جب اپنے سر پر باندھا تو گنجا ہو گیا جعوبہ بن خوبہ نے حضرت کا لباس لیا تھا جب اس کو پہنا تو چہرہ متغیر ہو گیا سر کے بال گر گئے اور بدن مبروص ہو گیا۔ بحر بن عمرو بن جرمی نے بالائی زیر جامہ لیا۔ جب اسے پہنا تو بیٹھ کر اٹھ نہ سکا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ مالک بن الیسر کندی امام علیہ السلام کے پاس ایسی حالت میں آیا جب کہ کثرت جراحات سے آپ بے حد کمزور ہو گئے۔ اس نے سر اقدس پر تلوار ماری حضرت نے فرمایا تجھے خدا ظالموں کے ساتھ محشور کرے۔ حضرت کے عمامے کے نیچے جو ریشمی ٹوپی تھی وہ حضرت کے سر سے گری تو وہ ظالم اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گیا اس کی بی بی نے کہا کم بخت تو نواسۂ رسول کی

تو بلے کر میرے پاس آیا ہے نکل یہاں سے میں تجھے ہرگز گھر میں داخل نہ ہونے دوں گی پس وہ در در بھیک مانگتا ہوا ہلاک ہوگیا۔

احادیث ابن حاشر میں ہے کہ ہم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے امام علیہ السلام پر خروج کیا تھا کہ اس کے پاس زعفران تھی۔ اس نے پیسا اور اس کی بی بی نے اپنے ہاتھوں پر ملی تو اس کو برص ہوگیا اور مروی ہے کہ لشکر حسینؑ کا اونٹ لوگ لے گئے جب اس کو نحر کیا تو جہاں چاقو چلاتے تھے نار نکلتی تھی اور جب ہانڈی میں اس کا گوشت پکایا آگ بن گیا اور تاریخ نسوی میں ہے کہ وہ گوشت اندرائن کے پھل سے زیادہ کڑوا ہوگیا۔

مروی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے دعا کی خداوندا میں تیرے نبی کی ذریت ہوں پس زور توڑ دے اس کا جس نے ہم پر ظلم کیا جس نے ہمارا حق غصب کیا تو سمیع و قریب ہے۔ محمد اشعث نے کہا تمہاری رسول سے کیا قرابت ہے۔ حضرت نے یہ آیت پڑھی۔

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْ ۢ بَعْضٍ (سورہ آل عمران ۳/۳۴)

پھر فرمایا خداوندا مجھے آج ہی اس کی ذلت دکھا دے۔ ابن اشعث رفع حاجت کے لیے نکلا تو اس کے عضو تناسل میں بچھو نے کاٹ لیا وہ زمین پر گر کر اپنے بول و براز میں لوٹنے لگا۔

ابو مخنف نے جلودی سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے اعور سلمی اور عمرو بن حجاج زبیدی پر حملہ کیا چار ہزار سوار دن کے ساتھ گھاٹ کے محافظ تھے اور حضرت نے اپنا گھوڑا فرات میں ڈال دیا اور گھوڑے سے فرمایا تو بھی پیاسا ہے میں بھی پیاسا ہوں جب تک تو نہ پیے گا میں بھی نہ پیوں گا گھوڑے نے جب حضرت سے یہ سنا تو اپنا سر اوپر کو اٹھا لیا گویا کلام امام سمجھ گیا۔ حضرت نے فرمایا اچھا تو بھی پی میں بھی پیتا ہوں امام نے ایک چلو پانی لیا ایک سوار چلایا اے حسینؑ آپ یہاں پانی پی رہے ہیں اور وہاں لوگ آپ کے خیمے میں گھس رہے ہیں حضرت نے پانی پھینک دیا اور نہر سے نکل آئے بعد کو معلوم ہوا یہ دھوکا تھا۔

ابو مخنف نے جلودی سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ زمین پر گرے تو گھوڑے نے آپ کی حمایت کی دشمنوں پر حملہ کیا اس کی زین ڈھل گئی اس نے اپنی ٹاپوں سے چالیس سواروں کو کچل ڈالا اور پھر ہیجہ کرتا ہوا خیمہ گاہ کی طرف روانہ ہوا اور اپنے ہاتھ پیر زمین پر مارنے لگا۔

قاسم بن اصبغ سے مروی ہے کہ میں نے بنی دارم کے ایک شخص سے کہا تیری صورت میں تغیر کیسے ہوگیا اس نے کہا میں نے اصحاب حسینؑ سے ایک شخص کو قتل کیا تھا میں نے اسی رات کو خواب میں ایک آنے والے کو دیکھا وہ مجھے کھینچ کر جہنم کی طرف لے چلا اور مجھے اس میں ڈال دیا اس کی پڑوسن نے کہا ہم اس کی چیخ و پکار سے رات بھر نہیں سوتے۔

ابن بطہ نے جامع دار قطنی اور فضائل آل احمد میں ہے کہ ایک شخص جو کربلا میں موجود تھا خدا نے اس کو اندھا کر دیا۔

عبدالرباح القاضی سے لوگوں نے اس کے اندھے ہونے کا سبب پوچھا اس نے کہا میں کربلا میں موجود تھا مگر میں نے مقاتلہ نہیں کیا رات کو میں نے خواب میں ایک خوفناک آدمی کو دیکھا اس نے کہا چل رسول اللہ کو جواب دے میں نے کہا میں اس

اس کی طاقت نہیں رکھتا وہ مجھے کھینچ کر آنحضرتؐ کے سامنے لے گیا میں نے حضرت کو محزون پایا آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اور سامنے ایک چمڑا بچھا ہوا اور ایک فرشتہ آگے کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں آگ کی ایک تلوار تھی جس سے وہ لوگوں کی گردن مار رہا تھا اور ان کو آگ میں ڈال دیتا تھا پھر وہ زندہ کیے جاتے اور قتل کیے جاتے تھے اسی طرح برابر ہو رہا تھا۔ میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔ خدا کی قسم نہ میں نے کسی کے تلوار ماری اور نہ نیزہ مارا حضرت نے فرمایا کیا تو سواد لشکر کا بڑھانے والا نہ تھا مجھے حضرت نے اس فرشتہ کے سپرد کیا اس نے خون بھرے طشت سے ایک سلائی میری آنکھ میں لگا دی جس سے میں اندھا ہوگیا۔

امالی طوسی میں ہے کہ سدی نے ایک شخص سے کہا کیا تو قطران (کول تار) بیچتا ہے کہ ایسی بو تیرے بدن سے آرہی ہے اس نے کہا میں نے قطران دیکھا بھی نہیں میں کربلا میں عمر سعد کے لشکر میں کیلیں فروخت کرتا تھا میں نے خواب میں رسول اللہ اور علی بن ابی طالبؑ کو دیکھا کہ وہ شہیدوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ میں نے علیؑ سے پانی کا سوال کیا انہوں نے انکار کر دیا۔ میں نے رسول اللہ سے سوال کیا۔ فرمایا کیا تو وہ نہیں جس نے ہمارے مخالفوں کی مدد کی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں چلا جاتا ہوں واللہ میں ان سے نہیں لڑا تھا۔ فرمایا اس کو قطران سے سیراب کرو پس مجھے قطران کا شربت پلا دیا۔ جب میں جاگا تو تین دن تک مجھے قطران کا پیشاب آتا رہا ہے اس وقت سے آج تک قطران کی بو مجھ سے دور نہیں ہوئی۔

ابو عبداللہ دامغانی نے شوق العروس میں لکھا ہے کہ ایک روز واقعہ کربلا کے تذکرے میں کہا جا رہا تھا کہ جس جس نے قتل حسینؑ میں شرکت کی خدا نے اس کو کسی نہ کسی بلا میں ضرور مبتلا کیا ایک شخص نے کہا میں واقعہ قتل میں شریک تھا مجھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا پھر وہ اٹھا کہ چراغ کی بتی اپنے ہاتھ سے درست کرے ناگاہ اس کے ہاتھ میں آگ لگ گئی وہ چیختا ہوا چلا اور اپنے کو فرات میں ڈال دیا۔ واللہ ہم نے دیکھا کہ جب وہ سر کو پانی میں ڈالتا تھا تو آگ کے شعلے پانی پر آجاتے تھے جب پانی سے نکلا تو آگ اس کے ساتھ تھی یہاں تک کہ وہ اسی عالم میں مرگیا۔

کنز المذکرین میں شعبی نے لکھا ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے کہہ رہا ہے خداوندا مجھے بخش دے اور میں سمجھتا ہوں کہ تو نہ بخشے گا راوی کہتا ہے میں نے اس کے گناہ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا سر حسینؑ میری سپردگی میں دیا گیا تھا پچاس آدمی میرے ساتھ تھے میں نے ایک نور کا بادل آسمان سے اترتا دیکھا ایک خیمہ پر جہاں بہت سے لوگ جمع تھے ان میں آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بھی تھے ایک اور بادل اترا اس میں آنحضرتؐ صلعم اور جبرئیل و میکائیل و ملک الموت تھے۔ آنحضرتؐ روئے اور ان کے ساتھ وہ سب روئے ملک الموت نے ہمارے پاس آکر ۴۹ کی روح قبض کر لی اس کے بعد ایک شخص میری طرف بڑھا میں نے فریاد کی یا رسول اللہؐ الامان الامان واللہ میں قتل میں شریک نہ تھا اور نہ اس پر راضی تھا۔ حضرت نے ملک الموت سے فرمایا اس کی روح قبض نہ کر اس کو ایک دن مرنا ہے اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور میں یہاں پہنچا اور اس روز سے توبہ کر رہا ہوں۔

نطنزی نے خصائص میں لکھا ہے کہ جب سرِ حسینؑ لے کر چلے اور منزل قنسرین پر پہنچے تو ایک راہب سرِ حسینؑ کے پاس آیا اس نے دیکھا کہ سر سے آسمان تک ایک نور ہے اس نے فوج یزید کے سردار کو دس ہزار درہم دے کر وہ سر عاریتاً لے لیا اور اپنے عبادت خانے میں آیا۔ اس نے کسی کو کہتے سنا خوشخبری ہو اس کے لیے جس کی تو نے حرمت کی اور خوشخبری ہو تیرے لیے۔ راہب نے سر کو اٹھا لیا اور کہا یا اللہ بحق عیسیٰ اس سر کو حکم دے کہ وہ مجھ سے کلام کرے۔ ناگاہ سر سے آواز آئی اے راہب تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں فرزند محمد مصطفےٰ ہوں فرزند علی مرتضیٰ ہوں۔ میں فرزند فاطمہ زہرا ہوں۔ میں مقتول کربلا ہوں۔ میں مظلوم ہوں میں پیاسا ہوں۔ یہ سن کر راہب نے اپنا سر سرِ حسینؑ پر رکھا اور کہنے لگا میں اپنا سر نہ ہٹاؤں گا جب تک آپ یہ نہ کہہ دیں کہ روز قیامت آپ میری شفاعت کریں گے حضرت نے فرمایا تو میرے جد کا دین قبول کرے راہب نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا۔ حضرت نے شفاعت محمدی قبول کی صبح کو فوج یزید نے سرِ امام راہب سے لے لیا اور روپے بھی لے لیے۔ اگلی منزل پر دیکھا تو وہ سب پتھر تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب ام کلثوم نے حاجب ابن زیاد کو ایک ہزار درہم اس غرض سے دیئے کہ وہ اونٹوں کے آگے سرِ حسینؑ کرا دے تاکہ لوگ اس کو دیکھنے میں مشغول ہوں اور بی بیوں کے بے نقاب چہروں پر ان کی نظر نہ پڑے۔ اس نے درہم لے لیے اور سرِ حسینؑ اونٹوں کے آگے کر دیا اور دوسرے دن دیکھا تو وہ پتھر تھے ایک طرف لکھا تھا۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ ابراہیم ۱۴/۴۲) اور دوسری طرف تھا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (سورہ الشعراء ۲۶/۲۲۷) (یہ روایت صحیح نہیں کربلا میں لٹنے کے بعد یہ رقم ان کے پاس نہیں ہو سکتی۔)

تاریخ بلاذری اور طبری میں ہے کہ حضرت یہ زوجہ خولی ابن یزید اصبحی راوی ہے کہ خولی نے سرِ حسینؑ گھر کے اندر ایک تنور میں رکھ دیا واللہ میں نے دیکھا کہ تنور سے لے کر آسمان تک ایک عمود نور ساطع ہے اور اس کے گرد کچھ طائر چکر لگا رہے ہیں۔

ابو مخنف نے شعبی سے روایت کی ہے کہ جب سرِ حسینؑ کوفہ کی راہوں سے گزر رہا تھا تو اس نے سورہ کہف کی تلاوت کی اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى (سورہ الکہف ۱۸/۱۳) اور جب درخت میں لٹکایا گیا تو یہ آیت سنی وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (سورہ الشعراء ۲۶/۲۲۷) اور دمشق میں یہ آواز سنی لا قوۃ الا باللہ اور ایک جگہ یہ آواز سنی۔ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ (سورہ الکہف ۱۸/۹) زید بن ارقم نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ کا قصہ اصحاب کہف کے قصے سے زیادہ عجیب ہے۔

کتاب ابن بطہ ترمذی اور خصائص نطنزی میں ہے کہ عمارہ بن عمیر سے روایت ہے کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر مسجد میں لائے گئے تو لوگوں نے غل مچانا شروع کیا آ گیا آ گیا پس ایک سانپ آیا وہ ان سروں کے نتھنے سے باری باری

نکلتا تھا اور دوسرے میں داخل ہوتا تھا اور چلا جاتا تھا پھر غلّی ہوتا تھا آگیا آگیا اور پھر وہ ایسا ہی کرتا تھا کئی بار ایسا ہی ہوا
ابو مخنف میں ہے جب سر امام علیہ السلام یزید کے پاس لایا گیا تو اس سے ایسی خوشبو آتی تھی جو تمام خوشبوؤں سے بہتر تھی۔

جب اونٹ نحر کیا گیا جس پر سر حسینؑ لایا گیا تھا تو اس کا گوشت ایلوے سے زیادہ تلخ تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ جب امام شہید کیے گئے تو تین ہفتہ تک سورج گہن میں رہا اور جو پتھر زمین سے اٹھایا گیا اس کے نیچے سے خون نکلا۔ اور ایک سال تک قبر نبی پر جنوں نے نوحہ کیا۔ دلایل النبوۃ بیہقی اور امالی ابو عبد اللہ نیشاپوری میں ہے کہ جب سر حسینؑ کاٹا گیا اور اسے کر کوفہ کو چلے تو پہلی منزل پر انہوں نے شراب پی بقدرت خدا ایک غیبی ہاتھ نے دیوار پر خون سے لکھا

أترجو امة قتلت حسيناً شفاعة جده يوم الحساب

کیا جن لوگوں نے حسینؑ کو قتل کیا ہے وہ روز قیامت ان کے جد سے امید شفاعت رکھتے ہیں

یہ تحریر دیکھ کر وہ لوگ بھاگے اور سر کو چھوڑ دیا اس کے بعد پھر لوٹ آئے تو دیکھا راہب کے کنیسہ پر یہ شعر لکھا تھا۔

انس سے مروی ہے کہ اہل نجران میں سے کسی نے گڑھا کھودا اس میں سے ایک چاندی کی تختی نکلی جس پر خط جلی لکھا تھا۔

فقد قدموا عليه بحكم جور تخالف حكمهم حكم الكتاب
ستلقى يا يزيد غداً عذابا من الرحمن يالك من عذاب

ظالمانہ انداز سے تم پیش آئے تم نے کتاب خدا کے خلاف کیا!
اے یزید عنقریب خدا کی طرف سے تجھ پر سخت سے سخت عذاب نازل ہوگا۔

اہل کنیسہ سے سوال کیا تمہارا یہ عبادت خانہ کب سے ہے انہوں نے کہا تمہارے نبی کی بعثت سے تین سو سال پرانا تھا۔

سلیمان بن عبد الملک نے رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا کہ اس سے خوش ہیں حسن بصری سے ذکر کیا انہوں نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ان کے اہل بیت کے ساتھ کوئی احسان کیا ہے اس نے کہا میں نے یزید کے خزانہ میں سر حسینؑ دیکھا تو اس کو پانچ ریشمی کپڑوں میں لپیٹا معطر کیا اس پر نماز پڑھی اور دفن کر دیا اور بہت رویا۔ حسن بصری نے کہا بس وہ فعل یہی ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ موسیٰ بن عبد الملک نے قبر حسینؑ پر جو بیری کا درخت تھا اسے کاٹنے اور قبر حسینؑ کا نشان

مٹانے کا حکم دیا جریر ابن الحمید نے سُنا تو کہا اللہ اکبر حدیث رسول یہ ہے کہ خدا لعنت کرے قاطع سدرہ پر اس نے ارادہ کیا تھا کہ اس کو کاٹنے اور قبر حسینؑ کو متغیر کرنے کا تاکہ لوگ آپ کی قبر تک نہ پہنچیں۔

احادیث ابن حبیش تیمی میں ہے کہ سالم نے کہا میرے پیٹ میں درد ہوتا تھا اور کسی علاج سے فائدہ نہ ہوتا تھا ایک کوئی عورت نے مجھ سے کہا میں تیرا علاج کرتی ہوں انشاء اللہ تو اچھا ہو جائے گا۔ میں نے کہا ضرور کر اس نے مجھے ایک پیالہ میں پانی پلایا۔ میں اچھا ہو گیا۔ میں نے اس بوڑھی عورت سے پوچھا یہ کیا دوا تھی۔ اس نے کہا یہ قبر حسینؑ کی خاک تھی۔ میں نے غصہ سے کہا اور رافضیہ یہ تو نے کیا کیا یہ کہنا تھا کہ میں پھر ویسا ہی ہو گیا جیسا کہ تھا۔

امالی طوسی میں ہے کہ موسیٰ بن عیسیٰ سے لوگوں نے کہا کہ رافضی حسینؑ کے بارے میں بڑا غلو کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خاک قبر حسینؑ سے امراض کا علاج کرتے ہیں۔ ایک ہاشمی نے کہا میں ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا تھا میں نے بھی اس کا استعمال کیا اچھا ہو گیا اس نے کہا تیرے پاس اس میں سے کچھ ہے میں نے کہا ہے میں نے تھوڑی سی اس کو دیدی اس نے وہ بطور استہزا اپنی مقعد میں رکھ لی۔ اسی وقت چلانے لگا۔ الطشت الطشت۔ لوگ طشت لائے تو اندرونی اعضا کٹ کٹ کر اس میں گرنے لگے۔ یوحنا نصرانی سے اس نے اپنی صحت کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا تجھے خدا لگا ہے اسے کون بنائے۔ صبح ہونے نہ پائی تھی کہ اس کا کام تمام ہوا۔ یوحنا نے قبر حسینؑ کی زیارت کی اور اسلام لے آیا۔

کتاب ابن بطہ اور نطنزی میں ہے کہ روایت کی ہے عبد الرحمٰن بن احمد حنبل نے اعمش سے کہ ایک شخص نے قبر حسینؑ پر پاخانہ کیا وہ اس کے سب گھر والے جنون و جذام و برص میں مبتلا ہو گئے اور یہ بیماری اس کے خاندان میں برسوں تک چلتی رہی۔

ثقات کی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ جب متوکل نے قبر حسینؑ کے کھودنے کا حکم دیا اور پانی قبر پر بہانے کا نہر علقمہ سے تو زید مجنون اور بہلول کربلا میں آئے اور قبر کی طرف نظر کی تو بقدرت خدا اس کو ہوا میں معلق پایا زید نے یہ آیت پڑھی يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ (سورہ التوبہ ۹/۳۲) کھودنے والوں نے سترہ مرتبہ قبر کھودی لیکن وہ بدستور اپنے حال ہی پر رہی جب کھودنے والے نے یہ حال دیکھا تو ایمان لے آیا اور قبر کو چھوڑ دیا۔ متوکل نے اسے قتل کرا دیا۔

امالی طوسی میں مروی ہے کہ متوکل نے ابراہیم دیزج اور ہارون مغربی کو قبر حسینؑ کے تباہ کرنے اور اس سرزمین کی کھیتی کو برباد کرنے کے لیے بھیجا جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو عاشقان حسینؑ ان کے اور قبر کے درمیان حائل ہو گئے اور انہوں نے تیر مارنے شروع کیے دیزج نے حکم دیا کہ تم بھی تیر مارو۔ انہوں نے تیر پھینکے لیکن ہر تیر پلٹ کر پھینکنے والے ہی کے لگا اور اس کو قتل کر دیا۔

اس نے حکم دیا کہ کھیتی کو آگ لگا دی جائے لیکن وہ آگے نہ بڑھی پھر کہا لاٹھیاں مار مار کر پودے گرا دیے جائیں لیکن

لاٹھیاں اللہ کے ہاتھوں میں ٹوٹ کر رہ گئیں۔ اللہ نے مغربی کا چہرہ کالا کر دیا اور دیزج نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہؐ نے اس کے منہ پر تھوکا جس سے وہ ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا اور اسی مدہوشی کے عالم میں اس کی موت واقع ہوئی۔

مستنصر باللہ نے سنا کہ اس کا باپ جناب فاطمہ کو گالیاں دیتا ہے اس نے ایک عالم سے اس کے متعلق فتویٰ پوچھا اس نے کہا اس کا قتل واجب ہے مگر باپ کا قتل عمر کو کوتاہ کرتا ہے اس نے کہا مجھے اس کی پروا نہیں جب میں اللہ کی اطاعت میں ایسا کروں گا تو خدا میری عمر کو ضرور بڑھا دے گا۔

حضرت امام حسینؑ کے مکارم اخلاق!

عمرو ابن دینار نے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام اسامہ بن زید کی عیادت کے لیے تشریف لائے وہ کہتے سنائی دیئے واغماہ امام علیہ السلام نے پوچھا بھائی تمہیں کیا غم ہے اس نے کہا مجھ پر ساٹھ ہزار درہم کا قرضہ ہے حضرت نے فرمایا وہ میرے اوپر ہے اس نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ ادا ہونے سے پہلے میں مر نہ جاؤں۔ حضرت نے فرمایا میں تمہارے مرنے سے پہلے ادا کر دوں گا۔ چنانچہ آپ نے ادا کر دیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے بادشاہوں کی بدترین خصلت اعدا کے مقابل جبن ہے اور کمزوروں کے مقابل ظلم اور عطا کے موقع پر بخل۔ کتاب انس المجلس میں ہے کہ فرزدق کو جب مروان نے مدینہ سے نکلنے کا حکم دیا تو حضرت امام حسینؑ نے اس کو چار سو دینار عطا کیے۔ کسی نے کہا یہ تو مشہور فاسق شاعر ہے حضرت نے فرمایا بہترین مال وہ ہے جو تیری آبرو کو بچائے۔ کیا رسول اللہؐ نے کعب ابن زہیر کو نہیں دیا تھا اور عباس بن مرداس کے بارے میں کہتا تھا اس کی زبان میرے متعلق بند کر دو۔

ایک اعرابی مدینہ میں آیا اور پوچھا یہاں اکرم الناس کون ہے لوگوں نے امام حسینؑ کا پتہ دیا۔ مسجد میں آیا حضرت کو نماز پڑھتے پایا۔ وہ حضرت کے مقابل کھڑا ہوا اور یہ اشعار پڑھے۔

لم یخب الآن من رجاك ومن ... حرك من دون بابك الحلقه

أنت جواد وأنت معتمد ... ابوك قد كان قاتل الفسقه

لولا الذي كان من اوائلكم ... كانت علينا الجحيم منطبقه

جس نے آپ سے امید کی وہ ناکام نہ رہا ... اور جس نے آپ کی زنجیرِ در ہلائی وہ بھی

آپ سخی ہیں اور صاحب اعتماد ہیں ... آپ کے باپ فاسقوں کو قتل کرنے والے تھے

آپ سے پہلے جو گزرے اگر وہ نہ ہوتے ... تو ہمارے لیے دوزخ ضرور تھا!

جب حضرت نماز پڑھ چکے تو فرمایا اے قنبر مال حجاز سے کچھ ہے انہوں نے کہا چار ہزار دینار فرمایا لے آؤ ان کا سب سے زیادہ مستحق آگیا پھر اپنی دو چادروں میں ان کو لپیٹا اور اپنا ہاتھ دروازے سے باہر نکال کر کہا۔

لو كان في سيرنا الغداة عصاً — أمست سمانا عليك مندفقه
لكن ريب الزمان ذو غير — والكف مني قليلة النفقه

لے یہ میں تجھ سے عذر خواہی کرتا ہوں — اور جان لے کہ میں تجھ پر مہربان ہوں
لیکن زمانے کے حوادث صاحب تغیر ہیں — اور ہمارے ہاتھ میں روزی کم ہے

اعرابی نے وہ رقم لے لی اور رونے لگا حضرت نے فرمایا غالباً تو رقم کی کمی پر رو رہا ہے اس نے کہا میں اس پر روتا ہوں کہ اس وجود ذی جود کو زمین کیوں کر کھائے گی (یہ روایت امام حسنؑ سے مروی ہے۔

شعیب بن عبد الرحمٰن خزاعی سے مروی ہے کہ یوم کربلا حضرت کی پشت پر ایک نشان پایا گیا امام زین العابدینؑ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا فرمایا حضرتؑ غلہ کی بوری کمر پر اٹھا کر یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کے گھر لے جایا کرتے تھے۔

عبد الرحمٰن سلمی سے مروی ہے کہ امام حسینؑ کے ایک لڑکے نے سورۃ الحمد کی قرأت کی آپ نے معلم کو ایک ہزار دینار دیئے اور ایک ہزار حلّے اور اس کا منہ موتیوں سے بھر دیا کسی نے کہا آپ نے اتنا اسے کیوں دیا فرمایا اس کی عطا کے مقابل یہ کم ہے اور یہ دو شعر پڑھے۔

اذا جادت الدنيا عليك فجد بها — على الناس طراً قبل ان تتفلت
فلا الجود يفنيها اذا هي اقبلت — ولا البخل يبقيها اذا ماتولت

جب دنیا تجھے دے تو تو اس کے — ضائع ہونے سے پہلے سب لوگوں کو دے
جب مال آئے گا تو سخاوت اس کو فنا کرنے والی — نہیں اور جب جائے گا تو بخل روکنے والا نہیں

آپ کی تواضع کے متعلق یہ روایت ہے کہ آپ کچھ ایسے مسکینوں کی طرف سے گزرے جو سوکھی روٹیوں کے ٹکڑے کھا رہے تھے آپ نے ان کو سلام کیا انہوں نے کھانے کی دعوت دی فرمایا اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں ضرور کھا لیتا پھر آپ ان کو اپنے ساتھ گھر پر لائے اور ان کو کھانا اور کپڑا دیا۔

مروی ہے کہ ایک بار محمد حنفیہ اور امام حسینؑ کے درمیان کچھ شکر رنجی ہو گئی۔ محمد حنفیہ نے آپ کو لکھا اے بھائی آپ کے اور میرے باپ ایک ہیں اس لحاظ سے آپ کو مجھ پر فضیلت نہیں البتہ آپ کی والدہ کا وہ مرتبہ ہے کہ اگر تمام روئے زمین میری ماں کے لیے سونا ہو جائے تو بھی وہ آپ کی ماں کی برابر نہیں ہو سکتیں جو بنت رسول ہیں جس وقت آپ میرے اس خط کو پڑھیں میرے پاس چلے آیئے تاکہ ہم ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں آپ بلحاظ فضل مجھ سے زیادہ ہیں والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امام علیہ السلام فوراً چلے گئے اور اس کے بعد وجہ شکایت پیدا نہ ہوئی۔

آپ کی فصاحت اور بلاغت کے متعلق موسیٰ بن عقبہ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ معاویہ نے امام حسین علیہ السلام سے خطبہ بیان کرنے کی خواہش کی آپ منبر پر تشریف لے گئے حمد و ثنائے الہٰی کے بعد حضرت رسولِ خدا پر درود بھیجا ایک شخص نے کہا یہ خطیب کون ہے فرمایا ہم حزب اللہ ہیں جو سب پر غالب ہیں ہم عترتِ رسول ہیں جو سب سے زیادہ قریب ہیں۔ ہم ان کے طیب و طاہر اہل بیت ہیں ہم وہ احد الثقلین ہیں کہ رسول اللہ نے ہم کو ثانی کتاب اللہ فرمایا ہے وہ کتاب جس میں ہر شے کی تفصیل ہے باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے نہ پیچھے سے ہم پر اس کی تفسیر کا اعتماد ہے ہم حقائق کا اتباع کرتے ہیں اس کی تاویل ہم کو سست نہیں بناتی۔ ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت فرض ہے کیونکہ وہ اطاعت خدا کے ساتھ ساتھ ہے أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (سورہ النساء ۴/۵۹) اور وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ (سورہ النساء ۸۳/۴) اور شیطانی آوازوں پر کان لگانے سے پرہیز کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور اس کے دوست جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے۔ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ (سورہ الانفال ۸/۴۸) تم ہمارے پڑوسی ہو لیکن ہم پر تلواریں، نیزے اور تیر چلاؤ گے۔ اس وقت کسی کا ایمان قبول نہ کیا جائے گا۔

معاویہ نے کہا بس اے ابو عبد اللہ آپ کا بیان کافی ہے۔

محاسن برقی میں ہے کہ ایک روز عمرو عاص و امام حسینؑ کے درمیان یہ گفتگو ہوئی۔

عمرو عاص:۔ اس کا کیا سبب ہے ہماری اولاد تمہاری اولاد سے زیادہ ہے۔

امام:۔ گھریلو پرندے زیادہ بچے دیتے ہیں اور شہباز کے کم ہوتے ہیں۔

عمرو:۔ کیا وجہ ہے ہماری مونچھیں تمہاری مونچھوں سے جلد سفید ہوتی ہیں۔

امام:۔ تمہاری عورتوں میں آگ زیادہ ہے جب مرد ان سے نزدیک ہوتا ہے اور وہ گرم سانس نکالتی ہیں تو مونچھیں سفید ہوتی ہیں۔

عمرو:۔ کیا وجہ ہے کہ تمہاری داڑھیاں ہماری داڑھیوں سے گھنی ہوتی ہیں۔

امام:۔ خدا فرماتا ہے۔ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا (سورہ الاعراف ۵۸/۷) پاک صاف زمین میں گھاس زیادہ اگتی ہے اور بنجر میں چھدری۔

معاویہ نے کہا اے عمرو چپ رہو یہ علیؑ کے بیٹے ہیں۔

امام حسینؑ نے فرمایا گدھ کہتا ہے یا ابن آدم عش ماشئت آخره الموت (اے آدم کے بیٹے جس طرح چاہے آخر موت ہے۔

کوا کہتا ہے انسان سے انس دور ہے۔ فاختہ کہتی ہے خدا وند ادشمنان آل محمد پر لعن کر۔ چمگادڑ کہتی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ فاتحہ ۱/۱)

امام سے کسی نے سوال کیا خدا نے بندوں پر روزے کیوں فرض کیے فرمایا تاکہ محتاجوں کی بھوک کا احساس ہو۔

آپ کی شجاعت کے متعلق روایت ہے کہ امام حسینؑ اور ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کے درمیان ایک زمین کے بارے میں نزاع تھا آپ نے ولید کا عمامہ اُتار کر اس کی گردن میں ڈالا اور اس کو کھینچا۔ مروان نے کہا میں نے اپنے امیر کے ساتھ یہ جرأت کسی کی نہیں دیکھی۔ ولید نے مروان سے کہا تو مجھے غصہ دلانے کو ایسا کہہ رہا ہے بلکہ میں نے جوان کے ساتھ حلم کا برتاؤ کیا اس پر تو نے حسد کیا اس میں شک نہیں کہ یہ نزاعی زمین امام حسینؑ ہی کی ہے جب امام نے سُنا تو فرمایا یہ میں نے تجھ کو دی۔

یوم عاشور ایک شقی نے کہا بیعت یزید کر لیجئے فرمایا میں اپنا ہاتھ ایک ذلیل کے ہاتھ میں نہ دوں گا اور نہ غلاموں کی طرح بھاگوں گا پھر فرمایا لوگو میں نے پناہ چاہی ہے اپنے اور تمہارے رب سے ہر ایسے متکبر سے جو روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔ پھر فرمایا موت فی عز خیر من حیاة فی ذل ۔ اور رجز قتال فرمایا۔

الموت خیر من رکوب العار والعار أولى من دخول النار
والله ما هذا وهذا جاري

حلیہ میں ہے جب لشکر یزید کربلا میں جمع ہوا اور آپ کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا تو اپنے اصحاب سے فرمایا جو صورت پیش آ رہی ہے تم دیکھ رہے ہو دنیا بدل گئی نیکیاں پس پشت جا پڑیں اور اتنی بھی باقی نہ رہیں جتنی پانی کے اوپر تری ہوتی ہے تم دیکھ رہے ہو حق پر عمل نہیں کیا جاتا اور باطل کی روک تھام نہیں ہوتی میں ایسی حالت میں موت کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہلاکت ہے۔

زہد کا حال یہ تھا کہ کسی نے کہا آپ کو خدا کا کس قدر زیادہ خوف ہے۔ فرمایا نہیں ایمان لائے گا روز قیامت مگر وہی جو اس دنیا میں خدا سے ڈرے۔

مروی ہے کہ امام حسینؑ نے پچیس حج پا پیادہ کیے (یہ روایت ضعیف ہے۔)

رسولؐ کی محبت امام حسینؑ سے

ابن عباس ... مروی ہے کہ ام ایمن رات دن رویا کرتی تھیں میں نے کہا تمہارے رونے کا سبب کیا ہے۔ تم اپنی تکلیف رسول اللہؐ سے بیان کرو۔ وہ حضرت کی خدمت میں آئیں اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے حضر

نے فرمایا بیان کرو۔ انہوں نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آگیا فرمایا اے ام ایمن غم نہ کرو عنقریب فاطمہ سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جسے تم پرورش کرو گی۔ ساتویں روز امام حسینؑ پیدا ہوئے ام ایمن ان کو لے کر رسولؐ کے پاس آئیں۔ حضرت نے فرمایا حامل و محمول دونوں کو مرحبا اے ام ایمن تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے یہ روایت قروانی نے تعبیر میں اور صاحب فضل الصحاب نے بیان کی ہے۔

سلیم بن قیس نے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ امام حسینؑ کو گود میں بٹھائے بوسے دے رہے تھے اور فرما رہے تھے تو سید ابن السید اور ابو السادات ہے تو امام ابن امام اور ابو الائمہ ہے تو حجت ابن الحجہ اور ابو الحجج ہے تیرے صلب سے ہوں گے نو ان کا قائم ہوگا۔

مروی ہے کہ آنحضرتؐ منبر پر خطبہ بیان فرما رہے تھے کہ امام حسینؑ مسجد میں آئے دامن میں پاؤں الجھا تو آپ گر کر رونے لگے۔ رسول خداؐ منبر پر سے اترے اور سینے سے لگا لیا اور فرمایا خدا شیطان کو قتل کرے بے شک اولاد آزمائش ہے خدا کی قسم میں اس کی محبت میں منبر سے اترا۔

ابو السعادات نے فضائل البشریہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہؐ بیت عائشہ سے نکلے اور بیت فاطمہؑ کی طرف چلے حسینؑ کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا فاطمہ کیا تم نہیں جانتیں کہ اس کا رونا مجھے اذیت دیتا ہے۔

ابن ماجہ نے سنن میں زمخشری نے الفائق میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے حسینؑ کو بچوں کے ساتھ کھیلتا دیکھا تو آپ نے ان کو پکڑنے کے لیے قدم اٹھائے وہ ادھر ادھر بھاگنے لگے حضرت ہنسے اور ان کو پکڑ لیا اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور دوسرا سر پر اور بوسہ لینے لگے اور فرمایا میں حسین سے ہوں اور حسین مجھ سے ہے۔ خدا دوست رکھتا ہے اس کو جو حسینؑ کو دوست رکھے۔ حسین اسباط میں سے ایک سبط ہے اس کے بعد آپ نے گود میں اٹھا لیا۔

عبد الرحمٰن ابو لیلیٰ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حسینؑ آئے اور رسولؐ کی پشت اور شکم پر کودنے لگے اور پیشاب کر دیا۔ ہم نے چاہا کہ حسینؑ کو ہٹا لیں آپ نے فرمایا رہنے دو اس کے بول کو قطع نہ کرو پھر بول پر پانی ڈال دیا۔

سنن ابو داؤد میں ہے کہ حسین نے رسول اللہؐ کی گود میں پیشاب کر دیا ابانہ نے کہا مجھے دیجیے تاکہ میں ان کی ازار دھو دوں فرمایا لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔

احادیث لیث بن سعد میں ہے کہ رسول اللہؐ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ حسین بحالت سجدہ آپ کی پشت پر سوار ہو گئے اور اپنے پیروں کو حرکت دے کر حل حل کہنے لگے۔ جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو ایک یہودی نے کہا اے محمدؐ آپ بچوں کے ساتھ وہ عمل کرتے ہیں جو ہم نہیں کرتے فرمایا اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہوتے تو اپنے بچوں پر رحم کرتے اس یہودی نے اس پر غور کیا کہ باوجود اتنا عظیم المرتبت ہونے کے رحم و کرم کا یہ حال ہے وہ مسلمان ہو گیا۔

امالی حاکم میں ابورافع سے مروی ہے کہ حسینؑ جب بچے تھے تو میں ان کے ساتھ گولیاں کھیل رہا تھا جب میری گولی ان کی گولیوں سے جا ملی تو میں نے کہا مجھے اپنی پشت پر سوار کرو کہنے لگے کیا تم اس کی پشت پر سوار ہو گے جس کو رسول اللہؐ نے اپنے کاندھوں اور پشت پر سوار کیا میں خاموش ہو گیا جب حسینؑ کی گولی میری گولیوں میں آپڑی تو میں نے کہا جب تم نے مجھے سوار نہ کیا تو میں کیوں کروں انہوں نے کہا تم اس پر راضی نہیں کہ اپنی پشت پر اسے سوار کرو جسے رسول اللہؐ نے سوار کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ہند مادر معاویہ نے عائشہ سے کہا میرے ایک خواب کی تعبیر رسول اللہ سے پوچھیے حضرت نے کہا بیان کرو وہ کیا خواب ہے اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ایک سورج میرے سر پر طالع ہوا اور ایک قمر نکلا اور چاند سے ایک کالا ستارہ نکلا اس نے سورج پر حملہ کیا۔ سورج سے ایک چھوٹا سورج نکلا جس کو اس نے نگل لیا۔ اس کے نگلے جانے سے اُفق پر تاریکی چھا گئی پھر میں نے کچھ ستارے آسمان پر دیکھے اور کچھ کالے ستارے زمین پر۔ یہ کالے ستارے ہر طرف اُفق پر ارض پر چھا گئے۔ یہ سن کر حضرت کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا اے دشمن خدا یہاں سے نکل جا تو نے میرے غم کی تجدید کی اور میرے احباب کی خبر مرگ سنائی جب وہ چلی گئی تو فرمایا خداوندا اس پر اور اس کی نسل پر لعن کر جب حضرت سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو فرمایا جو آفتاب طالع ہوا وہ علی ہیں اور قمر اسود سے جو ستارہ نکلا وہ معاویہ تھا مفتون فاسق، اللہ سے لڑنے والا اور یہ تاریکی جو اس نے دیکھی اور اس ستارہ کو دیکھا جو کالے چاند سے نکلا اور سورج پر حملہ کیا اور سورج سے ایک چھوٹا سورج نکلا اور اس کو نگل گیا اور تاریکی چھا گئی وہ میرا حسین ہے جس کو معاویہ کا بیٹا یزید قتل کرے گا پس سورج تاریک ہو گا اور اُفق پر اندھیرا چھا جائے گا اور جو کالے ستارے تمام روئے زمین پر چھا جائیں گے وہ بنی اُمیہ ہیں۔

معالی امور امام حسین علیہ السلام

امام رضا علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا جو کوئی اہل ارض میں اہل سماء کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بندہ کو دیکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ حسینؑ کو دیکھے۔

طبریان نے الولایت والمناقب میں سمعانی نے الفضائل میں اسمٰعیل بن رجا اور عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ عبداللہ بن عمرو عاص کی طرف سے گزرے۔ عبداللہ نے کہا جو چاہتا ہے کہ اہل ارض میں اہل سموات کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کو دیکھے اسے چاہیے اس گزرنے والے کو دیکھے میں نے انہیں کلام کیا ان سے جنگ صفین کے وقت سے ابوسعید خدری اس کو امام حسینؑ کے پاس لائے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ میں اہل ارض میں اہل سموات کے نزدیک زیادہ محبوب ہوں

تو تو نے اور تیرے باپ نے یوم صفین مجھ سے جنگ کیوں کی۔ واللہ میرا باپ تیرے باپ سے بہتر ہے اس نے متاثر ہو کر معافی مانگی اور کہا میں نے فرمایا ہے باپ کی اطاعت کرو حضرت نے فرمایا کیا یہ آیت تو نے نہیں سنی وَاِنۡ جَاهَدٰكَ لِتُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا (سورہ عنکبوت ۲۹/۸) (یعنی شرک میں اطاعت نہیں) اور رسول اللہؐ نے فرمایا اطاعت نیکی میں ہے اور یہ بھی فرمایا ہے لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق (مخلوق کی اطاعت معصیت خالق میں نہیں)

حفص بن غیاث نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے ایک طرف حسینؑ بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہؐ نے تکبیر کہی حسین نہ کہہ سکے دوسری بار رسول نے پھر تکبیر کہی حسینؑ ادا نہ کر سکے۔ جب رسول نے ساتویں بار کہی تب حسین نے صاف طور سے کہا رسول اللہؐ نے اس کو سنت قرار دیا۔

ابن عباس اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو خدا نے جبریل کو حکم دیا کہ ایک ہزار ملائکہ کو ساتھ لے کر جاؤ اور رسول کو مبارکباد دو۔ جبریل ان کو لے کر ایک جزیرہ کی طرف سے گزرے وہاں فطرس نامی فرشتہ جو حاملان عرش سے تھا پڑا ہوا تھا۔ خدا نے اس کو کہیں بھیجا تھا اس نے تاخیر کی اس کے بازو توڑ کر اس جزیرہ میں ڈال دیا تھا۔ سات سو سال سے وہ عبادت کر رہا تھا اس نے جبریل سے پوچھا کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا خدا نے محمدؐ کو ایک نعمت دی ہے ہم ان کی تہنیت کے لیے جا رہے ہیں اس نے کہا مجھے بھی لے چلو شاید محمدؐ میرے لیے دعا کر دیں۔ جبریل نے ساتھ لے لیا جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اور منجانب اللہ تہنیت دے چکے تو جبریل نے فطرس کا حال بیان کیا حضرت نے کہا وہ اس مولود کے بدن سے اپنا جسم مس کرے اس نے ایسا ہی کیا بالقدرت خدا اس کے پر نکل آئے اور وہ پرواز کر گیا۔ اڑنے سے پہلے حضرت سے کہا اس بچے کو آپ کی امت قتل کرے گی میں اس احسان کا بدلہ یہ دوں گا کہ جو زائر اس کی زیارت کو آئے گا یا جو مسلم اس کو سلام کرے گا یا جو درود بھیجے گا میں وہ سلام و درود آمین تک پہنچا دوں گا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ملائکہ میں فطرس کا نام مولی الحسین ہو گیا۔

یہ روایت طوسی نے مصباح میں قاسم بن علاء ہمدانی سے نقل کی ہے اور ابو محمد حسن بن الطاہر القاینی نے اپنی کتاب مسند الباہرہ فی تفضیل الزہراء الطاہرہ میں بھی فطرس کا واقعہ بیان کیا ہے (فرشتہ کا گناہگار ہونا مقام تامل ہے)

مروی ہے کہ جبریل نازل ہوئے تو فاطمہؑ زہرا کو سوتا پایا امام حسینؑ بچوں کی عادت کے مطابق پریشان خاطر تھے جبریل بیٹھ گئے اور ان کو بہلانے لگے تاکہ روئیں نہیں یہاں تک کہ فاطمہؑ بیدار ہوئیں اور رسول اللہؐ نے سیدہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔

طبری و طاؤس یمانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جنت میں سفید موتی کا جس میں نہ کہیں جوڑ ہے نہ شگاف ایک قصر ہے رسول اللہؐ نے فرمایا میں نے شب معراج جبریل سے پوچھا یہ قصر کس کے لیے ہے انہوں نے کہا آپ کے فرزند حسینؑ

کے لیے میں اس کے سامنے آیا ناگاہ میرے سامنے ایک سیب آیا جب وہ پھٹا تو اس میں سے ایک حور نکلی میں نے پوچھا تو کس کے لیے ہے اس نے مسکرا کر کہا آپ کے فرزند حسینؑ کے لیے۔

حدیث ہے نماز کے بعد افضل اعمال مومن کا دل خوش کرنا ہے امام حسینؑ فرماتے ہیں میں نے ایک غلام دیکھا کر کتے کو کھلا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کس کے لیے کر رہا ہے؟ اس نے کہا یا ابن رسول اللہ میں مغموم ہوں اس کی خوشی میں اپنی خوشی ڈھونڈ رہا ہوں۔ میرا مالک یہودی ہے میں اس سے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت اسے لے کر اس کے آقا کے پاس آئے اور اس کی قیمت کے دو سو دینار اس کو دیئے۔ یہودی نے کہا یہ فدیہ ہے آپ کے قدموں کا یہ باغ میں نے اس کو دیا اور یہ قیمت میں واپس کرتا ہوں۔ فرمایا یہ مال میں نے تجھ کو بخشا اس نے کہا میں نے قبول کیا اور غلام کو بخش دیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا میں نے غلام کو آزاد کر دیا۔ اور سب مال اس کو ہبہ کر دیا۔ اس یہودی کی بی بی نے کہا میں اسلام لائی اور میں نے اپنے شوہر کو اپنا مہر بخشا۔ یہودی نے کہا میں بھی اسلام لایا اور اپنا گھر اپنی بی بی کو عطا کیا۔

جامع ترمذی میں ہے کہ ابن زیاد اپنی چھڑی الفِ حسینؑ پر مارتا تھا اور کہتا تھا میں نے اس سے حسین سر نہیں دیکھا انس سے مروی ہے کہ حسینؑ سب سے زیادہ رسول اللہؐ سے مشابہ تھے اور جب تاریک مکان میں بیٹھتے تو روشن ہو جاتا۔

تاریخی واقعات

امام حسین علیہ السلام جنگ خندق کے سال روز پنجشنبہ یا سہ شنبہ ۵ شعبان سنہ ۴ ہجری میں اپنے بھائیؑ سے دس ماہ اور بیس دن بعد مدینہ میں پیدا ہوئے۔

ایک روایت میں ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے درمیان صرف ایک حمل یعنی چھ ماہ کا فرق تھا۔

تاریخ ولادت میں اختلاف ہے معتبر روایت یہ ہے کہ تیسری شعبان سنہ ۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔

حضرت رسولؐ خدا کے ساتھ چھ سال اور چند ماہ رہے۔

آپ کی عمر میں اختلاف ہے کسی نے ۵۰ سال لکھی ہے کسی نے ۵۷ سال چند ماہ کسی نے ۵۸ سال۔

مدت خلافت ظاہری ۵ سال چند ماہ آخر عہد معاویہ اوائل دور یزید۔

آپ کو قتل کیا عمر بن سعد ابن ابی وقاص۔ خول بن یزید اصبحی نے اور آپ کا سر کاٹا سنان بن انس نخعی اور شمر ذی الجوشن نے اور جسم اقدس سے لباس اتارا اسحاق بن حیوہ حضرمی نے۔ آپ کا سر ابن زیاد نے یزید کے پاس بھیجا۔ امام علیہ السلام

روز عاشور قتل کیے گئے۔ بعض کے نزدیک سنہ ۶۰ہجری میں اور بعض کے نزدیک سنہ ۶۱ہجری میں اور کربلا میں جانب غرب فرات دفن ہوئے۔ اصحاب آپ کے گرد مدفون ہیں ان کی قبریں علیحدہ علیحدہ نہیں زمین حائر میں دفن ہیں۔ (ارشاد مفید)

سید مرتضیٰ نے کہا ہے کہ سر حسینؑ شام سے کربلا میں لایا گیا اور بدن اقدس سے ملا کر دفن کیا گیا۔

کلبی نے دو روایتیں لکھی ہیں پہلی ابان بن تغلب نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ سر حسینؑ پہلو سے امیر المومنینؑ میں دفن ہے۔

اور دوسری یزید بن عمرو بن طلحہ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ نہر کوفہ میں قریب قبر امیر المومنینؑ دفن ہے۔

ان کے بیٹے علی اکبر بطن برہ بنت عروہ بن مسعود ثقفی سے تھے اور علی ابن الحسین جو علی اوسط ہیں اور علی اصغر شہربانو کے بطن سے تھے اور محمد و عبد اللہ الشہید رباب بنت امرء القیس کندیہ سے اور فاطمہ بطن ام اسحاق بنت طلحہ سے اور زینب بھی۔

اولاد کی ماؤں کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ مشہور روایت یہ ہے کہ حضرت علی اکبر کی والدہ ام لیلیٰ ثقفیہ اور امام زین العابدینؑ کی شہربانو جن کا انتقال زمانہ زچگی میں ہوگیا تھا اور حضرت علی اصغر اور فاطمہ صغرا اور سکینہ رباب سے تھیں۔

آپ کے دربان رشید ہجری تھے۔

آپ کے اصحاب عبد اللہ بن یقطر آپ کے رضاعی بھائیؑ اور آپ کے قاصد تھے جنہیں بام قصر سے گرا کر شہید کیا گیا (۲) انس بن الحارث کاہلی (۳) اسعد شامی (۴) عمرو بن ضبیعہ۔ رمیث بن عمرو (۵) زید بن معقل (۶) عبد اللہ بن ربہ الخزرجی (۷) سیف بن مالک (۸) شبیب بن عبد اللہ نہشلی (۹) ضرغامہ بن مالک (۱۰) عقبہ بن سمعان (۱۱) عبد اللہ بن سلیمان (۱۲) منہال بن عمرو اسدی (۱۳) حجاج بن مالک (۱۴) بشر بن غالب (۱۵) عمران بن عبد اللہ۔

آپ کا نام حسین۔ توریت میں شبیر۔ انجیل میں طاب۔

کنیت۔ ابو عبد اللہ۔ الخاص۔ ابو علی۔

الشهيد السعيد ، والسبط الثاني ، والامام الثالث ، والمبارك ، والتابع لمرضات الله ، المتحقق بصفات الله ، والدليل على ذات الله ، افضل ثقات الله ، المشغول ليلا ونهارآ بطاعة الله ، الشاری بنفسه لله ، الناصر لأولياء الله ، المنتقم من اعداء الله ، الامام المظلوم ، الأسير المحروم ، الشهيد المرحوم ، القتيل المرحوم ، الامام الشهيد . الولي الرشيد ، الوصي السديد ، الطريد الفريد البطل الشديد ، الطيب الوفي ، الامام الرضي ، ذو النسب العلي ، المنفق الملي ، ابو عبد الله

الحسين بن علي ، منبع الأئمة ، شافع الامة ، سيد شباب اهل الجنة ، وعبرة كل مؤمن ومؤمنة ، صاحب المحنة الكبرى ، والواقعة العظمى ، وعبرة المؤمنين في دار البلوى ، ومن كان بالامامة أحق واولى ، المقتول بكربلا ، ثاني السيد الحصور يحيي ابن النبي الشهيد زكريا ، الحسين ابن علي المرتضى ، زين المجتهدين ، وسراج المتوكلين ، مفخر أئمة المهتدين ، وبضعة كبد سيد المرسلين ، نور العترة الفاطمية ، وسراج الأنساب العلوية ، وشرف غرس الاحساب الرضوية ، المقتول بأيدي شر البرية ، سبط الاسباط ، وطالب الثار يوم الصراط ، اكرم العتر ، وأجل الاسر ، وأثمر الشجر ، وأزهر البدر ، معظم مكرم موقر ، منظف مطهر ، اكبر الخلائق في زمانه في النفس ، واعزهم في الجنس ، اذكاهم في العرف ، واوفاهم في العرف ، اطيب العرق ، واجمل الخلق ، واحسن الخلق ، قطعة النور ، ولقلب النبي سرور ، المنزه عن الافك والزور ، وعلى تحمل المحن والاذى صبور ، مع القلب المشروح حسور ، مجتبى الملك الغالب الحسين بن علي بن ابي طالب وقال ابو الفضل الهمداني : من ابوه الرسول ، وامه البتول ، وشاهده التوراة

مفردات

تاریخ بغداد و خراسان، ابانہ اور فردوس میں ہے کہ وحی کی اللہ نے محمدؐ کی طرف کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے خون کے بدلہ میں ایک ہزار کو قتل کیا اور تمہارے فرزند کے بدلہ میں ستر ہزار کو قتل کروں گا۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ حسینؑ کے خون کے بدلہ میں ایک لاکھ قتل کیے گئے اور ابھی اور قصاص لیا جائے گا۔

تفسیر نقاش میں سفیان ثوری سے اور پھر ابن عباس سے مروی ہے کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھا آپ کی داہنی ران پر حسینؑ ابن علی تھے اور بائیں پر آپ کے فرزند ابراہیم۔ حضرتؐ کبھی اس کا بوسہ لیتے تھے کبھی اس کا اسی حالت میں جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی خدا فرماتا ہے یہ دونوں ایک ساتھ جمع نہ ہوں گے پس تم ان میں سے ایک کو اختیار کرو حضرتؐ نے ابراہیم کی طرف دیکھا اور رو دیئے اور فرمایا ابراہیم کی ماں کنیز ہے اگر وہ مر جائے گا تو میرے سوا اس پر کوئی نہ روئے گا اور حسینؑ کی ماں فاطمہؑ ہے۔ اس کا باپ علیؑ میرا ابن عم میرا ماد میرا خون ہے۔ اگر یہ مر گیا تو میری بیٹی روئے گی، میرا ابن عم روئے گا۔ میں روؤں گا۔ اے جبرئیل تم ابراہیم کی روح قبض کرو۔ میں نے اسے حسینؑ کا فدیہ قرار دیا۔ تین دن بعد ابراہیم کا انتقال ہو گیا اس کے بعد آنحضرتؐ جب حسینؑ کو آتا دیکھتے تو ان کو سینے سے لپٹا لیتے اور ان کے دانتوں اور ہونٹوں کا بوسہ لیتے اور فرماتے میں

تجھ پر فدا میں نے ابراہیم کو تجھ پر فدا کر دیا۔

ایک روز امام حسین علیہ السلام معاویہ کے پاس آئے ایک اعرابی نے اس سے سوال کیا وہ چپ رہا اور امام حسینؑ سے باتیں کرنے لگا اعرابی نے کسی سے پوچھا یہ آنے والے کون ہیں کہا حسینؑ بن علیؑ ہیں اس نے کہا اے نواسۂ رسول میں نے اس سے اپنی حاجت بیان کی کچھ جواب نہ ملا حضرت نے سفارش کی معاویہ نے اس کی حاجت پوری کی اس نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

میں ایک بخیل کے پاس آیا اس نے حاجت روا نہ کی یہاں تک کہ فرزند رسول نے اسے ابھارا

بے شک (اے بنی امیہ) تم پر بنی ہاشم کو وہی فضیلت ہے جو فصل بہار کو فصل خزاں پر ہے

وہ ابن مصطفیٰ ہیں از روئے کرم و جود! بتول و طاہرہ کے بطن سے!

معاویہ نے کہا اے اعرابی میں نے تو تجھے دیا اور تو تعریف کر رہا ہے حسینؑ کی اس نے کہا تو نے ان ہی کا حق دے کر میری حاجت پوری کی ہے۔

اندلسی نے العقد میں لکھا ہے کہ معاویہ نے مروان بن الحکم سے کہا مجھے حسینؑ کے بارے میں مشورہ دے اس نے کہا انہیں شام میں اپنے ساتھ رکھ اور اہل عراق کا تعلق ان سے قطع کر دے اس نے کہا میں ان کی طرف سے راحت حاصل کرنی چاہتا ہوں اور تو بلا میں پھانسنا چاہتا ہے اگر میں نے صبر کیا تو یہ میرے لیے ناپسندیدہ ہوگا اور اگر ان سے برائی کی تو یہ قطع رحم ہوگا پھر اس نے سعید بن العاص سے پوچھا اس نے کہا تجھے خوف ان سے اپنے بعد کے متعلق ہے تو جسے خلیفہ بنائے گا اگر وہ ان سے لڑے گا تو وہ اسے پچھاڑ دیں گے اور اگر سبقت نے جانا چاہے گا تو بھی وہ غالب آئیں گے۔ میری رائے میں تو حسینؑ کو اپنے مقام پر رہنے دے تاکہ وہ نخلستان میں پانی پیتے رہیں اور ہوا میں بلند ہوں اور آسمان تک نہ پہنچیں۔

ان کے مشاہد حسب ذیل مقامات پر ہیں کربلا۔ عسقلان تک اور دونوں کے درمیان موصل نصیبین۔ حماۃ حمص اور دمشق وغیرہ۔

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا شفاء امتي في تربتك والائمة من ذريتك .

اور ایک روایت یہ ہے۔ الشفاء في تربته ، والاجابة تحت قبته والائمة من ذريته ان کی خاک قبر میں شفا ہے ان کے قبہ کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے ائمہ ان کی اولاد ہیں۔

ان کا ماتم ہر جگہ ہے وہ آخر اہل کسا ہیں اور دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم مقتول ہیں۔

مقتلِ حسینؑ

تفسیر ابو یوسف بن یعقوب بن سفیان اور تفسیر یوسف بن موسیٰ میں ہے کہ آیہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ ابراہیم ۴۲/۱۴) وعید ہے اللہ کی طرف سے ظالمین آلِ محمدؐ کے لیے اور تسلی ہے مظلوم کے لیے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ بعد قتلِ حسینؑ انہوں نے رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا کہ چہرۂ مبارک متغیر ہے اور برہنہ سر اور برہنہ پا نالہ و زاری روتے ہوئے اور یہ آیت پڑھتے ہوئے وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا (سورہ ابراہیم ۴۲/۱۴) فرما رہے تھے میں کربلا گیا حسینؑ کا خون زمین میں بہہ رہا تھا۔ یہ میں نے اپنے دامن میں کر لیا ہے۔ میں خدا سے فریاد کرنے جا رہا ہوں۔

آیہ واذا الموؤدة سئلت کے متعلق وارد ہے کہ ذوی القربیٰ کی محبت فرض کی گئی ہے اسکے متعلق سوال کیا جائے گا۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارا حق اور ہماری محبت اور ہمارا حق لوگوں پر واجب ہے۔

حضرت حجت نے فرمایا کہ آیہ کٓھٰیٰعٓصٓ یہ حروف مقطعات اسرارِ غیب ہیں جن سے پہلے جناب زکریاؑ کو آگاہ کیا گیا تھا پھر حضرت رسولؐ خدا کو مطلع کیا گیا تھا جناب زکریا نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ ان کو اسمائے خمسہ کا علم دے جبریل نے پنجتن پاک کے نام ان کو بتلائے زکریا جب محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ کا نام لیتے تو ان کا غم دور ہو جاتا اور قلب کو اطمینان حاصل ہوتا اور جب حسینؑ کا نام لیتے تو غم طاری ہو جاتا۔ خدا سے عرض کی بارالٰہا جب میں ان میں سے چار کا نام لیتا ہوں تو میرے دل کو تسلی ہوتی ہے۔

اور جب حسینؑ کا نام لیتا ہوں تو میری آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں اور دل پر افسردگی چھا جاتی ہے خدا نے واقعہ کربلا سے آگاہ کیا۔ کاف اسم کربلا ہے ہ سے مراد ہلاکت عترت ہے ی سے مراد یزید وہ قاتل حسینؑ ہے۔ ع سے عطش اور ص سے صبر حسینؑ مراد ہے۔ جب زکریا نے یہ سُنا تو تین دن مسجد سے باہر نہ نکلے اور کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی اور برابر روتے رہے اور بارگاہِ باری میں عرض کی خداوندا میں تیری بہترین مخلوق کے فرزند پر گریہ وزاری کرتا ہوں خداوندا کیا تو یہ مصیبت نازل کرے گا تو علیؑ و فاطمہؑ کو اس آفت میں مبتلا کرے گا خداوندا اس بلا کو ان کے گھر سے دور رکھ پھر دعا کی خداوندا اس کبر سنی میں مجھ کو ایک لڑکا دے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ میرا وارث ہو اور وہ میرے نزدیک حسینؑ کی طرح ہو اور مجھے بھی اس کی محبت و مصیبت میں اسی طرح دردناک کر جس طرح محمد مصطفےٰؐ کو حسینؑ کی مصیبت میں مبتلا کرے گا۔ پس خدا نے ان کی دعا قبول کی۔ اور یحییٰ کو عطا کیا۔

یحییٰ کا حمل چھ ماہ کا اور امام حسینؑ کا حمل بھی چھ ماہ کا تھا حسینؑ کی طرح یحییٰ بھی ذبح کیے گئے اور آسمان و زمین ان

کے سوا اور کسی پر نہیں روئے۔

حضرت علی بن الحسینؑ فرماتے ہیں کہ راہِ کربلا میں میرے پدرِ بزرگوار ہر منزل پر یحییٰ بن زکریا کا ذکر فرماتے تھے ایک روز فرمایا ذلت دنیا کے لیے صرف اتنا ہی واقعہ کافی ہے کہ جناب یحییٰ کا سر بنی اسرائیل کے ایک باغی کے لیے تحفہ بھیجا گیا۔

حدیث مقاتل میں امام زین العابدینؑ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کی بیوی جب بوڑھی ہوئی تو اس نے اپنی بیٹی کو بادشاہ کی تزویج میں دینے کا ارادہ کیا بادشاہ نے جناب یحییٰ سے مشورہ کیا آپ نے منع کیا اس عورت کو یہ ناگوار ہوا اس نے اپنی بیٹی کو بنا سنوار کر بادشاہ کے پاس بھیجا وہ اس کے سامنے اپنی محبوبانہ ادائیں دکھانے لگی۔ بادشاہ نے پوچھا تیری کیا حاجت ہے اس نے کہا یحییٰ بن زکریا کا سر۔ بادشاہ نے کہا اس کے سوا کوئی اور حاجت ہو تو بیان کر اس نے کہا کہ بس یہی حاجت ہے اس نے وعدہ کر لیا اس زمانہ میں دستور تھا کہ اگر بادشاہ جھوٹ بولتا تو سلطنت سے معزول کر دیا جاتا لہٰذا اس نے قتل کا حکم دیا اور حضرت کا سر بطور تحفہ ایک طشت میں رکھ کر اس عورت کے پاس بھیجا۔ خدا نے اس پر بخت نصر کو مسلط کیا اس نے منجنیقوں سے اس قوم پر آگ برسانا شروع کی۔ ایک بوڑھی عورت نے اس سے کہا اے بادشاہ یہ انبیاء کا شہر ہے یوں فتح نہ ہوگا۔ جیسے میں کہوں ویسے کر اس نے کہا بتا بعد فتح جو تو مانگے گی دوں گا اس نے کہا جلتی آگ ان پر یوں دیرانہ برسا اس نے یہی کیا جب شہر میں داخل ہوا تو بڑھیا کو بلا کر کہا بتا تیری کیا حاجت ہے وہ بولی اس شہر میں ایک خون زمین سے برابر جوش مارے جاتا ہے اس پر لوگوں کو قتل کر تاکہ وہ ساکن ہو اس نے ستر ہزار بنی اسرائیل کو قتل کیا جب وہ خون رکا۔

امام حسینؑ نے یہ بیان کرنے کے بعد امام زین العابدینؑ سے فرمایا واللہ میرا خون بھی ساکن نہ ہوگا جب تک مہدی ہو وہ ستر ہزار منافقوں اور فاسقوں کو قتل کرے گا۔

آیہ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَٰبِ إِسْمَٰعِيلَ (سورہ مریم ۱۹/۵۴) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ اسمٰعیل بن حزقیل تھے اسمٰعیل بن ابراہیم کا انتقال تو ان کے باپ کی موجودگی میں ہو گیا تھا۔ اسمٰعیل ابن حزقیل کو خدا نے جس قوم کی طرف بھیجا تھا انہوں نے ان کے چہرہ کی کھال اتار لی اور ان کا سر اوپر سے چھیل دیا تھا۔ خدا نے ان لوگوں کے عذاب کی خبر دی ہے انہوں نے معاف کر دیا اور رضائے الٰہی پر راضی ہو گئے اور اپنا معاملہ خدا کے سپرد کیا۔ خدا نے کہا جو کچھ انہوں نے کیا میں نے دیکھا اب تم کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا اسوۂ حسینی۔

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ ایک روز امام حسینؑ امام حسنؑ کے پاس آئے امام حسینؑ ان کو دیکھ کر رونے لگے امام حسنؑ نے وجہ گریہ پوچھی تو کہا میں آپ کی اس موت کا تصور کر کے رو رہا ہوں جو زہر خورانی سے واقع ہوگی۔ امام حسنؑ نے فرمایا میں تو ایک ہی کے زہر دینے سے قتل کیا جاؤں گا اور اے میرے مظلوم بھائی تمہاری مصیبت مجھ سے کہیں زیادہ سخت

ہو گی تم پر تیس ہزار ایسے دشمنوں کی چڑھائی ہو گی جو اپنے کو ہمارے نانا کی امت کہتے ہوں گے اور دین اسلام سے اپنے کو نسبت دیتے ہوں گے۔ یہ سب تمہارا خون بہانے پر جمع ہوں گے یہ تمہاری ہتک حرمت کریں گے تمہاری عورتوں اور بچوں کو قید کریں گے ان کا سامان لوٹیں گے اس ظلم کی وجہ سے بنی امیہ مستحق لعن ہوں گے۔ آسمان سے خون اور خاک کی بارش ہو گی ہر شے تم پر روئے گی یہاں تک کہ جنگلوں میں وحوش اور دریاؤں میں مچھلیاں۔

مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ میرے اور قاتل حسینؑ کے درمیان روز قیامت جھگڑا ہو گا میں اپنے ہاتھ سے ساق عرش کو پکڑ دوں گا اور میری کمر علیؑ پکڑے ہوں گے اور علیؑ کی کمر فاطمہؑ اور فاطمہؑ کے ہاتھ میں قمیص ہو گی میں کہوں گا اے میرے رب میرے اور قاتلان حسینؑ کے درمیان انصاف کر۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا محرم وہ مہینہ ہے کہ اہل جاہلیت اس میں قتال کو حرام جانتے تھے پس اس میں ہمارے خون حلال سمجھے گئے۔ ہماری حرمت کی ہتک کی گئی۔ ہماری عورتوں اور بچوں کو قید کیا گیا ان کا سامان لوٹا گیا اور ہمارے معاملہ میں حرمت رسول کا لحاظ قطعاً نہ کیا گیا۔ واقعہ کربلا نے ہماری آنکھوں کو زخمی کر دیا ہے ہمارے آنسوؤں کو بہایا اور ہمارے عزیزوں کو ذلیل کیا ہے اے ارض کربلا تو ہمارے لیے باعث کرب و بلا ہو گئی۔ قیامت کے دن تک بس چاہیے کہ حسینؑ پر رونے والے روئیں یہ رونا بڑے سے بڑے گناہ کو معاف کرانے والا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی یوم عاشورہ اپنی دنیوی حاجتوں کو ترک کرے گا خدا اس کی دنیا و آخرت کی حاجتوں کو بر لائے گا جو یوم عاشور کو روز رنج و غم اور نوحہ و بکا قرار دے گا۔ اللہ روز قیامت اس کو خوش کرے گا جو کوئی یوم عاشور کو روز برکت سمجھے گا اور اپنے گھر میں کوئی چیز ذخیرہ کرے گا تو خدا اس کو روز قیامت یزید و ابن زیاد کے ساتھ محشور کرے گا اور دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں جگہ دے گا۔

روز عاشور امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے پانی لایا گیا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا جو کوئی پانی پی کر ذکر حسینؑ کرے اور ان کے قاتلوں پر لعن کرے تو خدا اس کے لیے ایک ہزار حسنہ عطا کرتا ہے اور ایک ہزار درجے بلند کرتا ہے اور ایسا ہوتا ہے گویا اس نے ہزار غلام آزاد کیے اور اس کے ہزار گناہ محو ہو گئے وہ روز قیامت شاداں اور فرحاں محشور ہو گا۔

کتاب تہذیب میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اولاد فاطمہؑ کے دہنوں میں رسول اللہؐ اپنا لعاب دہن ڈال کر فرمایا کرتے تھے کہ رات تک ان کو اور کچھ نہ دینا۔ بچے لعاب دہن رسول سے سیر ہو جاتے تھے۔

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا عہد داؤد میں طیور روز عاشورہ روزے رکھتے تھے۔

یہ چند باتیں ہم نے مصنفات ابن بابویہ۔ سید جرجانی۔ ابن مہدی ما مطیری۔ عبداللہ ابن احمد حنبل۔ شاکر بن غنم اور ابوالفضل ہاشمی سے لکھی ہیں۔

واقعہ کربلا کا آغاز

جب امام حسن علیہ السلام کا انتقال ہوگیا تو امام حسین علیہ السلام نے چاہا کہ معاویہ خلافت سے دست کش ہو جائے آپ نے فرمایا کہ میرے اور معاویہ کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے جس کا توڑنا اس کو لازم نہیں۔

جب معاویہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے یزید سے کہا امر خلافت میں چار شخصوں سے مخالفت کا اندیشہ ہے۔ حسین ابن علی۔ عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ ابن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر۔

ابن عمر:۔ وہ مرد زاہد ہیں جب سب بیعت کرلیں گے تو وہ بھی کرلیں گے۔

ابن ابوبکر:۔ وہ عورتوں پر فریفتہ اور لہو ولعب کے شائق ہیں ان سے مخالفت کا خطرہ نہیں۔

ابن زبیر:۔ وہ تجھ سے لومڑی کی سی چال چلے گا اور شیروں کی طرح کریگا اگر تو اس پر قابو پالینا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا۔

حسین بن علی:۔ اہل عراق ان کو بغیر خروج کیے نہ چھوڑیں گے اگر قابو پالے تو ان سے درگزر کرنا۔ ان کا حق عظیم ہے اور حق قرابت ہے۔

یزید کا خط ولید کے نام

جب معاویہ مرگیا اور یزید اس کا جانشین ہوا تو اس نے ولید بن عقبہ ابن ابوسفیان حاکم مدینہ کو اس مضمون کا خط لکھا۔

جب میرا یہ خط ملے تو عبداللہ بن عمر۔ ابن زبیر۔ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر اور حسین بن علی کو بلا کر میری بیعت لے اور ان پر پوری سختی کر نرمی کی اجازت نہیں جو انکار کرے اس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دے۔

اس خط کو پڑھ کر ولید نے مروان کو مشورے کے لیے بلایا اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ معاویہ کی خبر وفات پھیلنے سے پہلے ان لوگوں کو بلا اور جس طرح ممکن ہو ان لوگوں سے بیعت لے۔

ولید نے ان کو بلانے کے لیے اپنا اردلی بھیجا۔ یہ لوگ روضۂ رسول میں جمع تھے عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن عمر نے کہا۔

ہم تو اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہیں گے۔ ابن زبیر نے کہا میں یزید کی بیعت ہرگز نہ کروں گا۔
امام حسینؑ نے فرمایا میں ولید کے پاس ضرور جاؤں گا دیکھوں تو وہ کیا کہتا ہے۔
آپ اپنے گھر تشریف لائے اور جوانان بنی ہاشم سے فرمایا۔
میں ولید سے ملنے جاتا ہوں تم سب میرے ساتھ چلو۔ دروازہ پر رک کے رہنا۔ اگر تلخ بات چیت ہو اور میری آواز بلند ہو تو اندر آجانا مگر کسی کو قتل نہ کرنا۔ میں اپنی طرف سے کسی فتنہ کا آغاز نہیں چاہتا۔
جب حضرت داخل قصر ولید ہوئے تو ولید نے یزید کا خط پڑھ کر سنایا۔ حضرت نے فرمایا میں یزید کی بیعت نہ کروں گا۔
مروان :۔ آپ کو امیر المومنین یزید کی بیعت کرنا ہوگی۔
حسینؑ :۔ تو جھوٹا ہے مومنوں نے اسے امیر المومنین نہیں بنایا۔
مروان :۔ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔
حسینؑ :۔ کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔
یہ سن کر مروان نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور ولید سے کہا سپاہیوں کو حکم دے کر اپنی تلواریں سونت لیں۔ حسینؑ بغیر بیعت کئے یہاں سے زندہ نہ جانے پائیں ان کا خون میری گردن پر ہے۔
آوازیں بلند ہوئیں تو ۱۹ ہاشمی جوان شمشیر بکف اندر داخل ہوئے امام نے ان کو حملے سے روکا اور ان کو ساتھ لے کر واپس آگئے جب یزید کو پتہ چلا کہ امام علیہ السلام کو زندہ نکل جانے دیا تو اس نے اس کو معزول کر کے مروان کو حاکم مدینہ بنایا۔

امام حسینؑ کی مدینہ سے روانگی

ولید کے یہاں سے آکر آپ نے مکہ کی روانگی کا قصد کیا اور اپنے اہل و عیال اور خاندان والوں کے ساتھ روانہ ہوگئے۔
ابن زبیر بھی چھپ کر نکل بھاگے۔ عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمٰن نے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔
امام حسینؑ کا خواب۔ آپ نے خواب میں رسول اللہ کو واقعہ کربلا بیان کرتے دیکھا۔ امام نے عرض کی مجھے اب دنیا کی طرف لوٹنے کی حاجت نہیں آپ مجھے اپنی قبر میں لے لیجئے فرمایا اے حسینؑ بدون شہادت چارہ کار نہیں۔
محمد حنیفہ اور عبداللہ بن مطیع کی گفتگو :۔ آپ کوفہ جانے کا ارادہ ملتوی کیجئے اس میں آپ کے باپ کو قتل کیا گیا اور اسی منحوس شہر میں آپ کے بھائی کو رسوا کیا گیا۔ آپ حرم خدا ہی رہیے۔ آپ سردار عرب ہیں اہل حجاز آپ کے حکم سے باہر نہ ہوں گے اور ہر طرف

سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو جائیں گے۔

محمد حنفیہ نے کہا اگر آپ سے تعرض ہو تو جنگلوں صحراؤں اور پہاڑوں کی طرف نکل جائیے یا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل ہوتے رہیے یہاں تک کہ زمانہ آپ سے سازگار ہو۔

امام کا جواب:۔ میں کسی ذاتی غرض سے نکلا ہوں نہ فتنہ و فساد برپا کرنے کے لیے بلکہ میری غرض اپنے جد حضرت محمد مصطفیٰ کی امت کی اصلاح ہے۔ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چاہتا ہوں میں اپنے نانا اور باپ کی سیرت پر عمل کروں گا پس جو میری حق بات کو قبول کرے گا تو اس کو خدا جزا دینے والا ہے وہ احکم الحاکمین ہے۔

مروی ہے کہ حضرت مدینہ سے ۳ شعبان کو روانہ ہوئے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے۔ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ (سورہ القصص ۲۱/۲۸)

اہل کوفہ کے خطوط

جب اہل کوفہ کو پتہ چلا کہ فرزند رسول مدینہ سے مکہ معظمہ کو آ گئے ہیں تو مومنین سلیمان بن صرد کے گھر میں جمع ہوئے اور حضرت کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔

"یہ خط سلیمان بن صرد۔ مسیب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد، حبیب ابن مظاہر کوفہ کے شیعوں اور مسلمانوں کی طرف سے ہے۔ سلام علیکم! خدا کا شکر ہے آپ کا دشمن جبار و عنید مر گیا۔ جس نے اس امت کے امر کو پراگندہ کر دیا تھا اور ان کے مالوں کا غصب کیا تھا اور مال خدا میں تصرف کرتا تھا۔ اس نے نیکوں کو قتل کیا اور شریروں کو باقی رکھا اللہ کی دولت کو ظالموں اور سرکشوں پر تقسیم کیا قوم ثمود کی طرح مستحق عذاب ہوا ہمارا کوئی امام نہیں آپ یہاں تشریف لائیے یقین ہے کہ خدا آپ کی وجہ سے ہمیں حق پر لے آئے گا۔ نعمان بن بشیر دارالامارہ میں ہے۔ ہم اس کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوتے اور نہ عید کا دوگانہ بجا لاتے ہیں اگر آپ تشریف لے آئیں گے تو اس کو نکال باہر کریں گے۔"

۱۰ رماہ رمضان کو یہ خط عبیداللہ بن مسلم ہمدانی اور عبداللہ بن مسمع بکری لے کر خدمت امام میں پہنچے۔

دو دن بعد قیس بن مسہر صیداوی عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارحبی۔ عمارہ ابن عبداللہ سلولی۔ عبداللہ بن وال کمی اپنے ساتھ ایک سو پچاس خط لے کر پہنچے جو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف سے تھے۔

دو روز بعد ہانی بن ہانی سبیعی۔ سعید بن عبداللہ حنفی ایک خط جو شیعیان امیرالمومنین کی طرف سے تھا جس میں لکھا تھا

یا بن رسول اللہ جلد تشریف لائیے لوگ آپ کی آمد کے بے چینی سے منتظر ہیں۔

شیث ابن ربعی۔ حجار ابن الجبر۔ یزید بن الحارث اور یزید بن رویم عمرو بن الحجاج۔ محمد بن عمیر۔ عروہ بن قیس نے اس مضمون کا خط لکھا۔

اما بعد۔ باغات ہرے بھرے ہیں پھل پک رہے ہیں اگر آپ آئے لشکر آپ کو تیار ملے گا۔

جب یہ سب قاصد جمع ہو گئے تو حضرت نے ان سب خطوں کو پڑھا اور قاصدوں سے لوگوں کے متعلق سوالات کئے پھر مسلم بن عقیل کے ساتھ اس مضمون کا خط روانہ کیا۔

امام کا خط اہل کوفہ کے نام:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط حسین بن علی کی طرف سے مسلمانوں اور مومنوں کے لیے ہے۔ اما بعد ہانی اور سعید تمہارے خط لے کر میرے پاس آئے اور یہ تمہارے قاصدوں میں سب سے آخر تھے۔ جو کچھ تم نے لکھا ہے میں نے سمجھا اور تمہارے ایک ایک خط کو پڑھ لیا۔ تم نے لکھا ہے ہمارا کوئی امام نہیں۔ آپ آئیے شاید خدا ہمیں راہِ ہدایت پر لائے لہٰذا میں تمہاری طرف اپنے بھائی ابن عم کو اپنے خاندان کے معتمد کو بھیج رہا ہوں اگر انہوں نے اطلاع دی کہ تمہارے جوان اور صاحبان فضل متفق الرائے ہیں اور جیسا تم نے اپنے خطوں میں لکھا ہے اور تمہارے قاصدوں نے بیان کیا ہے وہ درست ہے تو میں انشاء اللہ جلد سے جلد تمہارے پاس پہنچوں گا۔ اپنی جان کی قسم امام نہیں ہو سکتا مگر وہ جو حاکم عادل ہو اور دین خدا کا محافظ ہو اور ذات باری پر اپنے نفس کو قربان کرنے والا ہو۔

جناب مسلم کی کوفہ کو روانگی

امام علیہ السلام کا خط لے کر حضرت مسلم غیر معروف راستے سے روانہ ہوئے دو راہ بر اپنے ساتھ لیے وہ راستہ بھول گئے اور پیاس کی شدت سے ہلاک ہوئے جناب مسلم کو پانی مل گیا۔ ان راہبروں کی موت کو حضرت مسلم نے فال بد سمجھا اور امام علیہ السلام کو لکھا مجھے اس سفر سے معاف کیا جائے۔

حضرت نے جواب میں لکھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم ڈر گئے اور بزدلی تم پر غالب آگئی ہے میں حکم دیتا ہوں کہ فوراً روانہ ہو جاؤ۔

جناب مسلم جب کوفہ پہنچے تو عالم بن سیب کے گھر میں قیام کیا لوگ وہاں آپ کے پاس جمع ہوئے جناب مسلم نے امام کا خط ان کو سنایا بارہ ہزار آدمیوں نے اسی روز بعیت کرلی۔ جب نعمان بن بشیر حاکم کوفہ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا بجھایا۔

عبداللہ بن مسلم خضرمی۔ عمارہ بن عقبہ بن ولید عمر بن سعد نے یزید کو خط لکھا کہ اگر کوفہ پر حکومت کرنی ہے تو کسی سخت دل حاکم کو بھیج تاکہ تیرے حکم کو نافذ کرے نعمان بن بشیر بہت کمزور حاکم ہے۔

ابن زیاد کا کوفہ میں ورود۔ عبیداللہ ابن زیاد کو جو اس وقت والی بصرہ تھا یزید نے لکھا کہ میں نے تجھے بصرہ اور کوفہ دونوں جگہ کا حاکم بنایا تو فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہو اور مسلم بن عقیل کو یا تو قتل کر یا شہر بدر کر اس میں تاخیر کو روا نہ رکھ۔

جب یہ حکم ابن زیاد کو ملا تو وہ فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہوگیا اور اچانک رات کے وقت چہرہ چھپائے ہوئے شہر میں داخل ہوا لوگ تو امام علیہ السلام کے منتظر تھے ہی انہوں نے سمجھا امام تشریف لے آئے ہر طرف سے آواز آئی مرحبا مرحبا یا ابن رسول اللہ قدمت خیر مقدم۔ وہ یہ سنتا ہوا دارالامارہ میں چلا گیا۔

جناب مسلم ابن زیاد کے کوفہ پہنچنے کے بعد سالم کے گھر سے ہانی بن عروہ کے گھر چلے گئے اور اس کی پناہ میں آگئے۔

ابن زیاد کی ایک چال :۔ اس نے اپنے غلام معقل کو تین ہزار درہم دے کر کہا یہ لے جا اور اس شخص کی تلاش کر جس سے اہل کوفہ نے بیعت کی ہے کہنا میں اہل حمص سے ہوں یہ مال لے کر آیا ہوں تاکہ اس سے مسلم کو مالی مدد مل جائے وہ اس جستجو میں مسلم بن عوسجہ تک پہنچ گیا اور بالواسطہ ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی حضرت مسلم بن عوسجہ دھوکا کھا کر اس کو جناب مسلم کے پاس لے گئے اور مال اس سے لے لیا اور اس نے بیعت کرلی۔ غلام نے واپس جا کر کل حال ابن زیاد سے بیان کر دیا۔

شریک بن اعور کا واقعہ :۔ شریک ہمدانی بصرہ سے ابن زیاد کے ساتھ آئے تھے کوفہ میں ہانی کے یہاں قیام کیا یہاں پہنچ کر بیمار ہوگئے انہوں نے جناب مسلم سے کہا ابن زیاد میری عیادت کو آئے گا میں اس کو باتوں میں لگاؤں گا تم باہر نکل کر اسے قتل کر ڈالنا۔ علامت یہ ہوگی میں کہوں گا مجھے پانی پلاؤ۔ ہانی نے منع کیا۔ جب ابن زیاد آیا تو احوال پرسی کرنے لگا وہ باتوں میں لگائے رہے مگر جناب مسلم نہ نکلے شریک نے یہ سمجھتے ہوئے کہ موقع جا رہا ہے یہ شعر پڑھا۔

ما الانتظار لسلمی ان یحییہا كأس المنية بالتعجيل اسقوها

ابن زیاد کو شبہ ہوا اور وہ جلد ہانی کے گھر سے نکل گیا اور جب دارالامارہ میں پہنچا تو مالک ابن یربوع تمیمی نے وہ خط پیش کیا جو عبداللہ بن یقطر سے اس نے چھینا تھا یہ خط جناب مسلم نے امام حسین کو لکھا تھا اس میں تحریر تھا میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اہل کوفہ نے مجھ سے بیعت کرلی ہے لہٰذا آپ جلد تشریف لائیے لوگ آپ کے ساتھ ہیں یزید کی طرف

ان کا میلان نہیں۔ ابن زیاد نے عبداللہ بن یقطر کو قتل کا حکم دیا۔

ابن زیاد نے محمد بن اشعث کندی۔ عمرو بن حجاج زبیدی اور اسماء بن خارجہ فزاری کو حکم دیا کہ ہانی بن عروہ کو حاضر کرو اور اس نے قاضی شریح کے سامنے یہ شعر پڑھا ۔

اريد حياته ويريد قتلي . عذيرك من خليلك من مراد

ہانی نے کہا اے امیر تو نے مجھے کیوں بلایا ہے اس نے کہا تو نے مسلم بن عقیل کو اپنے گھر میں پناہ دی ہے اور ان کے لیے ہتھیار جمع کیے ہیں۔ لوگوں کو ان کی مدد پر آمادہ کیا ہے تو نے یہ سمجھا ہے کہ تیرا حال مجھ سے مخفی ہے۔ ہانی نے ان باتوں سے انکار کیا۔ ابن زیاد نے معقل کو بلایا اور کہا تو اس کو پہچانتا ہے۔ ہانی سمجھ گئے کہ راز فاش ہو گیا۔ کہنے لگے میں نے مسلم کو بلایا نہیں وہ خود میری پناہ میں آئے ہیں اب میں ان سے کہوں گا کہ میرے جوار سے نکلیں اور چلے جائیں۔ اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا جب تک تو ان کو حاضر نہ کرے۔ انہوں نے کہا یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا۔ مسلم بن عمرو باہلی نے کہا تم کو ان کے حاضر کرنے میں عار کیوں ہے۔ بادشاہ وقت کے سامنے حاضر کرنا باعث عار تو نہیں۔ ہانی نے کہا میرے لیے اس سے زیادہ عار دنیا میں کوئی چیز نہیں کہ میں اپنے مہمان اور فرزند رسول کے قاصد کو کسی کے حوالے کر دوں۔ میرے بازو میں جان ہے۔ میں ایک بڑے قبیلہ کا سردار ہوں اگر میں اکیلا بھی ہوتا تب بھی تیرے حوالے نہ کرتا یہاں تک کہ ان کی حفاظت میں جان دے دیتا۔

ابن زیاد نے کہا اگر تو حاضر نہ کرے گا تو میں تیری گردن مار دوں گا یہ کہہ کر اپنی لکڑی جناب ہانی کی ناک پر ماری جس سے پیشانی اور ناک شگافتہ ہو گئی اور خون سے ان کے کپڑے تر بتر ہو گئے اس کے بعد ہانی کو قید کر دیا گیا جب یہ خبر ان کے قبیلے کو ہوئی تو انہوں نے قصر کو آ گھیرا اور آٹھ ہزار آدمی لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ ابن زیاد نے قاضی شریح کو حکم دیا کہ وہ ان کے قبیلے کے پاس جا کر یقین دلائے کہ ہانی صحیح سالم ہے۔ شریح کے کہنے پر وہ لوگ مطمئن ہو کر واپس گئے۔

حضرت مسلمؑ کی شہادت

جب جناب مسلم کو ہانی کا واقعہ معلوم ہوا تو آپ ان چار ہزار آدمیوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ تھے جنگ پر آمادہ ہو گئے جب آپ کے خروج کی خبر لوگوں کو معلوم ہوئی تو آٹھ ہزار کی جمعیت اور آ کر آپ سے مل گئی۔ ابن زیاد نے خائف ہو کر اپنے قصر کے دروازے بند کر لیے۔ جناب مسلم نے قصر کا احاطہ کر لیا۔ ابن زیاد نے کثیر ابن شہاب حارثی اور محمد بن اشعث کندی کو باب الرومیین کی طرف سے امان کا جھنڈا دے کر بھیجا۔ ان دونوں نے باواز بلند پکار کر کہا جو اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اس کے لیے امان ہے یہ کہ

کر رؤسائے قبائل اس کے پیچھے آ گئے۔ ابن زیاد نے ان کو قصر کے اندر بلا کر کہا اپنے اپنے لوگوں سے کہو کہ اطاعت میں تم کو انعام و اکرام سے نوازا جائے گا اور درصورت نافرمانی سخت سزا دی جائے گی۔ یہ سن کر لوگ منتشر ہونے لگے یہاں تک کہ جناب مسلم کے پاس صرف تیس نفر رہ گئے اور جب نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو ایک بھی نہ رہا۔

یہ حال دیکھ کر آپ باحال پریشان کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرنے لگے یہاں تک کہ آپ طوعہ نامی ایک عورت کے دروازہ پر پہنچے وہ محمد اشعث کی کنیز تھی۔ اس کی شادی السید حضرمی سے کر دی گئی تھی اس سے ایک لڑکا بلال نامی پیدا ہوا وہ لوگوں کے ساتھ گھر سے باہر گیا ہوا تھا طوعہ دروازہ پر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی جناب مسلم نے اس سے کہا اے کنیز خدا مجھے پانی پلا۔ جب اس نے پانی لا کر پلا دیا تو آپ اس کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ اس نے کہا اے بندۂ خدا اب اپنے گھر جا۔ آپ خاموش ہو گئے اس نے پھر یہی کہا آپ نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے کہا اے شخص میں بار بار کہہ رہی ہوں کہ تو اپنے گھر جا اور تو جواب تک نہیں دیتا۔ حضرت مسلم نے آہ سرد بھر کر کہا کہاں جاؤں اس شہر میں میرا گھر نہیں میں ایک غریب الوطن ہوں اس نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے تم مسلم ابن عقیل ہو فرمایا ہاں میں وہی ہوں اس کو رحم آیا اور اپنے گھر کے اندر لے گئی۔

تھوڑی دیر بعد بلال گھر میں آیا طوعہ نے سارا حال اس سے بیان کیا وہ سو رہا۔ صبح کو ایک منادی ندا کرتا ہوا سنائی دیا جو مسلم کا پتہ بتائے گا مستحق انعام ہوگا اور جو اپنے گھر میں چھپائے گا اس کی سزا موت ہے یہ سن کر دوڑا اور عبدالرحمن بن محمد اشعث سے جا کر کہنے لگا مسلم میرے گھر میں ہیں۔ عبدالرحمن نے یہ خبر اپنے باپ سے بیان کی وہ دوڑا ہوا ابن زیاد کے پاس گیا اور یہ خبر اس کو سنا دی اس نے عبید اللہ عمرو بن حریث اور محمد بن اشعث کو ستر آدمیوں کے ساتھ طوعہ کے گھر کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیجا انہوں نے جاتے ہی گھر کو گھیر لیا۔ حضرت مسلم نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

موت برحق ہے جو زندہ ہے کہ موت کا پیالہ پینا پڑے گا اللہ کے حکم پر صبر کرنا لازم ہے۔ حکم قضا و قدر تمام خلق میں جاری ہے اس کے بعد آپ نے ان پر حملہ کیا اور اسم اشقیا کو واصل جہنم کیا۔ محمد اشعث نے اور کمک مانگی ابن زیاد نے ملامت کرتے ہوئے کہا۔ ستر آدمی ایک آدمی کو گرفتار نہ کر سکے اس نے کہا ہمارا مقابلہ ہے اسد ضرغام۔ سیف حسام بطل ہمام اولاد خیر الانام سے محمد اشعث نے کہا اے مسلم بن عقیل میں آپ کو امان دیتا ہوں فرمایا مجھے تجھ جیسے فاسقوں کی امان درکار نہیں اور تین شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

میں نے قسم کھائی ہے کہ نہ قتل کروں گا تم میں سے مگر حر آزاد کو اگرچہ میں موت کو اچھا نہیں جانتا۔

میں دھوکا اور فریب سے لڑنا برا سمجھتا ہوں۔ روز قیامت ہر ایک اپنے شر کی سزا پائے گا۔

میں تم سے لڑوں گا اور کسی تکلیف سے خائف نہ ہوں گا اور ایسی چوٹیں ماروں گا کہ ان سے بچنا ممکن نہ ہوگا۔

آخر ان نابکاروں نے تیر برسائے اور پتھر مارنے لگے یہاں تک کہ جناب مسلم مقابلے سے عاجز آ گئے اور ایک دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گئے اور فرمایا ظالمو! تم مجھے پتھر مار رہے ہو گویا مجھے کافر سمجھا ہے حالانکہ میں اہل بیت انبیاء سے

ابرار سے ہوں۔ کیا تم ذریت رسول میں حق رسول کی رعایت کرنے والے نہیں۔ ابن اشعث نے کہا اے مسلم اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ میری ذمہ داری میں آجاؤ۔ فرمایا یہ ہرگز نہ ہوگا جب تک میرے بدن میں طاقت ہے میں گرفتار نہ ہوں گا۔ یہ کہہ کر پھر حملہ کیا وہ خوف زدہ ہو کر بھاگے۔ اب جناب مسلم پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ بارگاہ باری میں عرض کی، خداوندا پیاس مجھ پر غالب آرہی ہے اور کمزور بنا رہی ہے۔ دشمنوں نے زخموں اور پیاس سے بدحواس دیکھ کر ہر طرف سے حملہ کیا بکیر ابن الحمران نے آپ کے بالائی ہونٹ پر ضرب لگائی۔ حضرت مسلم نے اس کے پیٹ پر تلوار مار کر اسے ہلاک کر دیا۔ آخر جناب مسلم گرفتار کر لیے گئے۔ آپ نے ان سے پانی مانگا۔ عمرو بن حریث کا غلام ایک پیالہ میں پانی لے کر آیا جب آپ نے پینا چاہا تو پیالہ خون سے بھر گیا اور اگلے دانت بھی اس میں گر گئے۔ الغرض جناب مسلم کو جو زخموں سے چور چور تھے اسی حالت میں ابن زیاد کے پاس لائے۔

ابن زیاد نے حضرت علیؑ اور امام حسینؑ کو گالیاں دینا شروع کیں۔ حضرت مسلم نے کہا اے دشمن خدا جو تیرا دل چاہے وہ کر ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان کو بالائے قصر لے جاؤ اور قتل کر دو۔ جناب مسلم دعا کرتے جاتے تھے خداوندا ہمارے اور اس قوم کے درمیان انصاف کر جنہوں نے ہمیں دھوکا دیا اور ذلیل کرنے کے بعد قتل کیا جناب مسلم کے قتل کے بعد اس نے ہانی بن عروہ کو اس جگہ قتل کرایا جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں پھر حکم دیا کہ اس کی لاش کو الٹا درخت میں لٹکا دیا جائے اور یہ شعر پڑھا۔

فان کنت لا تدرین ما الموت فانظري الی هانیء في السوق وابن عقیل

اگر تو نہیں جانتا کہ موت کیا ہے تو دیکھ ہانی اور ابن عقیل کو بازار میں

قتل کرانے کے بعد اس نے دونوں کے سر ہانی بن حیوۃ الوداعی کے ساتھ یزید کے پاس بھیج دیئے اس نے ان دونوں سروں کو دمشق کے دروازہ پر لٹکوا دیا اور ابن زیاد کو لکھا مجھے خبر ملی ہے کہ حسینؑ عراق کی طرف آرہے ہیں لہٰذا ہر طرف پہرے بٹھا دے اور ان کو گرفتار کر لے اور کوئی تہمت لگا کر ان کو قتل کر دے تاکہ یہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔

امام حسین علیہ السلام کا عزم عراق

جب امام حسین علیہ السلام نے مکہ سے عراق جانے کا ارادہ کیا تو عمرو بن ہشام مخزومی نے آپ کو منع کیا اور کہا اے میرے ابن عم اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ ہمارے نزدیک بہترین مشیر اور بہترین ناصح ہیں آپ یہاں سے کہیں نہ جائیں۔

ابن عباس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت دیر تک اس بارے میں گفتگو کرتے رہے ہیں لیکن حضرت نے ان کی رائے

پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔

عبداللہ بن جعفر نے مدینہ سے خط لکھا حضرت نے جواب دیا کہ میں نے اپنے جد حضرت رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے سارے حال سے آگاہ کر دیا پس چاہے کچھ بھی ہو میں اسے ضرور پورا کروں گا واللہ اے میرے ابن عم یہ لوگ میرے ساتھ اسی طرح کی زیادتی کریں گے جس طرح یہودنے یوم سبت کی تھی۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے عراق کی طرف کوچ کیا۔

جب یہ قافلہ منزل ذات عراق پر پہنچا تو فرزدق سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے اس سے پوچھا کوفہ کا کیا حال ہے اس نے کہا لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

جب منزل حاجز پر پہنچے تو آپ نے قیس بن مسہر صیداوی کو کوفہ کی طرف روانہ کیا تاکہ آپ کے آنے کی لوگوں کو خبر دے حصین بن نمیر نے جو قادسیہ میں پڑاؤ ڈالے پڑا تھا ان کو گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔

اس نے قیس سے کہا خیریت اسی میں ہے کہ بالائے قصر جا کر اس کذاب ابن کذاب (معاذ اللہ) کو گالیاں دے وہ بالائے قصر گئے۔ اور بعد حمد و ثنا اہل بیت کی مدح کی اور زیاد و ابن زیاد پر لعن کی ابن زیاد نے حکم دیا کہ اس کو نیچے گرادو پس اس طرح وہ شہید ہوئے۔

جب منزل خزیمہ پر پہنچے تو جناب زینب نے کہا میں نے رات خواب میں ہاتف کو کہتے سنا۔

ألا يا عين فاحتفلي بجهد ومن يبكي على الشهداء بعدي
الى قوم تسوقهم المنايا بمقدار الى إنجاز وعد

اے آنکھ تو پوری طرح آنسو بہا میرے بعد ان شہداء پر کون روئے گا
ان کو موت ایک قوم کی طرف کھینچے لیے جا رہی ہے یہ میرا وعدہ پورا کرنے کے لیے جا رہے ہیں

جب امام علیہ السلام منزل ثعلبیہ پر پہنچے تو حضرت نے خواب میں کسی کو کہتے سنا یہ جا رہے ہیں اور موت ان کے پیچھے جا رہی ہے۔ جب علی اکبر نے سنا تو عرض کی بابا کیا ہم حق پر نہیں ہیں فرمایا بے شک ہم حق پر ہیں۔ شہزادے نے کہا تو پھر ہمیں موت کی پرواہ نہیں۔

جب حضرت منزل شقوق پر پہنچے تو ایک شخص کوفہ کی طرف سے آتا نظر پڑا۔ آپ نے بلا کر حال پوچھا اس نے کہا حالات سازگار نہیں۔ فرمایا ہر امر خدا کے ید قدرت میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ہمارا اللہ بزرگ و برتر ہے ہر دن اس کی ایک نرالی شان ہے۔ اگر قضا نازل ہو گئی ہے تو میں خدا کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں وہ ادائے شکر پر مدد کرنے والا ہے اور پھر

یہ اشعار پڑھے۔

فان تكن الدنيا تعد نفيسة — فدار ثواب الله أعلى وأنبل
وان تكن الاموال للترك جمعها — فما بال متروك به المرء يبخل
وان تكن الارزاق قسما مقدراً — فقلة حرص المرء في الكسب أجمل
وان تكن الابدان للموت انشئت — فقتل امرىء بالسيف في الله أفضل
عليكم سلام الله يا آل أحمد — فاني أراني عنكم سوف أرحل

اگرچہ دنیا بڑی پیاری معلوم ہوتی ہے — لیکن خدا کا ثواب اس سے اعلیٰ و ارفع ہے
اگر مال جمع کر کے چھوڑنا ہی پڑے گا — تو ایک آزاد آدمی اس کے خرچ میں کیوں بخل کرے
اور اگر رزق مقسوم و مقدر ہے — تو پھر اس کے حاصل کرنے میں انسان کے لیے قلت حرص ہی بہتر ہے
اور اگر انسان مرنے ہی کے لیے پیدا ہوا ہے — تو پھر اس کا قتل ہونا راہِ خدا میں بہتر ہے
اے آلِ احمد تم پر میرا سلام ہو — میں عنقریب دنیا سے کوچ کرنے والا ہوں

منزلِ شراف:۔ جب یہ قافلہ منزل اشراف پر پہنچا تو لوگوں کو دور سے ایک نخلستان نظر آیا بنی اسد کے دو شخص جو آپ کے ساتھ تھے کہنے لگے ہم نے یہاں نخلستان کبھی نہیں دیکھا۔ امام نے پوچھا پھر تمہیں کیا نظر آرہا ہے انہوں نے کہا ہمارے خیال میں تو یہ نیزوں کی انیاں ہیں کوئی لشکر ادھر آرہا ہے۔ حضرت نے اپنے ساتھیوں کو تیار رہنے کا حکم دیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ حُر کا لشکر سامنے آگیا جس کے ساتھ ایک ہزار سپاہی تھے۔ نماز ظہر کا وقت آگیا تھا۔ حضرت نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ حر نے بھی نماز بجماعت ادا کی۔ بعد فراغ نماز ظہر حُر نے پوچھا آپ اس طرف کیسے آئے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں ادھر نہیں آیا مگر تمہارے خطوط اور قاصدوں کے آنے پر پس اگر تم اپنے معاہدے پر قائم ہو تب میں تمہارے شہر میں داخل ہوں گا اور اگر تم کو میرا ادھر آنا ناگوار ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ حُر نے کہا واللہ مجھے علم نہیں کہ یہ خطوط کس نے اور کب لکھے ہیں۔ حضرت نے دو تھیلے خطوں سے بھرے ہوئے حر کے سامنے رکھ دیئے حر نے کہا کہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے یہ خطوط آپ کو لکھے ہیں۔ مجھے تو ابن زیاد نے یہ حکم دیا ہے کہ جہاں کہیں آپ سے ملوں بغیر کوفہ پہنچائے آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں۔ حضرت نے کہا کہیں تیری موت تو نہیں آگئی ہے آخر طے پایا کہ حر ایک خط ابن زیاد کو لکھتا ہے اس کا جواب آنے تک وہ بغیر کسی مداخلت کے حضرت کے ساتھ رہے گا۔

جب حر کا خط ابن زیاد کو ملا تو اس نے جواب میں لکھا جب میرا یہ خط تجھ کو ملے تو حسین کی راہ روک اور ایسی جگہ اتار جو غیر محفوظ ہو اور جہاں پانی کا نام و نشان نہ ہو اور میں نے قاصد کو حکم دیا ہے کہ وہ تجھ سے جب تک تو میرے حکم کی تعمیل نہ کرے جب حر نے یہ خط حضرت کو سنایا تو آپ نے اپنے قافلے کو کوچ کا حکم دیا حر اور اس کے ساتھی حضرت کے ساتھ

رہے اور اس معاملے میں حر سے حضرت کی گفتگو برابر جاری رہی آخر حر نے کہا کہ بہتر صورت یہ ہے کہ آپ غیر معروف راستے سے نکل جائیں ورنہ اگر آپ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی لڑیں گے۔ حضرت نے فرمایا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے اور اوس کے شاعر کا یہ مصرعہ پڑھا کہ سأمضي فما بالموت عار على الفتى

پس آپ نے غیر معروف راستہ اختیار کیا طرماح بن عدی طائیؒ نے کہا میں آپ کا رہنما ہوں اور یہ رجز پڑھا۔

یاناقتي لاتجزعي من زجري	وامض بنا قبل طلوع الفجر
بخیر فتیان وخیر سفر	آل رسول الله اهل الخیر
السادة البیض الوجوه الزهر	الطاعنین بالرماح السمر

الضاربین بالسیوف البتر

اے میرے ناقے میرے جھڑکنے سے گھبرا مت	اور قبل طلوع سحر ہمارے ساتھ چل
بہترین جوانوں کے ساتھ اور بہترین سفر کیلیے	جو اہل خیر اور آل رسول ہیں۔
روشن دل اور روشن چہرے والے ہیں	گندمی نیزوں کے مارنے والے ہیں

اور تیز تلواروں کے چلانے والے ہیں

جب منزل عذیب الہجانات میں پہنچے تو حر مع اپنے لشکر کے لگا چلا آرہا تھا۔ حضرت نے پوچھا اب کیا ارادہ ہے۔ اس نے کہا مجھے امیر ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ آپ کو نینوا اور غاضریہ کے درمیان روک دوں۔ حضرت نے فرمایا مجھے نہ تو روک سکتا ہے نہ تیرا امیر۔ زہیر بن قین نے کہا اجازت دیجیے کہ ہم ان سے لڑیں ابھی یہ ایک ہزار ہیں ان سے لڑ لینا ہمارے لیے آسان ہے۔ حضرت نے فرمایا میں اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا نہ کروں گا۔ یہ فرما کر حکم دیا آگے بڑھو جب قریہ عقر میں پہنچے تو دریافت کیا اس گاؤں کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا عقر فرمایا میں خدا سے عقر کے متعلق پناہ مانگتا ہوں۔

آگے بڑھے تو کربلا میں پہنچے دوسری محرم روز جمعرات ۶۱ھ ہجری کو حضرت نے فرمایا بس سفر ہمارا تمام ہوا یہ مقام کرب وبلا ہے۔ یہ ہماری سواریوں کی اُترنے کی جگہ ہے یہ ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ ہمارے مردوں کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ یہ ہمارے خون بہنے کی جگہ ہے۔

فوجوں کی آمد

سب سے پہلے عمر سعد چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ آیا اس نے قرہ بن قیس کو حضرت کی خدمت میں بھیجا یہ معلوم کرنے کو

آپ کس نیت سے ادھر آئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تمہارے شہر والوں نے خط پر خط لکھ کر مجھے بلایا ہے اس لیے میں آیا ہوں اگر میرا آنا ناگوار ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ یہ جواب سن کر عمر سعد نے ابن زیاد کو اس حال کی اطلاع دی تو اس نے جواب میں لکھا۔

الآن إذ علقت مخالبنا به　　یرجو النجاة ولات حین مناص

اب ہمارے پنجے اس کے اندر در آئے ہیں　　وہ نجات چاہتا ہے اب نجات کوسوں دور ہے

تو حسینؑ کو مجبور کر کہ وہ اور ان کے اصحاب یزید کی بیعت کر لیں اگر وہ ایسا کر لیں تو پھر جیسا ہم مناسب سمجھیں گے کریں گے اگر بیعت سے انکار ہو تو ان کو مجھ تک پہنچا دے۔

طبری نے ابن زیاد کے خط کا یہ مضمون لکھا ہے۔

جس وقت میرا یہ خط تجھے ملے تو حسینؑ اور ان کے اصحاب پر پانی بند کر دے یہاں تک کہ ایک قطرہ ان تک نہ پہنچے وہی سلوک کر جو انہوں نے تقی ذکی مظلوم عثمان امیر المومنین کے ساتھ کیا تھا۔

اس خط کے مضمون سے آگاہ ہوتے ہی عمر سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ گھاٹ کا پہرہ دار مقرر کیا۔ قتل سے تین روز پہلے یہ لوگ ہر طرف گھاٹ پر چھا گئے۔

طبری نے عقبہ ابن سمعان کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر سعد سے فرمایا تھا کہ مجھے چھوڑ دو تاکہ میں خدا کی کھلی زمین پر کسی طرف نکل جاؤں اور دیکھوں کہ آگے چل کر معاملہ کی کیا صورت رہتی ہے۔ عمر سعد نے ابن زیاد کو جو خط لکھا تھا اس کے آخر میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اس صورت میں خدا کی مرضی بھی ہے اور اصلاح امت بھی۔

ابن زیاد نے اس خط کا جواب شمر ذی الجوشن کے ہاتھ روانہ کیا اور اس میں لکھا۔

میں نے تجھے حسینؑ کی طرف اس لیے نہیں بھیجا کہ تو ان سے دست کش ہو جائے اور نہ اس لیے کہ تو ان کی بقا اور سلامتی کا خواستگار ہو اور نہ اس لیے کہ تو ان کے لیے مجھ سے معذرت خواہ ہو اور ان کی سفارش کرے پس اگر حسینؑ اور ان کے اصحاب میرا حکم مان لیں تو ان کو میرے پاس صحیح و سالم بھیج دے اور اگر انکار کریں تو ان پر چڑھائی کر کے قتل کر دے اور ان کو مثلہ کر دے کہ وہ اسی کے مستحق ہیں۔ بعد قتل حسینؑ ان کے سینہ اور پشت پر گھوڑے دوڑا دے اس لیے عاق و شاق ہیں اگر تو نے میرے حکم کی تعمیل کی تو تجھ کو پورے پورے انعام و اکرام سے نوازا جائے گا اور ایسا کرنا منظور نہ ہو تو ہمارے لشکر سے علیحدہ ہو جا اور دنیا چارج شمر ذی الجوشن کو دیدے وہ ہمارے حکم کی تعمیل کرے گا۔

جب ابن زیاد نے عمر سعد کو قتل حسینؑ پر آمادہ کیا تو کہا تھا کہ اگر تو نے اس مہم کو سر کر لیا تو یزید سے کہہ کر حکومت رے تجھ کو دلا دوں گا اس لالچ نے عمر سعد کو قتل حسینؑ پر آمادہ تو کر لیا مگر حسینؑ کی بے گناہی کا کانٹا بھی دل میں کھٹک رہا تھا

اس سلسلے میں یہ اشعار اس کی زبان سے نکلے۔

فواللہ ما ادري واني لواقف	افكر في امري على خطرين
أأترك ملك الري والري منيتي	أم ارجع مأثوما بقتل حسين
ففي قتله النار التي ليس دونها	حجاب وملك الري قرة عيني

خدا کی قسم میں نہیں جانتا میں کیا کروں	میں دو عظیم الشان معاملوں میں غور کر رہا ہوں
کیا ملکِ رے کو چھوڑ دوں دراں حالیکہ وہ میری آرزو ہے	یا میں حسینؑ کو قتل کر کے پکا پاپی بن جاؤں
حسینؑ کے قتل میں یقیناً آتشِ دوزخ میں جلنا ہے	لیکن ملک رے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

ابن زیاد کا خط امام کے نام:

اے حسینؑ ابن علیؑ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کربلا پہنچ لیے ہیں۔ مجھے امیر المومنین یزید نے حکم دیا ہے کہ اب تکیہ سے نہ لگاؤں اور خمیری روٹی نہ کھاؤں جب تک تم کو خدائے لطیف و خبیر تک نہ پہنچا دوں یا تم سے اپنے امیر یزید بن معاویہ کی بیعت نہ لے لوں۔

امام نے یہ خط پڑھ کر فرمایا لیس له جواب لانه قد حقت عليه كلمة العذاب۔ (جس کو عذاب خدا اپنی لپیٹ میں لے چکا اس کو جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں)

سپاہ کوفہ و شام کی تعداد

۳۵ ہزار فوج ابن زیاد نے اس صورت سے روانہ کی۔

حُر کی ماتحتی میں	ایک ہزار	کعب ابن طلحہ کے ساتھ	تین ہزار
عمر سعد کی سرکردگی میں	چار ہزار	شمر کے ہمراہ	چار ہزار شامی
یزید بن رکاب کی ماتحتی میں	دو ہزار	حصین بن نمیر کے ساتھ	چار ہزار
مضایر بن رہینہ کے ساتھ	تین ہزار	نصر بن حرشہ کے تحت	دو ہزار
شیث ابن ربعی کے تحت	ایک ہزار	حجار بن ابجر کے ساتھ	ایک ہزار

سپاہ حسینی کی تعداد

تمام اصحاب حسین بیاسی تھے جن میں بتیس سوار تھے اور سوائے نیزہ و تلوار کے اور کوئی ہتھیار ان کے پاس نہ تھا۔

نویں محرم کو فوج یزید کا حملہ

نویں محرم کو پسر سعد نے اپنی فوج کو کمر بندی کا حکم دیا جب وہ یکایک خیمہ گاہ حسینی کی طرف بڑھے چلے آرہے تھے تو امام علیہ السّلام نے جناب عباس سے فرمایا ان سے پوچھو کیا ارادہ ہے۔ حضرت عباس گھوڑے پر سوار ہوکر گئے اور ان لوگوں سے کہا تم کیوں بڑھے چلے آرہے ہو۔ انہوں نے کہا امیر ابن زیاد کا ایسا ایسا حکم آیا ہے۔ فرمایا ٹھہرو میں اپنے سیّد و آقا ابو عبد اللہ الحسین سے جاکر عرض کرتا ہوں اور ان کا جواب تم سے بیان کرتا ہوں۔ یہ سُن کر وہ لوگ رُک گئے اور حضرت عباس نے امام کی خدمت میں حاضر ہوکر حال بیان کیا حضرت نے فرمایا ایک رات کی مہلت ان سے مانگو جناب عباس نے واپس آکر ان لوگوں سے خواہش امام بیان کی۔ پسر سعد راضی نہ تھا۔ عمرو بن حجاج نے کہا۔ سبحان اللہ اگر ترک و دیلم کے لوگ بھی ایسی خواہش کرتے تو ہم کو منظور کرنا چاہیے تھا اور یہ لوگ تو مسلمان ہیں۔ تب عمر سعد نے منظور کیا۔

شب عاشور

شب عاشور امام علیہ السلام نے اپنے خیمہ میں سب کو جمع کرکے فرمایا میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ میں نے اپنی بیعت تم پر سے اٹھالی۔ یہ رات کی تاریکی ہے اپنے اپنے اونٹ پر سوار ہو اور چپکے سے نکل جاؤ اور میرے اہل بیت میں سے بھی ایک ایک کو ساتھ لے لو اور اپنے اپنے شہروں کو روانہ ہو جاؤ۔ یہ قوم صرف میرے سَر کی طالب ہے جب لوگ مجھے پالیں گے تو میرے غیر سے غافل ہو جائیں گے۔ یہ سن کر سب نے یک زبان ہوکر علیحدگی سے انکار کیا ابن حماد شاعر کہتا ہے۔

لست انساه حين ايقن بالمو ... ت دعاهم وقام فيهم خطيبا
ثم قال ارجعوا الى اهلكم فلـ ... يس سواي أرى لهم مطلوبا
فأجابوه والعيون سكوب ... وحشاهم قد شب منها لهيبا
أي عذر لنا غداً حين نلقى ... جدك المصطفى ونحن حروبا

میں موت کو یقین کے ساتھ بھولا نہیں ہوں ... پھر ان کو بلاکر بیان کیا!
تم لوگ اپنے اپنے اہل کی طرف لوٹ جاؤ ... اس قوم کو میرے سوا کوئی مطلوب نہیں
انہوں نے آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے جواب دیا ... اور ان کے غم کے شعلے بھڑک رہے تھے

کل ہمارے پاس کیا عذر ہوگا جب ہم آپ کے جد محمد مصطفیٰ سے ملیں گے ورانحالیکہ ہم لڑنے والے بھی ہیں
مسلم ابن عوسجہ اسدی نے کہا یا ابن رسول اللہ اگر میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں یہاں تک کہ ستر مرتبہ ایسا ہی ہو تب بھی میں آپ کو نہ چھوڑوں گا اور یہاں تو صرف ایک بار ہی قتل ہونا ہے اس کے بعد ابدی کرامت وسعادت ہے۔

اسی طرح کی گفتگو سعد بن عبداللہ حنفی۔ زہیر بن القین اور دیگر انصار امام نے کی۔

امام کی وصیّت اہل حَرم کو

اس کے بعد حضرت خیمہ میں تشریف لائے اور بی بیوں سے مخاطب ہو کر کہا میرے مرنے کے بعد گریبان چاک نہ کرنا چہرہ کو زخمی نہ کرنا۔ زیادہ ہائے واویلا نہ کرنا۔ (یہ وصیت محض اس لیے تھی کہ دشمن شماتت نہ کرے۔)

تمام رات ان خدا والوں نے عبادت خدا میں گزاری۔ ہر خیمہ سے قرآن خوانی اور تکبیر و تحلیل کی آوازیں آتی رہیں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس رات کی صبح کو میرے بابا جان قتل ہوئے میں نے صبح کے وقت ان کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔

یادہر اف لک من خلیل کم لک بالاشراق والاصیل
من صاحب وطالب قتیل والدہر لا یقنع بالبدیل
وانما الأمر الی الجلیل وکل حي سالک سبیل
ماأقرب الوعد من الرحیل

صبح عاشور

تمام رات عبادت کے بعد جب صبح عاشور نمایاں ہوئی تو امام علیہ السّلام نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ خیموں کی طنابیں ایک دوسرے سے وابستہ کریں اور سب خیام پشت کی طرف رہیں تاکہ جنگ ایک طرف سے رہے اور خیام کے عقب میں خندق کھدوا کر اس کو لکڑیوں سے پُر کرا کے ان میں آگ لگوادی تاکہ دشمن پشت کی طرف سے حملہ نہ کرے۔

حضرت حر جو تمام رات لشکر دشمن میں بے چین رہے تھے صبح سویرے گھوڑا اُڑا کر لشکرگاہ حسینی میں آموجود ہوئے اور خدمت امام میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا ابن رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے یہ گمان نہ تھا کہ یہ معاملہ اس حد تک

طول پکڑ جائے گا۔ اب میں آپ کی خدمت میں تائب ہو کر آیا ہوں اور اس ارادے سے آیا ہوں کہ سب سے پہلے اپنی جان آپ پر نثار کروں۔ یابن رسول اللہ میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔ حضرت نے فرمایا بے شک اللہ تیری توبہ قبول کرے گا اور تیرا گناہ بخش دے گا۔

جب دونوں طرف کے لشکر میدان میں صف آرا ہوئے تو حضرت نے بریر ہمدانی سے فرمایا تم ان بے دینوں کے سامنے جاکر کچھ وعظ سمجھاؤ۔ بریر حکم بجالائے اور لشکر اعدا کو مخاطب کرکے امام علیہ السلام کے فضائل بیان کرنے لگے۔ ان ظالموں نے بریر کا مذاق اڑایا اور تیر برسانے شروع کر دیئے مجبوراً واپس آگئے۔

اب امام علیہ السلام نے ضروری سمجھا کہ اتمام حجت کے لیے خود ان کو سمجھائیں چنانچہ آپ ان کے سامنے تشریف لائے دیکھا کہ آپ کے سامنے فوجوں کا ایک سیلاب ہے آپ نے ان کے سامنے ایک معرکۃ الآرا خطبہ بیان فرمایا جو یہ ہے۔

روز عاشور امام علیہ السلام کا خطبہ

الحمد لله الذي خلق الدنيا فجعلها دار فناء وزوال متصرفة بأهلها حالا بعد حال فالمغرور من غرته والشقي من فتنته فلا تغرنكم الحياة الدنيا ولا يغرنكم بالله الغرور ومنها: فنعم الرب ربنا وبئس العباد انتم أقررتم بالطاعة وآمنتم بالرسول محمد صلى الله عليه وآله ثم انتم رجعتم الى ذريته وعترته تريدون قتلهم لقد استحوذ عليكم الشيطان فانساكم ذكر الله العظيم فتبا لكم ولما تريدون إنا لله وانا اليه راجعون هؤلاء قوم كفروا بعد ايمانهم فبعداً للقوم الظالمين

حمد کی سزاوار ہے وہ ذات جس نے دنیا کو پیدا کیا اور اس کو فنا و زوال کا گھر قرار دیا وہ اپنے اہل کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتی رہتی ہے پس مغرور ہے وہ جس نے اسے دھوکا دیا اور شقی ہے وہ جس کو اس نے اپنا مفتون بنایا۔ خبردار تمہیں زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے اور تم اللہ کو دھوکا نہ دینا کیا اچھا ہے ہمارا رب اور کتنے برے ہیں اس کے بندے۔ تم نے خدا و رسول کی اطاعت کا اقرار کیا رسول پر ایمان لائے پھر تم پلٹ گئے اور رسول کی اولاد کے قتل کا ارادہ کیا تم پر شیطان نے غلبہ حاصل کیا ہے اور ذکر خدا کو بھلا دیا ہے۔ وائے ہو تم پر اور تمہارے ارادے پر إنا لله وانا اليه راجعون. یہی وہ قوم ہے جس نے بعد ایمان کفر اختیار کیا۔

حضرت نے اتنا ہی بیان فرمایا کہ عمر سعد آگے بڑھا اور کہنے لگا اے اہل عراق گواہ رہنا لشکر حسینؑ کی طرف سب سے پہلے تیر پھینکنے والا میں ہوں اس کے ساتھ ہی عراقی اور شامی تیر اندازوں نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔

جنگ کا آغاز

جب ادھر سے پے در پے تیر آنے لگے تو حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا دشمن نے ابتداء جنگ اپنی طرف سے کی ہے لہٰذا اب اللہ کھڑے ہو اور مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ بغیر اس کے اب مفر نہیں۔

اب حضرت نے اپنے لشکر کو یوں ترتیب دیا میمنہ کا علمدار زہیر بن قین کو بنایا۔ میسرہ کا حبیب ابن مظاہر کو اور علم عباس حضرت عباس کو دیا۔

مجاہدوں کے میدان میں جانے کی صورت یہ رہی کہ جب کوئی ارادہ کرتا تھا تو امام کی خدمت میں حاضر ہو کر رخصتی سلام السلام علیك یا ابن رسول اللہ حضرت فرماتے وعلیك السلام اے فلاں جاؤ ہم بھی تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔ اور یہ آیت تلاوت فرماتے۔ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ (سورہ الاحزاب ۳۳/۲۳)

حضرت حُر کی شہادت:۔

سب سے پہلے حضرت حر لشکر امام سے لڑنے کے لیے نکلے اور میدان میں آکر یہ رجز پڑھا۔

انی أنا الحر ومأوی الضیف أضرب فی أعناقکم بالسیف
عن خیر من حل بلاد الخیف أضربکم ولا أری من حیف

میں حر ہوں مہمانوں کا ملجا و ماویٰ ہوں تمہاری گردنیں تلوار سے اڑا دوں گا۔ میں لڑوں گا اس بہترین انسان کی طرف سے جو بلاد ظلم میں آیا ہے میں قتل کرنے میں ذرا افسوس نہ کروں گا۔

اس شیر دل مجاہد نے چالیس سے زیادہ دشمنوں کو قتل کیا۔

حر کے بعد بریر بن خضیر ہمدانی میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا۔

أنا بریر وأبی خضیر لیث بروع الاسد عند الزئر
یعرف فینا الخیر أهل الخیر أضربکم ولا أری من ضیر
کذاك فعل الخیر فی بریر

میں بریر ہوں، میرے باپ خضیر ہیں میری ڈروک سن کر شیر ڈر جاتا ہے
صاحبان خیر ہم میں نیکی کو پہچانتے ہیں میں تمہیں ماروں گا اور کوئی نقصان دیکھونگا

بریر ایسے نیک کام کرتا ہے

جناب بریر کو بحیر بن اوس ضبعی نے شہید کیا۔

اس کے بعد وہب بن عبداللہ کلبی یہ رجز پڑھتے ہوئے دشمن کے سامنے آئے۔

إن تنكروني فأنا ابن الكلب　سوف تروني وترون ضربي
وحملتي وصولتي في الحرب　أدرك ثاري بعد ثاري صحبي

اگر تم نہیں جانتے تو جان لو میں بنی کلب سے ہوں　بہت جلد تم مجھ کو اور میری ضرب کو دیکھو گے
جنگ میں میرے حملے اور میری ہیبت کو دیکھو گے　دغا میں میری کوشش کھیل کود نہیں ہے

آپ بڑی دلیری سے لڑے اور دشمن کی ایک بڑی جماعت کو قتل کیا پھر لشکر گاہ حسینی میں آ کر اپنی ماں سے کہا اے مادر گرامی آپ مجھ سے راضی ہو گئیں یا نہیں اس زن مومنہ نے کہا میں تو اس وقت راضی ہوں گی جب تجھے نصرت حسینؑ میں مقتول دیکھ لوں یہ سن کر وہ پھر میدان میں آئے اور نعرہ مارا۔

اني زعيم لك ام وهب　بالطعن فيهم تارة والضرب
ضرب غلام موقن بالرب　حتى يذوق القوم مر الحرب
اني امرء ذو مرة وغضب　حسبي إلهي من عليم حسبي

اے وہب کی ماں میں تیرا وہ بہادر فرزند ہوں　کہ دشمن کو کبھی نیزہ ماروں گا کبھی تلوار
خدا کی طرف سے مدد پائے ہوئے جوان کیطرح ماروں گا　تاکہ یہ قوم لڑائی کا تلخ ذائقہ چکھ لے
میں بڑی قوت اور غضب والا آدمی ہوں　میری حفاظت کو وہ خدا کافی ہے جو میرا حسب جانتا ہے

اس مرد بہادر نے انیس سوار اور ۱۲ پیادے قتل کیے آخر دشمن نے داہنا ہاتھ قطع کر دیا اور قید کر لیا۔

اب عمرو ابن خالد ازدی میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا۔

اليوم يا نفس إلى الرحمن　تمضين بالروح وبالريحان
اليوم تجزين على الاحسان　ماخط في اللوح لدى الديان
لا تجزعي فكل حي فان

اے نفس آج تو رحمن خدا کی طرف　راحت و آرام سے جانے والا ہے
آج تجھے اس نیکی کا بدلہ ملے گا!　جو لوح محفوظ میں بدلہ دینے والے خدا نے لکھدی ہے
بے چین مت ہو ہر زندہ کو ایک دن مرنا ہے

صبراً على الموت بني قحطان　كما تكونوا في رضى الرحمن

ذي المجد والعزة والبرهان وذو العلى والطول والاحسان
يا أبتا قد صرت في الجنان في قصر در حسن البنيان

اے بنی قحطان موت پر صبر کرو تاکہ رضائے رحمٰن حاصل ہو
اے پدر بزرگوار آپ جنت میں پہنچے اور آپ کے لیے شاندار موتیوں کا قصر ہے

اب سعد بن حنظلہ تمیمی کی باری آئی۔ انہوں نے یہ رجز پڑھا۔

صبراً على الأسياف والأسنه صبراً عليها لدخول الجنه
وحور عين ناعمات هنه يا نفس للراحة فاجهدنه
وفي طلاب الخير فارغبنه

تلواروں اور نیزوں پر صبر کر جنت میں داخلے کیلئے ان چیزوں پر صبر کر
اور ان حوروں کو پانے کیلئے جو نازک اندام اور پسندیدہ ہیں اے نفس صبر کر اور راحت کے لیے جدوجہد کر

پھر عبداللہ مذحجی یہ کہتے ہوئے نکلے۔

قد علمت سعد وحي مذحج اني لدى الهيجاء غير مخرج
أعلو بسيفي هامة المدجج وأترك القرن لدى التعرج
فريسة الذئب الأذل الأعرج

اب مسلم بن عوسجہ شیرانہ انداز میں فوج دشمن کے سامنے آئے اور یہ رجز پڑھا۔

إن تسألوا عني فاني ذو لبد من فرع قوم في ذرى بني أسد
فمن بغانا حايد عن الرشد وكافر بدين جبار صمد

اگر میرے متعلق پوچھو تو میں صاحب قوت بنی اسد کی شاخ ہوں!
جو ہم سے بغاوت کرے گا وہ ہدایت سے دور رہے گا اور دین خدا کا منکر

بڑی دیر تک قتال کرتے رہے یہاں تک کہ مسلم ضبابی و عبدالرحمٰن بجلی کے ہاتھوں سے شہید ہوئے۔
اب عبدالرحمٰن بن عبداللہ یزنی یہ کہتے ہوئے نکلے۔

أنا ابن عبد الله من آل يزن ديني على دين حسين وحسن
أضربكم ضرب فتى من اليمن أرجو بذاك الفوز عند المؤتمن

میں ابن عبداللہ یزنی ہوں میں حسنؑ و حسینؑ کے دین پر ہوں

میں ایک جوانمرد کی طرح ہتھیلی ماروں گا — اور بھروسہ والے خدا سے کامیابی کی امید ہے

یحییٰ بن سلیم مازنی نے میدان میں آکر رجز پڑھا۔

لأضربن القوم ضربا فيصلا — ضربا شديداً في العدا معجلا

لا عاجزاً فيها ولا مولولا — ولا أخاف اليوم موتا مقبلا

میں اس قوم کو فیصلہ کن چوٹیں ماروں گا — اور بار بار شدید ضربیں لگاؤں گا۔

میں نہ اظہار عجز کروں گا نہ چاپلوسی — اور نہ آج موت کے آنے سے ڈروں گا

پھر قرہ ابن ابی قرہ غفاری نکلے اور یہ رجز پڑھا۔

قد علمت حقاً بنو غفار — وخندف بعد بني نزار

بأنني الليث لدى الغبار — لأضربن معشر الفجار

بنی غفار نے جان لیا ہے — اور خندف اور بنی نزار نے

کہ معرکۂ جنگ میں میں شیر ہوں — میں ضرور اس گروہ بدکار کی گردن ماروں گا

اس شیر دل مجاہد نے ۸۶ نامردوں کو قتل کیا۔

ان کے بعد مالک بن انس کاہلی یہ شعر پڑھتے ہوئے نکلے۔

آل علي شيعة الرحمن — وآل حرب شيعة الشيطان

اولاد علی خدا کے فرماں برادر ہیں — اور اولاد حرب شیطان کے چیلے

اس کے بعد عمرو بن مطاع جعفی کا نمبر آیا انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

اليوم قد طاب لنا القراع — دون حسين الضرب والسطاع

نرجو بذاك الفوز والدفاع — من حر نار حين لا امتناع

آج جنگ کرنا ہمارے لیے خوشگوار ہے — حسینؑ کے سامنے ضرب لگانا اور غبار اڑانا

ہم امید کرتے ہیں اس سے کامیابی اور — دفاع کی اس آگ سے جب کہ روک نہ ہوگی

اب جون غلام ابوذر یہ رجز پڑھتے نکلتے ہیں۔

كيف يرى الفجار ضرب الأسود — بالمشرفي القاطع المهند

بالسيف صلتاً عن بني محمد — أذب عنهم باللسان واليد

یہ فاجر لوگ مجھ حبشی کی ضربیں دیکھیں گے — میں تیز ہندی تلوار سے وار کروں گا

میں اس تلوار سے آل رسول کی مدد کروں گا　　میں اپنی تلوار اور ہاتھ سے دشمن کو دفع کروں گا

بہادر جون نے ۲۵ بے دینوں کو واصل جہنم کیا اب انیس بن معقل اصبحی لڑنے کو نکلے اور یہ رجز پڑھا۔

أنا أنيس وأنا ابن معقل　　وفي يميني نصل سيف مصقل

أعلو بها الهامات وسط القسطل　　عن الحسين الماجد المفضل

ابن رسول الله خير مرسل

میں انیس ابن معقل ہوں　　میرے ہاتھ میں چمکدار تلوار کا قبضہ ہے

میں دشمنوں کے سر اڑاؤں گا غبار اڑاؤں گا　　اور صاحب مجد و فضل حسین سے دشمن کو ہٹاؤں گا

جو خیر المرسلین رسول اللہؐ کے فرزند ہیں

انہوں نے بیس سے زائد اشقیا کو قتل کیا۔

پھر یزید بن مہاصر جعفی یہ رجز پڑھتے آگے بڑھے۔

أنا يزيد وأبي مهاصر　　ليث هصور في العرين خادر

يا رب إني للحسين ناصر　　ولابن سعد تارك وهاجر

میرا نام یزید ہے باپ کا نام مہاصر　　میں شیر غضبناک ہوں اور بیشہ میں ڈرکنے والا

یارب میں حسینؑ کا ناصر ہوں　　اور ابن سعد کو چھوڑنے والا

اس کے بعد حجاج بن مسروق جعفی نکلے اور یہ رجز پڑھا۔

أقدم حسيناً هادياً مهديا　　فاليوم تلقى جدك النبيا

ثم أباك ذا الندى عليا　　ذاك الذي نعرفه وصيا

حسینؑ ہادی و مہدی ہیں　　آج اے حسینؑ ہم تمہارے جد نبی سے ملیں گے

پھر آپ کے پدر بزرگوار علی جو صاحب جود ہیں　　یہ وہی ہیں جن کو ہم وصی جانتے ہیں

پھر حبیب ابن مظاہر آئے اور یہ رجز پڑھا۔

اني حبيب وأبي مظاهر　　فارس هيجاء وحرب تسعر

وأنتم عند العديد أكثر　　ونحن أعلى حجة وأقهر

میں حبیب ہوں اور میرا باپ مظاہر　　میدان جنگ کا شہسوار درانحالیکہ بازار حرب گرم ہو

تم اگرچہ تعداد میں زیادہ ہو　　مگر ہم تم سے حجت میں اعلیٰ اور غالب ہیں

حبیب نے ۶۲ نامردوں کو قتل کیا، حصین بن نمیر نے آپ کو شہید کیا اور آپ کا سر اپنے فرس کی گردن میں

اب ظہر کا وقت آگیا تھا حضرت نے بقیہ اصحاب کے پہرہ میں نماز خوف کی طرح ادا کی۔

اس کے بعد زہیر بن القین بجلی یہ رجز پڑھتے نکلے۔

أنا زهير وأنا ابن القين أذودكم بالسيف عن حسين
ان حسيناً أحد السبطين من عترة البر التقي الزين

میں زہیر ہوں میں ابن القین ہوں میں تم کو تلوار کے زور سے ہٹاؤں گا
حسینؑ سبطین میں سے ایک ہیں وہ نیک متقی اور دین اسلام کی عزت ہیں

جناب زہیر نے ۱۲۰ دشمنوں کو داخل دارالبوار کیا۔

آپ کو کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجر بن اوس نے شہید کیا۔

أنا الغلام اليمني البجلي ديني على دين حسين بن علي
أضربكم ضرب غلام بطل ويختم الله بخير عملي

میں ایک مرد یمنی و بجلی ہوں میرا دین حسینؑ بن علیؑ کا دین ہے
میں ایک بہادر جوان کی طرح تم سے لڑوں گا اور خدا بہترین عمل پر میرا خاتمہ کریگا

ایک روایت کے مطابق ۱۲۰ کو دوسری کے مطابق ۷۰ آدمیوں کو قتل کیا۔

اب جنادہ بن الحارث انصاری نکلے اور یہ رجز پڑھا۔

أنا جناد وأنا ابن الحارث لست بخوار ولا بناكث
عن بيعتي حتى يرثني وارثي اليوم ثاري في الصعيد ماكث

میں جنادہ ابن الحارث ہوں نہ میں ذلیل ہوں نہ توڑنے والا
اپنی بیعت کا جو ورثتاً چلتی رہے گی اور میرے خون کا قصاص باقی رہنے والا ہے

انہوں نے سولہ اشقیا کو قتل کیا۔

پھر ان کے فرزند نکلے اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

پھر ایک جوان یہ کہتا نکلا۔

أميري حسين ونعم الأمير سرور فؤاد البشير النذير
علي وفاطمة والداه فهل تعلمون له من نظير

میرے امیر حسینؑ ہیں اور اچھے امیر ہیں وہ بشیر و نذیر پیغمبر کے دل کی خوشی ہیں
علیؑ و فاطمہؑ ان کے والدین ہیں پس ہے کوئی ان کا مثل و نظیر

قتال کی اور شہید ہوئے ان کا سر جب ان کی ماں کے پاس آیا تو اس کو ایک دشمن پر دے مارا جس سے وہ ہلاک ہوا۔ پھر وہ مومنہ یہ کہتی ہوئی خیمہ سے نکلی۔

أنا عجوز سيدي ضعيفه   خاوية بالية نحيفه
أضربكم بضربة عنيفه   دون بني فاطمة الشريفه

میں ایک کمزور بوڑھی عورت ہوں   خالی ہاتھ اور لاغر اندام
مگر میں فاطمہ شریفہ کی اولاد کے   سامنے سخت ضرب تمہیں لگاؤں گی

اس کے بعد حر کا ایک ترکی غلام یہ کہتا نکلا۔

البحر من طعني وضربي يصطلي   والجو من نبلي وسهمي يمتلي
اذا حسامي عن يميني ينجلي   ينشق قلب الحاسد المبجل

میری طعن و ضرب سے دریا میں آگ لگ جاتی ہے   اور میرے تیر کی چوٹ سے افق میں ہیجان پیدا ہوتا ہے
جب میری تلوار میرے ہاتھ میں چمکتی ہے   تو حاسد بدذات کا قلب پاش پاش ہو جاتا ہے

اس جوان نے ستر دشمنوں کو تہہ تیغ کیا۔

اب مالک بن دودان نے سر میدان رجز خوانی کی۔

اليكم من مالك الضرغام   ضرب فتى يحمي عن الكرام
يرجو ثواب الله ذي الانعام

شیر دل مالک کی ضرب بزرگان   دین کی حمایت میں اور خدا سے انعام
کی امید میں اب تم پر پڑتی ہے۔

اب شیروں کی طرح حملہ کرتے ہوئے ابو ثمامہ صائدی میدان میں آئے۔

عزاء لآل المصطفى وبناته   على حبس خير الناس سبط محمد
عزاء لزهراء النبي وزوجها   خزانة علم الله من بعد أحمد
عزاء لأهل الشرق والغرب كلهم   وحزنا على حبس الحسين المسدد
فمن مبلغ عني النبي وبنته   بأن ابنكم في مجهد أي مجهد

مصیبت ہے اولاد مصطفیٰ اور ان کی لڑکیوں   کے لیے خیر الناس سبط محمد کا دشمنوں میں گھر جانا
مصیبت ہے نبی کی بیٹی فاطمہ اور ان کے شوہر کیلئے   وہ شوہر جو بعد محمد خزانہ علم الٰہی ہیں
مصیبت ہے اہل شرق و مغرب سب کے لیے   اور غم ہے حسینؑ سے پاک دل کے محصور ہونے کا

کوئی ہے کہ نبی اور ان کی بیٹی کو میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ آپ کے بیٹے انتہائی تکلیف میں ہیں

ان کے بعد ابراہیم بن الحصین الاسدی نے یہ رجز پڑھا۔

أضرب منكم مفصلا وساقا ليهرق اليوم دمي اهراقا

ويرزق الموت أبو اسحاقا أعني بني الفاجرة الفساقا

اس بہادر نے ۸۴ آدمیوں کو قتل کیا۔

ان کے بعد عمرو بن قرظہ انصاری نکلے۔

قد علمت كتيبة الأنصار اني سأحمي حوزة الذمار

ضرب غلام غير نكس شار دون حسين مهجتي وداري

جماعت انصار جانتی ہے کہ جن کی حفاظت لازم ہے میں ان کی حمایت کرتا ہوں

میں اپے درپے ضربیں تم پر لگاؤں گا میری جان اور میرا گھر بار حسینؑ پر فدا

اب احمد ابن محمد ہاشمی میدان میں آئے اور یہ اشعار پڑھے۔

اليوم أبلو حسبي ودبني بصارم تحمله يميني

أحمي به يوم الوغى عن دبني

آج میں تلوار سے جو میرے ہاتھ میں ہے اپنے حسب و دین کی بیعت قائم کروں گا

آج روز جنگ میں اپنے دین کی حمایت کروں گا

بنی ہاشم میں سب سے پہلے جو میدان میں آئے وہ عبداللہ بن مسلم تھے۔

اليوم القى مسلماً وهو أبي وفتية بادوا على دين النبي

ليسوا بقوم عرفوا بالكذب لكن خيار وكرام النسب

من هاشم السادات أهل الحسب

آج میں اپنے باپ مسلم سے ملوں گا ہم وہ جوان ہیں جو دین نبی پر ہیں

ہم جھوٹ بولنے والے لوگ نہیں ہم عالی نسب نیک ہیں،

ہاشمی سادات سے ہیں اہل حسب ہیں

آپ نے پے درپے تین حملوں میں ۹۸ بے دینوں کو قتل کیا عمرو بن جبیح صیدادی اور اسد بن مالک نے

شہید کیا ان کے بعد عقیل میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا۔

أنا الغلام الأبطحي الطالبي من معشر في هاشم من غالب

ونحن حقاً سادة الذوائب هذا حسين أطيب الأطايب

میں جوان الطفی و طالبی ہوں ہاشمی ہوں نسل بنی غالب سے
بے شک ذی شرف سادات ہم ہیں یہ حسینؑ طیب و طاہر نسل سے پاک پاکیزہ ہیں

پندرہ دشمنوں کو قتل کیا۔ بشیر بن سوط ہمدانی نے آپ کو شہید کیا۔
اب عبدالرحمٰن بن عقیل رجز خوانی کرتے نکلے۔

أبي عقيل فاعرفوا مكاني من هاشم وهاشم اخواني
كهول صدق سادة الأقران هذا حسين شامخ البنيان
وسيد الشيب مع الشبان

میرا مرتبہ پہچان لو عقیل میرے باپ ہیں میں ہاشمی ہوں۔ ہاشمی میرے بھائی ہیں
ہم سچ بولنے والوں کے سردار ہیں یہ صاحب احترام والے حسینؑ ہیں
جو سردار جوانانِ جنت ہیں

سترہ ناریوں کو داخلِ جہنم کیا۔ آپ کو عثمان بن خالد جہنی نے شہید کیا۔
پھر محمد ابن عبداللہ بن جعفر کی باری آئی۔

أشكو إلى الله من العدوان فعال قوم في الردى عميان
قد بدلوا معالم القرآن ومحكم التنزيل والتبيان
وأظهروا الكفر مع الطغيان

ہم اس ظلم کی شکایت خدا سے کرتے ہیں ایک فعال قوم جاہلوں میں پھنس گئی ہے
جنہوں نے معالم قرآن کو بدل دیا ہے اور محکم تنزیل و تبیان میں تغیر کر دیا
اور سرکشی کے ساتھ کفر کو ظاہر کیا

انہوں نے دس دشمنوں کو ہلاک کیا عامر بن نہشل تمیمی نے آپ کو قتل کیا۔
اس کے بعد ان کے بھائی عون جنگ کرنے کے لیے نکلے۔

إن تنكروني فانا ابن جعفر شهيد صدق في الجنان أزهر
يطير فيها بجناح أخضر كفى بهذا شرفاً في المحشر

اگر مجھے نہیں جانتے تو جان لو میں جعفر ہوں جو شہید صدق ہیں اور جنت میں روشن چہرہ لیا
سبز بازوؤں سے جنت میں اڑتے ہیں قیامت میں ہمارے لیے یہ شرف کافی ہے

بن سمارہ اور اٹھارہ پیادے قتل کئے۔ عبداللہ بن قطبہ طائی نے شہید کیا۔

ایک روایت ہے کہ عبداللہ بن عقیل الاکبر نے جنگ کی اور عثمان بن خالد جہنی نے ان کو قتل کیا اور ایک روایت ہے کہ محمد بن مسلم نے قتال کی ابومریم ازدی نے نیزہ مار کر ہلاک کیا۔

اس کے بعد عبداللہ بن حسن بن علی نکلے اور کہا۔

إن تنكروني فأنا فرع الحسن   سبط النبي المصطفى المؤتمن
هذا الحسين كالأسير المرتهن   بين اناس لا سقوا صوب المزن

اگر نہیں جانتے تو جان لو میں ابن الحسن ہوں   سبط محمد مصطفےٰ ہوں
یہ حسینؑ قیدیوں کی طرح لوگوں کے درمیان   محصور ہیں تمہیں پانی پینا نصیب نہ ہو

انہوں نے بارہ آدمیوں کو قتل کیا ہانی بن شبیب ان کا قاتل ہے۔ اس شقی کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا پھر ان کے بھائی قاسم ابن الحسن بغیر زرہ پہنے نکلے ان کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا تھا انہوں نے یہ رجز پڑھا۔

اني أنا القاسم من نسل علي   نحن وبيت الله أولى بالنبي
من شمر ذي الجوشن أو ابن الدعي

میں قاسم نسلِ علیؑ سے ہوں   بیت اللہ کی قسم ہم نبی کے نزدیک اولیٰ ہیں
شمر شقی یا ولد الحرام ہے۔

ان کا قاتل عمر بن سعید ازدی ہے۔ جب گھوڑے سے گرنے لگے تو آواز دی یا عماہ اور کہنی۔ دشمنوں نے آپ کا ہاتھ کاٹ دیا تھا۔ جب امام حسین علیہ السلام مقتل میں پہنچے تو وہ کٹا ہوا ہاتھ اٹھایا مگر شامیوں نے حضرت سے چھین لیا۔ حضرت قاسم کے تن پاش پاش کے پاس بیٹھے اور فرمانے لگے اے فرزند تیرے چچا پر شاق ہے کہ تو اس کو پکارے اور وہ تجھے جواب نہ دے مگر تیرے حق میں مفید ثابت نہ ہو۔

ان کے بعد ابوبکر بن علی یہ کہتے ہوئے نکلے۔

شيخي علي ذو الفخار الأطول   من هاشم الخير الكريم المفضل
هذا حسين ابن النبي المرسل   عنه نحامي بالحسام المصقل
تفديه نفسي من أخي مبجل

میرے باپ علی صاحب فخر اطول ہیں   نسل ہاشم سے نیک کریم اور صاحب فضل ہیں
یہ حسین ابن نبی مرسل ہیں   میں چمک دار تلوار سے ان کی حمایت کروں گا
اور اپنے عزیز بھائی پہ اپنی جان فدا کروں گا

زجر ابن بدر نے ان کو قتل کیا اب ان کے بھائی عمرؑ بن علی میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا۔

خلوا عداة الله خلوا من عمر   خلوا عن الليث العصور المكفهر
يضربكم بسيفه ولا يفر   يازجر يازجر تدان من عمر

او دشمنان خدا عمر کے سامنے سے ہٹ جاؤ   ہٹو اس شیر کے سامنے سے جو غضبناک ہے

آپ نے اپنے بھائیؑ کے قاتل زجر کو قتل کیا اور تا دیر جنگ کر کے شہید ہوئے

پھر ان کے بھائیؑ عثمان ابن علی میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا۔

اني أنا عثمان ذو المفاخر   شيخي علي ذو الفعال الطاهر
هـذا حسين سيد الأخيار   وسيد الصغار والأكابر
بعد النبي والوصي الناصر

میں عثمان صاحب مفاخر ہوں   میرے باپ علی بڑے کام کرنے والے اور طاہر ہیں
یہ حسینؑ نیکوں کے سردار ہیں   اور چھوٹے بڑوں کے سردار ہیں
نبی کے بعد اور ان کے وصی ناصر ہیں

خولی نے ان کے پہلو پر نیزہ مارا جس سے آپ گھوڑے سے گر پڑے بنی ابان بن حازم کے ایک شخص نے بڑھ کر آپ کا سر کاٹ لیا۔

پھر ان کے بھائیؑ جعفر میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا۔

اني أنا جعفر ذو المعالي   ابن علي الخير ذو النوال
ذاك الوصي ذو السنا والوالي   حسبي بعمي جعفر والخال
أحمي حسيناً ذي الندى المفضال

میں جعفر ہوں صاحب عز و شرف   میں نیک انسان کا بیٹا ہوں جو صاحب جود تھا
وہ وصی مصطفٰی ہے صاحب عزت و بزرگی   کافی ہے میرا فخر اپنے چچا جعفر اور ماموں پر
میں صاحب فضل و کرم حسینؑ کی حمایت کروں گا۔

خولی نے ان کو بھی قتل کیا اب ان کے بھائی عبداللہ نکلے۔

أنا ابن ذي النجدة والافضال   ذاك علي الخير ذو الفعال
سيف رسول الله ذو النكال   في كل يوم ظاهر الأهوال

ان کو ہانی بن شبیب حضرمی نے قتل کیا۔

ان کے بعد بنا بر ایک روایت کے ان کے بھائی قاسم نکلے ان کو عمرو بن سعید ازدی نے شہید کیا امام علیہ السلام نے بڑھ کر اس شقی کو ضرب لگائی پھر ایک لڑکا یہ کہتا آیا ہلاکت ہو اس قوم کی جس نے تجھے ہلاک کیا اے بھائی روز قیامت تمہارے جد ان کے دشمن ہوں گے۔

اب شیر بیشۂ اسد اللہی قمر بنی ہاشم سقائے سکینہ حضرت عباس علمدار فوج حسینی میدان میں تشریف لائے آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے آپ کو بڑی جلد جہد اس کی تھی کہ پیاسے بچوں تک پانی پہنچ جائے آپ نے شیرانہ انداز میں یہ رجز پڑھا۔

لاأرهب الموت إذ الموت رقى　　حتى اواري في المصاليت لقا
نفسي لنفس المصطفى الطهر وقا　　اني أنا العباس أغدوا بالسقا
ولا أخاف الشر يوم الملتقى

میں موت سے نہیں ڈرتا میں دشمنوں کی صفوں میں چھپ جاؤں تو پروا نہیں کرتا میرا نفس برگزیدہ اور طاہر نفس پر فدا ہو میں عباس ہوں۔ میں اہل حرم کی سقائی کروں گا اور میں جنگ کے دن کی سختی سے نہیں گھبراتا۔
آپ نے وہ بے مثل جنگ کی کہ دشمن کے چھکے چھوٹ گئے ہر طرف بھاگے بھاگے پھرتے تھے جب یہ حال دیکھا تو زید بن ورقاء جہنی ایک درخت کے پیچھے آپ کی گھات میں لگا اور حکیم ابن طفیل نے اس کی اعانت کی آپ کے داہنے ہاتھ کو قلم کر دیا آپ نے تلوار بائیں ہاتھ میں لی اور یہ رجز پڑھتے ہوئے ان پر حملہ کیا۔

والله إن قطعتم يميني　　إني احامي أبداً عن ديني
وعن إمام صادق اليقين　　نجل النبي الطاهر الأمين

خدا کی قسم اگرچہ تم نے میرا داہنا ہاتھ قطع　　کر دیا ہے لیکن میں برابر حمایت دین کرتا رہوں گا
اور اس امام کی مدد کروں گا جو صادق الیقین ہے　　اور طاہر و امین نبی کی نسل سے ہے

یہ کہہ کر آپ نے فوج اعدا پر حملہ کیا حکم بن طفیل طائی نے بائیں ہاتھ پر حملہ کر کے اسے بھی قلم کر دیا آپ نے فرمایا

يانفس لاتخشي من الكفار　　وابشري برحمة الجبار
مع النبي السيد المختار　　قد قطعوا ببغيهم يساري
فاصلهم يارب حر النار

اے نفس کافروں سے نہ ڈر　　اور رحمت خدا کی بشارت حاصل کر
سید مختار نبی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے　　انہوں نے میرا بایاں ہاتھ بھی قطع کر دیا

اے خدا ان کو آتشِ جہنم میں ڈال

اس کے بعد ایک ملعون نے آہنی گرز آپ کے سر پہ مارا۔ جب امام نے آپ کو گھوڑے سے گرتے اور خاک پر تڑپتے دیکھا تو بے اختیار رو دیئے اور فرمایا۔

تعديتم يا شر قوم بفعلكم وخالفتم قول النبي محمد
أما كان خير الرسل وصاكم بنا أما نحن من نسل النبي المسدد
أما كانت الزهراء امي دونكم أما كان من خير البرية أحمد
لعنتم واخزيتم بما قد جنيتم فسوف تلاقوا حر نار توقد

اے بدترین قوم تو نے اپنے فعل سے ظلم کیا اور جناب محمد مصطفےٰ کی مخالفت کی کی تھی۔ کیا خیر الرسل نے ہمارے بارے میں وصیت نہ کیا ہم نبی برحق کی نسل سے نہیں ہیں
کیا فاطمہ زہرا میری ماں نہ تھیں؟ کیا وہ خیر البریہ محمد مصطفےٰ کی بیٹی نہ تھیں
تم نے جو گناہ کیا اس پر لعنت ہوئی تم پر ذلیل ہوئے اور عنقریب تم دوزخ کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جاؤ گے
پھر قاسم بن الحسین یہ رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔

إن تنكروني فأنا ابن حيدره ضرغام آجام وليث قسوره
على الاعادي مثل ريح صرصره أكيلكم بالسيف كيل السندره

اگر تم نہیں جانتے تو میں ابن حیدر ہوں جو بیشہ شجاعت کے حملہ کرنے والے شیر ہیں
اور دشمنوں پر آندھی کی طرح آتے ہیں میں تم کو بُرا کا طرح اور کثرت سے قتل کروں گا
آپ کے بعد حضرت علی اکبر میدان میں آئے آپ کا سن اٹھارہ سال اور ایک روایت میں ہے کہ پندرہ سال تھا آپ صورت و سیرت اور نطق میں رسول اللہ سے بہت زیادہ مشابہ تھے آپ نے یہ رجز پڑھا۔

أنا علي ابن الحسين بن علي من عصبة جد أبيهم النبي
نحن وبيت الله أولى بالوصي والله لايحكم فينا ابن الدعي
أضربكم بالسيف أحمي عن أبي أطعنكم بالرمح حتى ينثني
طعن غلام هاشمي علوي

میں علی بن الحسین ہوں! میں اس نسل سے ہوں جس کے جد نبی ہیں
قسم بیت اللہ کی ہم وصی کے لحاظ سے اولیٰ ہیں واللہ ایک بدکار ہم پر حکومت نہیں کر سکتا
میں اپنے باپ کی حمایت میں تلوار سے ماروں گا اور اتنے نیزے ماروں گا کہ وہ دوہرا ہو جائے

یہ نیزہ بازی ایک جوان ہاشمی و علوی کی ہوگی

آپ نے ستر جفاکاروں کو قتل کیا۔ پھر لڑتے لڑتے آپ جب زخموں سے چور ہوگئے تو خدمت امام میں حاضر ہوئے اور آپ نے پیاس کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا بیٹا بہت جلد تمہارے جد تم کو سیراب کریں گے اس کے بعد دوبارہ اس قوم بدشعار پر حملہ کیا اور یہ رجز پڑھا۔

الحرب قد بانت لها حقائق	وظهرت من بعدها مصادق
والله رب العرش لانفارق	جموعكم أو تغمد البوارق
لڑائی کی حقیقتیں ظاہر ہوگئیں	اور اس کے جو مصادق تھے ظاہر ہوگئے
خدا کی قسم جب تک تلواروں کی بجلیاں	تم کو مجلس نہ دیں گی ہم تم سے جدا نہ ہوں گے

آپ دشمنوں کی صفوں کو کاٹتے چلے جا رہے تھے کہ مرہ بن منقذ عبدی ملعون نے آپ کی پشت پر نیزہ مارا اور پھر ہر طرف سے تلواریں چلنے لگیں جب زمین پر گرنے لگے تو آواز دی یا ابتاہ ادرکنی۔ حضرت نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا بیٹا علی الدنیا بعدك العفا (تیرے بعد زندگانی دنیا پر خاک ہے) جب آپ مقتل میں زخمی بیٹے کے قریب پہنچے تو سینہ سے لگا لیا اور ان کو لے کر باب الفسطاط پر آگئے۔ علی اکبر کی والدہ شہربانو (مشہور روایت کے خلاف ہے) تمام علمائے امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کی والدہ کا نام اُم لیلیٰ تھا اور امام زین العابدین کی والدہ کا نام شہربانو تھا) بیٹے کی لاش کو دیکھ کر سکتہ میں آگئیں فرط غم سے ہوش بجا نہ رہے۔

اب امام علیہ السّلام تنہا رہ گئے۔ حضرت علی اصغر کو ہاتھوں پر رکھ کر اس قوم کے سامنے آئے ان ظالموں نے بچے کے حلق پر تیر مار کر شہید کر دیا۔ حضرت نے وہ خون ناحق چلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکا جس کا ایک قطرہ نیچے واپس نہ آیا اور فرمایا اے قوم تو نے میرے اس بچے کو ناقۂ صالح سے بھی کم سمجھا۔

شہادت امام حسین علیہ السّلام

جب لشکر حسینی کا خاتمہ ہو چکا تو آپ خیمہ میں تشریف لائے اور فرمایا بوسیدہ لباس لاؤ تاکہ میں اس لیے پہن لوں کہ دشمنوں کو اس کے لینے کی خواہش پیدا نہ ہو اور میری لاش کو عریاں نہ کریں۔ یہ ظالم مجھے قتل کرنے کے بعد میرا لباس اُتار لیں گے۔ آپ نے ایک پارہ پارہ لباس سب سے نیچے زیب تن فرمایا پھر آپ نے کنبہ کی پریشان حال بی بیوں کو رخصت کیا جناب سکینہ روتی ہوئی آپ کے پاس آئیں آپ نے ان کو سینہ سے لگایا اور فرمایا۔

سيطول بعدي ياسكينة فاعلمي　　منك البكاء اذا الحمام دهاني
لاتحرقي قلبي بدمعك حسرة　　ما دام مني الروح في جثماني
واذا قتلت فأنت أولى بالذي　　تأتينه يا خيرة النسوان

اے سکینہ جب میری موت کی خبر آئے گی　　تو میرے بعد تم کو بہت رونا ہے
اپنے آنسوؤں سے میرے قلب کو مت جلاؤ　　جب تک میری روح میرے جسم کے اندر ہے
جب میں قتل ہو جاؤں تو اے بہتر...ین　　نسواں جتنا تم روؤ گی وہ حق بجانب ہوگا

اب حضرت فوج کوفہ و شام کے سامنے آئے اور ارشاد فرمایا۔
اے اہل کوفہ تمہارے لیے ذلت و ہلاکت ہو والئے ہو تمہارے حال پر تم نے کس اصرار اور شوق سے مجھے بلایا اور جب میں آیا تو تم مجھ پر تلواریں کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور ازروئے ظلم تم میرے دشمن کے مددگار بن گئے وائے ہو تمہارا اوپر تم نے ہم سے کراہت کی اور ہم کو چھوڑ دیا۔ تم ہماری بیعت کے لیے ریچھ کی طرح دوڑے تھے اور پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ پھر تم نے اپنی حماقت اور گمراہی سے میری بیعت کو توڑ دیا اور تم امت کے سرکشوں اور بقیۃ الاحزاب سے جا ملے اور تم نے ہم کو ذلیل کیا اور ہمارے قتل پر کمر باندھی خدا کی ظالموں پر لعنت ہو۔
اس کے بعد یہ فرما کر میمنۂ لشکر پر حملہ کیا۔

الموت خير من ركوب العار　　والعار أولى من دخول النار

موت عار کی زندگی سے بہتر ہے!　　اور عار دخول نار سے بہتر ہے
پھر آپ نے میسرہ پر حملہ کیا اور فرمایا۔

أنا الحسين بن علي　　أحمي عيالات أبي
آليت أن لا أنثني　　أمضي على دين النبي

میں حسین ابن علی ہوں!　　اپنے باپ کے ناموس کی حمایت کروں گا!
میں نے قسم کھائی ہے کہ پلٹ کر نہ جاؤں گا　　اور دین نبی پر مروں گا!
حضرت نے باوجود انتہائی دل شکستہ ہونے کے ایسا سخت حملہ کیا کہ مجروحوں کے علاوہ ایک ہزار نو سو دشمنوں کو تہِ تیغ کیا ٹڈیوں کی طرح لوگ سامنے سے بھاگتے پھرتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر عمر سعد نے اپنی فوج سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ کس سے لڑ رہے ہو یہ انزع البطین کا فرزند ہے یہ قتال عرب کا بیٹا ہے اس پر ہر طرف سے حملہ کرو یہ سنتے ہی پانچ ہزار تیر اندازوں نے ہر طرف سے تیر برسانے شروع کیے۔

طبری اور ابومخنف نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے جسمِ اقدس پر ۳۳ زخم نیزوں کے تھے اور ۳۴ تلوار کے امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت کے جسم مبارک پر نیزوں اور تلواروں کے ۳۲۰ زخم تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ۳۶۰ تھے۔

ایک روایت میں ہے تیروں کے علاوہ ۳۳ زخم تھے۔

ایک روایت میں ہے ایک ہزار نو سو زخم تھے۔

یہ سب زخم حضرت کے اگلے حصہ پر تھے۔

جب حضرت کا تمام جسم مجروح ہو گیا تو شمر نے فوجیوں کو للکارا۔ کیا کھڑے دیکھ رہے ہو تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں ایک بار اس مجروح پر حملہ کر دو یہ سنتے ہی ان نابکاروں نے ہر طرف سے حملہ کیا۔

ابو حنوق جعفی نے پیشانی اقدس پر ضرب لگائی۔ حصین بن نمیر نے دہن اقدس پر تلوار ماری۔ ابو ایوب غنوی نے زہر میں بجھا ہوا تیر گلوئے مبارک پر مارا۔

آپ نے فرمایا بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ میں مقتول رضائے الہیٰ ہوں۔

اس کے بعد زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں شانہ پر وار کیا۔

عمرو بن خلیفہ جعفی نے رگ گردن پر نیزہ مارا۔

صالح بن وہب مزنی نے پیشانی اقدس پر تلوار ماری۔

سنان بن انس نے سینہ پر بھالا مارا۔

حضرت زخموں کی تاب نہ لا کر زین سے فرش زمین پر گرے آپ اپنا خون ہاتھوں سے صاف کر رہے تھے۔ اور کبھی بال اس کو سر اقدس پر ملا۔

عمر سعد نے جب دیکھا کہ آپ زمین پر تڑپ رہے ہیں تو وہ بدبخت حضرت کے قریب آیا اور کہنے لگا کیا دیکھ رہے ہو بڑھ کر سر کاٹ لو یہ سن کر نصر بن خرشہ آگے بڑھا اور اپنی تلوار سے جسم اقدس پر وار کیا اور سر کاٹنے کی ہمت نہ ہوئی عمر سعد نے غضبناک ہو کر خولی سے کہا گھوڑے سے اتر اور اس کا سر کاٹ لے وہ شقی خنجر بکف آیا اور سر اقدس کو تن سے جدا کر دیا اس کے بعد لوگ حضرت پر ٹوٹ پڑے۔

جابر بن یزید ازدی سر سے عمامہ اتار کر لے گیا۔

اسحق بن حوی نے قمیص لے لی۔

جعونہ ابن حویہ نے عبا تن اقدس سے کھینچ لی۔

قیس بن اشعث چادر لے بھاگا۔

بحیر ابن عمیر حرمی نے پاجامہ لیا۔

اسود اودی نے نعلین مبارک کو پیروں سے نکال لیا۔

اسود بن حنظلہ حضرت کی تلوار لے گیا مختار نے اسے آگ میں ڈال کر پھونک دیا تھا اور اس کے علاوہ حسب ذیل اشقیا کو بھی سختی سے سخت سزا دے کر ہلاک کیا۔ اسحٰق بن یحییٰ حضرمی۔ ہانی بن شبیث۔ ادلم ابن ناعم۔ اسد بن مالک حکیم بن طفیل۔ اخنس بن مرثد۔ عمرو بن صبیح۔ رجاء بن منقذ۔ صالح بن وہب۔ سالم بن خیثمہ ان سب نے لاش مبارک پر گھوڑے دوڑائے تھے۔

قتل کے دوسرے دن اہل غاضریہ نے جو قبیلہ بنی اسد سے تھے لاشہائے شہدا کو دفن کیا اور سفید طائروں کو اُڑتے دیکھا۔ یہ شہداء ۸۸ تھے پسر سعد نے اپنے مقتولوں پر نماز پڑھ کر دفن کرایا تھا اور فرزند پیمبر اور ان کے انصار کے لاشوں کو یوں ہی خاک پر پڑا چھوڑ دیا تھا۔

حضرت کی شہادت کے بعد شمر نے اہل حرم کو لوٹنے کا حکم دیا وہ لوگ درانہ خیموں میں گھس آئے اور لوٹنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ جناب ام کلثوم کے گوشوارے تک اتار لیے۔

سرہائے شہداء کو کوفہ کی جانب حسب ذیل صورت میں روانہ کیا۔

بنی کندہ کے ساتھ جن کا سردار قیس بن اشعث تھا ۱۳ سر تھے۔ بنی ہوازن جن کے ساتھ شمر تھا بیس سر بنو تمیم کے ساتھ ۱۹ بنو اسد کے ساتھ ۹۔ اور باقی تمام فوج پر تقسیم تھے۔ یہ ستر سر تھے اور امام علیہ السلام کا سر خولی کے پاس تھا۔

بی بیوں کو قید کر کے ساتھ لے لیا تھا سوائے شہر بانو کے جو فرات میں ڈوب کر مر گئی تھیں (یہ روایت بالکل غلط ہے) اور مسلمات علماء شیعہ کے خلاف ہے۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ بنی ہاشم کے کتنے شہید ہوئے اکثر کی تحقیق یہ ہے کہ (۱۷ تھے مشہور روایت ۱۸ ہے)

بنی عقیل سے ۹ مسلمؑ۔ جعفرؑ۔ عونؑ۔ عبدالرحمٰنؑ۔ محمد بن مسلمؑ۔ عبداللہ بن مسلمؑ۔ جعفر بن محمد عقیل۔ محمد بن ابی سعید بن عقیل (تعداد نو لکھی ہے اور نام آٹھ ہیں۔

اولاد جعفر سے ۳۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر۔ عون بن عبداللہ و عبداللہ بن عبداللہ۔

اولاد امیرالمومنین سے ۹۔ حسین۔ عباس۔ (بعض نے کہا ہے محمد بن العباس) عمر۔ عثمان۔ جعفر۔ ابراہیم۔ عبداللہ اصغر۔ محمد بن اصغر۔ ابوبکر (ان کے قتل ہونے میں شک ہے)

اولاد امام حسنؑ سے ۴۔ ابوبکر۔ عبداللہ۔ قاسم چوتھے کا نام بعض نے بشر لکھا ہے اور بعض نے عمر۔ صغیر السن تھے

اولاد امام حسینؑ سے ۶ ناموں میں اختلاف ہے۔ ان میں سے علی اکبر۔ ابراہیم۔ عبداللہ۔ محمد۔ حمزہ۔ علی جعفر۔ عمر۔ زید۔ عبداللہ (علی اصغر) حضرت کی گود میں ذبح کیے گئے اور حسن بن الحسن کے متعلق ہے کہ ان کا ہاتھ کاٹنے کے بعد دشمنوں نے قید کر لیا تھا۔ (مشہور روایت کے خلاف ہے)

اولاد امام حسین علیہ السلام میں صرف امام زین العابدینؑ باقی رہے جن کو حضرت امام حسینؑ نے اجازت حرب نہیں دی تھی اور وہ بیمار تھے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ محمد اصغر بن علی بن ابی طالب بھی مرض کی وجہ سے شہید نہیں ہوئے تھے۔

دوسری روایت ہے بنی دارم کے ایک شخص نے تیر مار کر ان کو شہید کیا۔

اصحاب حسینؑ میں جو لوگ حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے وہ یہ ہیں۔

نعیم بن عجلان، عمران بن کعب۔ حنظلہ بن عمر۔ قاسط ابن زہیر۔ کنانہ بن عتیق۔ عمرو بن مشیعہ۔ ضرغامہ بن مالک۔ عامر بن مسلم۔ سیف ابن مالک۔ عبدالرحمٰن الارحبی۔ مجمع العائذی، حباب بن الحارث۔ عمرو الجندعی۔ حلاس بن عمرو۔ سوار بن ابی عمیر۔ عمار بن ابی سلامہ۔ نعمان بن عمرو۔ زاہر بن عمرو غلام ابن الحمق۔ جبلہ بن علی۔ مسعود ابن الحجاج۔ عبداللہ عروہ غفاری۔ زہیر بن البشر، عمار بن حسان، عبداللہ ابن عمیر، مسلم بن کثیر، زہیر بن سلیم۔ عبداللہ و عبیداللہ پسران زید لبصری۔

امام حسینؑ کے دس غلام اور امیرالمومنین کے دو غلام بھی کام آئے۔

جناب زینب باحال پریشاں یہ فریاد کر رہی تھیں وا محمداہ اے جد نامدار آپ پر آسمان کے فرشتوں نے نماز پڑھی۔ آپ کا حسین خاک و خون میں غلطاں ہے زمین کربلا پر بے کفن و دفن پڑا ہے اس کے اعضاء کٹے ہوئے ہیں سر گردن سے جدا ہے اس کا عمامہ و ردا دشمن لوٹ لے گئے۔ میرا باپ آپ پر فدا اس کی لشکرگاہ لٹ رہی ہے اس کے خیمہ کی رسیاں کاٹ ڈالی گئی ہیں وہ ایسا غائب نہیں کہ ظاہر ہونے کی امید ہو وہ ایسا مریض نہیں جس کا علاج ممکن ہو میں فدا اس پر جو مرتے دم تک رنج و بلا میں مبتلا رہا۔ میں اس پر فدا جو مرتے دم تک پیاسا رہا۔ میں اس پر فدا جو بڑھاپے میں جس کا خون بہا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ جب فوج یزید کو واپس آئی تو سنان ابن انس نے ابن زیاد سے کہا۔

اوقر رکابي فضة وذهبا   انا قتلت الملك المحجبا
ومن يصلي القبلتين في الصبا   قتلت خير الناس اماً وأبا

سونے چاندی سے میرا دامن بھر دے میں نے ایک عظیم المرتبت بادشاہ کو قتل کیا ہے جس نے بچپن میں

رو قبلوں کی طرف نماز پڑھی میں نے بلحاظ ماں باپ بہترین انسان کو قتل کیا ابن زیاد نے کہا تجھے کچھ نہ دوں گا اور اس کے قتل کا حکم دیا۔

طبری اور بلاذری اور اعثم کوفی نے لکھا ہے کہ جب سر حسینؑ ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو وہ اپنی چھڑی سے حضرت کے دندان مبارک سے بے ادبی کرنے لگا اور کہنے لگا یہ یوم بدر کا بدلہ ہے۔

نفلق هاما من رجال أعزة — علينا وهم كانوا أعق وأظلما

ہم ان عزت داروں کے سر کاٹتے ہیں — جنہوں نے ہم سے سرکشی کی تھی اور ہم پر ظلم کیا تھا

یحیٰی ابن الحکم مروان کے بھائی نے یہ شعر پڑھا۔

لهام بجنب الطف أدنى قرابة — من ابن زياد العبد ذي الحسب الوغل

سمية امسى نسلها عدد الحصى — وبنت رسول الله أمست بلا نسل

کربلا میں اس کا سر کاٹا گیا جو قرابت رکھتا تھا ابن زیاد داخل النسب سے سمیہ کی اولاد بے شمار ہے اور فاطمہ بنت رسول بے نسل رہ گئیں۔

جب یزید کے سامنے سر حسینؑ آیا تو اس نے بھی اپنی چھڑی سے لبہائے امام کو اذیت دی۔ ابوبرزہ نے کہا اے یزید ان ہونٹوں سے چھڑی ہٹالے واللہ میں نے رسول اللہ کو ان ہونٹوں کے بوسے لیتے دیکھا ہے اس نے چھڑی ہٹا تو لی مگر غضبناک ہو کر دربار سے نکلوا دیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

ليت اشياخي ببدر شهدوا — جزع الخزرج من وقع الاسل
لأهلوا واستهلوا فرحا — ولقالوا يا يزيد لا تشل
قد قتلنا السبط من اسباطهم — وعدلناه ببدر فاعتدل
لست من خندف إن لم أنتقم — من بني أحمد ما كان فعل
لعبت هاشم بالدين فلا — خبر جاء ولا وحي نزل

کاش آج میرے بزرگ جو بدر میں قتل ہوئے تھے موجود ہوتے تو خوش ہو کر کہتے مرحبا اے یزید میں نے سبط مصطفےٰ کو قتل کر کے بدر کا پورا پورا بدلہ لیا میں اگر آل احمد سے ان کے عمل کا بدلہ نہ لیتا تو نسل خندف سے نہ ہوتا۔ بنو ہاشم نے دین کے ساتھ کھیل کھیلا تھا ورنہ نہ ان پر کوئی خبر آئی تھی نہ وحی نازل ہوئی تھی۔

امام زین العابدین نے کوفہ میں مجمع کے سامنے بیان فرمایا۔

میں اس حسینؑ کا بیٹا علیؑ ہوں جو فرات کے کنارے ذبح کیا گیا میں اس کا فرزند ہوں جس کی ہتک حرمت کی گئی جس کا مال لوٹا گیا۔ جس کے عیال کو قید کیا گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں جو صابر و مقتول ہے اور اس پر فخر ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

ولا غرو في قتل الحسين وشيخه — لقد كان خيراً من حسين وأكرما
فلا تفرحوا يا أهل كوفة فالذي — أصبنا به من قتله كان أعظما
قتيل بشط النهر نفسي فداؤه — جزاء الذي أرداه نار جهنما

حسینؑ کے قتل پر کیا تعجب ہے جبکہ ان کے باپ کو — جو حسینؑ سے بہتر تھے قتل کر دیا
اے اہل کوفہ قتل سے جو — مصیبت تم نے ہم پر نازل کی ہے اس سے خوش نہ ہو
میرا نفس قتیل فرات پر فدا ہو — جو تم نے کیا ہے اس کی سزا نار جہنم ہے

کوفہ میں جناب زینبؑ نے یہ خطبہ پڑھا۔

اے اہل کوفہ! اے مکر و فریب کے پتلو! اے مکر و غداری کے پیکرو! تمہاری آنکھیں خشک نہ ہوں اور تمہاری بے چینی دور نہ ہو تمہاری مثال اس بوڑھی عورت کی سی ہے جو اپنا سوت کات کر توڑ دے تم نے ہمارے ساتھ حسن سلوک پر قسمیں کھائیں لیکن ان قسموں پر ثابت نہ رہے۔ تمہارے پاس سوائے غرور اور تکبر کے اور کیا ہے۔ کنیزوں کی سی چاپلوسی کرنے والوں دشمنوں کے اشارے پر چلنے والو تمہاری مثال اس سبزہ کی ہے جو کوڑے گھر پر اگ لگتے۔ تمہارے نفسوں نے کیا برا عمل ساتھ کیا تم پر خدا کا قہر ہے اور تم اس کے عذاب میں ہمیشہ مبتلا ہو گے تم نے یوم حشر کے لیے کیسا برا بیج بویا ہے۔ تمہارے لیے ہلاکت و ذلت ہو۔ تمہاری سعی ناکام ہوئی تمہارے ہاتھ قطع ہوگئے تمہارے نصیب میں خسران ابدی ہے تم اللہ کے غضب میں گھر گئے اور ذلت و مسکنت تم پر چھا گئی۔

بدبختو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے محمدؐ کا کون سا کلیجہ چاک کیا ہے اور کیسے عہد کو تم نے توڑا ہے اور کس کا خون تم نے بہایا ہے۔ تم نے بہت برا کام کیا ہے۔ قریب ہے کہ تمہارے اس عمل سے آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں۔ تم نے نہایت برا عمل کیا ہے۔ کیا تمہیں اس پر تعجب ہے کہ آسمان سے خون برسا۔ عذاب آخرت تم کو حد درجہ ذلیل کرنے والا ہوگا اور وہاں پر تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا اور تمہیں مہلت نہ ملے گی

خدا کے لیے جلدی نہیں۔ وہ انتقام کا وقت نکل جانے سے نہیں ڈرتا۔ بے شک اللہ تمہاری گھات میں ہے۔

کیا کہو گے جب تم سے نبی پوچھیں گے
تم نے خیر الامم ہو کر کیا کیا

تمام شد جلد پنجم

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد ششم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوب

در حالات امام زین العابدین علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظم
مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ امام زین العابدینؑ

مفردات

امام زین العابدین علیہ السلام سے آیہ لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (سورہ البقرہ ۲/۱۴۳) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ ہم ہیں جو لوگوں پر گواہ ہوں گے ہم اہل بیت سے لوگ ہدایت پائیں گے۔

ابوحمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ لوگوں نے حضرت علی بن الحسینؑ سے پوچھا کہ اس آیت سے کیا مراد ہے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا (سورہ سبا ۳۴/۱۸) فرمایا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا کہتے ہیں قریٰ سے مراد مکہ ہے فرمایا نہیں اس سے مراد لوگ ہیں انہوں نے پوچھا کتاب اللہ سے اس کا ثبوت فرمایا کیا تم نے یہ آیات نہیں پڑھیں۔

(۱) وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا (سورہ الطلاق ۶۵/۸) قریہ سرکشی کرتا ہے یا اہل قریہ۔

(۲) وَتِلْكَ الْقُرَى أَهْلَكْنَاهُمْ (سورہ الکہف ۱۸/۵۹) قریہ ہلاک ہوتا ہے یا قریہ والے۔

(۳) وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ (سورہ یوسف ۱۲/۸۲) قریہ سے پوچھا جاتا ہے یا اہل قریہ اور قافلے۔

انہوں نے کہا پھر کون مراد ہے فرمایا اس سے مراد ہم ہیں۔

آیہ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ (سورہ فاطر ۳۵/۳۲) کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت خاص کر ہمارے اور ہماری ذریت کے بارے میں ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد ہم ہیں۔ بروایت جارود امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد آل محمد ہیں۔

ابان ابن الصلت سے مروی ہے کہ مامون نے اپنے درباری علماء سے اس آیت کے معنی پوچھے انہوں نے کہا اس سے مراد تمام اُمتِ محمدی ہے پھر اس نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا آپ نے فرمایا اس سے مراد عترت طاہرہ ہے نہ کہ ان کا غیر۔

زیاد بن منذر نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد آل محمدؑ اور ان کے شیعہ ہیں اور جابر نے فرمایا خیر امت اہلبیت نبیؐ ہیں زیاد بن منذر نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے ہم میں ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ (سورہ فاطر ۳۵/۳۲) وہ ہے جو اعمال صالحہ کے بعد گناہ کرے مُّقْتَصِدٌ (سورہ فاطر ۳۵/۳۲) سے مراد عبادت گزار مجتہد ہے سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ (سورہ فاطر ۳۵/۳۲) سے مراد علیؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں اور وہ لوگ جو آل محمدؐ سے شہید ہوئے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ (سورہ فاطر ۳۵/۳۲) امام ہے مُّقْتَصِدٌ (سورہ فاطر ۳۵/۳۲) عارف بالامام اور ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ (سورہ فاطر ۳۵/۳۲) سے وہ مراد ہے جو عارف امام نہیں۔

ابو الحازم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا آپ کو نماز کی معرفت ہے جو اسے بجالاتے ہیں۔ ابو الحازم کو اس کا یہ کہنا سخت ناگوار ہوا آپ نے فرمایا ٹھہرو اے ابو حازم علما حلیم و رحیم ہوتے ہیں پھر سائل سے فرمایا ہاں میں نماز کا عارف ہوں اس کے بعد اس نے افعال نماز اور تروک و فرائض و نوافل کے بارے میں سوالات کیے پھر پوچھا افتتاح کیا ہے۔

فرمایا تکبیر۔ برہان کیا ہے۔ فرمایا قرات۔ خشوع کیا ہے۔ فرمایا مقام سجدہ پر نظر رکھنا۔ تحریم کیا ہے فرمایا تکبیر۔ تحلیل کیا ہے؟ فرمایا تسلیم۔ جوہر نماز کیا ہے؟ فرمایا تسبیح۔ شعار نماز کیا ہے؟ فرمایا تعقیب۔ تمام نماز کیا ہے؟ محمد و آل محمد پر صلوات سبب قبولیت کیا ہے ہماری ہماری ولایت اور ہمارے اعداء سے برأت۔ یہ سن کر اس نے کہا آپ نے حجت کرنے کا کوئی پہلو باقی نہ رکھا پھر یہ کہتا اٹھا۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورہ الانعام ۶/۱۲۴)

مروی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے ایک غلام سے چند ہزار درہم قرض مانگے اس نے دستاویز چاہی آپ نے اپنی ردا کا ایک ٹکڑا دے کر فرمایا لے یہ میری دستاویز ہے وہ اس پر راضی سا نہ نظر آیا آپ نے فرمایا مجھ سے وفا کی زیادہ امید ہے یا حاجب بن زرارہ سے اس نے کہا آپ سے فرمایا اس نے سو درہم میں اپنی ایک کمان رکھی جو ایک لکڑی ہے تو اس نے اس پر اعتبار کر لیا حالانکہ وہ کافر ہے۔ کیا تو اپنا وعدہ پورا کرے گا اور میں نہ کروں گا اپنی ردا کا ٹکڑا دے کر اس نے وہ ردا کا ٹکڑا لے لیا اور درہم دیدیئے کچھ دن بعد جب حضرت کے پاس درہم آگئے تو آپ نے اس سے کہا اپنے درہم لے اور میری چیز مجھے دے اس نے کہا وہ تو کہیں گم ہو گئی آپ نے فرمایا پھر تو اپنا مال نہ لے تو نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی اس نے تلاش کے بعد ردا کا ٹکڑا برآمد کیا اور حضرت کو لا کر دیا آپ نے اس کے درہم اس کو دیدیئے۔

آپ کی امامت کی دلیل:-

جب یہ ثابت ہو گیا کہ امام کے لیے منصوص من اللہ ہونا ضروری ہے پس جس کے لیے نص ثابت ہو وہ امام ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ امام کے لیے معصوم ہونا ضروری ہے لہٰذا امام حسینؑ کے بعد علی ابن الحسینؑ امام ہیں کیونکہ امام حسینؑ کے بعد بنی امیہ اور خوارج میں سے جن لوگوں نے دعویٰ امامت کیا سب کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کا عصمت سے تعلق نہ تھا کیسانیوں نے

نقل کا جو دعویٰ کیا ہے وہ صراحتاً نہیں۔

امام زین العابدینؑ کے معجزات

ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ جب عبدالملک ابن مروان کے فوجی سپاہی امام زین العابدین علیہ السّلام کو قید کر کے مدینہ سے شام کی طرف لے چلے تو میں نے ان سے ایک منزل پر حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی انہوں نے اجازت دیدی جب میں حضرت کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ کے پیروں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں میں نے رو کر کہا کاش آپ کی بجائے یہ بیڑیاں اور ہتھکڑیاں میرے لیے ہوتیں فرمایا اے زہری کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ ان چیزوں نے مجھے مجبور کر دیا ہے اگر میں چاہوں تو یہ سب علیحدہ ہو جائیں یہ کہہ کر آپ نے ہتھکڑیوں سے اپنے ہاتھ نکال لیے اس کے بعد حضرت نظروں سے غائب ہو گئے۔ موکلوں اور سپاہیوں نے ہر چند تلاش کیا مگر حضرت کا پتہ نہ چلا انہوں نے کہا بڑا تعجب ہے ہم نہایت مستعدی سے پہرہ دے رہے ہیں ذرا دیر کو نہیں سوئے ایسی صورت میں وہ ہماری حراست سے کیسے نکل گئے۔ الغرض میں دمشق پہنچا اور عبدالملک کے پاس پہنچا اس نے علی ابن الحسینؑ کے متعلق مجھ سے پوچھا۔ میں نے حال بیان کیا وہ اسی روز میرے پاس پہنچے اور مجھ سے فرمایا۔ میرے ساتھ تمہارا کیا معاملہ ہے' میں نے کہا آپ میرے پاس رہیں فرمایا میں اس کو پسند نہیں کرتا یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے ان کے خوف سے میں کانپ گیا میں نے علی ابن الحسین کے متعلق کہا تیری بدگمانی غلط ہے وہ ایسے نہیں۔

حبابہ والبیہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز علی بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی میرے چہرہ پر ایک پھوڑا تھا۔ حضرت نے اس پر ہاتھ رکھا وہ فوراً اچھا ہو گیا۔

حلیۃ الاولیا میں ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ میں علی بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے گرد چڑیاں اڑنے اور چلانے لگیں مجھ سے فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا کہتی ہیں میں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ خدائے عزوجل کی تسبیح کر رہی ہیں اور اس سے آج کی روزی مانگ رہی ہیں۔ اے ابو حمزہ ہم طیور کی بولی جانتے ہیں اور ہم کو ہر شے کا سبب بتایا گیا ہے۔

منہال بن عمرو سے مروی ہے کہ میں علی بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا حرملہ بن کاہل کا کیا حال ہے میں نے کہا وہ کوفہ میں ابھی تک زندہ ہے آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا خداوندا اس کو لوہے کی گرمی اور آگ کی حرارت کا مزا چکھا میں جب کوفہ آیا تو مختار کے پاس گیا۔ اسی وقت کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے آئے اے امیر بشارت ہو کہ حرملہ گرفتار

ہو گیا۔ جب سامنے آیا تو مختار نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں اور اس کو آگ میں جلا دیا جائے۔ مختار نے علی بن الحسینؑ کو بیعت کے لیے لکھا تھا اور کچھ مال بھی آپ کی خدمت میں بھیجا تھا مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

ام سلیم سے مروی ہے کہ میں علی بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کچھ کنکریاں لا۔ میں نے لا کر دیں تو آپ نے ان کو مل کر آٹا سا کر دیا پھر اس کو پانی ڈال کر گوندھا اور سرخ یاقوت کے دانے بنا دیئے پھر حضرت نے ہاتھ بڑھا کر ایک کیسہ اٹھایا اور مجھ سے کہا اسے جا میں نے دیکھا تو اس میں دینار تھے سونے کے بندے اور نگ تھے۔

ایک روز امام علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے کہ شیطان ایک ایسے سانپ کی صورت میں آیا جس کے دس سر تھے۔ تیز دانت، سرخ آنکھیں حضرت اس سے ذرا نہ ڈرے اس نے آپ کے پیر کے انگوٹھے میں کاٹ لیا حضرت بدستور مشغول نماز رہے اور ذرا اضطراب لاحق نہ ہوا اور قدم کو ذرا نہ ہٹایا۔ آسمان سے شہاب ثاقب اس کی طرف بڑھا وہ چیخا اور اپنی اصلی صورت میں آ کر کہنے لگا اے علیؑ آپ سید العابدین ہیں میں ابلیس ہوں میں نے آدم سے لے کر آپ تک بہت سے انبیاء کی عبادت دیکھی ہے مگر میں نے آپ کی سی عبادت نہیں دیکھی یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

طوسی علیہ الرحمہ نے اختیار الرجال میں زہری سے روایت کی ہے کہ کسی نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ تو نے علی بن الحسینؑ کے جنازہ کی نماز کیوں نہ پڑھی اور یہ کیوں کہا کہ دو رکعت جو میں مسجد میں پڑھوں وہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہیں اس نماز سے جو کسی مرد صالح کے جنازہ پر اس کے گھر کے اندر پڑھوں اس نے کہا میں نے اپنے باپ سے یہ حدیث سنی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا۔ جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ جو میرا بندہ مجھ پر ایمان لائے اور تیری تصدیق کرے اور تیری مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے پس میں اس سے بہتر کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔ لوگ علی بن الحسینؑ کے جنازہ پر نماز پڑھنے کے لیے جمع ہوئے میں نے دل میں کہا کہ میں بجائے نماز جنازہ کے دو رکعت مسجد رسول میں کیوں نہ پڑھوں جس کا ثواب اس سے زیادہ ہو گا پس میں نماز پڑھنے چلا پس میں نے آسمان و زمین سے تکبیروں کی آواز سنی میں خوف زدہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔ آسمان والوں نے سات بار تکبیر کہی اور اسی طرح زمین والوں نے اور علی بن الحسینؑ پر آسمان و زمین نے نماز پڑھی اور لوگ اسی کثرت سے مسجد میں داخل ہوئے کہ میں دو رکعت نہ پڑھ سکا پس نہ نماز جنازہ نصیب ہوئی نہ نماز مسجد۔ یہی خسران مبین ہے پھر وہ رویا کاش میں ان کی نماز جنازہ پڑھ لیتا۔

کتاب کلینی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حبابہ والبیہ کے لیے حضرت علی بن الحسینؑ نے دعا کی تو اس کا شباب لوٹ آیا اور آپ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو اسے حیض آنے لگا اور وہ ۱۱۳ برس زندہ رہی۔

کتاب الانوار میں ہے کہ حضرت نماز پڑھ رہے تھے کہ امام محمد باقرؑ جو کم سن تھے گھر کے اندر کنوئیں میں گر گئے۔ آپ کی والدہ کو جب معلوم ہوا تو وہ رونے پیٹنے لگیں اور فریاد کی یا ابن رسول اللہؐ آپ کا بیٹا کنوئیں میں گر گیا لیکن آپ بدستور مشغول

نماز رہے حالانکہ بیٹے کے رونے کی آواز کنوئیں سے آ رہی تھی۔ جب آپ نماز سے فارغ نہ ہوئے تو والدہ امام محمد باقرؑ کا اضطراب بڑھا اور گھبرا کر کہنے لگیں اے اہل بیت رسول آپ کے دل کتنے سخت ہیں کہ لڑکا کنوئیں میں گر جاتا ہے اور آپ خبر نہیں لیتے الغرض جب نماز ختم کر چکے تو کنوئیں کے پاس آئے اور کنوئیں کے اندر اپنا ہاتھ ڈال کر امام محمد باقر علیہ السلام کو نکال لیا اور یہ تھا کہ ان کے کپڑے تک تر نہ تھے اور نہ جسم پر پانی کا اثر تھا۔ فرمایا اے ضعیف الیقین اے اپنے فرزند کو اگر میں خدائے جبار کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیتا تو خدا ضرور اپنی رحمت کو مجھ سے دور رکھتا تو پھر اس کے بعد رحم کرنے والا کون تھا

القتال نیشاپوری نے روضۃ الواعظین میں سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابو خالد کابلی کہتا ہے کہ میں حضرت علی بن الحسین کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ کیا آپ کے پاس رسول اللہ کے ہتھیار ہیں فرمایا کیا میں تم کو دکھاؤں میں نے کہا ضرور دیں سوا کہ حضرت نے خاتم رسول اللہ مجھے دکھائی پھر زرہ نکال پھر تلوار دکھا کر کہا کہ یہ ذوالفقار ہے پھر عمامہ دکھا کر فرمایا یہ سحاب ہے اور رایت نکال کر فرمایا یہ حضرت کا عقاب ہے اور عصا دکھا کر فرمایا یہ سکب ہے اور نعلین دکھائی اور ردا دکھائی کہ اس کو اوڑھ کر روز جمعہ خطبہ فرماتے تھے اسی طرح اور تبرکات دکھائے۔

ابو علی طوسی نے اعلام الوریٰ میں عبداللہ بن سلیمان حضرمی سے روایت کی ہے کہ غانم ابن ام غانم مع اپنی ماں کے مدینہ میں آیا اور لوگوں سے پوچھا اس شہر میں بنو ہاشم میں علی نام کا کون ہے لوگ اس کو علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس لے گئے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس کچھ کنکریاں تھیں جن پر حضرت علیؑ اور حسن و حسین علیہ السلام نے مہریں لگائی تھیں مجھ سے کہا تھا اب اس پر مہر وہ لگائے گا جس کا نام علیؑ ہوگا میں نے علی بن عبداللہ سے مہر لگانے کی خواہش کی ہے اس نے کہا اے دشمن خدا تو نے علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ پر جھوٹ بولا اور بنی ہاشم مجھ کو مارنے لگے تاکہ میں اپنے قول سے پھر جاؤں انہوں نے وہ کنکریاں مجھ سے چھین لیں میں نے رات کو خواب میں امام حسینؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا لا وہ کنکریاں اے غانم میرے بیٹے کے پاس جا تیرا مقصد وہی ہے جب میں خواب سے بیدار ہوا تو کنکریاں میرے ہاتھ میں تھیں میں علی ابن الحسینؑ کے پاس آیا آپ نے مہر لگا دی اور فرمایا اس امر کو کسی سے نہ کہنا۔

ایک بار حضرت حج کرنے گئے ایک منزل پر نماز پڑھی آپ کی تسبیح کے ساتھ پتھروں اور مٹی کے ڈھیلوں نے بھی تسبیح کی۔ سعید بن مسیب راوی ہیں کہ میں یہ صورت دیکھ کر ڈرا حضرت نے فرمایا کیا تم ڈر رہے ہو کہا ہاں یا ابن رسول اللہ فرمایا یہ تسبیح اعظم ہے۔

سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ جب امام زین العابدینؑ حج کو جاتے تھے تو قاریان مدینہ بھی ساتھ جاتے تھے اور اپنے ساتھ حضرت میٹھے اور نمکین ستو بھی لے جاتے تھے خود نہ کھاتے تھے اوروں کو کھلاتے تھے واللہ میں نے دیکھا کہ جب حضرت سجدہ میں ذکر کرتے تھے تو ہر شے سے تسبیح کی آواز آتی تھی۔

مروی ہے کہ صحیفہ کاملہ کی فصاحت کا ذکر بصرہ کے ایک مرد بلیغ کے سامنے آیا اس نے کہا یہ بڑی چیز ہے لاؤ میں ایسی

دعا لکھ دوں اس نے قلم ہاتھ میں لیا اور سر جھکایا لیکن اس کے بعد اس کا سر اٹھا ہی نہیں اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔

حلیہ میں ابو نعیم نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے کہ میں ایک روز مدینہ سے نکلا اور ایک باغ میں آیا ناگاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا سفید لباس پہنے ہوئے اور وہ غور سے مجھے دیکھ رہا ہے اس نے مجھ سے کہا کیا وجہ ہے کہ تم کو میں رنجیدہ دیکھ رہا ہوں کیا رنج دنیا سے متعلق ہے؟ اگر ایسا ہے تو رنج کرنے کی کوئی وجہ نہیں رزق خدا ہر نیک و بد کے لیے موجود ہے میں نے کہا میرے رنج کی یہ وجہ نہیں اس نے کہا تو پھر آخرت سے متعلق ہے تو یہ بھی نہ چاہیے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے یہ معاملہ ضرور درپیش ہونا ہے اس میں ملک قاہر حکم کرے گا میں نے کہا فتنہ زبیر کا خوف ہے اس نے ہنس کر کہا اے علی بن الحسینؑ تم نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے خدا پر بھروسہ کیا ہو اور خدا نے اپنی رحمت اس پر نازل نہ کی ہو میں نے کہا ضرور کی ہے اس نے کہا کیا تم نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے خدا کا خوف دل میں رکھا ہو اور خدا نے اسے نجات نہ دی ہو میں نے کہا ضرور نجات دی ہے اس نے کہا کیا کوئی ایسا ہے کہ اس نے خدا سے مانگا ہو اور خدا نے اسے نہ دیا ہو میں نے کہا ضرور دیا ہے پھر میں نے دیکھا تو غائب تھے یہ خضر علیہ السلام تھے۔

ابراہیم ابن ادہم اور فتح موصلی میں سے ہر ایک نے بیان کیا کہ میں ایک قافلے کے ساتھ ایک میدان میں سفر کر رہا تھا مجھے ایک ضرورت سے الگ ہونا پڑا میں نے وہاں ایک لڑکے کو تن تنہا دیکھا۔ مجھے تعجب ہوا کہ یہ لڑکا اس لق و دق میدان میں اکیلا ہے میں اس کے قریب آیا اور سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو اس نے کہا اپنے رب کے گھر میں نے کہا پیارے لڑکے تم کمسن ہو تم پر حج نہ فرض ہے نہ سنت اس نے کہا اے شیخ کیا تم نے مجھ سے بھی کم عمر والے لڑکوں کو مرتے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا تمہارا زاد و راحلہ کہاں ہے اس نے کہا میرا توشہ میرا تقویٰ ہے اور میری سواری میرے پیر ہیں اور میرا قصد اپنے مولا کی طرف ہے میں نے کہا میں تو از قسم طعام کوئی شے تمہارے پاس نہیں دیکھتا۔ اس نے کہا اے شیخ کیا یہ مناسب ہے کہ تمہیں کوئی اپنی دعوت میں بلائے اور تم کھانا اپنے گھر سے لے کر جاؤ۔ میں نے کہا نہیں اس نے کہا بس تو جس نے مجھے بلایا ہے وہ مجھے کھانا بھی دیتا ہے اور پانی بھی۔ میں نے کہا تو قدم اٹھائیے تاکہ قافلہ میں مل جائیں اس نے کہا ہمارا فرض کوشش کرنا ہے اور اس کا فرض پہنچانا کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورہ العنکبوت ۲۹/۶۹) ہم ابھی یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ایک خوبصورت جوان سفید لباس پہنے آیا اور اس لڑکے سے معانقہ اور سلام کیا میں اس کے پاس آیا اور پوچھا یہ لڑکا کون ہے؟ اس نے کہا کیا تم نہیں پہچانتے یہ علی بن الحسینؑ ہیں اس کے بعد میں نے حضرت سے پوچھا یہ جوان کون ہے انہوں نے فرمایا یہ میرے بھائی خضر ہیں یہ ہر روز میرے پاس آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں۔

میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے یہ بتایئے کہ بلا آب و طعام یہ بیابانی راستہ کیونکر طے ہوتا ہے۔ فرمایا میرا زاد راہ چار چیزیں ہیں میں تمام دنیا کو اللہ کی مملکت جانتا ہوں اور کل مخلوق کو اللہ کے غلام اور کنیزیں اور اس کی عیال

اور اسباب و ارزاق کو اللہ کے ہاتھ میں جانتا ہوں اور حکم خدا کو تمام روئے زمین پر نافذ جانتا ہوں میں نے کہا اے زین العابدین کیا اچھا ہے آپ کا زاد۔ دنیا کے میدانوں کا کیا ذکر آپ تو اس سے آخرت کا میدان بھی طے کریں گے۔

ابوحمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے ایک روز امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا آپ ہی یہ کہتے ہیں کہ یونس علیہ السلام کو جو مصیبت کا سامنا ہوا وہ اس وجہ سے کہ میرے جد کی ولایت ان پر پیش کی گئی تھی انہوں نے توقف کیا۔ آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہے انہوں نے کہا اس کی تصدیق کرا دیجئے آپ نے مجھ سے اور عبداللہ سے کہا اپنی آنکھیں بند کرو۔ ایک کپڑا ہماری آنکھوں پر باندھ دیا کچھ دیر بعد فرمایا کھول دو ناگاہ ہم نے اپنے آپ کو ایک دریا کے کنارے پایا پھر آپ نے آواز دی ایک مچھلی نے پانی سے سر نکالا اور کہا لبیک لبیک یا ولی اللہ۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں وہی مچھلی ہوں جس نے یونس کو نگلا تھا۔ اس نے کہا خدا نے وحی کی تھی ان پر کہ اقرار کریں ولایت علی اور ان ائمہ کا جو ان کے صلب سے ہونے والے ہیں انہوں نے کہا جن کو میں نے جانا اور پہچانا نہیں ان کی ولایت کو کیسے قبول کروں پس خدا نے مجھے وحی کی کہ ان کو نگل لوں لیکن ان کو ہضم نہ کروں پس وہ میرے اندر چالیس روز رہے اور یہ تسبیح پڑھتے رہے لا إلٰہ إلا انت سبحانك انی کنت من الظالمین جب ولایت علی اور دیگر آئمہ پر ایمان لے آئے تو خدا نے مجھے حکم دیا کہ دریا کے کنارے ان کو اگل دوں حضرت نے اس سے فرمایا واپس جا تصدیق ہو گئی۔

بصائر الدرجات میں عبدالعزیز سے مروی ہے کہ میں علی بن الحسین کے ساتھ مکہ کے لیے روانہ ہوا جب مقام ابواء میں پہنچے تو ایک بکری زور زور سے چلاتی ہوئی آئی اور اس کے پیچھے اس کا چھوٹا بچہ بھی چیخ رہا تھا حضرت نے مجھ سے فرمایا تم سمجھتے ہو یہ بکری کیا کہہ رہی ہے میں نے کہا نہیں فرمایا یہ فریاد کر رہی ہے کہ ہم گلے سے جدا ہو گئے۔ بھیڑئیے نے میری ایک ساتھی بکری کو کھا لیا ہے لہٰذا آپ ہمیں گلے میں پہنچا دیجئے۔

کافی اور علل الشرائع میں ہے کہ ابان بن تغلب نے روایت کی ہے کہ جب حجاج نے کعبہ کو منہدم کیا تو لوگ اس کی مٹی اٹھا کر لے گئے اس کے بعد تعمیر کا ارادہ کیا تو ایک سانپ نکلا اور اس نے تعمیر سے روکا۔ یہ خبر لوگوں نے حجاج کو پہنچائی اس نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر جا کر کہا تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس کا سبب بتا سکے ایک شخص نے کہا علی بن الحسینؑ کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا۔ اس نے حضرت کو بلا کر سبب پوچھا فرمایا تو نے بنائے ابراہیم و اسمٰعیل پر ہاتھ ڈالا اور اس کو گرا کر راستہ بنا دیا لوگ اس کی مٹی اٹھا کر لے گئے اب لوگوں سے کہو کہ وہ مٹی واپس لائیں چنانچہ اس نے حکم دیا کہ مٹی واپس لائیں۔ جب سب مٹی واپس آ گئی تو حضرت بنیادوں کے پاس آئے اور حکم دیا کہ اب کھودیں وہ سانپ غائب ہو گیا لوگوں نے کھودا جب جناب ابراہیم کی رکھی بنیاد تک پہنچے تو آپ نے فرمایا اب تم سب لوگ الگ ہو جاؤ۔ وہ ہٹ گئے تو آپ نے بنیادوں پر کپڑا ڈال دیا اور روئے پھر ان کو مٹی سے دبا دیا اس کے بعد کاریگروں سے فرمایا اب بناؤ جب دیواریں بلند ہوئیں تو فرمایا ان میں مٹی بھر کر کرسی اونچی کر دو اسی لیے خانہ کعبہ بلندی پر ہے اور سیڑھی لگا کر چڑھتے ہیں۔

ایک بار دعائے استسقا کے لیے بہت سے لوگ نکلے لیکن ناکام واپس آئے ناگاہ ایک جوان کو دیکھا کہ وہ ان کی تکلیف سے رنجیدہ و محزون ہے اس نے چند بار کعبہ کا طواف کیا پھر لوگوں کے پاس آکر کہا کیا تم میں کوئی ایسا نہیں کہ اس کی دعا قبول ہو انہوں نے کہا دعا کرنا ہمارا کام ہے اور قبول فرمانا اس کا۔ فرمایا تم کعبہ سے دور ہو جاؤ اگر تم میں سے کسی کی دعا قابل قبول ہوتی تو ہو جاتی۔ اس کے بعد آپ کعبہ میں آئے اور سجدہ میں گر پڑے اور بارگاہ باری میں عرض کی اے میرے رب اس محبت کا واسطہ جو تجھ کو مجھ سے ہے ان کے لیے مینہ برسا دعا کے تمام ہوتے ہی بادل آیا اور موسلا دھار مینہ پڑنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کون ہیں ایک نے بتایا یہ علی بن الحسینؑ ہیں۔

ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے اپنی امالی میں کہ ایک بار امام زین العابدین علیہ السلام مکہ کو جا رہے تھے کہ ایک ڈاکو نے پاس آکر کہا نیچے اترو۔ فرمایا تیرا کیا ارادہ ہے اس نے کہا میں تم کو قتل کر دوں گا اور جو کچھ تمہارے پاس ہے لے لوں گا۔ فرمایا جو کچھ میرے پاس ہے میں تجھے دیئے دیتا ہوں اس نے کہا یوں نہیں فرمایا اے شخص تیرا رب کہاں ہے اس نے کہا سو رہا ہے ابھی اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا ہی تھا کہ دو شیر ہمہمہ کرتے آئے ایک نے اس کا سر پکڑا دوسرے نے پیر۔ حضرت نے فرمایا کہ تیرا یہ گمان تھا کہ تیرا رب سو رہا ہے۔

مروی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام مع اپنے اصحاب کے تشریف فرما تھے کہ ہرنی فریاد کرتی آئی اور حضرت کے پاس آکر کچھ کہنے لگی۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا یہ کہتی ہے فلاں قریشی میرا بچہ پکڑ لایا ہے میں نے کل سے اسے دودھ نہیں پلایا۔ حضرت نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ اس کا بچہ دیدو۔ وہ لے آیا وہ ہرنی حضرت سے کچھ کہہ کر اور اپنے بچے کو ساتھ لے کر چلی گئی۔ لوگوں نے پوچھا یابن رسول اللہ اس نے کیا فرمایا اس نے میرے حق میں اور صیاد کے حق میں دعائے خیر کی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس رات کو امام زین العابدین علیہ السلام انتقال کرنے والے تھے آپ نے اپنے صاحبزادے محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا وضو کے لیے پانی لاؤ۔ انہوں نے کہا میں نے تو پانی رکھ دیا ہے فرمایا اس میں کوئی شے مردہ ہے دیکھا تو مرا ہوا چوہا تھا۔ امام محمد باقرؑ نے دوسرا پانی لاکر دیا آپ نے فرمایا بیٹا! یہ رات میرے مرنے کی ہے میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے ناقہ کی دیکھ بھال رکھنا چارہ اور پانی وقت پر دینا اس کا نام عصام تھا اس پر آپ نے چالیس حج کیے تھے۔ جب حضرت کا انتقال ہو گیا تو یہ آپ کی قبر پر آیا اور سر پٹکنے لگا اور بری طرح چیختا چلاتا تھا۔ جب امام محمد باقر علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ قبر پر آئے اور اس سے فرمایا صبر کر خدا تجھے اس کی جزا دے اور اپنے ساتھ اس کو لے آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر وہیں پہنچا امام محمد باقر علیہ السلام پھر لے آئے۔ تیسری بار وہ پھر وہیں پہنچا اور سر پٹکنے لگا۔ حضرت نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ اپنے جذبات غم سے بے قابو ہے۔ الغرض تیسرے دن وہ ناقہ مر گیا۔

حماد بن حبیب کوفی سے مروی ہے کہ میں حج کو جا رہا تھا کہ میں قافلہ سے جدا ہو گیا۔ جب رات کی تاریکی نے مجھے آلیا تو میں نے ایک بلند درخت کے نیچے پناہ لی۔ جب تاریکی زیادہ ہوئی میں نے ایک جوان سفید پوش کو دیکھا جس سے خوشبو آرہی

تھی میں نے اپنے کو اس سے چھپایا وہ مشغول نماز ہوا، میں نے دیکھا کہ اس کے اعضا کانپ رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے میں نے بھی نماز کا نیت کیا اور اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا اس نے سورہ کی تلاوت کی میں نے دیکھا جب وعدہ وعید کی آیت پڑھتا تو گریہ گلوگیر ہوتا جب رات کی تاریکی زیادہ ہوئی تو اس نے یہ مناجات کی اے وہ ذات جس کی طرف گمراہ رجوع کرے تو ہدایت پاتا ہے خوف زدہ سے نجات پاتا ہے، پناہ چاہنے والوں کو جائے پناہ دیتا ہے جس نے تیرے غیر کی طرف رجوع کی اس کے لیے راحت کہاں جس نے تیرے غیر کی طرف جانے کا ارادہ کیا اس کے لیے خوشی کہاں۔ یا اللہ رات کی تاریکی ختم ہو رہی ہے اور میں تیری مناجات سے سیر نہیں ہوا۔ محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل کر اور جو امر زیادہ بہتر ہو وہ میرے لیے کر تو ارحم الراحمین ہے میں نے ان کا دامن پکڑ لیا اور کہا میں گمراہ ہوں مجھے راہ پر لگا دیجیے۔ فرمایا اگر تمہارا بھروسہ خدا پر سچا ہے تو منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے تم میرا اتباع کرو اور میرے پیچھے چلو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سے کھنچ رہی تھی جب صبح کی سفیدی نمودار ہوئی تو مجھ سے کہا تو مکہ پہنچ گیا۔ میں نے حاجیوں کا شور و غل سنا میں نے کہا مجھے بتائیے کہ آپ کون ہیں فرمایا میں علی بن الحسینؑ ہوں۔

احمد بن حنبل نے کتاب المقتل میں لکھا ہے کہ علی بن الحسینؑ کی بیماری کا سبب کربلا میں یہ تھا کہ حضرت کی ایک زرہ لمبی تھی آپ نے اس کو ہاتھوں سے کھینچ کر توڑ ڈالا۔

الروضہ میں ہے کہ لیث خزاعی نے سعید بن مسیب سے جنگ حرہ کے وقت مدینہ کی لوٹ کا حال پوچھا اس نے کہا یزیدی لشکر نے مسجد نبوی کے ستونوں سے گھوڑے باندھے میں نے دیکھا کہ قبر رسول کے آس پاس گھوڑے کھڑے تھے تین دن تک مدینہ میں لوٹ مار رہی، میں اور علی بن الحسینؑ قبر نبی کے پاس آئے آپ نے کچھ ایسے کلمات کہے جو میری سمجھ میں نہ آئے۔ ہم نے نماز ادا کی۔ ہم اس قوم کو دیکھ رہے تھے مگر وہ ہم کو نہیں دیکھتے تھے۔ ہمارے آگے ایک سبز پوش سوار ایک حربہ لیے کھڑا تھا جب کوئی حرم رسول کی طرف آنا چاہتا تھا تو یہ سوار وہ حربہ اس کی طرف بڑھاتا تھا وہ اس کے لگنے سے پہلے ہی مر جاتا تھا۔ جب لوٹ مار کا قصہ ختم ہوا تو حضرت گھر میں تشریف لائے اور بی بیوں بچوں کے پاس جتنا زیور تھا۔ جمع کر کے اس شہسوار کے پاس لائے۔ اس نے کہا یا ابن رسول اللہ میں ایک فرشتہ ہوں آپ کے اور آپ کے باپ دادا کے شیعوں میں سے جب اس قوم نے مدینہ پر حملہ کیا تو میں نے آل محمد کی مدد کے لیے خدا سے اجازت چاہی۔

ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ روز عاشور بعد قتل حسینؑ امام زین العابدین علیہ السّلام غش میں تھے ایک شخص ان کو دشمنوں کے پہنچنے سے روکتا تھا۔

امام زین العابدین علیہ السّلام ہر روز خدا سے دعا کیا کرتے تھے کہ وہ ان کے باپ کے قاتل کو مقتول دکھائے جب مختار نے قاتلان حسینؑ کو قتل کیا تو ابن زیاد اور عمر سعد کے سر اپنے ایک قاصد کے ساتھ امام زین العابدینؑ کی خدمت میں بھیجے اور اپنے قاصد سے کہہ دیا کہ وہ رات کو مسجد میں نماز پڑھے صبح کو حضرت کے دروازہ پر جائے اور جب معلوم ہو کہ حضرت

کھانا کھائے بیٹھے ہیں تو اجازت سے کر یہ سر حضرت کے سامنے رکھ دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جب حضرت نے دونوں سر دیکھے تو سجدہ میں گئے اور فرمایا شکر ہے اس خدا کا جس نے میری دُعا قبول کی اور میرے باپ کے قتل کا بدلہ لیا اور مختار کے لیے دعائے خیر کی۔

بنی حنیفہ کا ایک شخص راوی ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ علی بن الحسینؑ کی خدمت میں گیا ان کے سامنے بہت سے کاغذات تھے میرے چچا نے پوچھا یہ کیا ہے فرمایا یہ ہمارے شیعوں کا دفتر ہے خدا نے ہم کو علیین سے پیدا کیا ہے اور اس کے نیچے کی مٹی سے ہمارے شیعہ پیدا ہوئے ہیں اور ہمارے دشمن سجین سے اور ان کے دوست اس کے اسفل حصے سے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ابو خالد کابلی امام زین العابدینؑ کی خدمت مدّت دراز سے کام کر رہا تھا اس نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا اور امام علیہ السّلام پر اپنے ماں باپ سے ملنے کا انتہائی شوق ظاہر کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کل ملک شام کا ایک امیر کبیر یہاں آئے گا اس کی لڑکی آسیب زدہ ہے اس کو ایک معالج کی تلاش ہوگی۔ جب اس کے آنے کی خبر ملے تو اس کے پاس جاکر کہنا اس کا علاج میں کردوں گا لیکن اس شرط سے کہ دس ہزار دینار لوں گا۔ لیکن اس کے وعدہ پر مطمئن نہ ہونا صبح کو جب وہ آگیا تو ابو خالد اس سے ملے وہ شخص دس ہزار دینار پر راضی ہوگیا ابو خالد نے کہا اگر تم نے اپنا وعدہ پورا کیا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ مرض پھر نہ لوٹے گا۔ اس نے وعدہ کیا ابو خالد نے امام علیہ السلام سے آکر بیان کیا آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ شرط پوری نہ کرے گا اچھا تم جاؤ اور اس لڑکی کا بایاں کان پکڑ کر کہو اے خبیث علی بن الحسینؑ کہتے ہیں کہ لڑکی سے الگ ہو جا اور پلٹ کر نہ آنا وہ لڑکی اچھی ہوگئی ابو خالد نے وہ رقم طلب کی اس نے حیلے حوالے کرکے ٹال دیا ابو خالد محزون و مغموم واپس ہوئے آپ نے فرمایا غم نہ کرو وہ پھر لوٹ کر تمہارے پاس آئیں گے اب کی بار ان سے کہنا میں اس وقت علاج کروں گا کہ تم یہ رقم علی بن الحسینؑ کو دیدو کیونکہ وہ میرے اور تمہارے دونوں کے نزدیک ثقہ ہیں چنانچہ وہ لوٹ کر آیا اور مرض کے لوٹنے کی شکایت کی اس نے وہ رقم حضرت کے پاس جمع کردی ابو خالد نے اس لڑکی کا بایاں کان پکڑ کر کہا اے خبیث علی بن الحسینؑ کہتے ہیں اس لڑکی سے دور ہو جا اگر اب تو لوٹا تو میں تجھے خدا کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلا دوں گا وہ ہٹ گیا اور ابو خالد وہ رقم لے کر اپنے وطن کو چلا گیا۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جب حضرت علی بن الحسینؑ اور ان کے ساتھی زندان شام میں تھے تو ایک روز کسی نے کہا کہ یہ چھت ہمارے اوپر گر جائے گی اور ہم سب دب کر مر جائیں گے۔ دربان نے یہ سن کر کہا یہ لوگ کہتے ہیں چھت گرنے سے مریں گے حالانکہ ان کو قتل ہی کر دیا جائے گا۔ حضرت نے فرمایا یہ جھوٹا ہے کل ہم قید یزید سے رہا ہو جائیں گے

زہری سے مروی ہے کہ حضرت علی بن الحسینؑ کے پاس ایک شخص آیا آپ نے اس سے پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا یا بن رسول اللہ کیا حال بتاؤں چار سو دینار کا مقروض ہوں اولاد زیادہ ہے کوئی چیز ایسی نہیں کہ ان کے پاس لے کر جاؤں ان کا یہ حال سن کر حضرت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کسی نے کہا آپ کے اس غیر معمولی گریہ کا کیا سبب ہے فرمایا رونے کا سبب مصائب

الام کے سوا اور کیا ہوتا ہے اس نے کہا آخر کیا ایسی مصیبت ہے فرمایا اس سے زیادہ اور کیا سخت مصیبت ہوگی کہ ایک مومن بھائی کو مصیبت میں مبتلا دیکھوں اور اس کو دور نہ کر سکوں اس کے فاقے کو سنوں اور اس کے لیے روزی مہیا نہ کر سکوں ایک شخص نے کہا آپ کے دشمن کہتے ہیں ان لوگوں کا بھی عجیب حال ہے دعویٰ یہ ہے کہ آسمان سے زمین تک ہر شے ان کی مطیع ہے اور خدا ان کی کسی دعا کو رد نہیں کرتا اور پھر عاجزی کا اس طرح اظہار کرتے ہیں کہ اپنے خاص دوستوں کی حاجت بھی بر نہیں لاتے یا ابن رسول اللہ مجھے اپنی تکلیف سے زیادہ شاق ہوا۔ حضرت نے فرمایا اللہ کی طرف سے تیری کشادگی کا حکم ہو گیا آپ نے دو روٹیاں جو اپنے افطار کے لیے رکھی تھیں اس کو دے کر فرمایا اس کے سوا ہمارے پاس کچھ نہیں اللہ ان کے ذریعے سے تیری روزی کھولے گا۔ وہ شخص ایک وسوسہ کے ساتھ بازار میں آیا اس کو ایک مچھیرا ملا جس کے پاس باسی سڑی ہوئی مچھلی تھی اس نے کہا تو اپنی سوکھی روٹی سے اگر چاہے تو بدل لے اس نے ایک روٹی سے بدل لیا آگے بڑھا تو ایک شخص کے پاس نمک دیکھا دوسری روٹی دے کر اس سے نمک لیا۔ دونوں چیزیں لے کر اپنے گھر آیا۔ مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو اس کے اندر سے دو قیمتی موتی نکلے۔ خدا کا شکر ادا کیا ابھی وہ اس خوشی میں تھا کہ وہ دونوں شخص روٹیاں لے آئے اور کہا اے شخص یہ تو اتنی خشک ہیں کہ ہمارے دانتوں سے چبتی نہیں لہٰذا یہ ہم تجھ ہی کو دیتے ہیں جب وہ واپس گئے تو حضرت علی ابن الحسینؑ کا آدمی پہنچا اور کہا امام فرماتے ہیں خدا نے تیری روزی کھول دی اب ہماری غذا ہم کو واپس دے اس کو ہمارے سوا کوئی نہیں کھائے گا اس نے دونوں موتی زر کثیر میں فروخت کیے اب مخالفوں نے کہنا شروع کیا ان لوگوں کا بھی عجیب حال ہے خود فاقے کرتے ہیں اور دوسروں کو غنی کرتے ہیں فرمایا ایسا ہی قریش کے رسول کے متعلق کہا تھا کہ مکہ سے مدینہ کی راہ بارہ دن میں طے کی اور بیت المقدس تک ایک رات میں گئے اور انبیاء سے ملاقات بھی کی واللہ یہ لوگ امر خدا اور امر اولیاء سے جاہل ہیں ان مراتب عالیہ کو بجز تسلیم و رضا لوگ نہیں سمجھ سکتے۔

معرفۃ الرجال میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ ابو خالد کابلی محمد بن حنفیہ کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہا ایک روز اس نے کہا آپ مجھے یہ بتائیے کہ کیا آپ ہی وہ امام ہیں جن کی اطاعت خدا و رسول نے واجب کی ہے انہوں نے کہا امام علی ابن الحسینؑ ہیں ان کی اطاعت مجھ پر اور تمام مسلمانوں پر فرض ہے یہ سن کر میں علی ابن الحسینؑ کی خدمت میں آیا آپ نے بغیر میرے کچھ کہے فرمایا تم ہمارے پاس آتے جاتے رہو اب تک ہمارا امر تم پر ظاہر نہیں ہوا۔ میں سجدہ میں گر پڑا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ مرنے سے پہلے میں نے پہلے امام کو پہچان لیا فرمایا کیوں کر پہچانا میں نے کہا میرے باپ نے بتایا تھا اور محمد حنفیہ نے بتایا۔

جناب جابر سے مروی ہے کہ محمد حنفیہ نے امام زین العابدین علیہ السلام سے امامت کے بارے میں نزاع کیا آپ نے فرمایا اے محمد خدا سے ڈرو اور اس کا دعویٰ نہ کرو جس کے حق دار نہیں میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں میں سے نہ ہو اے چچا عراق جاتے ہوئے میرے پدر بزرگوار نے میرے حق میں وصیت کی تھی آپ حجر اسود کے پاس میرے ساتھ چلیں اور اس سے پوچھیں کہ امام کون ہے وہ راضی ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو محمد حنفیہ نے پہلے دریافت کیا حجر نے کوئی جواب نہ دیا

انہوں نے امام سے کہا اب تم بھی پوچھو آپ نے فرمایا میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے تجھ میں میثاق انبیاء اور میثاق الناس کو قرار دیا ہے کہ عربی زبان میں مجھے بتا کہ حسینؑ کے بعد وصی اور امام کون ہے یہ سن کر حجر حرکت میں آیا پھر گویا ہوا۔ اللهم ان الوصية والامامة بعد الحسين لعلى بن الحسين بن فاطمة بنت رسول الله اس کے بعد محمد حنفیہ نے حضرت کی امامت کو تسلیم کر لیا۔

حضرت امام زین العابدینؑ کا زہد

زرارہ بن اعین سے مروی ہے کہ نصف شب میں ایک سائل کہہ رہا تھا کہاں ہیں دنیا کو ترک اور آخرت کو اختیار کرنے والا البقیع کی طرف سے ایک ہاتف کی آواز آئی وہ علی بن الحسینؑ ہیں۔

حلیۃ الاولیاء اور فضائل الصحابہ میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام جب وضو سے فارغ ہوتے تو وضو اور نماز کے درمیان آپ کے بدن میں رعشہ پڑ جاتا کسی نے سبب پوچھا فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا تو نہیں جانتا کہ میں کس کے سامنے جا رہا ہوں۔

مروی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس نماز پڑھ کر یہ دعا کر رہے تھے۔

تیرا بندہ تیرے دروازہ پر ہے تیرا قیدی تیرے گھر میں ہے تیرا سائل تیری بارگاہ میں ہے تجھ ہی سے کہتا ہوں وہ حال جو تجھ پر مخفی نہیں لہٰذا مجھے اپنے دروازے سے نکال مت۔

جناب فاطمہ بنت علیؑ نے جابر ابن عبداللہ کو بلا کر کہا اے صحابی رسول ہمارے تم پر حقوق ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب تم ہم میں سے کسی کو دیکھو کہ وہ ریاضت نفس سے قریب بہلاکت ہے تو اس کو روکو اور بقائے نفس کی طرف متوجہ کرو۔ میرے باپ کی اولاد میں صرف علی بن الحسینؑ باقی ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ کثرت سجود سے ناک زخمی ہے پیشانی رگڑی گئی ہے اور گھٹنوں اور ہتھیلیوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں عبادت میں اپنی جان کھپا رہے ہیں۔

جابر حضرت علی بن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ مشغول عبادت ہیں جب نماز پڑھ چکے تو میں نے مزاج پرسی کے بعد کہا یا بن رسول اللہ یہ تو آپ کے علم میں ہے کہ خدا نے جنت کو آپ اور آپ کے دوستوں کے لیے بنایا ہے اور جہنم آپ کے دشمنوں کے لیے تو پھر عبادت میں یہ غیر معمولی مشقت کیوں ہے فرمایا اے صحابی رسول کیا تم کو معلوم نہیں کہ میرے جد رسول اللہ کے لیے خدا نے فرمایا تھا کہ تمہارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے لیکن تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت کیسی سخت عبادت کرتے تھے حضرت کی ساقوں اور پنڈلیوں پر ورم آجاتا تھا جب حضرت سے کہا گیا کہ جب خدا نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے تو آپ اپنے کو اس مشقت میں کیوں ڈالتے ہیں تو فرمایا کیا میں اس کا بندۂ شکر گزار نہ ہوں۔ جابر نے کہا اے ابن رسول اللہ

یہ صحیح ہے لیکن آپ اپنے نفس کی حفاظت اس لیے کیجئے کہ آپ کا اسوۂ حسنہ لوگوں کو بلاؤں سے بچانے والا ہے اور مصیبتوں کو دور رکھنے والا ہے آپ کا وجود لوگوں کے لیے باعث برکت ہے۔ فرمایا اے جابر میں آباؤ اجداد کے طریقے کو اس وقت نہ چھوڑوں گا جب تک ان سے ملاقاتی نہ ہوں جابر نے آپ کے پاس سے واپس آکر کہا میں نے اولاد انبیاء میں کسی کو سوائے یوسف بن یعقوب علی بن الحسینؑ جیسا نہیں پایا اور قسم بخدا ذریت یوسف سے ذریت علی بن الحسینؑ بہتر ہے۔

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے زیادہ عبادت گزار کسی کو نہ پایا راتوں رات جاگنے سے آپ کا بدن پیلا پڑ گیا تھا اور روتے روتے آپ کی آنکھیں سُرخ ہو گئی تھیں اور پیشانی سجدوں کی کثرت سے رگڑی گئی تھی اور نماز میں زیادہ کھڑے ہونے سے پیروں پر ورم آگیا تھا جب میں حضرت کو دیکھتا تھا تو بے اختیار رونے لگتا تھا ایک روز مجھ سے فرمایا بیٹا ذرا وہ صحیفہ تو لاؤ جس میں عبادت علیؑ درج ہے میں نے لاکر دیا تو آپ نے تھوڑا سا پڑھا اور پھر گھبرا کر رکھ دیا اور فرمایا کس کی طاقت ہے کہ علیؑ کی سی عبادت کر سکے۔

مصباح المتہجد میں ہے کہ حضرت کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں قبر حسینؑ کی مٹی تھی جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور جب سجدہ کرتے تو جب زمین پسینہ سے تر ہو جاتی تب سر اٹھاتے۔

امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت رات اور دن میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے حضرت کی ملکیت پانچسو درخت خرما تھے ہر درخت کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتے تھے تو چہرۂ مبارک کا رنگ فق ہو جاتا تھا اور آپ کا قیام نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے تھے جس طرح ایک عبد ذلیل بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہو خوف خدا سے آپ کے اعضا تھر تھر کانپتے تھے اور نماز اس طرح پڑھتے تھے گویا اب اس کی سعادت کا موقع نہ ملے گا۔ خضوع و خشوع کا یہ عالم ہوتا تھا کہ کسی طرف توجہ ہی نہ ہوتی تھی آپ کا ایک بچہ گر پڑا اور اس کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ چیخنے چلانے لگا۔ مگر آپ بدستور نماز میں مشغول رہے اس کی آواز سنی ہی نہیں۔ گھر والے واویلا کرتے رہے پڑوسیوں نے مرہم پٹی کی۔ صبح کو جب صاحبزادہ کا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا دیکھا تو پوچھا اسے کیا ہوا۔

مروی ہے کہ ایک بار آگ لگی لوگوں نے شور مچایا یا بن رسول اللہؐ آگ لگی ہے لیکن آپ مشغول نماز رہے یہاں تک کہ آگ بجھ گئی۔ کسی نے کہا یا بن رسول اللہؐ کس امر نے آپ کو بے پروا بنایا فرمایا نار کبریٰ نے۔

امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ سال میں ایک بار ساتوں مقام سجدہ سے گھٹے کاٹے جاتے تھے اور ان کو جمع کرتے جاتے تھے مرنے کے بعد ان کو آپ کے ساتھ دفن کیا گیا۔

ایک رات کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے فرما رہے تھے الہٰی آنکھیں سو رہی ہیں ستارے نکل آئے ہیں اے مالک حی و قیوم تو جاگ رہا ہے بادشاہوں کے دروازے بند ہو گئے اور دربان پہرہ دینے کھڑے ہو گئے مگر تیرا دروازہ سائلوں کے لیے کھلا ہوا ہے اے ارحم الراحمین میں تیری رحمت کا امیدوار بن کر آیا ہوں پھر یہ شعر پڑھے۔

یامن یجیب دعا المضطر في الظلم یا کاشف الضر والبلوی مع السقم
قد نام وفدك حول البیت قاطبة وأنت وحدك یا قیوم لم تنم
أدعوك رب دعاء قد امرت به فارحم بكائي بحق البیت والحرم
ان کان عفوك لا یرجوه ذو سرف فمن یجود علی العاصین بالنعم

طاؤس فقیہ سے مرقوم ہے کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السّلام کو دیکھا کہ نماز عشاء سے کر صبح تک طواف کرتے اور نماز یں پڑھتے قریب صبح آسمان کی طرف نظر کر کے فرمایا۔

خداوندا آسمان کے ستارے چھپ گئے اور لوگوں کی آنکھیں جھپکی ہوئی ہیں مگر تیرے دروازے سائلوں کے لیے کھلے ہوئے ہیں میں اس لیے تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ تو میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور عرصۂ قیامت میں میرے جد حضرت محمد مصطفےٰؐ کا روئے مبارک مجھے دکھا دے یہ کہہ کر حضرت رو پڑے اور فرمایا تیری عزت وجلال کی قسم میں نے اپنی معصیت سے تیری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا میں نے تیرا شاکی بن کر گناہ نہیں کیا۔ میں تیرے عذاب سے جاہل نہیں اور نہ تیری سزا دینے پر گرفت کرنے والا بلکہ میرا نفس مجھ پر غالب آیا اور تو نے جو میرے گناہوں کی پردہ پوشی کی اس نے میری جرأت کو بڑھایا اب تیرے عذاب سے مجھے کون بچانے والا ہے اور تیری حبل کو چھوڑ کر میں کس کی حبل سے تمسک کروں۔ آہ آہ کیا حال ہوگا جب تیرے سامنے کھڑا ہونا ہوگا جب کہا جائے گا کم گناہ والو سے گزر جا اور زیادہ گناہ والوں سے کہ اتر و آہ طول عمر میں بکثرت خطائیں مجھ سے ہوئیں اور میں پوری طرح توبہ نہ کر پایا اب میں اے میرے رب تجھ سے شرمندہ ہوں پھر حضرت روئے۔

أتحرقني بالنار یا غایة المنی فأین رجائي ثم أین محبتي
أتیت بأعمال قباح ردیة وما في الوری خلق جنی کجنایتي

حضرت پھر روئے اور فرمایا تو درگزر کرتا ہے گویا تو نے دیکھا ہی نہیں تو حلم سے کام لیتا ہے گویا میں نے گناہ کیا ہی نہیں پھر سجدے میں روتے ہوئے گر پڑے میں حضرت کے قریب گیا اور حضرت کا سر اپنے زانو پر رکھا اور میں رونے لگا جب میرے آنسو حضرت کے رخسارے پر ٹپکے تو حضرت اٹھ بیٹھے اور فرمایا کون ہے جس نے مجھ کو ذکر خدا سے روک دیا۔ میں نے کہا میں ہوں طاؤس۔ یا ابن رسول اللہ اتنی جزع فزع کیوں ہے ایسا تو ہم لوگوں کو کرنا چاہیے کیونکہ ہم گناہ گار ہیں آپ کے پدر بزرگوار حسینؑ بن علیؑ ہیں ماں فاطمہ زہرا اور جد رسولؐ خدا ہیں حضرت نے فرمایا اے طاؤس باپ دادا کا ذکر چھوڑ اللہ نے جنت اس کے لیے خلق فرمائی ہے جو اس کا مطیع بندہ ہو اگرچہ حبشی ہو اور دوزخ اس کے لیے ہے جو نافرمان ہو اگرچہ سید قرشی ہو۔ کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ (سورہ المومنون ۱۰۱/۲۳) (اس روز کسی کے نسب کی پرسش نہ ہوگی) خدا کی قسم اس روز کوئی چیز سوائے

اعمال صالحہ کے فائدہ نہ دے گی۔
زہری سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اے نفس کب تک اس زندگی پر تیرا اطمینان ہوگا اور کب تک تو اس دنیا پر بھروسہ کرے گا کیا تو نے عبرت حاصل نہیں کی اسلاف کے مرنے اور اپنے بھائیوں پر ردنے سے کب تک دنیا کی روزہ نولائی پر اعتماد کرے گا اور اس خائن کو امین سمجھے گا اس نے کسی نئے کو بے پرانا کیے نہیں چھوڑا اور کسی جماعت کو بے پراگندہ کیے نہیں رہنے دیا۔ سوچو پہلے لوگ کہاں گئے؟ تمہارے احباب واعزا کہاں چلے گئے؟ انبیاء و مرسلین کہاں ہیں موت نے سب کو پیش دیا۔ زمانے ان پر گزرتے چلے گئے وہ ہماری آنکھوں سے چھپ گئے۔ ہم بھی ان کی طرف جانے والے ہیں۔
إنا لله وإنا اليه راجعون

امام زین العابدینؑ کا صدقہ و خیرات

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میرے پدر بزرگوار روٹیوں کی بوری اپنی پیٹھ پر لاد کر لے جاتے تھے اور رات کے وقت محتاجوں پر تقسیم کرتے تھے۔
ابو حمزہ ثمالی اور سفیان ثوری سے مروی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے خفیہ صدقہ دینا آتش غضب الٰہی کو بجھا دیتا ہے۔
حلیہ اور آغانی میں محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ مدینہ کے محتاج شکم سیر ہو کر کھاتے تھے اور ان کو یہ پتہ نہ تھا کہ ان کی روزی کہاں سے آتی ہے اس کا پتہ ان کو علی بن الحسینؑ کے بعد چلا۔
احمد حنبل نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ ایک سو خاندان ایسے تھے جن کی روزی علی بن الحسینؑ فراہم کرتے تھے۔
جناب عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے اہل مدینہ کو کہتے سنا کہ علی بن الحسینؑ کے بعد پوشیدہ صدقہ کا رواج جاتا رہا۔
امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے اندھیری راتوں میں حضرت گھر سے اس طرح نکلتے کہ روٹی کی بوری آپ کی پشت پر ہوتی کسی محتاج کا دروازہ کھٹکھٹاتے اور جب کوئی اندر سے آتا تو اپنا چہرہ ڈھانپ کر اس کو دیدیتے اس کو پتہ نہ چلتا کہ یہ کون ہیں بسا اوقات لوگ اپنے دروازوں پر کھڑے آپ کا انتظار کرتے جب آپ کو آتا دیکھتے تو خوش ہوتے اور کہتے وہ بوری والے آگئے۔
زہری سے مروی ہے کہ میں نے علی بن الحسینؑ کو جاڑوں کی ایک رات میں جبکہ بارش ہو رہی تھی دیکھا کہ آٹا اور لکڑیاں

کمر پر لادے ہوئے جا رہے ہیں میں نے کہا یا ابن رسول اللہ یہ کیا ہے۔ فرمایا مجھے ایک سفر درپیش ہے اس کے لیے زاد راہ کی فکر ہے اس لیے یہ بوجھ اٹھایا ہے۔ میں نے کہا یہ غلام حاضر ہے مجھے دیجئے فرمایا نہیں میں اس بار کو تمہیں کیوں دوں جو میرے سفر میں مجھے نجات دے گا اور منزل پر آسانی سے پہنچا دے گا میں خدا کی قسم دیکر تم سے کہتا ہوں کہ مجھے چھوڑ دو جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ۔ میں چلا گیا چند روز بعد میں پھر ملا اور کہا آپ نے فرمایا تھا میں سفر کرنے والا ہوں لیکن میں تو اس کا کوئی اثر نہیں پاتا۔ فرمایا اے زہری وہ سفر موت ہے جس کے لیے میں تیاری کر رہا ہوں۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تک حضرت محتاجوں کو کھانا نہ پہنچا دیتے تھے کھانا نہ کھاتے تھے۔

ابو عبداللہ دامغانی سے مروی ہے کہ حضرت علی بن الحسین شکر اور لوز کو اکثر تصدق کرتے تھے کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا خدا فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (سورہ آل عمران ۳/۹۲) یہ دونوں چیزیں حضرت کو زیادہ مرغوب تھیں۔

حضرت کو انگور پسند تھے مدینہ میں لوگ انگور بیچنے آئے تو آپ کی کنیز نے کچھ انگور خریدے اور افطار کے وقت آپ کے سامنے رکھے ایک سائل نے سوال کیا آپ نے فرمایا یہ اس کو دیدے اس نے کہا تھوڑا سا دیدیجئے فرمایا نہیں سب دے دو' دوسرے روز پھر اس نے خریدے اور جب وقت آیا تو پھر سامنے لاکر رکھے پھر ایک سائل آیا اور وہ انگور اس کو دیدیئے۔ تیسرے روز اس کنیز نے پھر خریدے تب حضرت نے کھائے کیونکہ اس روز کوئی سائل نہ آیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے دو مرتبہ اپنے گھر کا کل سامان راہِ خدا میں دیدیا۔

زہری سے مروی ہے کہ جب بعد وفات امام زین العابدین علیہ السلام کو غسل دیا گیا تو ان کی پشت پر ایک نشان پایا یہ ان مشکوں کا تھا جن میں پانی بھر کر راتوں کو بوڑھی عورتوں کے گھر لے جاتے تھے اور ان بوریوں کا تھا جن میں آٹا بھر کر محتاجوں کو جا کر دیتے تھے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ فصل گرما گزر جانے کے بعد سرمائی لباس راہِ خدا میں دیتے تھے اور گرمی کا موسم جانے کے بعد گرمی لباس۔ کسی نے کہا آپ ایسوں کو دیتے ہیں جو ان کی قیمت کا اندازہ نہیں کر سکتے بہتر ہو تاکہ آپ فروخت کر کے ان کی قیمت دیتے۔ فرمایا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ جس کپڑے میں نماز پڑھی ہو اسے فروخت کر دوں۔

امام زین العابدین علیہ السلام کا صوم اور حج

جس روز آپ روزہ رکھتے تو بکری ذبح کرا کے پکواتے اور وہ گوشت روٹی کے ساتھ فقراء پر تقسیم کرتے اور خود روٹی کو کھجور سے کھاتے رات کو عبادت میں بسر کرتے اور اکثر دن روزہ رکھتے جس سے آپ کا جسم بہت لاغر ہو گیا تھا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت کی ایک کنیز سے آپ کا حال پوچھا اس نے کہا مختصر یہ ہے کہ میں کبھی

دن کا کھانا حضرت کے سامنے نہیں رکھا اور رات کو آپ کے لیے فرش نہیں بچھایا۔

آپ نے پا پیادہ حج کیا اور بیس روز بعد مدینہ سے مکہ پہنچے اور ناقہ پر آپ نے بیس حج کیے اور کبھی اس کو کوڑا نہ مارا۔

عبداللہ بن مبارک کہتا ہے کہ ایک سال میں نے حج کے لیے سفر کیا میں نے راہ میں ایک لڑکے کو دیکھا جس کا سن سات یا آٹھ سال کا تھا اس کے پاس نہ کھانے کا سامان تھا نہ سواری میں نے پوچھا تم کس کے ساتھ اس بیابان کو طے کر رہے ہو۔ اس نے کہا سب سے بڑی نیکی کرنے والے کے ساتھ میں نے پوچھا زادِ سفر کہاں ہے اس نے کہا میرا زاد تقویٰ ہے اور میری سواری میرے پیر ہیں اور میرا قصد میرا مولا ہے یہ سن کر میرے دل میں اس کی بڑی عظمت ہوئی۔ میں نے پوچھا کس خاندان سے ہو کہا میں مطلبی ہوں میں نے پوچھا کس کے فرزند ہو کہا ہاشمی وعلوی فاطمی ہوں پھر وہ میری نظر سے غائب ہو گئے۔ میں مکہ پہنچا حج ادا کیا میں وہاں پھر ان کو دیکھا کسی سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا علی بن الحسینؑ۔

امام زین العابدینؑ کا علم و حلم و تواضع

ایک دشمن اہل بیت نے حضرت علی بن الحسینؑ کو گالیاں دیں آپ کے غلاموں نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا آپ نے ان کو روکا اور فرمایا جو کچھ اس نے کہا ہمارے اندر اس سے زیادہ برائیاں ہیں پھر اس سے فرمایا تیری کوئی حاجت ہو تو بیان کر یہ سن کر وہ شخص بہت شرمندہ ہوا حضرت نے اس کو کپڑے دیئے اور ایک ہزار درہم وہ با آواز بلند کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ فرزند رسول ہیں۔

حسن ابن الحسن ابن علی بن ابی طالب کو امام علیہ السلام سے رنجش تھی ایک روز انہوں نے حضرت کو بہت ناسزا کلمات کہے آپ نے فرمایا جو کچھ تم نے کہا ہے اگر یہ باتیں میرے اندر ہیں تو میں بارگاہِ خداوندی میں استغفار کروں گا اور اگر نہیں ہیں تو تمہارے لیے دعائے مغفرت کروں گا یہ سن کر حسن نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا یہ عیب تم میں نہیں جو مجھ میں ہیں۔

امام علیہ السلام نے اپنے ایک غلام کو بلایا وہ نہ آیا دوبارہ بلایا وہ نہ آتا جب تیسری بار بلانے سے آیا تو کہا کیا تو نے میری آواز نہیں سنی اس نے کہا سنی تو تھی مگر چونکہ آپ کے غصے سے بے خوف تھا اس لیے جواب نہ دیا حضرت نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے میرے غلام کو مجھ سے بے خوف بنایا۔

ایک کنیز آپ کے بدن پر پانی ڈال رہی تھی ہاتھ سے لوٹا چھوٹ گیا اور آپ کے چوٹ آگئی آپ نے اس سے فرمایا خدا فرماتا ہے۔ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ (سورہ آل عمران ۱۳۴/۳) میں نے غصہ کو پی لیا اس نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (سورہ آل عمران

۳/۱۳۴) فرمایا خدا تجھے معاف کرے اس نے کہا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (سورہ آل عمران ۳/۱۳۴) فرمایا جا تو آزاد ہے۔
ایک لونڈی کے ہاتھ سے سالن کا بھرا پیالہ آپ کے اوپر گر گیا فرمایا جا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا۔
جب ماہ رمضان آتا تو آپ اپنے غلاموں کی خطائیں لکھتے جاتے جب آخر مہینہ ہوتا تو وہ کتاب نکالتے اور فرماتے اے فلاں تو نے یہ غلطیاں کیں مگر میں نے تجھے سزا نہیں دی وہ سب اپنے گناہوں کا اقرار کرتے پس آپ ان کے درمیان کھڑے ہوتے اور ان سے کہتے بلند آواز سے کہو اے علی بن الحسینؑ خدا نے ان باتوں کا احصا کیا ہے جو آپ نے کی ہیں اس طرح جیسے آپ نے ہماری فرو گذاشتیں لکھی ہیں اور خدا کی کتاب ناطق بالحق ہے وہ نہ گناہ صغیرہ کو چھوڑتا ہے نہ کبیرہ کو پس یاد کرو اپنے مقام کو اس رب کے سامنے ہوگا جو ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اللہ شہادت کے لیے کافی ہے پس آپ ہماری خطاؤں سے درگزر کیجئے۔ اللہ آپ کی خطاؤں سے درگزر کرے گا جیسا کہ فرماتا ہے وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (سورہ النور ۲۲/۲۴) اس کے بعد روتے اور نوحہ کرتے۔

آپ نے اپنی ایک زمین کی آبادی ایک غلام کے سپرد کی تھی اس نے اس کو تباہ کر دیا آپ کو غصہ آیا اور غلام کو تازیانے سے سزا دی لیکن اس کے بعد افسوس ہوا جب گھر آئے تو غلام کو بلایا تازیانہ آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا غلام خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اس خیال سے کہ پھر سزا دیں گے حضرت نے فرمایا میں نے اس وقت تیرے ساتھ وہ کیا جو کبھی نہ کیا تھا یہ تازیانہ موجود ہے تو مجھ سے بدلے میں اس سزا کا مستحق ہوں اس نے کہا میرے آقا میں تو خود مستحق سزا ہوں میں آپ سے کیسے بدلہ لوں فرمایا میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اب تو آزاد ہے اور وہ زمین میں نے تجھے دی۔
آپ ایک قوم کی طرف سے گزرے جو آپ کی غیبت کر رہے تھے آپ نے ان سے فرمایا اگر تم سچے ہو تو خدا مجھے معاف کرے اور اگر جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں بخشے۔
حلیہ اور تاریخ نسائی وغیرہ میں ہے کہ کسی ہاشمی کو علی بن الحسینؑ سے زیادہ افضل واقعہ نہیں پایا۔
حضرت نے حسن بصری کو حجر اسود کے پاس دیکھا کہ قصہ بیان کر رہا ہے آپ نے فرمایا کیا تم نے اپنے نفس کو موت پر راضی کر لیا ہے انہوں نے کہا نہیں فرمایا کیا تمہیں اپنے نامۂ اعمال کا حساب معلوم ہے کہا نہیں کیا تم نے دار العمل کی تیاری کی کہا نہیں فرمایا تو کیا اس گھر کے سوا کوئی اور گھر جائے پناہ ہے کہا نہیں فرمایا تو تم لوگوں کو اپنی باتوں میں لگا کر طواف سے کیوں روکتے ہو یہ کہہ کر آپ چلے گئے۔ حسن بصری نے کہا میں نے اس سے زیادہ موثر کلمات نہیں سنے۔ تم جانتے ہو یہ کون ہیں یہ امام زین العابدینؑ ہیں
فرمایا امام زین العابدین علیہ السلام نے اگر یہ آیت نہ ہوتی يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ (سورہ الرعد ۳۹/۱۳) تو ہمیں قیامت تک ہونے والی باتوں کی خبر دے دیتا ہم پہچانتے ہیں حقیقت ایمان اور حقیقت کفر کو ہمارے پاس شیعوں کے نام مع ان کے آباء کے لکھے ہوئے ہیں۔
زہری ایام حج میں امام زین العابدینؑ سے ملے آپ نے فرمایا میں اس گناہ سے نہیں ڈرتا ہوں جو سرزد ہوا ہے تم

اس کے اہل کو دیت دیدو اور اپنے اہل کی طرف جاؤ اور معالم دین کا لحاظ رکھو انہوں نے کہا اے میرے سردار آپ نے میرا اظہار کیا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورہ الانعام ۶/۱۲۴) اور اس کے بعد اپنے گھر کی طرف لوٹے اور حضرت کے اصحاب میں سے ہو گئے۔ بنی امیہ کہا کرتے تھے اے زہری کیا کیا تمہارے نبی علی بن الحسینؑ نے۔

ایک شامی نے وضو کی ابتدا کے متعلق حضرت سے سوال کیا فرمایا جب خدا نے ملائکہ سے فرمایا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (سورہ البقرہ ۲/۳۰) تو ملائکہ غضب الٰہی سے خوف زدہ ہوئے اور حول عرش طواف کرنے لگے ہر روز تین ساعت اور بارگاہِ باری میں تضرع کرنے لگے۔ خدا نے حیوان نام کی ایک نہر جاری کی ملائکہ نے اس سے وضو کیا۔

حضرت سے کسی نے پوچھا ایک شخص نے حاملہ عورت کے لات ماری جس سے جنین مر گیا اس کی دیت کیا ہے فرمایا اگر نطفہ تھا تو بیس دینار اگر رحم میں قرار پکڑے چالیس دن گزر جائیں اور علقہ بن جائے تو چالیس دینار اور اگر رحم میں اسّی دن گزر جائیں اور مضغہ ہو جائے تو ساٹھ دینار اور اگر ایک سو بیس دن گزر جائیں اور گوشت و ہڈی پیدا ہو جائے اور روح پڑ جائے تو دیت کامل دینی ہوگی۔

زہری نے پوچھا کعبہ کے سات طواف کیوں ہیں فرمایا جب خدا نے ملائکہ سے کہا میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا (سورہ البقرہ ۲/۳۰) تو خدا نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اس کے بعد ان کو حجاب عظمت سے سات ہزار سال کے لیے دور کر دیا پھر ان کی توبہ قبول کی اور ان کے لیے چوتھے آسمان پر بیت المعمور قرار دیا جس کے نیچے کعبہ ہے پس سات ہزار سال جو ملائکہ سے دور کا رہی تھی تو ہزار سال کے مقابل ایک طواف قرار دیا گیا۔

عبد الملک سے کسی نے بیان کیا کہ علی بن الحسینؑ نے ایک لونڈی کو آزاد کر کے پھر اس سے نکاح کر لیا۔ اس نے حضرت کو لکھا یہ آپ کے لیے زیبا نہ تھا کیا خاندان قریش میں کوئی ایسا نہ تھا کہ آپ اپنی دامادی کا شرف اس کو بخشتے آپ نے اپنی شرافت نسبی کا ذرا لحاظ نہ کیا آپ نے جواب لکھا رسول اللہؐ سے زیادہ کوئی صاحب مجد و شرف نہیں میں اگر کنیز کو آزاد کر کے اس سے موافق سنت رسول نکاح کر لیا تو اس میں کیا خرابی ہے اسلام نے امیر و غریب اور عزیز و ذلیل کی تمیز اٹھا دی ہے جو پاکیزہ نفس ہے اور احکام دین بجا لاتا ہے اس کو کنیز و غلام ہونا یا غریب و محتاج ہونا نقصان نہیں پہنچاتا ایسی باتوں پر طعنہ زنی زمانہ جاہلیت میں تھی کیا رسول نے کنیز سے اور اپنے غلام کی (مطلقہ) زوجہ سے تزویج نہیں کی۔

امالی عبداللہ نیشاپوری میں ہے کہ کسی نے حضرت سے کہا آپ بہتر الناس ہیں پھر اپنے والدہ کے ساتھ ایک پیالے میں کیوں نہیں کھاتے فرمایا اس خوف سے کہ جس حصۂ طعام کی طرف وہ ہاتھ بڑھائیں میرا ہاتھ بھی سبقت کر جائے اور میں عاق قرار پاؤں۔

مروی ہے کہ جب آپ سواری پر کہیں تشریف لے جاتے تھے اور راستے میں ڈھیلے یا پتھر پڑے پاتے تو سواری سے اتر کر ان کو ہٹا دیتے تھے تاکہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے اور اس طرح آہستہ آہستہ چلتے تھے گویا سر پر چڑیا بیٹھی ہے دائیں یا بائیں جھکتے نہ تھے۔

حضرت ہر ماہ اپنی لونڈیوں کو جمع کر کے فرمایا کرتے تھے میں بوڑھا ہو گیا مجھے عورتوں کی ضرورت نہیں تم میں سے جو چاہے نکاح کرے، بیع چاہے تو میں اسے بیچ دوں، آزاد ہونا چاہے تو میں اسے آزاد کر دوں اگر وہ کہتے: نہیں تو فرماتے خداوندا تو گواہ رہنا اور اگر ان میں سے کوئی سکوت کرتا تو اپنے گھر کی عورتوں سے فرماتے تم ان سے پوچھو کیا ارادہ ہے۔

امام زین العابدین علیہ السّلام کا کرم و صبر و بُکا

تاریخ طبری وغیرہ میں ہے کہ ہشام بن اسمٰعیل حاکم مدینہ آپ کو بہت ستایا کرتا تھا جب وہ معزول ہوا تو آپ نے فرمایا اگر تم کو مال کی ضرورت ہو تو میں تمہیں دیدوں گا وہ شرمندہ ہو کر کہنے لگا اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ (سورہ الانعام ۱۲۴/۶)

حضرت سوار ہو کر جا رہے تھے کہ آپ کا گزر جذامیوں کی طرف ہوا وہ کھانا کھا رہے تھے انہوں نے آپ کو کھانے پر بلایا فرمایا میں روزہ سے ہوں ورنہ کھاتا جب گھر پہنچے تو کھانا تیار کرایا اور ان کو بلا کر ان کے ساتھ کھایا ایک روایت میں ہے کہ پہلی بار ان کے ساتھ نہ کھانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ صدقے کے ٹکڑے کھا رہے تھے اور صدقہ اہل بیت پر حرام ہے۔

حلیہ میں ہے کہ آپ ایک روز محمد بن اسامہ بن زید کی عیادت کو تشریف لے گئے وہ رونے لگے آپ نے وجہ گریہ پوچھی انہوں نے کہا میرے اوپر ۱۵ ہزار دینار قرض ہیں فرمایا یہ قرضہ میرے اوپر ہے (یہ روایت امام حسینؑ کے متعلق بھی ہے) کافی میں عیسٰی بن عبداللہ کے متعلق ہے کہ جب ان کے مرنے کا وقت قریب آیا تو قرض خواہ نے آ گھیرا انہوں نے کہا میرے پاس مال نہیں کہ تمہیں دوں البتہ اپنے دو چچوں کی ضمانت دے سکتا ہوں وہ علی بن الحسینؑ اور عبداللہ بن جعفر ہیں انہوں نے کہا عبداللہ بن جعفر اگرچہ مالدار ہیں اور علی بن الحسینؑ کے پاس دولت نہیں لیکن ہمیں ان کی ضمانت منظور ہے حضرت نے یہ کر ضمانت منظور کرلی کہ جب غلہ آئے گا تو دیدوں گا چنانچہ جب غلہ آیا تو آپ نے وہ رقم ادا کر دی۔

عبداللہ بن جعفر نے حضرت کو ایک غلام عطا کیا جس کی قیمت دس ہزار درہم تھی آپ نے اس کو راہ خدا میں آزاد کر دیا جب آپ حاکم مدینہ سے جو بڑا تند خو تھا ملنے جاتے تو یہ دعا پڑھ کر جاتے۔

رب کم من نعمة أنعمت بها علي قل لك عندها شكري و كم من بلية ابتليتني بها قل لك عندها صبري و كم من معصية أتيتها فسترتها و لم تفضحني فيامن قل عند نعمته شكري فلم يحرمني ويامن قل عند بليته صبري فلم يخذلني ويامن رآني على المعاصي فلم يفضحني ياذاالمعروف الذي لا ينقضي أبداً وياذا النعماء التي لا تحصى ابداً صل على محمد وآل محمد وبك ادفع في نحره وبك أستعيذ من شره۔ جب حضرت اس کے پاس پہنچے تو اس نے معانقہ کیا اور سرِ اقدس پر بوسہ دیا اور احوال پرسی کی اور عذر و توں کے متعلق سوال کیا اور سواری پر حضرت کو سوار کیا اور آپ گھر واپس آگئے۔

مروی ہے کہ حضرت نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے فرزند مصیبتوں پر صبر کرو اور حقوق کے لیے معترض نہ ہو اور اس امر کو قبول نہ کرو جس کی مضرت نفع سے زیادہ ہو۔

عبد الملک کو پتہ چلا کہ امام زین العابدینؑ کے پاس رسول اللہؐ کی تلوار ہے اس نے اپنا آدمی بھیجا کہ یہ قیمت سے لو حضرت نے انکار کر دیا اس نے آپ کو ایک تہدیدی خط لکھا کہ اگر نہ دو گے تو تمہارا وظیفہ بند کر دوں گا حضرت نے جواب میں لکھا اپنے متقی بندوں کا محافظ اور ان کو رزق دینے کا ضامن اللہ ہے اور فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ (سورہ الحج ۲۲/۳۸) اور فرمایا۔

وكان (ع) سريره سروره، بساطه نشاطه، صديقه تصديقه، صبابته صيانته وسادته سجادته، أزاره مزاره، لحافه الخافه، منامه قيامه، هجوعه خضوعه، رقوده سجوده، تجارته زيارته، سوقه شوقه، ربحه روحه، حرفته حرقته، صناعته طاعته، بزته عزته، سلاحه صلاحه، فرسه فراشه، أعياده استعداده، بضاعته مجاعته، امنيته منيته، رضاه لقاه

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آپ امام حسین علیہ السلام کو بیس سال تک روئے جب کھانا سامنے آتا روتے ایک روز غلام نے کہا یا ابن رسول اللہ مجھے ڈر ہے کہ آپ ہلاک نہ ہو جائیں فرمایا میں اپنے رنج و غم کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے میں جب بنی فاطمہ کو یاد کرتا ہوں میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ یعقوب نبی کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے ایک نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا اتنا روئے کہ بصارت جاتی رہی اور میرے سامنے تو باپ بھائی چچا اور سترہ جوان میرے خاندان سے مقتول ہوئے پس میرا رنج کیسے جائے۔ جب آپ کے سامنے پانی آتا اتنا روتے کہ آنسوؤں سے وہ ظرف بھر جاتا اور فرماتے کیوں نہ روؤں یہ وہ پانی ہے جس کو درندے اور پرندے سب پیتے تھے مگر میرے باپ کو ایک قطرہ نہ ملا۔

امام زین العابدینؑ کی عبادت

علل الشرائع میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا کہاں ہیں زین العابدین اور میں دیکھ رہا ہوں گا کہ میرا فرزند علی بن الحسینؑ بن علی بن ابی طالب صفوں کے درمیان سے گزر رہا ہوگا۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ زہری کے سامنے جب علی بن الحسینؑ کا ذکر آتا تو رونے لگتے اور کہتے زین العابدین، زین العابدین۔

جابر جعفی نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی حضرت علی بن الحسینؑ کے سامنے جب کسی نعمت کا ذکر آتا تو سجدہ کرتے اور جب قرآن کی آیت سجدہ پڑھتے تو سجدہ کرتے اور جب خدا ان سے کوئی شر دفع کرتا تو سجدہ کرتے اور کثیر السجود تھے۔ تمام مقامات سجدہ میں اسی لیے آپ کا نام سجاد ہوا۔

امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ آپ کے ساتوں مقامات سجدہ پر گھٹے پڑ گئے تھے جو سال میں دو مرتبہ کاٹے جاتے تھے اسی لیے آپ کا لقب ذوالثفنات تھا۔

محاضرات راغب اور مناقب ابن جوزی میں ہے کہ ایک روز عمر بن عبدالعزیز نے جبکہ علی بن الحسینؑ اس کے پاس کھڑے تھے لوگوں سے کہا بتاؤ اشرف الناس کون ہے۔ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا غلط کہتے ہو شرف یہ ہیں جو میرے پاس کھڑے ہیں۔

ربیع الابرار میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اللہ کے نیک بندوں میں سے دو گروہ ہیں عرب میں قریش اور عجم میں فارس اور علی بن الحسینؑ فرمایا کرتے تھے أنا ابن الخیرتین اس لیے کہ میرے جد رسولؐ اللہ ہیں اور میری ماں بادشاہ یزدجرد کی بیٹی ہے۔

روضۃ الواعظین میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا۔

نحن أئمة المسلمين، وحجج الله على العالمين. یعنی ہم مسلمانوں کے امام ہیں عالمین پر خدا کی حجت ہیں، ہم مومنین کے سردار ہیں ہم صاحبان عزّ و شرف کے قائد ہیں ہم مومنین کے مولا ہیں ہم اہل ارض کے لیے امان ہیں باذن الٰہی۔ ہماری وجہ سے زمین اپنے اہل کو لے کر نہیں جھکتی۔ ہماری برکت سے مینہ برستا

ہے، ہماری وجہ سے نشر رحمت ہوتا ہے اور اہل ارض پر نزول برکات ہوتا ہے اور اگر روئے زمین پر ہمارا وجود نہ ہو تو دنیا تباہ ہو جائے۔

کتاب الاحمر میں اوزاعی نے لکھا ہے کہ علی بن الحسینؑ دربار یزید میں پہنچے اور امام حسین علیہ السلام کا سر اس کے سامنے رکھا تھا۔ تو اس نے حضرت سے کہا تم منبر پر جا کر اپنے باپ اور دادا کی بارے میں جو غلطی تھی اسے بیان کرو اور لوگوں کو بتاؤ کہ وہ حق سے پھر گئے تھے اور انہوں نے ہم سے بغاوت اختیار کی اور بہت سی برائیاں بیان کر کے ان سب کا ذکر کرو۔

حضرت منبر پر تشریف لے گئےؑ اور حمد و نعت کے بعد فرمایا اے گروہ مردم جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے؟ جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے میں ابن مکہ و منا ہوں میں ابن مروہ و صفا ہوں میں مصطفےؐ کا بیٹا ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جس پر کوئی شے پوشیدہ نہ تھی میں اس کا فرزند ہوں جو بلند ہوا اور ہوتا گیا اور سدرۃ المنتہیٰ سے گزر گیا اور قاب قوسین او ادنیٰ کی منزل پر آیا میں اس کا فرزند ہوں جس پر ملائکہ سموات نے درود بھیجا۔ میں اس کا فرزند ہوں جو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک گیا میں علی مرتضیٰؑ کا بیٹا ہوں میں فاطمہ زہرا کا بیٹا ہوں میں خدیجۃ الکبریٰ کا بیٹا ہوں جو ظلم سے مقتول ہوا میں اس کا فرزند ہوں جس کا سر کاٹا گیا میں اس کا بیٹا ہوں جو پیاسا شہید ہوا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو زمین کربلا پر تڑپا جس کا عمامہ اور ردا اس کے بدن سے اتارا گیا وہ وہ ہے جس پر ملائکہ آسمان روئے جن پر جن زمین پر اور طیور ہوا میں روئے، میں اس کا فرزند ہوں جس کا سر نیزہ پر چڑھایا گیا میں اس کا فرزند ہوں جس کی عورتوں کو قید کیا گیا۔ لوگو حمد کرتا ہوں میں اس خدا کی جس نے ہم اہل بیت کو بلائے حسن میں مبتلا کیا، اور ہم کو ہدایت اور عدل کا رایت بنایا اور ہمارے غیروں کو ضلالت اور ہلاکت میں چھوڑا اور ہم اہل بیت کو چھ خصلتوں سے فضیلت دی۔ علم، حلم، شجاعت سخاوت۔ محبت اور قلوب مومنین میں جگہ دی اور ہم کو وہ دیا جو ہم سے پہلے کسی کو دنیا میں نہیں دیا۔ ہم میں ملائکہ کا نزول ہوا۔ ہم میں خدا کی کتابیں آئیں۔

ابھی حضرت فارغ نہ ہوئے تھے کہ موذن نے اذان دینی شروع کی اللہ اکبر حضرت نے کہا اللہ اکبر کبیرا جب موذن نے کہا أشهد أن محمداً رسول الله تو حضرت نے فرمایا اے یزید یہ تیرے جد تھے یا میرے اگر تو کہے کہ تیرے تھے تو تو جھوٹا ہے اور اگر میرے تو تو نے میرے باپ کو کیوں قتل کیا اور ہماری عورتوں کو کیوں قید کیا۔ پھر فرمایا لوگو! کیا تم میں کوئی ہے جس کا باپ یا دادا رسول اللہؐ ہو یہ سن کر مجمع سے آواز گریہ بلند ہوئی۔ اس وقت مجمع سے ایک شخص منہال بن عمرو طائی اور بعض کے نزدیک مکحول صحابی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یا بن رسول اللہؐ آپ نے یہ دن کیسے گزارے فرمایا اسی طرح جیسے بنی اسرائیل نے قوم فرعون کے پنجے میں گزارے ان کے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے عرب عجم والوں پر فخر کرتے تھے کہ محمدؐ ہم میں سے ہیں حالانکہ آل محمد مقہور و مخذول ہیں پس ہم اپنے اعدا کی کثرت کی شکایت خدا

سے کرتے ہیں اور اس لیے کہ دشمنوں نے ہم میں تفرقہ ڈالا اور ہماری مخالفت میں ایک دوسرے کے معاون بنے۔

قصیدۂ فرزدق

حلیہ اور آغانی وغیرہ میں ہے کہ ہشام بن عبدالملک حج کے لیے آیا مگر لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکا اس کے لیے ایک منبر رکھا گیا جس پر وہ بیٹھ گیا اور شامی لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اسی اثنا میں علی بن الحسینؑ تشریف لائے ازار و ردا میں پیشانی مبارک پر سجدہ کا نشان ایسا تھا جیسے بکری کے گھٹنے کا گھٹہ۔ آپ نے طواف کیا اس کے بعد حجر کو بوسہ دینے چلے تو لوگ راہ سے ہٹ گئے اور آپ نے بوسہ لیا۔ ایک شامی نے ہشام سے پوچھا اے امیرالمومنین یہ کون ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس شامی نے فرزدق سے پوچھا اس نے فی البدیہہ یہ قصیدہ پڑھا۔

يا سائلي أين حل الجود والكرم   عندي بيان اذا طلابه قدموا
هذا الذي تعرف البطحاء وطأته   والبيت يعرفه والحل والحرم
هذا ابن خير عباد الله كلهم   هذا التقي النقي الطاهر العلم
هذا الذي أحمد المختار والده   صلى عليه إلهي ماجرى القلم
لو يعلم الركن من قد جاء يلثمه   لخر يلثم منه ماوطى القدم
هذا علي رسول الله والده   أمست بنور هداه تهتدي الامم
هذا الذي عمه الطيار جعفر وا   لمقتول حمزة ليث حبه قسم
هذا ابن سيدة النسوان فاطمة   وابن الوصي الذي في سيفه نقم
اذا رأته قريش قال قائلها   الى مكارم هذا ينتهي الكرم
يكاد يمسكه عرفان راحته   ركن الحطيم اذا ماجاء يستلم
وليس قولك من هذا بضائره   العرب تعرف من أنكرت والعجم
ينمى الى ذروة العز التي قصرت   عن نيلها عرب الاسلام والعجم
يغضي حياء ويغضى من مهابته   فما يكلم إلا حين يبتسم
ينجاب نور الدجى عن نور غرته   كالشمس ينجاب عن إشراقها الظلم
بكفه خيزران ريحه عبق   من كف أروع في عرنينه شمم
ما قال لا قط إلا في تشهده   لولا التشهد كانت لاءه نعم

مشتقة من رسول الله نبعته طابت عناصره والخيم والشيم
حمال أثقال أقوام اذا فدحوا حلو الشمائل تحلو عنده نعم
إن قال قال بما يهوى جميعهم وإن تكلم يوماً زانه الكلم
هذا ابن فاطمة إن كنت جاهله بجده أنبياء الله قد ختموا
الله فضله قدماً وشرفه جرى بذاك له فى لوحه القلم
من جده دان فضل الأنبياء له وفضل امته دانت له الامم
عم البرية بالاحسان وانقشعت عنها العماية والاملاق والظلم
كلتا يديه غياث عم نفعها تستوكفان ولا يعروهما عدم
سهل الخليقة لاتخشى بوادره يزينه خصلتان الحلم والكرم
لايخلف الوعد ميموناً نقيبته رحب الفناء اريب حين يعترم
من معشر حبهم دين وبغضهم كفر وقربهم منجى ومعتصم
يستدفع السوء والبلوى بحبهم ويستزاد به الاحسان والنعم
مقدم بعد ذكر الله ذكرهم فى كل فرض ومختوم به الكلم
إن عد اهل التقى كانوا أئمتهم او قيل من خير اهل الأرض قيل هم
لايستطيع جواد بعد غايتهم ولا يدانيهم قوم وإن كرموا
هم الغيوث اذا ما ازمة ازمت والاسد اسد الشرى والباس محتدم
يأبى لهم ان يحل الذم ساحتهم خيم كريم وأيد بالندى هضم
لا يقبض العسر بسطاً من أكفهم سيان ذلك إن اثروا وإن عدموا
ان القبائل ليست فى رقابهم لأولية هذا أوله نعم
من يعرف الله يعرف أولية ذا فالدين من بيت هذا ناله الامم
بيوتهم فى قريش يستضاء بها فى النائبات وعند الحلم إن حلموا
فجده من قريش فى ازمتها محمد وعلي بعده علم
بدر له شاهد والشعب من احد والخندقان ويوم الفتح قد علموا
وخيبر وحنين يشهدان له وفى قريضة يوم صيلم قتم
مواطن قد علت فى كل نائبة على الصحابة لم اكتم كما كتموا

خلاصہ ترجمہ:۔

اے سخاوت وکرم کا مرکز پوچھنے والے آ میں تجھے بتاؤں یہ وہ ہیں جن کے نشان قدم کو مکہ اور حرم اور مقام حل

جانتے ہیں یہی تو سب لوگوں سے بہتر اور متقی اور پاک دل لوگ ہیں اور اگر حرم جان لے کہ وہ آ رہے ہیں تو شوق سے ان کے قدم لے ان ہی کے جد رسول اللہؐ ہیں ان ہی سے لوگوں نے ہدایت پائی ہے جعفر طیار اور حمزہ ان کے چچا ہیں ان کی دادی فاطمہؑ اور علی مرتضیٰؑ دادا ہیں۔ اخلاق بزرگیوں کی ان پر انتہا ہوتی ہے جب یہ حجر کو بوسہ دیں تو وہ ان کے ہاتھ چوم لے۔ تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہیں ان کی شخصیت کو نقصان نہیں پہنچاتا ان کو تو عرب و عجم سب جانتے ہیں ان کو جو بلند پایہ عزت حاصل ہے اسے نہ عرب نے پایا نہ عجم نے ان کی ہیبت کا وہ عالم ہے کہ کوئی کلام نہیں کر سکتا مگر جب کہ وہ متبسم ہوں ان کی پیشانی کے نور سے اندھیرے میں اُجالا ہو جاتا ہے جیسے سورج نکلتے ہی رات کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے انہوں نے سوائے تشہد کے کبھی لا کہا ہی نہیں اگر لا الٰہ الا اللہ میں کا نہ ہوتا تو یہ لفظ ان کی زبان پر آتا ہی نہیں وہ نسل رسول سے ہیں ان کی نسل اور عادات پاک ہیں وہ قوموں کی مصیبت میں مدد کرنے والے ہیں۔ دلپذیر عادات والے ہیں جب بولتے ہیں دل پسند کلام کرتے ہیں۔ تیرے نہ جاننے سے کیا ہوتا ہے یہ فاطمہؑ کے بیٹے ہیں ان کے جد خاتم الانبیاء ہیں اللہ نے ان کو صاحب فضل و شرف بنایا ہے اور قلم قدرت نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے ان کے دادا سے انبیاء کا شرف ہے اور ان کی اُمت تمام انبیاء کے لیے باعث فخر ہے، ان کا احسان تمام مخلوق پر ہے اور ان سے ظلم اور مفلسی کی بلاہٹ جاتی ہے ان کے دونوں ہاتھ ابر رحمت کی طرح فیض پہنچاتے ہیں اور وہ افلاس کی وجہ سے کبھی نہیں رکتے وہ صاحب حلم و کرم ہیں۔ لوگ ان سے عرض حال کرتے نہیں ڈرتے وہ وعدہ خلافی نہیں کرتے مبارک عادتوں والے ہیں سائل ان کے در سے محروم نہیں جاتا یہ اس گروہ سے ہیں جن کی محبت دین ہے اور جن کا بغض کفر ہے اور ان کی قربت باعث نجات ہے ان کی محبت سے بلائیں دور ہو جاتی ہیں اور احسان اور نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں خطبہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے اور ان کے ذکر پہ بات ختم نہیں ہوتی ہے۔ وہ متقی لوگوں کے امام ہیں اور جب پوچھا جائے کہ اہل خیر کون ہے تو کہا جاتا ہے وہ ہی ہیں ان کی سخاوت اور کرم کی کوئی حد ہی نہیں ہے وہ بادل کی طرح سخاوت کرنے والے ہیں اور شجاعت میں شیر ہیں وہ ایسے پاکیزہ خصائل ہیں کہ بدی کا ان میں نام ہی نہیں چاہے ان کے پاس دولت ہو یا نہ ہو داد و دہش کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے جو اللہ کو پہچاننے والے ہیں وہ ان کی اولویت کو بھی جانتے ہیں۔ لوگوں نے دین کو ان کے ہی گھر سے پایا ہے، قریش کے گھروں میں روشنی ان ہی کے دم سے ہے مصیبتوں میں وہی حمایت کرنے والے ہیں قریش میں ان کے جد محمدؐ و علیؑ کو شہرت حاصل ہوئی بدر و احد و خندق و خیبر اور فتح مکہ ان کی شجاعت کے گواہ ہیں۔ غزوات میں تمام صحابہ پر ان کو فوقیت حاصل رہی۔

مفردات ونصوص

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ سے عراق جانے لگے تو ایک وصیت نامہ لکھ کر ام سلمہ کو دیا کہ جب علی بن الحسینؑ مدینہ واپس آئیں تو یہ ان کو دیدینا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ روز عاشور جب امام حسینؑ رخصت آخر کے لیے خیمہ میں آئے تو جناب زینبؑ کو اپنا وصیت نامہ ایک لفافہ میں بند کر کے دیا۔

زہری سے روایت ہے کہ محمد حنفیہ نے جب اوقاف امیرالمومنین کے متعلق حضرت علی بن الحسینؑ سے جھگڑا کیا تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ دمشق میں جا کر ولید سے اپنا استحقاق بیان کیجئے فرمایا کیا میں حرم خدا میں رہ کر اللہ کے غیر سے اپنی حاجت بیان کروں جو خالق سے سوال کرتا ہو وہ مخلوق سے کیا سوال کرے گا۔

زہری کہتے ہیں کہ خدا نے آپ کی ہیبت ولید کے دل میں پیدا کر دی تھی۔

مروی ہے کہ عمر بن علی علیہ السلام نے صدقات نبی و علی کے متعلق حضرت علی بن الحسینؑ سے نزاع کیا اور عبدالملک سے کہا کہ میں علیؑ کا بیٹا ہوں اور علی بن الحسینؑ پوتے ہیں پس میں زیادہ مستحق ہوں اس نے اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت امام زین العابدینؑ کے حق میں کیا جب وہاں سے نکلے تو عمر بن علی نے آپ کی شان میں ناسزا الفاظ کہے۔ مگر آپ نے صبر وضبط سے کام لیا کچھ دن بعد جب محمد بن علی حضرت کی خدمت میں آئے اور آپ کو سلام کرنے کے بعد دست بوسی کی تو آپ نے فرمایا تمہارے باپ کا ناروا برتاؤ اور قطع تعلق کرنا مجھے صلہ رحم سے نہیں روکتا۔ میں نے بیٹی خدیجہ کی تزویج تم سے کر دی۔

یزید نے حضرت علی بن الحسینؑ سے کہا کیسی عجیب بات ہے کہ تمہارے باپ نے تمہارا نام بھی علیؑ ہی رکھا فرمایا میرے پدر بزرگوار کو یہی نام زیادہ پسند تھا۔

طبری اور بلاذری میں ہے کہ یزید بن معاویہ نے حضرت علی بن الحسین سے کہا کیا تم میرے بیٹے (خالد) سے کشتی لڑنا چاہتے ہو فرمایا کشتی لڑنے سے کیا فائدہ ایک چاقو دے تاکہ میں اس کو قتل کر ڈالوں۔ یزید نے یہ شعر پڑھا۔

هذا من العصا عصية　　هل تلد الحية إلّا الحية

یزید نے کہا تمہارے باپ دادا چاہتے تھے کہ امیر بن جائیں خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان دونوں کو قتل کیا۔ حضرت نے فرمایا نبوت اور امارت میرے آباء واجداد کے لیے اس وقت سے تھی کہ تو پیدا بھی نہ ہوا تھا۔

جب حضرت نے اپنے کو حضرت رسول خدا سے نسبت دی تو یزید نے غصے میں آکر جلاد کو حکم دیا کہ ان کو فلاں باغ میں لے جا اور قتل کر کے دفن کر دے وہ حضرت کو لے گیا اور گڑھا کھودنا شروع کیا حضرت نماز پڑھنے لگے جب وہ قتل کے ارادے سے بڑھا تو ایک غیبی ہاتھ نکلا اور اس کی تلوار کے وار سے واصل جہنم کیا۔

یزید کا بیٹا خالد یہ دیکھ رہا تھا وہ گھبرایا ہوا بد حال باپ کے پاس پہنچا اور یہ حال بیان کیا اس نے جلاد کو اسی گڑھے میں دفن کرنے اور امام زین العابدینؑ کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

جہاں امام علیہ السّلام کو قید کیا تھا وہاں آج تک مسجد بنی ہوئی ہے۔

صاحب کتاب البدیع اور صاحب کتاب شرح الاخبار نے لکھا ہے۔

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند علی اکبر باقی رہے اور علی اصغر مقتول ہوئے۔ حضرت علی بن الحسینؑ کی عمر واقعہ کربلا کے وقت تیئس سال کی تھی اور ان کے فرزند محمد باقر ۵ سال کے تھے اور علی اصغر مقتول کی عمر ۱۳ سال تھی (مراد علی اکبر سے امام زین العابدینؑ ہیں اور حضرت علی اصغر سے مراد علی اکبر ہیں ذصحیح روایت ۱۸ سال کی ہے)

زیدیہ فرقے کے نزدیک نسل امام حسینؑ علی اصغر سے چلی جن کا سن کربلا میں سات سال کا تھا اور بعض کے نزدیک چار سال کا (یہ روایت مستند اور مشہور روایات کے بالکل خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کی بنیاد چار پر رکھی ہے۔ عناصر۔ طبائع۔ ریاح۔ سال کی فصلیں۔ آسمانی کتابیں، منتخب ملائکہ۔ مصطفیٰ انبیا، ممتاز محدثین، ممتاز صحابہ، ممتاز گھر۔ لا۔ الٰہ۔ الّا۔ اللّٰہ۔ سجاد میں بھی چار حروف ہیں اور وہ چوتھے امام ہیں۔

امام علیہ السّلام کے حالات اور تاریخ

آپ کے القاب۔ زین العابدین۔ وسید العابدین، وزین الصالحین، ووارث علم النبیین، والوصی الوصیین، وخازن وصایا المرسلین، وإمام المؤمنین، ومنار القانتین والخاشعین، والمتهجد والزاهد، والعابد، العدل، البكاء، السجاد، ذو الثفنات، إمام الامة، أبو الائمة

نسل امام حسینؑ آپ سے چلی۔

آپ کی کنیت ابو الحسن، ابو محمد، ابو القاسم۔

آپ کا مولد: مدینہ۔
تاریخ پیدائش ۱۵ر جمادی الآخر روز پنجشنبہ بعض کے نزدیک ۹ر شعبان ۳۸ھ قبل شہادت امیرالمومنینؑ دو سال اور بعض کے نزدیک سات سال پہلے۔ امیرالمومنینؑ کی زیر تربیت چار سال اور اپنے چچا حسنؑ کے ساتھ دس سال اور اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ دس سال رہے۔
مدینہ میں روز شنبہ ۱۸ یا ۱۹ر محرم ۹۵ھ میں وفات پائی۔
آپ کی عمر بعض کے نزدیک ۵۹ سال اور بعض کے نزدیک ۵۴ سال تھی۔
آپ کی امامت کا زمانہ ۳۴ سال تھا۔
آپ کے زمانہ میں بنی امیہ کے حسب ذیل بادشاہوں نے حکومت کی۔
یزید۔ معاویہ بن یزید۔ مروان۔ عبدالملک۔
آپ جنت البقیع میں اپنے چچا امام حسنؑ کے پاس دفن ہوئے۔
ابو جعفر ابن بابویہ نے بہ سند معتبر لکھا ہے کہ آپ کی وفات کا سبب عبدالملک بن مروان کا زہر دینا تھا۔
آپ کی اولاد حسب ذیل صورت میں تھی۔
(۱) امام محمد باقر علیہ السّلام۔
(۲) عبداللہ الباہر
دوسری بی بی سے ابی الحسین زید شہید اور عمر۔
تیسری سے حسین اصغر۔ عبدالرحمٰن۔ سلیمان۔
چوتھی سے حسن و حسین و عبداللہ۔
اور محمد اصغر جو سب سے چھوٹے تھے۔
لڑکیوں کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک کوئی صاحبزادی نہ تھیں۔
بعض نے تین صاحبزادیوں کے نام لکھے ہیں۔ فاطمہ۔ علیہ۔ ام کلثوم۔
آپ کے بعد حسب ذیل فرزند زندہ رہے۔
امام محمد باقرؑ۔ عبداللہ الباہر۔ زید بن علی۔ عمر بن علی۔ علی بن علی اور حسین اصغر۔
آپ کی والدہ ماجدہ جناب شہر بانو بنت یزدجرد بن شہریار کسریٰ تھیں۔ آپ کو شاہ زنان۔ جہاں بانو سلافہ اور خولہ بھی کہتے تھے۔
بعض کے نزدیک وہ بنت شیرویہ بنت کسریٰ ابرویز تھیں۔

بعض کے نزدیک ان کا نام برۃ بنت السوشجان تھا صحیح پہلی روایت ہے۔

امیر المومنینؑ نے ان کا نام مریم رکھا تھا اور بعض کے نزدیک فاطمہ اور ان کو لوگ سیدۃ النسا کہتے تھے۔

آپ کے دربان یحییٰ ابن ام الطویل المطعمی تھے۔

آپ کے اصحاب خاص یہ تھے۔

جابر ابن عبداللہ انصاری۔ عامر بن واثلہ کنعانی۔ سعید بن مسیب بن حزن۔ یہ بزرگ آثار قدیمہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ سعید بن جہان کنعانی غلام ام ہانی۔ یہ سب صحابی تھے۔

تابعین میں سے یہ تھے ابو محمد سعید بن جبیر غلام نبی اسد نزیل مکہ ان کو جہید العلما کہتے تھے یہ دو رکعتوں میں قرآن ختم کرتے تھے لوگ ان کے علم کے محتاج تھے اور محمد بن جبیر بن مطعم۔ ابو خالد کابلی قاسم بن عوف اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر، ابراہیم وحسن فرزندان محمد بن حنفیہ۔ حبیب ابن ابی ثابت، ابو یحییٰ اسدی۔ ابو الحازم الاعرج سلمہ بن دینار المدنی۔

آپ کے اصحاب خاص تھے۔

ابو حمزہ ثمالی جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔

فرات بن احنف۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام کے زمانے تک زندہ رہے۔

جابر بن محمد بن ابی بکر۔

ایوب بن الحسن۔

علی بن رافع۔

ابو محمد قرشی السدی الکوفی۔

ضحاک بن مزاحم خراسانی جو اصلاً کوفی تھے۔

طاؤس بن کیسان ابو عبدالرحمٰن

حمید بن موسیٰ کوفی۔

ابان بن رباح۔

ابو الفضل سدیر بن حکیم بن صہیب صیرفی بن زمانہ۔

عبداللہ البرقی

فرزدق

غلاموں میں شعیب۔

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد ہفتم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

در حالات امام محمد باقر علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظمؒ

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

فضائل ومناقب امام محمد باقر علیہ السلام

مفردات

آیہ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ (سورہ الانبیاء ۲۱/۷) کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہم ہیں اہل الذکر۔

ابوجعفر طوسی نے فرمایا رسول اللہؐ ذکر ہیں قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا (سورہ الطلاق ۶۵/۱۰) اور آئمہ اہل ذکر ہیں اور وہی حافظین وعارفین قرآن ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا ہم اہل ذکر ہیں ہم اہل علم ہیں اور ہم معدن تنزیل وتاویل ہیں۔

آیہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (سورہ البقرہ ۲/۱۴۳) کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہم ہیں خدا کے گواہ اس کی مخلوق پر اس کی حجت روئے زمین پر۔

آیہ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا (سورہ النحل ۱۶/۸۴) کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہم ہیں اس امت کے گواہ اور آیہ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (سورہ الرعد ۱۳/۴۳) کے متعلق فرمایا کہ شہید سے مراد ہم ہیں۔ آیہ مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ (سورہ الزمر ۳۹/۵۶) میں جنب ہم ہیں اور آیہ اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ (سورہ الحج ۲۲/۴۰) ہمارے بارے میں ہے آیہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورہ التوبہ ۹/۱۱۹) کے متعلق فرمایا صادقین سے مراد آل محمد ہیں۔

آیہ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (سورہ لقمان ۳۱/۲۰) کے متعلق فرمایا نعمت ظاہری سے مراد نبی اور ما جاء بہ النبی ہے متعلق معرفت وتوحید اور نعمت باطنی سے مراد ہم اہل بیت کی ولایت اور محبت ہے اور امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا کہ نعمت ظاہری سے مراد امام ظاہر اور نعمت باطن سے مراد امام غائب ہے۔

لوگوں نے کہا ہے فضل کی تین صورتیں ہیں فضل اللہ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ (سورہ البقرہ ۲/۶۴) فضل النبیؐ قل بفضل اللہ ورحمتہ) فضل سے مراد رسول اللہ اور رحمت سے مراد امیر المومنین۔ فضل الاوصیاء امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا آیہ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (سورہ النساء ۴/۵۴) میں الناس سے مراد ہم ہیں۔ ہم ہی محسود ہیں

بے شک اللہ نے دیا ہے بندہ مومن کو بدن صحیح لسان فصیح اور قلب صریح اور مکلف بنایا ہے ہر عضو کو اپنی ذات کی اطاعت اپنے نبی کی اطاعت اور ان کے خلفاء کی اطاعت کے لیے بدن کی اطاعت خدا و رسول اور اوصیائے رسول کی خدمت ہے زبان کی تکلیف اس کی توحید کی گواہی ہے اور قلب کا فرض اس کے ذکر سے اطمینان حاصل کرنا ہے اور محمد و آل محمد کے ذکر سے تسلی پانا پس جس نے زبان سے اقرار کیا اور دل سے اس کی تصدیق کی تو خدا اسے جنت عطا فرماتا ہے۔

مسند ابوحنیفہ میں ہے راوی کہتا ہے میں نے جب جعفر جعفی سے سوال کیا تو انہوں نے اس کے جواب میں ایک حدیث حزور شنائی اور کہا مجھ سے بیان کیا وصی الاوصیا وارث علم انبیاء نے (یعنی امام محمد باقر علیہ السلام)

ابونعیم نے حلیہ میں لکھا ہے کہ امام محمد باقر ذاکر خاشع اور صابر تھے۔

آپ کے القاب ہیں۔ الامام الباقر، والنور الباھر، والقمر الزاھر، والعلم القاھر، باقر العلم، معدن الحلم، اظھر الدین اظھاراً، وکان للاسلام مناراً، الصادع بالحق، والناطق بالصدق، وباقر العلم بقرا، وناثره نثرا، لم تأخذه فی الله لومة لائم، وکان لامره غیر مکاتم، ولعدوه مراغم۔ قالوا: الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم: یوسف بن یعقوب ابن اسحاق بن ابراھیم۔ وکذلک السید ابن السید ابن السید ابن السید: محمد بن علی بن الحسین بن علی۔

امام محمد باقر علیہ السلام کے معجزات

امام علیہ السلام کو کسی نے خبر دی کہ محمد بن مسلم درد میں مبتلا ہے آپ نے اپنے غلام کے ہاتھ پینے کی دوا بھیجی اور غلام سے کہا کہ جب تک وہ پی نہ لے واپس نہ آنا اور کہہ دینا اس کو پی کر میرے پاس آجانا۔ محمد کو یہ سن کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ ان میں اٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی الغرض جب وہ دوا ان کے پیٹ میں پہنچی تو سارا مرض کافور ہوگیا وہ آپ کے دروازے پر آئے اور اذن باریابی چاہا آپ نے فرمایا تم تندرست ہوگئے۔ اندر آؤ۔ وہ روتے ہوئے داخل ہوئے اور حضرت کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے پوچھا محمد تم کیوں رو رہے ہو انہوں نے کہا اپنی غربت، بعد مشقت اور اتنی مقدرت حاصل نہ ہونے پر کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت حاصل کروں۔ حضرت نے فرمایا قلت مقدرت

کے متعلق یہ ہے کہ ہمارے اولیاء اور اہل مودّت کو خدا نے اسی حالت میں رکھا ہے اور ابتلا کو ان سے مخصوص کیا ہے۔ رہا غربت کا معاملہ تو اس دار دنیا میں ہر شخص غریب ہے اور جب تک زندہ ہے پریشان رہے گا کہ یہاں سے نکل کر رحمتِ خدا تک پہنچے، اور ہمارے قرب کی محبت اور شوقِ زیارت کا جو ذکر کیا تو جو محبت ہماری تمہارے دل میں ہے وہ مستحقِ جزا ہے۔

بشر سے مروی ہے کہ میں ایک روز امام محمد باقر علیہ السّلام کے دروازے پر آیا اور دق الباب کیا ایک کنیز آئی میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اپنے آقا سے کہو کہ بشر حاضر ہے آپ نے اندر سے فرمایا تیرا باپ مرے، داخل ہو جب میں اندر آیا تو فرمایا اگر یہ دیوار ہماری نگاہ کو بھی اسی طرح روکے جیسے تمہاری نظر کو روکتی ہے تو پھر ہم میں اور تم میں فرق کیا رہا ہے۔ میں نے کہا کسی اور نیت سے ایسا نہیں کیا۔

ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں ایک عورت کو قرآن پڑھاتا تھا میں نے اس سے مزاح کیا جب حضرت کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا آئندہ نہ کرنا۔

ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ ایک سال امام محمد باقر علیہ السّلام حج کے لیے تشریف لائے ہشام بن عبدالملک بھی آیا ہوا تھا حضرت کے گرد لوگوں کا بڑا مجمع تھا عکرمہ نے کہا یہ کون ہے جس کی پیشانی پر علم کی چمک ہے میں ان کو ذلیل کروں گا۔ جب حضرت کے سامنے آیا تو اس کے بدن میں تھرتھری پڑ گئی اور گر گیا کہنے لگا میں ابن عباس وغیرہ کی مجلسوں میں شریک ہوتا رہا ہوں لیکن ایسا رعب مجھ پر کبھی طاری نہیں ہوا فرمایا وائے ہو تجھ پر اے اہل شام کے غلام تو سامنے ہے ان بیوت کے جن کے متعلق خدا نے کہا ہے۔ بُيُوتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ (سورہ النور ۲۴/۳۶)۔

جابر ابو الیبہ سے مروی ہے کہ میں نے مکہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ باب و حجر کے درمیان آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے دعا کر رہا ہے اور لوگ اس کے گرد جمع ہیں اور مشکل سے مشکل سوالات کر رہے ہیں اور وہ بے تامل سب کے جواب دے رہا ہے۔ جب وہ اپنی سواری کی طرف چلا تو کسی کہنے والے نے کہا یہ ہے نور تابندہ یہ ہے نسیم رحمت اور حق واضح کچھ لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے کسی نے کہا یہ باقر العلوم ہیں یہ محمد بن علی بن الحسینؑ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ کہا کہ یہ باقر علم الرسل ہیں یہ مبین السبیل ہیں یہ اصحاب سفینہ کے بہترین لوگوں میں ہیں یہ ابن فاطمۃ الزہرا ہیں۔ یہ زمین میں بقیۃ اللہ ہیں۔ یہ ناموس الدہر ہیں یہ ابن محمد و خدیجہ و علی و فاطمہ ہیں یہ دین کے قائم رہنے والے مینار ہیں۔

جابر بن یزید جعفی سے مروی ہے کہ شیعیان علی نے بنی امیہ کے مظالم کی امام زین العابدینؑ سے شکایت کی آپ نے امام محمد باقر علیہ السّلام کو بلا کر فرمایا اس تاگے کو لو جو جبرئیل حضرت رسول خدا کے لیے لائے تھے اور اس کو حرکت دو۔

امام محمد باقر علیہ السّلام اس کو لے کر مسجد میں آئے دو رکعت نماز پڑھی اور رخسارہ خاک پر رکھ کر کچھ کلمات کہے پھر سَر اٹھایا۔ اور اپنی آستین سے ایک باریک تاگا نکالا جو خوشبو سے مہکا ہوا تھا اور اس کا ایک کنارہ مجھے دے کر فرمایا اے جابر اس کو ہلکی سے حرکت دو۔ پھر فرمایا باہر جاکر دیکھو لوگوں کا کیا حال ہے۔ میں مسجد سے نکلا تو لوگوں میں واویلا مچی ہوئی تھی۔ سخت زلزلہ آیا ہوا تھا لوگوں کے مکانات گر رہے تھے اور لوگ دب دب کر مر رہے تھے۔ پھر حضرت منبر پر تشریف لائے اور بلند آواز سے فرمایا اے جھوٹے گمراہو لوگوں نے سمجھا آسمانی آواز ہے پس وہ منہ کے بل گر پڑے اور ان کے دل بیٹھ گئے اور سربسجود ہوکر کہنے لگے الامان الامان وہ حق کی آواز کو سن رہے تھے مگر کہنے والا نظر آتا تھا وہ سخت اضطراب میں تھے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت کی فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ (سورہ النحل ۱۶/۲۶) جب حضرت منبر سے اُترے اور مسجد سے باہر نکلے تو میں نے اس دھاگے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا یہ بقیہ ہے میں نے پوچھا بقیہ کیا فرمایا بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ (سورہ البقرہ ۲/۲۴۸) اور جبریل نے وہ ہم کو دیا ہے۔

مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام مدینہ سے مکہ کو جا رہے تھے راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا گدھا مر گیا ہے اور اس کا سامان بکھرا پڑا ہے اور وہ رو رہا ہے اس نے حضرت سے کہا میرے لیے دُعا فرمایئے حضرت نے دعا کی تو گدھا زندہ ہوگیا۔

ابو بصیر سے مروی ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا آپ وارثان رسول ہیں فرمایا بے شک میں نے کہا رسول اللہ وارث علوم انبیا تھے۔ فرمایا بے شک میں نے کہا کیا آپ مردوں کو جلانے اندھوں کو بینا کرنے اور جذامیوں کو اور کوڑھیوں کو اچھا کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ فرمایا ہاں باذن اللہ۔ اچھا تم میرے قریب آؤ حضرت نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا میں بینا ہوگیا فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو اسی حالت میں رہ کر روز قیامت عام لوگوں کی طرح امید و بیم میں رہو یا جیسے تھے ویسے ہی ہو جاؤ اور جنت تمہارے لیے ہو۔ میں نے کہا میں پہلی حالت پر رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے پھر ہاتھ پھیرا میں جس طرح تھا ویسا ہی ہوگیا۔

حلیۃ الاولیا میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے کچھ پرندوں کو چہچہاتے سُنا ابو حمزہ ثمالی سے فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا کہتی ہیں انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں فرمایا تسبیح کر رہی ہیں اور اپنا رزق طلب کر رہی ہیں۔

جابر ابن یزید جعفی سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن الحسن کے پاس گیا انہوں نے کہا محمد بن علی میرے اوپر لوگوں کو کیوں فضیلت دیتے ہیں وہاں سے میں امام محمد باقر علیہ السّلام کے پاس آیا۔ حضرت مجھے دیکھ کر ہنسے اور فرمایا اے جابر عبداللہ ابن حسن ابھی آنے والے ہیں۔ میں دروازہ کی طرف دیکھنے لگا۔ ناگاہ وہ آموجود ہوئے حضرت نے فرمایا اے عبداللہ کیا تم ہی یہ کہتے تھے کہ محمد بن علی کو مجھ پر کیا فضیلت ہے جس طرح محمد و علی ان کے باپ دادا اسی طرح میرے بھی

ہیں۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا اے جابر ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ روشن کر دو۔ جب لکڑیاں جل کر کوئلہ بن گئیں تو آپ اس آگ کے پاس تشریف لائے اور عبداللہ سے فرمایا اگر تمہیں سیادت کا دعویٰ ہے تو اس میں کود پڑو اگر سچے ہو تو یہ تمہیں جلائے گی نہیں انہوں نے منظور نہ کیا حضرت نے ہنس کر فرمایا فبهت الذي كفر

ابو حمزہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے ایک باغ کی طرف سوار ہو کر چلے۔ سلیمان بن خالد نے کہا کیا امام اپنے دن بھر کے آنے والے حالات جانتا ہے آپ نے فرمایا اے سلیمان قسم اس ذات کی جس نے محمد کو نبی مصطفٰے بنایا۔ امام دن، مہینہ اور سال بھر کے حالات جانتا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا ابھی تیرے سامنے دو آدمی آئیں گے جو چور ہیں اور جنہوں نے چوری کا مال چھپا دیا ہے۔ ناگاہ وہ دونوں آگئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم دونوں نے مال چرایا ہے انہوں نے قسم کھا کر کہہ دیا ہم نے نہیں چرایا۔ آپ نے فرمایا اگر تم نے مال مسروقہ برآمد نہ کیا تو میں کسی کو وہاں بھیجوں گا جہاں تم نے مال مسروقہ رکھا ہے اور میں تم کو پکڑوا کر صاحب مال کے پاس بھجوا دوں گا اور پھر وہ تم کو حاکم مدینہ کے پاس لے جائے گا۔

آپ نے غلاموں سے فرمایا تم مع سلیمان کے فلاں پہاڑ پر جاؤ اور اس کی چوٹی پر چڑھنا وہاں ایک غار ملے گا اے سلیمان تم اس کے اندر جانا اور جو کچھ ہو اسے باہر نکال لانا اور میرے غلاموں کے سپرد کر دینا یہ اس شخص کا مال ہے جو کچھ دن بعد آنے والا ہے۔ سلیمان کہتا ہے میں گیا اور دو گٹھریاں مال برآمد کر کے لے آیا۔ مدینہ میں کچھ لوگ چوری کے جرم میں پکڑے گئے۔ حضرت نے فرمایا یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن کا مسروقہ مال بطور امانت میرے پاس ہے۔ پھر آپ نے ایک شخص سے پوچھا تمہارا کیا کیا مال چوری گیا اس نے کہا فلاں فلاں مال آپ نے فرمایا اس گٹھری میں تو وہ ہے نہیں پھر تم نے جھوٹ کیوں بولا اس نے کہا آپ تو جانتے ہی ہیں جو کچھ چوری ہوا ہے تب آپ نے دوسری گٹھری سے جس میں اس کا مال تھا اسود لیے ان پر خاک کے جو اس نے غلط بیان کی تھیں اور نا مکہ بتائی تھیں اسے دیدیا اور والی مدینہ سے فرمایا اس دوسری گٹھری کا مالک جو ایک بربری ہے چند روز بعد آئے گا اسے میرے پاس بھیج دینا اس کا مال میرے پاس ہے اور ان دونوں چوروں کے ہاتھ قطع کر۔ تین دن بعد وہ بربری آگیا جب وہ حضرت کے پاس آیا تو فرمایا کیا میں بتاؤں تیری گٹھری میں کیا ہے اس نے کہا اگر آپ نے بتا دیا تو میں سمجھوں گا آپ امام ہیں حضرت نے فرمایا اس میں ہزار دینار تیرے ہیں اور ہزار تیرے غیر کے اور ایسے ایسے کپڑے ہیں اس نے کہا اس دوسرے کا نام بتائیے جس کے روپے ہیں فرمایا محمد ابن عبدالرحمٰن اور وہ دروازے پر تیرا انتظار کر رہا ہے۔ بربری نے کہا میں خدا کی توحید محمد کی رسالت اور اہل بیت کی ولایت پر ایمان لے آیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، ایک دن آپ نے فرمایا میری عمر کے پانچ سال باقی ہیں۔ میں نے حساب کیا تو نہ ایک کم تھا نہ زیادہ۔

محمد بن سلیمان سے مروی ہے کہ ایک شامی ناصبی امام محمد باقر علیہ السلام کی مجلس میں آیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا تمہارے بغض میں اللہ کی عبادت اور اطاعت ہے لیکن چونکہ تم مرد فصیح ہو لہذا شریک صحبت ہوتا ہوں۔ حضرت فرماتے تھے کوئی مخفیہ بات اللہ سے پوشیدہ نہیں۔ وہ شامی جب بیمار ہوا اور مرض نے شدت اختیار کی تو اس نے اپنے ولی سے کہا جب میں مرجاؤں تو محمد بن علی سے کہنا میرے جنازہ کی نماز پڑھیں۔ چنانچہ جب وہ مرگیا تو اس کا ولی حضرت کے پاس آیا آپ نے فرمایا دفن میں جلدی نہ کرنا میں صبح کو آؤں گا۔ آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی پھر سجدہ میں گئے اور تمام رات سجدے میں گزاری اس کے بعد آپ اس شامی کے گھر آئے اور اسے پکارا اس نے جواب دیا۔ پھر آپ نے اسے اٹھا کر بٹھایا اور ستو منگا کر اسے پلائے آپ نے فرمایا اس کے شکم کو سرد طعام سے پُر کرو اس کے بعد جب آپ وہاں سے چلے تو وہ شامی آپ کے پیچھے چلا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں اس کی مخلوق پر۔ حضرت نے پوچھا تجھ پر کیا ظاہر ہوا کہا جب میری روح قبض ہوئی تو ایک منادی کو میں نے یہ کہتے سنا کہ اس کی روح کو پلٹا دو اس کے متعلق ہم سے محمد بن علی نے چھوڑنے کا سوال کیا آپ نے فرمایا آگاہ ہو اللہ بندہ کو دوست رکھتا ہے اس کے عمل سے بغض رکھتا ہے اور بغض رکھتا ہے بندے سے اور دوست رکھتا ہے اس کے عمل کو یہ شخص پھر آپ کے اصحاب میں سے ہوگیا۔

ثعلبی کی نزہۃ القلوب میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہشام نے مجھے بلایا۔ جب میں گیا تو بہت سے بنی امیہ کو اس کے گرد پایا اس نے مجھ سے کہا اے ترابی میرے پاس آ۔ میں نے کہا خدا نے ہم کو مٹی سے بنایا ہے اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں پھر اس نے مجھے پاس بلایا اور کہا تم ہی وہ ابو جعفر ہو جو بنی امیہ کو قتل کرے گا میں نے کہا نہیں اس نے کہا پھر وہ کون ہے۔ میں نے کہا وہ ہمارا چچا زاد بھائی ابو العباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہوگا۔ پوچھا وہ کب ہوگا؟ میں نے کہا چند سال بعد وہ وقت زیادہ دور نہیں۔

کتاب المعجزات میں ہے کہ ایک جن اژدھے کی صورت میں حجر اسود کے پاس دیکھا گیا اس نے خانہ کعبہ کے گرد سات بار طواف کیا پھر مقام ابراہیم پر آکر اپنی دم پر کھڑا ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ یہ واقعہ زوال شمس کے بعد کا ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے چند اصحاب نے اس کو دیکھا اور امام کی خدمت میں آکر یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس سے جاکر کہو کہ محمد بن علی کہتے ہیں کہ یہ وقت لوگوں کے یہاں آنے جانے کا ہے تو نے اپنی عبادت ختم کرلی اب یہاں سے جا لوگ خائف و ترساں ہیں پس وہ غائب ہوگیا۔

جابر جعفی کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی امیہ کی سلطنت اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک ہماری اس مسجد کی دیوار نہ گرے گی اور اس سے مراد حضرت کی مسجد جعفی ہے۔ حضرت نے جیسی خبر دی تھی ویسا ہی ہوا

کمیت الاسدی سے مروی ہے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس بنی مخزوم کا بھی ایک شخص بیٹھا تھا۔ میں نے مدح اہل بیت میں قصیدہ پڑھا آپ نے غلام کو دیا تھیلی لاؤ وہ لے آیا اور فرمایا یہ پچاس ہزار درہم

رہے۔ میں نے کہا یہ قصیدہ بہ طمع دینا نہیں کہا اور وہ رقم لینے سے انکار کر دیا۔ حضرت نے غلام سے فرمایا جہاں سے لایا ہے وہیں جا کر رکھ دے۔ مخزومی نے کہا کیسی عجیب بات ہے میں نے دس ہزار آپ سے مانگے اور آپ نے کہہ دیا میرے پاس نہیں ہیں لیکن کیت کو آپ نے پچاس ہزار منگا دیئے میں آپ کو سچا اور متقی جانتا ہوں فرمایا اندر داخل ہوا اور اس رقم کو لے۔ مخزومی داخل ہوا مگر دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ یہ دلیل ہے اس کی کہ خزانے چھپے ہوئے ہیں ان کے لیے۔

معتب سے مروی ہے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ ایک زمین پر گیا۔ حضرت نے دو رکعت نماز ادا کرکے فرمایا۔ میں نے ایک دن والد ماجد کے ساتھ صبح کی نماز یہاں پڑھی۔ حضرت تسبیح پڑھ رہے تھے کہ ایک لمبا بوڑھا آیا اور حضرت کو سلام کیا اس کے پیچھے پیچھے ایک جوان آیا اس نے بھی میرے والد کو سلام کیا اور بڈھے کا ہاتھ پکڑ کر کہا کھڑا ہو کیا تو ان پر ایمان نہیں رکھتا جب وہ دونوں چلے گئے تو میں نے والد ماجد سے پوچھا یہ کون تھے فرمایا وہ ملک الموت تھا اور یہ جبرئیل (یہ روایت ضعیف ہے)

جابر ابن یزید جعفی سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہم ہر شخص کو دیکھ کر اس کے ایمان و نفاق کی صورت کو جان لیتے ہیں۔

ایک روز حضرت کے سامنے عمر بن سخنہ کندی کا ذکر آیا لوگوں نے اس کے تزکیہ نفس کی تعریف کی فرمایا تم کو لوگوں کے حالات کا کیا علم۔ میں نے پہلی ہی نظر میں اسے تاڑ لیا تھا یہ اخبث الناس ہے چنانچہ میں بعد میں وہ بڑا بدکار ثابت ہوا۔

عبداللہ بن عطا مکی سے مروی ہے میں امام محمد باقر علیہ السلام کے شوق زیارت میں مدینہ آیا اتفاقاً بارش زور کی ہونے لگی اور سردی بھی زور پکڑ گئی۔ نصف شب کے وقت میں حضرت کے دروازہ پر پہنچا دل میں سوچا دق الباب کروں یا صبح تک یوں ہی کھڑا رہوں ناگاہ اندر سے آواز آئی اے لونڈی کواڑ کھول دے دروازہ پر ابن عطا ہے سردی اور بارش سے اذیت پہنچ رہی ہے لونڈی نے دروازہ کھولا تو میں اندر داخل ہوا۔

عبداللہ بن کثیر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السّلام کا گزر ایک وادی سے ہوا آپ نے وہاں خیمہ لگایا پھر حضرت ایک سوکھے درخت خرمہ کی طرف سے گزرے۔ حمد خدا کے بعد آپ نے کچھ ایسے کلمات کہے جن کو میں نہ سمجھا۔ پھر فرمایا اے درخت مجھے پھل دے یہ فرماتے ہی سرخ اور زرد کھجوریں گرنے لگیں۔ حضرت نے بھی کھائیں اور ابو امیہ انصاری نے بھی جواب کے ساتھ تھے پھر فرمایا هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا (سورہ مریم ۲۵/۱۹) لیکن یہ صورت ہمارے لیے بھی ہے۔

عمر بن حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے کہا کہ مجھے اسم اعظم تعلیم فرما دیجئے۔ فرمایا اندر حجرہ میں داخل ہو اس کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ تمام گھر میں زلزلہ آیا تاریکی چھا گئی۔ اور میرا بدن کانپنے لگا فرمایا اب کیا کہتے ہو تعلیم دوں۔ میں نے کہا نہیں۔ حضرت نے ہاتھ اٹھا لیا۔ تاریکی دور ہوئی اور زلزلہ جاتا رہا۔

جب زید بن علی نے اپنی بیعت کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ہم اہل بیت میں قبل خروج مہدی خروج کرنا ایسا ہے جیسے پرندہ کا بچہ پر و بال پوری طرح نکلنے سے پہلے اپنے گھونسلے سے نکل پڑے اور زمین پر گر جائے اور لڑکے اس سے کھیلیں۔ پس اپنے کو اس سے بچاؤ کہ کناسہ میں تم کو سولی دی جائے وہ نہ مانے آخر جو حضرت نے کہا تھا وہی ہوا۔

محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ میں اور امام محمد باقر علیہ السّلام مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہے تھے میں گدھے پر سوار تھا اور حضرت خچر پر ناگاہ ایک بھیڑیا پہاڑ کے اوپر سے آیا اور امام علیہ السّلام کی طرف بڑھا اور اپنا پنجہ قربوس زین پر رکھ دیا اور اپنا منہ حضرت کے کان کے قریب لایا اور کچھ کہنے لگا۔ حضرت نے فرمایا جا میں نے کر دیا وہ چلا گیا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا تم جانتے ہو اس نے کیا کہا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول اور فرزند رسول اس سے بہتر جانتے ہیں فرمایا اس نے کہا میری مادہ اس پہاڑ پر ہے بچہ جننا اس پر دشوار ہو رہا ہے آپ خدا سے دعا کریں کہ اس مشکل کو آسان کرے اور میری نسل میں سے کسی کو آپ کے شیعوں پر مسلط نہ کرے۔ میں نے کہا میں نے دعا کر دی۔

حسن محمد نے بسند ابو بکر حضرمی روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کو ہشام نے دمشق میں بلایا جب حضرت اس کے محل کے دروازہ پر پہنچے تو اس نے اپنے اصحاب سے کہا جب میں محمد بن علی کو سرزنش کرنے سے رکوں تو تم کرنا پھر اس نے حضرت کو اندر بلایا حضرت کو دیکھ کر اس نے ہاتھ اٹھایا اور کہا السلام علیکم سب حاضرین دربار نے سلام کیا۔ آپ ایک مناسب جگہ پر بیٹھ گئے۔ ہشام نے سخت لہجہ میں کہا آپ نے دربار خلافت میں آکر سلام ترک کیا اور بے اجازت بیٹھ گئے اور کہنے لگا اے محمد بن علی تم میں سے ہر شخص افتراق بین المسلمین کی کوشش کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے نفس کی طرف بلاتا ہے اور باوجود حماقت اور قلت علم کے اپنے کو امام بتاتا ہے اس کے بعد اس نے سرزنش کی اور جب وہ چپ ہوا تو اس کے درباریوں نے یکے بعد دیگرے ایسا ہی کیا جب وہ سب کچھ کہہ چکے تو آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! تمہارا خیال کہاں ہے کدھر بہکے جا رہے ہو۔ ہم سے خدا نے تمہارے پہلوں کو بھی ہدایت کی اور تمہارے آخر بھی ہم ہی سے پائیں گے۔ اگر تمہارے لیے یہ ملک معجل (دنیا) ہے تو ہمارے لیے ملک مؤجل (آخرت) ہے اور اہل عاقبت کے لیے اس کے بعد کوئی حکومت نہیں خدا فرماتا ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (سورہ التوبہ ۱۲۸/۷) ہشام نے حضرت کو قید کرنے کا حکم دیا جب حضرت زندان میں آئے اور وہاں قیدیوں سے بات چیت کی تو وہ سب آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ زندان بان نے حضرت کے ان اثرات کی خبر ہشام کو دی اس نے حکم دیا ان کو مدینہ روانہ کر دو۔ مگر بازاروں کے اندر سے نہ لے جانا اور ان کو آب و طعام سے ترسانا۔ روانہ ہوئے تو کھانے پینے پر بندش رہی۔ بمشکل مدینہ پہنچے وہاں دروازے شہر کے بند پائے۔ حضرت کے ہمراہیوں نے بھوک پیاس کی شکایت کی۔ حضرت پہاڑ پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے فرمایا اے ظالم مدینہ والو میں بقیۃ اللہ ہوں خدا نے فرمایا ہے بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورہ ہود ۸۶/۱۱) وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (سورہ انعام

سو، اور ان میں ایک بوڑھا آدمی تھا وہ قوم کے پاس آکر کہنے لگا واللہ یہ شعیب نبی کا سا بلانا ہے اگر تم اس آواز پر نکلو تو تمہارے اوپر اور نیچے سے عذاب آئے گا میری تصدیق کرو اور میری اطاعت کرو۔ میں تمہیں نصیحت کرنے والا ہوں تم جلد از جلد امام محمد باقرؑ کے پاس پہنچو۔

سدیر صیرفی سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ کو مدینہ سے کچھ چیزیں منگانی تھیں میں ان کو لینے کے لیے چلا راہ میں ایک شخص مجھے ملا اور ایک تحریر مجھے دی، میں نے دیکھا اس کے ہاتھ میں حضرت کی انگوٹھی تھی میں نے پوچھا تو حضرت سے کب ملا تھا اس نے کہا ابھی میں نے دیکھا اس پرچہ میں وہی چیزیں تھیں جن کے لانے کا حکم دیا تھا۔ اس کے بعد دیکھا تو وہ شخص غائب تھا۔ پلٹا تو حضرت سے ملاقات ہوئی میں نے حال بیان کیا۔ فرمایا ہمارے خدمت گار جن بھی ہیں جب جلدی ہوتی ہے تو ان سے بھی کام لیتے ہیں۔

امام علیہ السلام سے منقول ہے کہ میری والدہ دیوار کے پاس بیٹھی تھیں ہم نے دیکھا کہ وہ گرا چاہتی ہے انہوں نے دیوار پر ہاتھ رکھ کر کہا قسم ہے حق مصطفےٰ کی میں گرنے کی اجازت نہیں دیتی وہ دیوار فضا میں معلق ہو گئی میرے والد نے ایک سو دینار صدقہ دیئے۔

نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ ایک مرد طویل القد نے جعفر جعفی کو ایک خط لا کر دیا اس نے آنکھوں سے لگایا پھر کھولا تو وہ امام محمد باقرؑ کا تھا اس کو پڑھ کر وہ ایسے دل گرفتہ ہوئے کہ پھر میں نے ان کو ہنستے نہ دیکھا القصہ کوفہ پہنچے رات میں نے بسر کی صبح کو میں نے جابر کو دیکھا دیوانوں کی طرح لکڑی کا گھوڑا بنا کر پھرتا ہے کہتے پھرتے ہیں منصور بن جمہور امیر غیر مامور داخل ہو گیا۔ لوگوں نے جمع ہو کر غل مچانا شروع کیا جابر دیوانے ہو گئے۔ چند روز بعد ہشام ابن عبدالملک کا خط حاکم کوفہ کے پاس آیا اور اسے لکھا کہ جابر کو قتل کر کے اس کا سر میرے پاس بھیج دے اس نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا یہ کون جابر ہے انہوں نے کہا یہ بڑا عالم و فاضل شخص ہے لیکن مجنون ہو گیا ہے وہ لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہو کر بچوں کے ساتھ دوڑا دوڑا پھرتا ہے اس نے کہا خدا کا شکر ہے کہ میں اس کے قتل سے بچ گیا چند روز بعد ہی منصور بن جمہور کوفہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوا اور وہی کیا جو جابر نے کہا تھا ابوبصیر سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ ایک روز مسجد میں بیٹھے کہ ابوالدوانیق اور داؤد بن علی اور سلیمان بن مجالد بھی وہاں آئے اور مسجد کے ایک حصہ میں بیٹھ گئے پھر وہ دونوں حضرت کے پاس آئے آپ نے فرمایا اس ظالم و مغرور کو میرے پاس آنے سے کس چیز نے روکا ہے انہوں نے عذر بیان کر دیا حضرت نے فرمایا اے داؤد کچھ دن بعد ملک کے مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور لوگوں کو ذلیل کرے گا ان دونوں نے یہ خوشخبری منصور دوانقی سے بیان کیا چنانچہ حضرت نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

ابوبصیر سے مروی ہے کہ حضرت ایک زمین پر پہنچے اور فرمایا لوگو تمہارا کیا حال ہوگا جب ایک شخص چار ہزار فوج لے کر یہاں داخل ہوگا اور تین دن قتل عام کرے گا اور تم پر وہ مصیبت نازل ہوگی کہ اس کے دفع کرنے پر قادر نہ ہو گے اور یہ اگلے سال ہوگا پس تم اپنی پناہ کی جگہ ڈھونڈو اور یاد رکھو جو میں نے کہا ہے وہ ہو کر رہے گا پس سوائے بنی ہاشم کے کسی نے جائے پناہ تلاش نہ کی۔ اگلے سال ابو جعفر منصور نے اہل مدینہ پر حملہ کیا۔ بنو ہاشم شہر سے باہر چلے گئے۔ پس جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

مشمعل اسدی نے ابوبصیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرد خراسانی سے امام علیہ السلام نے پوچھا تمہارے باپ کا کیا حال

ہے اس نے کہا ٹھیک ہے فرمایا تیرا باپ گھر سے نکلنے اور جرجان پہنچنے کے بعد ہلاک ہو گیا۔ پھر پوچھا تیرے بھائی کا کیا حال ہے اس نے کہا ٹھیک ہے فرمایا اس کو فلاں روز اس کے پڑوسی صالح نے قتل کر دیا وہ شخص رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا صبر کر تو کیا جانے خدا نے ان کے ساتھ کیا کیا جنت میں ان کو جگہ دی ہے۔ اس نے کہا میں اپنے بیٹے کو شدید درد میں مبتلا چھوڑ کر آیا تھا آپ نے مجھ سے اس کے متعلق نہ پوچھا۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ اس کے چچا نے اپنی بیٹی سے اس کی شادی کر دی جب تم واپس جاؤ گے تو اس کا لڑکا دیکھو گے اس کا نام علی رکھنا وہ ہمارے شیعوں میں سے ہوگا۔ تیرا بیٹا ہمارا شیعہ نہیں ہے بلکہ دشمن ہے۔

عاصم حناط نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے ایک مرد افریقی سے پوچھا۔ راشد کا کیا حال ہے اس نے کہا میں اس کو صحیح سالم چھوڑ کر آیا ہوں آپ کو اس نے سلام کہا ہے آپ نے فرمایا خدا اپنی رحمت اس پر نازل کرے وہ تمہارے وہاں سے چلنے کے دو روز بعد مر گیا۔

کچھ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آئے اور علامت امامت دریافت کی آپ نے ان سب کے نام بتائے اور جو سوال کرنے کا ارادہ رکھتے تھے وہ بھی بتا دیئے کہ تم اس آیت کے متعلق دریافت کرنا چاہتے تھے كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (سورہ ابراہیم ۱۴/۲۴/۱۳) انہوں نے کہا بیشک ایسا ہی ہے فرمایا وہ درخت ہم ہیں کہ ہر زمانے میں اپنے علم سے اپنے شیعوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

ابو بصیر اور علی بن حمزہ کہتے ہیں کہ ہم ابو بصیر کے ہمراہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اپنی کنیز سکینہ سے فرمایا چراغ لے آ وہ لے آئی فرمایا فلاں جگہ جو بقچہ رکھا ہے وہ بھی لے آ۔ وہ ہندی یا سندی ساخت کا ایک صندوقچہ لے آئی حضرت نے مہر توڑ کر اس میں سے ایک زرد رنگ کا صحیفہ نکالا۔ حضرت نے پہلے اس کو اوپر کی طرف سے دیکھا پھر نیچے کی طرف سے پھر آپ نے میری طرف نظر کی میں کانپنے لگا۔ حضرت نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا خوف نہ کر پھر صحیفہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا دیکھو اس میں کیا ہے میں نے کہا میرا نام ہے اور میرے باپ کا اور میری اولاد کا فرمایا علی بن حمزہ اگر یہ چیز میرے پاس تمہارے متعلق نہ ہوتی تو تم کو اس امر کی اطلاع کوئی نہ دیتا۔ وہ کہتے ہیں اس کے بعد میں بیس سال زندہ رہا پھر میرے اتنی ہی اولاد ہوئی جتنی میں نے صحیفہ میں دیکھی تھی۔

ایک موحد امام علیہ السّلام کے پاس آیا اور اپنے باپ کے ناصبی اور فاسق ہونے کی شکایت کی اور کہا وہ مرتے وقت اپنا مال کہیں چھپا گیا ہے حضرت نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ وہ مال تجھے مل جائے اس نے کہا جی ہاں میں ایک غریب آدمی ہوں حضرت نے ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر مہر لگا دی اور فرمایا رات کے وقت اس خط کو لے کر بقیع میں جا اور قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر ندا کر اے درجان چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ ایک شخص آیا اس نے وہ خط اسے دیا اس نے پڑھ کر کہا کیا تم اپنے باپ سے ملنا چاہتے ہو اس نے کہا ضرور اس نے کہا وہ جنجنان میں ہے میں ابھی اس کو لاتا ہوں۔ تھوڑی دیر میں ایک ایسے شخص کو کھینچ

کرایا۔ جو سر سے پیر تک سیاہ تھا اور سیاہ رسی اس کی گردن میں تھی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ اس نے کہا یہ ہے تمہارا باپ جہنم کے شعلوں نے اس کا بدن کالا کر دیا ہے۔ میں نے اس کا حال پوچھا اس نے کہا میں بنی امیہ کا دوست تھا اور تم اہلبیت کا اسی لیے میں تجھ سے ناخوش تھا اس لیے میں نے اپنا مال تجھے نہ دیا اور دفن کر دیا۔ اب میں سخت نادم ہوا۔ اب تو میرے باغ میں جا اور زیتون کے درخت کے نیچے زمین کھود وہاں سے تجھ کو پچاس لاکھ روپے ملیں گے ان میں سے پچاس ہزار محمد بن علی کو دیدینا باقی تیرے ہیں۔ اس نے ایسا ہی کیا حضرت نے اس مال سے اپنا قرضہ ادا کیا اور ایک زمین خرید لی فرمایا یہ ندامت تیرے باپ کے لیے مفید ہوگی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا علم

حضرت نے فرمایا ہمیں علم منطق الطیر دیا گیا ہے اور ہر شے ہم کو دی گئی ہے۔

سماعہ بن مہران نے روایت کی ہے کہ حضرت کے اصحاب نے نہایت دردناک آواز میں بزبان سریانی آپ کو قرأت کرتے سُنا۔ موسیٰ بن اکیل نمیری سے مروی ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے دروازہ پر آیا اذن دخول چاہا ناگاہ میں نے سُنا کہ آپ عبرانی زبان میں کچھ پڑھ رہے ہیں میں نے پوچھا حضور یہ کیا ہے فرمایا یہ مناجات ایلیا ہے۔

مروی ہے کہ اولاد امام حسنؑ اور امام حسینؑ میں سے کسی سے اتنے علوم ظاہر نہیں ہوئے جتنے امام محمد باقرؑ سے۔

محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے تیس ہزار احادیث حضرت سے سنیں۔

آپ سے روایت حدیث کرنے والے صحابہ رسول بھی تھے۔ تابعین بھی اور بڑے بڑے فقہا بھی صحابہ میں جابر ابن عبداللہ انصاری تابعین میں جابر ابن یزید جعفی۔ کیسان سختانی صاحب الصوفیہ۔ فقہاء میں ابن المبارک۔ زہری۔ اوزاعی۔ ابوحنیفہ۔ مالک۔ شافعی۔ زیاد ابن منذر نہدی۔

آپ کی احادیث کے ناقل۔ طبری۔ بلاذری۔ سلامی۔ خطیب صاحبان موطا۔ شرف المصطفیٰ۔ ابانہ۔ حلیۃ الاولیاء۔ سنن ابوداؤد۔ الکافی۔ مسند ابوحنیفہ۔ مروزی۔ ترغیب اصفہانی۔ بسیط واحدی۔ تفسیر نقاش۔ زمخشری۔ معرفتہ اصول حدیث۔

کبھی تو یہ محمد بن علی کے نام سے روایت کرتے ہیں کبھی محمد باقر کے نام سے۔ باقر العلوم کا لقب رسول اللہؐ نے دیا تھا۔ حدیث جابر مشہور و معروف ہے فقہائے مدینہ اور عراق سب نے نقل کیا ہے۔

سعید بن مسیب۔ سلیمان بن اعمش ابان بن تغلب محمد بن مسلم۔ زرارہ بن اعین اور ابوخالد کابلی نے روایت کی ہے کہ

جابر انصاری رضی اللہ عنہ مسجد رسول میں بیٹھے پکارا کرتے تھے یا باقر العلم یا باقر العلم۔ یہ سن کر اہل مدینہ کہتے تھے جابر کو ہذیان ہے۔ وہ کہتے تھے واللہ ہذیان نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا ہے عنقریب تم میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو پاؤ گے جس کا نام میرا سا نام اور شمائل میری سی شمائل ہوں گے وہ دریائے علم کو شگافتہ کرے گا۔ یہ وجہ ہے کہ میں ان کو یاد کرتا ہوں۔

ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام ان کے پاس پہنچے انہوں نے کہا صاحبزادے ذرا آگے بڑھو۔ حضرت بڑھے پھر کہا ذرا پیچھے ہٹو وہ ہٹ گئے۔ جابر نے کہا خدا کی قسم رسول کی چال یہی تھی۔ پھر پوچھا صاحبزادے آپ کا نام کیا ہے۔ فرمایا میرا نام محمد ہے پوچھا کس کے فرزند ہو فرمایا علی بن الحسینؑ کا انہوں نے خوش ہو کر کہا بس تم ہی باقرؑ ہو حضرت نے فرمایا وہ پیغام مجھے پہنچاؤ جو رسول نے آپ کی معرفت دیا ہے جابر نے پیشانی پر بوسہ دے کر کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں رسول اللہؐ نے آپ کو سلام کہا ہے فرمایا اے جابر تا قیامت رسولؐ خدا پر اور اس پیغام کی بدولت آپ پر سلام ہو۔

اس کے بعد آپ اپنے پدر بزرگوار کے پاس واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع دی فرمایا اے فرزند گھر میں ٹھہرا کرو جابر صبح و شام سلام کو حاضر ہوتے۔

امام محمد باقر علیہ السلام بہ سبب صحابی رسول ہونے کے جناب جابر کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور ان سے احادیث اپنے والد ماجد کی وساطت سے بیان کرتے تھے لوگوں کا یہ حال تھا کہ جب کوئی حدیث آپ اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے تو لوگ قبول نہ کرتے مگر جب جابر سے روایت کرتے تو مان لیتے حالانکہ جابر ان ہی سے سنتے تھے۔

الخطیب نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جابر انصاری نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا مجھے رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں ان کا سلام تم تک پہنچا دوں۔

ابو السعادات نے فضائل الصحابہ میں لکھا ہے کہ جابر نے رسول اللہؐ کا سلام امام محمد باقر علیہ السلام کو پہنچایا امام نے ان سے فرمایا اب آپ کی موت کا وقت قریب آ لگا ہے جو وصیت کرنی ہو کر دیجئے۔ جابر یہ سن کر رو دیئے اور فرمایا اے میرے سردار جو وقت تم نے بتایا یہی رسول اللہؐ نے بتایا تھا۔ حضرت نے فرمایا خدا نے ہم کو علم ماکان و مایکون عطا فرمایا ہے جابر نے حضرت کو وصیت کی اور وفات پا گئے۔

القیتبی نے عیون الاخبار میں لکھا ہے کہ ہشام نے زید بن علی سے کہا کیا تمہارے بھائی بقرہ ہیں انہوں نے کہا رسول اللہ نے تو ان کا نام باقرؑ رکھا ہے اور تم بقرہ کہتے ہو۔

مروی ہے کہ کمیت شاعر نے امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے ایک قصیدہ پڑھا من لقلب متیم مستہام حضرت نے کعبہ کی طرف رخ کیا اور فرمایا خداوندا کمیت پر رحم کر اور اس کے گناہ بخش دے پھر فرمایا اے کمیت یہ دس ہزار درہم میں نے اپنے اہل بیت سے جمع کئے۔ اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں خداوند عالم میرے لیے کافی ہے لیکن میری

خواہش ہے کہ حضور اپنی ایک قمیص مجھے عطا فرما دیں حضرت نے دیدیا۔

ایک شخص نے ابن عمر سے ایک مسئلہ پوچھا وہ جواب نہ دے سکے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس لڑکے سے پوچھو اور جو جواب دیں مجھے بھی بتا دینا وہ حضرت کے پاس آیا آپ نے تسلی بخش جواب دیدیا وہ جب پلٹ کر ابن عمر کے پاس گیا تو انہوں نے جواب سن کر کہا یہ اہل بیت میں مجھے ہوئے ہیں۔

ایک روز عمرو بن عبید حضرت کی خدمت میں آیا اور پوچھا آیہ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا (سورہ الانبیاء ۳۰/۲۱) میں رتق و فتق سے کیا مراد ہے فرمایا رتق سے مراد یہ ہے کہ آسمان سے مینہ نہیں برستا تھا اور زمین سے نباتات نہیں اگتی تھی۔ جب آدم کی توبہ قبول ہوئی تو خدا نے زمین کو حکم دیا کہ اس سے نہریں جاری ہو گئیں اور زمین کو حکم دیا اس سے درخت نکلے اور پھل پکے پھر آسمان کو حکم دیا بادل چھائے مینہ برسا وہ رتق تھا یہ فتق۔

ابرش کلبی سے مروی ہے کہ ہشام نے کہا عراق میں یہ کون شخص ہے جس کے گرد لوگ جمع ہو کر مسائل دریافت کرتے ہیں اس نے کہا یہ کوفہ کے نبی ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ ابن رسول اللہ ہیں باقر العلم اور مفسر قرآن ہیں اس نے کہا میں ان سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہوں کہ وہ جواب ہی نہ دے سکیں، چنانچہ وہ حضرت کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ نے توریت و زبور و قرآن کو پڑھا ہے۔ اس نے کہا میں آپ سے چند مسئلے پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا اگر تو طالب ہدایت ہے تو اللہ نفع پہنچائے گا اور اگر از روئے بغض و عناد پوچھتا ہے تو گمراہ ہو جائے گا۔

ابرش:۔ محمد و عیسیٰ کے درمیان زمانہ فترت کتنا تھا۔

امام:۔ ہمارے قول کے مطابق چھ سو سال۔

ابرش:۔ خدا کہتا ہے۔ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ (سورہ ابراہیم ۴۸/۱۴) جب یہ زمین بدل جائے گی تو لوگ قیامت میں فیصلہ ہونے تک کھا پی سکیں گے کیا۔

امام:۔ وہاں ایک خاص زمین ہوگی جس میں نہریں جاری ہوں گی لوگ انہیں سے کھائیں پئیں گے۔ یہ سلسلہ حساب سے فارغ تک رہے گا۔

ابرش:۔ کیا وہاں ان کا مشغلہ کھانا پینا ہوگا۔

امام:۔ اہل دوزخ کے متعلق کیا نہیں سنا کہ وہ اہل جنت سے کہیں گے اَنْ اَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ (سورہ الاعراف ۵۰/۷)

ابرش:۔ اس آیت کا کیا مطلب ہے وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا (سورہ الزخرف ۴۵/۴۳) جب آپ سے پہلے رسول موجود ہی نہ تھے تو ان سے سوال کیسا؟

امام :- یہ میثاق سے متعلق ہے (یعنی اگر یہ سب انبیاء اس وقت موجود ہوں اور تم ان سے اپنی نبوت کا سوال کرو تو وہ سابقہ میثاق کی بنا پر اقرار کر لیں گے۔

ابرش یہ سن کر یہ کہتا ہوا اٹھا آپ بے شک ابن بنت رسول اللہؐ ہیں پھر ہشام کے پاس آ کر کہنے لگا اے بنی امیہ ہمیں چھوڑ دو یہ اہل ارض میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں آسمان و زمین کے متعلق الحق یہ ابن رسول اللہ ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے عبداللہ بن عباس سے فرمایا کیا تمہارے نزدیک حکم خدا میں اختلاف ہے انہوں نے کہا نہیں فرمایا کیا فیصلہ کرو گے تم اس قضیہ میں کہ ایک شخص نے ایک شخص کی انگلیاں تلوار سے کاٹ دیں وہ کٹ کر گر پڑیں دوسرے نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا انہوں نے کہا میں قاطع سے کہوں گا کہ تو ہاتھ کاٹنے کی دیت دے اور مقطوع سے کہوں گا تو جس طرح چاہے انگلیاں کاٹنے والے سے صلح کرے یا میں ان دونوں کی طرف دو عادلوں کو بھیجوں گا حضرت نے فرمایا دیکھو تم نے حکم خدا میں اختلاف پیدا کیا خدا نے منع کیا ہے کہ اس کے معین کردہ حدود میں کتر بیونت نہ کی جائے۔ قصاص کی اصلی صورت یہ ہے کہ پہلے ہاتھ قطع کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے پھر انگلیوں کی دیت دی جائے۔

ایک شخص نے وصیت کی کہ ایک ہزار درہم خانہ کعبہ کو دیئے جائیں اس کے مرنے کے بعد اس کا وصی مکہ آیا لوگ اس کو بنی شیبہ کے پاس لے گئے انہوں نے کہا تم وہ رقم ہمیں دیدو بری الذمہ ہو جاؤ گے لوگوں نے اس سے کہا تم امام محمد باقرؑ سے جا کر پوچھو وہ حضرت کے پاس آیا آپ نے فرمایا کعبہ اس چیز سے بے نیاز ہے تم کعبہ کے زائرین پر نظر کرو اگر کسی کے پاس زادراہ نہ ہو تو اس میں سے دو۔ سواری نہ ہو تو اس سے مہیا کرو۔ اگر کوئی اپنے اہل و عیال تک پہنچنے سے قاصر ہے تو اس کی مدد کرو۔

ایک دن ابوحنیفہ مسجد میں آئے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تشریف فرما تھے اور حضرت کے پاس بیٹھ گئے حضرت نے فرمایا تم ایک مشہور و معروف آدمی ہو میں تمہارے پاس بھیجنا نہیں چاہتا وہ نہ مانے اور بیٹھ گئے اور کہنے لگے کیا آپ امام ہیں فرمایا نہیں انہوں نے کہا اہل کوفہ تو ایسا ہی گمان کرتے ہیں فرمایا تو میں کیا کروں انہوں نے کہا کہ آپ ان کو منع کیوں نہیں کرتے فرمایا وہ کہنا میرا کیا مانیں گے دراں حالیکہ وہ مجھ سے دور ہیں تم میرے سامنے ہو تم نے ہی میرا کہنا نہ مانا ایسے ہی وہ بھی نہ مانتے تو میں ان کا کیا کرتا۔ یہ سن کر ابوحنیفہ خاموش ہو گئے۔

علی بن مہزیار سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک کمسن جاریہ سے تزویج کی جس کو اس کی ایک بی بی نے پہلے دودھ پلایا تھا دوسری نے بعد میں۔ ابن شبرمہ نے فتویٰ دیا کہ اس شخص پر دونوں بی بیاں حرام ہو گئیں اور کنیز بھی۔ حضرت نے فرمایا ابن شبرمہ نے خطا کی ہے اس پر کنیز حرام ہوئی اور وہ بی بی جس نے اسے پہلے دودھ پلایا تھا۔ رہی دوسری بی بی وہ کیوں حرام ہوگی۔ دراں حالیکہ اس نے اس کی بیٹی کو دودھ پلایا ہے۔

محمد بن مسلم کے پاس ایک عورت نصف شب کے وقت آئی اور اس نے کہا میری لڑکی نے دردزہ کی حالت

میں انتقال کیا اور بچہ اس کے شکم میں زندہ ہے انہوں نے کہا امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کر۔ حضرت نے فرمایا اس کا پیٹ چاک کر کے بچے کو نکالا جائے۔ اے کنیز خدا تجھے میرے پاس کس نے بھیجا اس نے کہا میں نے ابو حنیفہ سے جا کر پوچھا تھا۔ اس نے کہا تو ثقفی (بن محمد مسلم) کے پاس جا اور جو فتوے وہاں سے ملیں اسے مجھ سے بھی بیان کر دینا جب صبح ہوئی تو محمد بن مسلم مسجد میں آئے ابو حنیفہ کو دیکھا کہ اپنے اصحاب سے یہ مسئلہ بیان کر رہے ہیں محمد بن مسلم گزگار ہے انہوں نے کہا اللهم غفر آ دعنا نعیش یعنی خدا سے اپنی خطا کی معافی چاہی۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے بطن مادر میں بچہ کی پیدائش کے متعلق فرمایا اللہ ایک فرشتہ کو حکم دیتا ہے جس کا نام زاجر ہے وہ بچہ کو جھنجوڑتا ہے جس سے وہ خوف زدہ ہو کر اُلٹ جاتا ہے جس سے سر نیچا ہو جاتا ہے اور پیر اوپر تاکہ ولادت آسان ہو جائے اور بچہ آسانی سے باہر آ سکے اس کے بعد وہ فرشتہ دوسری بار جھنجوڑتا ہے جس سے ڈر کر بچہ باہر آ جاتا ہے اور اس جھنجھوڑنے کی وجہ سے روتا ہے۔

جابر جعفی کہتے ہیں میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا میں اہل کوفہ سے ہوں فرمایا کس قبیلہ سے ہو کہا جعفی سے۔ پوچھا یہاں کیسے آئے میں نے کہا طلب علم کے لیے فرمایا کس سے حاصل کرنے کے لیے میں نے کہا آپ سے فرمایا اب جو کوئی تم سے پوچھے کہاں کے رہنے والے ہو تو کہنا مدینہ کا ہوں۔ میں نے کہا کیا میرے لیے یہ درست ہے کہ میں جھوٹ بولوں فرمایا یہ کوئی جھوٹ نہیں کہ جہاں رہتے ہو وہاں کا اپنے کو بیان کرو جب تک کوئی وہاں سے نہ نکلے اسی جگہ کے اہل سے ہے۔

طاؤس یمانی نے پوچھا ایک تہائی آدمی کب ہلاک ہوئے حضرت نے فرمایا ایسا تو کبھی نہیں ہوا البتہ سہ مرا آدمی اس وقت ہلاک ہوئے جب قابیل نے ہابیل کو ہلاک کیا اس وقت چار آدمی تھے آدم، حوا اور قابیل و ہابیل۔ پوچھا نسل آدم قابیل سے چلی یا ہابیل سے فرمایا ان دونوں میں سے کسی ایک سے نہیں چلی بلکہ شیث سے چلی۔

کسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا وہ کیا جس کا تھوڑا حلال اور زیادہ حرام تھا فرمایا وہ نہر طالوت ہے جس سے ایک چلو پینا جائز تھا۔

کسی نے کہا وہ کون سی صلوٰۃ ہے جو بغیر وضو کے فرض ہے فرمایا وہ محمد و آل محمد پر صلوٰۃ ہے پھر اس نے پوچھا وہ کون سا روزہ ہے جس میں کھانا پینا جائز ہے فرمایا مریم کا روزہ تھا جو صوم صمت تھا اس نے کہا وہ کون شے ہے جو گھٹتی بڑھتی رہتی ہے فرمایا چاند۔ پوچھا وہ کون شے ہے جو بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی فرمایا وہ سمندر ہے۔ فرمایا وہ کیا ہے جو گھٹتی ہے بڑھتی نہیں فرمایا عمر ہے پوچھا وہ کون اڑنے والا ہے جو صرف ایک بار اڑا ہے فرمایا وہ طور سینا ہے

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ (سورہ الاعراف ۱۷۱/۷) پوچھا وہ لوگ تھے جو حق پر قسمیں کھاتے ہوئے لیکن وہ جھوٹے تھے فرمایا وہ منافق تھے۔ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ (سورہ المنٰفقون ۶۳/۱)

کسی نے کہا حضرت علیؑ نے اہل نہروان کے قتل کرنے میں غلطی کی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مہاجرین و انصار کے مجمع میں فرمایا حمد ہو اس خدا کی جس نے ہم کو نبوت دے کر صاحب مکرمت قرار دیا اور جس نے ولایت کو ہم سے مخصوص کیا۔ اے اولادِ مہاجرین و انصار تم میں جو کوئی مناقب امیر المومنینؑ سے واقف ہو وہ بیان کرے لوگوں نے کھڑے ہو کر فضائل بیان کرنے شروع کر دیئے۔ جب انہوں نے حدیث رایت (لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا كَرَّارًا غَيْرَ فَرَّارٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَالرَّسُوْلُ) بیان کی تو حضرت نے پوچھا کیا یہ حدیث صحیح ہے انہوں نے کہا کوئی شک نہیں لیکن انہوں نے بعد میں کفر کیا فرمایا مجھے بتاؤ کہ جب خدا یہ جانتا تھا کہ وہ اہل نہروان کو قتل کریں گے تو ان کو دوست کیوں رکھتا تھا اگر یہ کہو کہ خدا نہیں جانتا تھا تو کفر ہے اور اگر جانتا تھا تو علیؑ کا یہ عمل اطاعت خدا میں تھا۔

نافع ابن ازرق نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ (سورہ الزخرف ۴۳/۴۵) حضرت محمد مصطفیٰؐ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ تھا۔ پھر انبیائے ماسبق سے پوچھا کیا آپ نے آیہ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۱) پڑھ کر فرمایا بیت المقدس میں اجتماع مرسلین تھا اور حضرت نے ان کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔

فرقۂ کیسانیہ کے بعض رؤسا نے جناب محمد حنفیہ کے زندہ ہونے کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے گفتگو کی آپ نے فرمایا یہ کیا حماقت ہے تم زیادہ جانتے ہو یا ہم۔ میرے پدر بزرگوار نے ان کو غسل دیا۔ کفنایا اور ان کے جنازے پر نماز پڑھی اور ان کو قبر میں اتارا۔ اس نے کہا آپ کے والد کو بھی اسی طرح شبہ ہوا ہوگا جیسا یہودیوں کو حضرت عیسیٰ کے متعلق ہوا تھا۔ فرمایا بس تمہارے پاس یہی دلیل ہے اس نے کہا ہاں فرمایا یہ بتاؤ جن یہودیوں کو شبہ ہوا وہ حضرت عیسیٰ کے دوست تھے یا دشمن۔ اس نے کہا دشمن تھے فرمایا تو کیا میرے باپ محمد حنفیہ کے دشمن تھے جو ان کو یہ شبہ ہو گیا۔ یہ سن کر وہ لاجواب ہو گیا۔

ایک شخص شام سے آیا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے خانہ کعبہ کی ابتدا کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا جب خدا نے ملائکہ سے فرمایا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (سورہ البقرہ ۲/۳۰) تو انہوں نے اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا تا مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (سورہ البقرہ ۳۱، ۳۲، ۳۳/۲) تو ملائکہ نے سمجھا کہ ان سے غلطی ہوئی انہوں نے زیر عرش پناہ لی اور ان کے گرد سات چکر لگائے تاکہ خدا ان سے راضی ہو پس خدا راضی ہو گیا اور ان کو حکم دیا زمین پر جاؤ اور میرے لیے گھر بناؤ تاکہ میرے بندوں میں سے جو گناہ کریں وہ وہاں پناہ لیں اور طواف کریں جیسے تم نے عرش کے گرد طواف کیا اور میں ان سے راضی ہوں جیسے تم سے راضی ہوا۔ پس انہوں نے یہ گھر بنایا۔

کسی نے حجر اسود کے متعلق پوچھا جب خدا نے بنی آدم سے میثاق لیا تو ایک نہر جاری کی جس کا پانی شہد سے زیادہ

شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید تھا پھر قلم کو حکم دیا کہ اس نے اس نہر سے سیاہی لی اور بنی آدم کا اقرار لکھا اور جو قیامت تک ہونے والا تھا وہ بھی پھر یہ تحریر اس پتھر نے لقمہ بنا لی پس یہ اسلام اسی وجہ سے ہے کہ وہ ان کے اقرار کا گواہ ہے۔

میرے والد ماجد جب حجر کو بوسہ دیتے تو فرماتے تھے خداوندا یہ میری امانت ہے جو میں نے اس کو ادا کر دی اور میرا عہد ہے جسے میں نے پورا کر دیا تاکہ یہ میری گواہی دے تیرے سامنے یہ سن کر وہ سائل چلا گیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے۔

مروی ہے کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام دمشق پہنچے تو لوگوں کو کہتے سنا کہ یہ ابوتراب کا بیٹا ہے۔ حضرت نے بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا اے اہل شقا اور منافقوں کی اولاد اور جہنم کے مستحقو! کیا تم اس کی توہین کرتے ہو جو روشن چاند ہے اللہ علم کا دریائے ذخار ہے۔ چمکتا ستارہ ہے شباب المومنین ہے صراط مستقیم ہے اس کی توہین سے گریز کرو ورنہ کہیں تمہارے اوپر بھی لعنت نہ ہو جس طرح اصحاب سبقت پر ہوئی تم رسول اللہ کے بھائی کا مذاق اڑاتے ہو یعسوب الدین کی توہین کرتے ہو ان کا راستہ چھوڑ کر تم پھر کون سے راستہ پر چلو گے۔ اور کون سے حزن کو ان سے دفع کرو گے وہ سابق فی الاسلام ہیں اور کمال کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اور یہ بہتر بن خطاب ان کے لیے ہیں ان کے سامنے لوگوں کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں وہ دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے تھے اور ان کے ایمان کی گواہی دی گئی ہوئی تھی۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ ہم نے سوائے محمد بن علی کے اور کسی کو نہیں پایا کہ علما اس کے سامنے حقیر معلوم ہوتے ہوں۔ راوی کہتا ہے میں نے حکم بن عیینہ کو باوجود جلالت شان اور کبیر السنی کے حضرت کے سامنے اس طرح دیکھا جیسے ایک بچہ معلم کے سامنے بیٹھتا ہے تحصیل علم کے لیے۔

ایک شخص نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ لوگ کچھ اچھی عادتوں کے ہیں کچھ بری عادتوں کے فرمایا کہ آدم کے ایک لڑکے کے لیے جنت کی ایک حور آئی اور دوسرے کے لیے ایک جنیہ پس جو صاحبان حسن و جمال ہیں وہ حور سے ہیں اور جو بد خلق ہیں وہ جنی سے ہیں اور فرمایا یہ صحیح نہیں کہ بیٹے بیٹیوں سے بیاہے گئے۔ یہ روایت ابن بابویہ نے مقنع میں کی ہے۔

مروی ہے کہ ایک جزیرے میں بہت سے انڈے پائے گئے۔ لوگوں نے ان کے حلال و حرام کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا جن کی طرفین مختلف ہوں (ایک طرف سے زیادہ دوسری طرف سے کم) حلال ہیں اور جن کے اطراف مساوی ہوں ان کو مت کھاؤ۔

محمد بن مسلم نے پوچھا کہ ممنوعہ عورت میراث کیوں نہیں پاتی فرمایا وہ مستاجرہ ہوتی ہے پوچھا نکاح میں گواہ کیوں ہوتے ہیں فرمایا تحقیق میراث کی وجہ سے۔

کسی نے پوچھا آدم نے حج کے وقت سر کس چیز سے منڈوایا اور کس نے مونڈا۔ فرمایا جبریل جنت سے ایک دوا لائے جس کے ملنے سے سر کے بال گر گئے۔

کسی نے پوچھا میت کو غسل کیوں دیتے ہیں، نماز جنازہ کیوں پڑھتے ہیں۔ غسال غسل کیوں کرتا ہے فرمایا میت کو غسل اس لیے دیتے ہیں کہ وہ نجس ہوتی ہے اور پاک ملائکہ اس سے ملتے ہیں اور غسال غسل اس لیے کرتا ہے کہ وہ مومنین سے ملتا ہے اور نماز اس کی بخشش کی سفارش کرتی ہے۔

کسی نے پوچھا نماز میت میں پانچ تکبیریں کیوں ہیں فرمایا ہر نماز پنجگانہ کے بدلے ایک۔

فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ زمانہ نوح میں عورتوں کو سال میں ایک بار حیض آتا تھا اور اس وجہ سے اولاد کم ہوتی تھی پھر مہینہ میں ایک بار آنے لگا اس لیے اولاد زیادہ ہوئی۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ باوجود حلال ہونے کے حضرت رسول خدا گردہ نہیں کھاتے تھے کیونکہ وہ مقام بول سے قریب ہوتا ہے۔

معالی امور امام محمد باقر علیہ السلام

جابر جعفی سے مروی ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔

نحن ولاة أمر الله
ہم امر خدا کے حاکم و والی ہیں۔

وخزان علم الله
اور علم الہٰی کے خزانے ہیں

ورثة وحي الله
وارثان وحی الہٰی ہیں

وحملة كتاب الله
اور کتاب اللہ کے حامل ہیں

طاعتنا فريضة
ہماری اطاعت واجب ہے

وحبنا ايمان
ہماری محبت واجب ہے۔

وبغضنا كفر
ہم سے بغض رکھنا کفر ہے

محبنا في الجنة
ہمارا دوست جنتی ہے

ومبغضنا في النار
ہمارا دشمن دوزخی ہے۔

معروف ابن حربوذ کہتا ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا۔

ان خبرنا صعب مستصعب لا يحتمله إلا ملك مقرب أو نبي مرسل أو عبد امتحن الله قلبه للإيمان

ہماری احادیث سخت سے سخت تر ہیں نہیں اٹھاتا اس کو مگر ملک مقرب یا نبی مرسل یا ایمان میں جس کے قلب کا امتحان خدا نے لیا ہو۔

اور یہ بھی فرماتے تھے۔

لوگوں کا معاملہ بھی ہمارے لیے مصیبت ہے اگر ہم ان کو بلاتے ہیں تو جواب نہیں دیتے اور اگر ہم ان کو چھوڑتے ہیں تو ہمارے غیر سے وہ ہدایت نہیں پاتے۔

اور یہ بھی فرمایا۔

نحن اهل بيت الرحمة وشجرة النبوة ومعدن الحكمة وموضع الملائكة ومهبط الوحي

ہم اہل بیت رحمت ہیں۔ شجرۂ نبوت ہیں، حکمت کی کان ہیں۔ ملائکہ کے نزول کی جگہ ہیں وحی کی منزل ہیں۔ خیثمہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو کہتے سنا۔

نحن جنب الله ونحن حبل الله ونحن من رحمة الله على خلقه ونحن الذين بنا يفتح الله وبنا يختم الله نحن أئمة الهدى ومصابيح الدجى ونحن الهدى ونحن العلم المرفوع لأهل الدنيا ونحن السابقون ونحن الآخرون من تمسك بنا لحق ومن تخلف عنا غرق نحن قادة الغر المحجلين ونحن حرم الله ونحن الطريق والصراط المستقيم الى الله عزوجل ونحن من نعم الله على خلقه ونحن المنهاج ، ونحن معدن النبوة ، ونحن موضع الرسالة ، ونحن اصول الدين والينا تختلف الملائكة ، ونحن السراج لمن استضاء بنا ، ونحن السبيل لمن اقتدى بنا ، ونحن الهداة الى الجنة ونحن عرى الاسلام ، ونحن الجسور ، ونحن القناطر من مضى علينا سبق ومن تخلف عنا محق ، ونحن السنام الأعظم ، ونحن من الذين بنا يصرف الله عنكم العذاب من أبصر بنا وعرفنا وعرف حقنا وأخذ بأمرنا فهو منا

ہم جنب اللہ ہیں ہم حبل اللہ ہیں۔ ہم مخلوق خدا پر اس کی رحمت ہیں۔ ہم وہ ہیں جن سے خدا نے دنیا کو شروع کیا۔ ہم وہ ہیں جن پر دنیا کو ختم کرے گا۔ ہم ہدایت کے امام ہیں۔ ہم تاریکیوں کے چراغ ہیں۔ ہم مجسم ہدایت ہیں۔ ہم اہل دنیا کے لیے اونچے جھنڈے ہیں۔ ہم سابقین اسلام ہیں۔ ہم ہی دنیا کے آخر ہیں جس نے ہم سے تمسک کیا خدا سے جا ملا جس نے ہم سے روگردانی کی وہ ڈوب گیا ہم صاحبان

فضل و شرف کے قائد ہیں۔ ہم اللہ کے حرم ہیں۔ ہم خدا تک پہنچنے کے راستے ہیں، ہم اس کی صراط مستقیم ہیں۔ ہم خدا کی نعمتیں ہیں۔ ہم بام سعادت کی سیڑھی ہیں۔ ہم معدن نبوت ہیں۔ ہم مقام رسالت ہیں ہم اصول دین ہیں۔ ہم میں ملائکہ آتے رہے۔ ہم سراج منیر ہیں اس کے لیے جو ہم سے روشنی حاصل کرے۔ ہم سبیل خدا ہیں اس کے لیے جو ہماری اقتدا کرے۔ ہم جنت کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں۔ ہم اسلام کی مضبوط رسیاں ہیں۔ ہم امر دین میں سب سے زیادہ ہیں۔ ہم وہ خدائی راستہ کا پل ہیں جو ہم سے گزر آگے بڑھ گیا اور جس نے روگردانی کی گر گیا ہم کوہان اعظم ہیں ہم وہ ہیں جن کی وجہ سے خدا نے تم سے عذاب ہٹایا جو ہمارے حق کا عارف ہوا۔ اور جس نے ہمارا حکم مانا وہ ہم میں سے ہے۔

عمرو بن دینار اور عبداللہ بن عبید سے مروی ہے کہ سفیان نے کہا جب کبھی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے نفقہ اور لباس سے میری مدد کی اور فرمایا یہ تمہارے آنے سے پہلے ہی ہم نے تمہارے لیے رکھ چھوڑا تھا۔

سلیمان بن قوم سے مروی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام خمس سے ہماری مدد کرتے تھے کبھی سو دیتے تھے کبھی پانچسو اور کبھی ہزار درہم۔

ایک نصرانی نے کہا آپ بقر ہیں فرمایا میں باقر ہوں اس نے کہا آپ ابن طباخہ ہیں فرمایا یہ ان کا پیشہ تھا اس نے کہا آپ زن حبشیہ کے لڑکے ہیں فرمایا اگر تو سچا ہے تو خدا ان کو بخشے اور اگر جھوٹا ہے تو خدا تجھے بخشے۔ حضرت کا یہ حلم دیکھ کر وہ نصرانی مسلمان ہو گیا۔

امام علیہ السلام نے کثیر سے پوچھا کیا تم نے عبدالملک کی مدح کی انہوں نے کہا میں نے اسے امام الہدیٰ نہیں کہا بلکہ میں نے کہا اسے اسد اور اسد کتا ہے۔ میں نے کہا شمس اور سورج بیجان ہے میں نے کہا بحر اور بحر بیجان ہے میں نے کہا حیہ اور حیہ زمین پر رینگنے والا کیڑا ہے اور میں نے کہا جبل اور وہ بہرا پتھر ہے۔ یہ سن کر حضرت مسکرا دئے۔

حسن بن کثیر نے ایک روز اپنی حاجت حضرت سے بیان کی آپ نے فرمایا برا ہے وہ تیرا بھائی جو تونگری میں تیری رعایت کرے اور فقیری میں تیرا ساتھ چھوڑ دے پھر آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا وہ ایک کیسہ لایا جس میں سات سو درہم تھے فرمایا ان کو خرچ کرو اور جب ختم ہو جائیں تو ہم کو بتانا۔

مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز مدینہ میں آیا تو اس نے منادی کرائی جس پر کوئی ظلم ہوا ہو وہ ہم سے بیان کرے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس کے پاس آئے اس نے حضرت کا استقبال کیا اور اپنی جگہ پر بٹھایا۔ حضرت نے فرمایا دنیا بھی ایک بازار ہے جہاں سے لوگ اپنے فائدہ کی چیزیں خریدتے ہیں اور نقصان کی بھی۔ بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے نقصان کا سودا خریدا اسی حالت میں ان کو موت آگئی وہ دنیا سے ناکام اور قابل ملامت ہو کر گئے اور آخرت سے انہوں نے کچھ نہ پایا۔ اور انہوں نے جمع کیا ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ان کی تعریف نہ کی اور گئے اس کی طرف جو ان کا عذر نہیں قبول کرے گا۔ خدا کی قسم ہم ان

کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں اور ان سے لوگوں کو ڈراتے ہیں تم ان باتوں سے بچو اور اللہ سے ڈرو اور دو باتوں کو اپنے نفس کے لیے لازم قرار دو۔ جو چیز تم دوست رکھو وہ ایسی ہو کہ تمہارے ساتھ جائے اور جب تم خدا کے سامنے جاؤ تو اس کو اپنی پس پشت ڈال دو۔ اور ایسے سرمایہ کی طرف مت جاؤ جس نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا۔ بند دروازے لوگوں پر کھولو اور بے رحمان کے سامنے سے ہٹاؤ۔ مظلوموں کا انصاف کرو ظالموں کو سزا دو۔

تین باتیں جس کو حاصل ہوں سمجھو اللہ پر اس کا ایمان کامل ہے۔

(۱) جب راضی ہو تو اپنی مرضی میں باطل داخل نہ کرے۔

(۲) جب غصہ ہو تو اپنے غصے میں امر حق کو نہ چھوڑے۔

(۳) اور جب قادر ہو تو وہ چیز اختیار نہ کرے جس سے اس کا تعلق نہ ہو۔

عمر بن عبدالعزیز نے سامان کتابت منگا کر لکھا۔ میں نے فدک جو ظلم لیا گیا تھا محمد بن علی بن الحسین کو واپس دیا۔

بکر بن صالح سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مبارک امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی میں نے آپ کے آبائے طاہرین کی یہ حدیث سنی ہے کہ جو فتح ضلال کے ساتھ ہو وہ امام کی طرف رد کی جائے۔ فرمایا ہاں اس نے کہا لوگ اس قسم کی کچھ دولت میرے پاس لائے میں نے اس کو ایک سبب خاص کے لیے رکھ چھوڑا اب میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمالیں فرمایا میں نے منظور کیا۔ جب وہ مکہ کی طرف جانے لگا تو اس نے کہا میں حج کروں گا اور شادی کروں گا اور میرے پاس اپنے بھائیوں پر خرچ کرنے کے لیے اور کوئی دولت نہیں لہٰذا فرمائیے اب کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا تم اپنے شہر کو جاؤ تمہارے حج کرنے شادی کرنے اور کسب کے لیے یہ حلال ہے چھ سال بعد پھر یہ شخص آیا اور پھر اس غلامی کا ذکر کیا جو اس نے اپنے نفس پر لازم کرلی تھی۔ حضرت نے فرمایا لوجہ اللہ آزاد ہو اس نے کہا اس کے متعلق ایک تحریر دید یجیے۔ حضرت نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ محمد بن علی ہاشمی علوی کی طرف سے یہ تحریر ہے۔ عبداللہ بن مبارک کے لیے میں تجھ کو لوجہ اللہ اور ثواب آخرت کے لیے آزاد کرتا ہوں اب تیرا کوئی آقا نہیں تو میرا اور میرے بعد والوں کا دوست ہے۔

یہ تحریر ماہ محرم ۱۱۳ھ میں لکھی گئی حضرت نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر مہر لگادی۔

امام محمد باقر علیہ السلام ہاشمی تھے ہاشمیوں میں علوی تھے علویوں میں اور فاطمی تھے فاطمیوں میں کیونکہ وہ پہلے شخص ہیں جن میں حسنؑ و حسینؑ دونوں کا خون شامل ہے آپ والدہ ماجدہ ام عبداللہ بنت حسن بن علی علیہما السلام ہیں۔ آپ اصدق الناس تھے از روئے لہجہ اور احسن تھے از روئے بہجت اور ابذل تھے از روئے مہجت۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہر امام کا ایک حق ہوتا ہے اپنے دوستوں اور شیعوں پر اور یہ حق پوری طرح ادا

ہوتا ہے ان کی قبور کی زیارت کرنے سے جو کوئی پورے شوق سے ان کی زیارت کرے اور ان کی صداقت اور حقانیت کی تصدیق کرے تو روز قیامت ائمہ اس کی شفاعت کریں گے۔

امام علیہ السّلام کے تاریخی حالات

آپ کا اسم گرامی محمد ہے۔

کنیت صرف ابو جعفر۔

لقب باقر العلم، والشاکر لله، والهادي والامين : والشبیه اس لیے کہ آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا قد چھوٹا تھا۔ باریک جلد بدن۔ گھونگروالے بال۔ گندمی رنگ۔ رخسارۂ مبارک پر ایک خوشنما تل تھا اور جسم اقدس پر ایک تل سرخ رنگ کا تھا۔

آپ کی والدہ ماجدہ ام عبداللہ بنت امام حسن علیہ السلام تھیں۔

آپ مدینہ منورہ میں روز شنبہ یا بروایتے روز پنجشنبہ ۳ ماہ رجب یا بروایتے ۳ ماہ صفر ۵۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے (اس لحاظ سے واقعہ کربلا میں آپ کی عمر ۳ سال کی تھی۔)

اور آپ کی شہادت ماہ ذی الحجہ میں اور بروایتے ماہ ربیع الثانی ۱۱۴ھ ہجری میں ہوئی اس لحاظ سے آپ کی عمر اپنے باپ دادا کی طرح ۵۷ سال کی ہوئی۔

آپ اپنے جد مظلوم امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ تین سال رہے یا بروایتے چار سال۔

اور اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ ۳۴ سال اور ۱۰ ماہ اور بروایتے ۳۹ سال اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۸ سال لیکن اس سے مراد زمانہ امامت امام زین العابدین علیہ السلام ہے۔

آپ کا زمانہ امامت میں حسب ذیل سلاطین بنی امیہ ہوئے۔

(۱) ولید بن یزید

(۲) سلیمان

(۳) عمر بن عبد العزیز۔

(۴) یزید بن عبدالملک

(۵) ہشام بن عبدالملک

(۶) ولید بن یزید

(۷) ابراہیم بن یزید

آپ کی وفات ابراہیم بن یزید کی حکومت کے آغاز میں ہوئی۔

ابراہیم بن ولید یزید نے آپ کو زہر دے کر ہلاک کیا آپ کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔

آپ کی اولاد حسب ذیل ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام اور عبداللہ الافطح یہ دونوں بزرگ بطن جناب ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے تھے۔

عبداللہ اور ابراہیم بطن جناب ام حکیم بنت اسد الثقفیہ تھے۔

علی و ام سلمہ اور زینب ام ولد سے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ زینب ایک دوسری کنیز سے تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ کے صرف ایک ہی صاحبزادی تھیں۔

آپ کی نسل صرف امام جعفر صادق علیہ السلام سے چلی۔

آپ کے دربان خاص جابر بن یزید جعفی تھے۔

جابر علیہ الرحمہ نے امام علیہ السّلام سے تعلیم حاصل کی۔ بہ کثرت روایات آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہیں۔

علمائے اسلام کی ایک بڑی جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ پہلی صدی میں سب سے زیادہ علم فقہ کے جاننے والے اصحاب امام محمد باقر علیہ السلام اور اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام تھے اور زیادہ مشہور ان میں سے یہ حضرات ہیں۔

زرارہ بن اعین

معروف الخر بود الکی

ابو بصیر اسدی

فضیل بن یسار

محمد بن مسلم طائفی

یزید بن معاویہ عجلی

اور امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب خاص یہ تھے۔

حمران بن اعین شیبانی

بکر	محمد بن اسماعیل
عبدالملک	عبداللہ بن میمون القداح
عبدالرحمٰن	محمد بن مروان کوفی اولاد ابوالاسود سے

اسماعیل بن فضل ہاشمی اولاد نوفل بن الحارث سے

ابوالہارون المکفوف	طریف بن ناصح اکفان فروش
سعید بن الطریف الاسکاف الدئلی	اسمٰعیل بن جابر الخثعمی الکوفی
عقبہ بن بشر اسدی	اسلم مکی غلام ابوحنیفہ
ابوبصیر لیث بن البختری المرادی	الکمیت بن زید الاسدی
ناجیہ بن عمارہ صیداوی	معاذ بن مسلم الفرا النحوی

ان کے علاوہ بھی بکثرت لوگ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے تھے اور دور دراز ملکوں سے آکر آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوتے تھے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی ان احادیث کی روایت کرنے والے جو امام محمد باقر علیہ السلام کی امامت پر دال ہیں حسب ذیل ہیں۔

اسماعیل بن محمد بن عبداللہ بن علی بن الحسین۔

زید بن علی بن الحسن

عیسیٰ نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔

حسین ابن ابی العلا

منقول ہے کہ جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ نے امام محمد باقرؑ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا۔

بیٹا اب میری موت کا وقت قریب ہے۔ یہ صندوق تمہارے حوالے کرتا ہوں اس کو بااحتیاط اپنے پاس رکھنا۔

حضرت کی وفات کے بعد آپ کے بھائیوں نے کہا۔

بھائی اس صندوق میں جو کچھ ہے ہمیں دکھاؤ اس میں ہم سب شریک ہیں۔

امام محمد باقرؑ۔ تمہارے لیے اس میں کوئی چیز نہیں۔
بھائی۔ پھر کس کے لیے ہے۔
امامؑ۔ میرے لیے۔
بھائی۔ یہ کیوں؟
امامؑ۔ اس لیے میں اپنے پدر بزرگوار کا جانشین ہوں۔ کیا تم نہیں جانتے۔
بھائی۔ آپ کی امامت تو تسلیم ہے لیکن جو کچھ صندوق میں ہے اس کے حق دار ہم بھی ہیں۔
امام۔ اس میں مال دنیا سے کوئی چیز نہیں۔
بھائی۔ جو کچھ اس میں ہے وہ دکھایئے تو۔
امام علیہ السلام نے اس صندوق کو کھولا تو اس میں رسول اللہؐ کے ہتھیار تھے۔
بھائی۔ یہ تبرکات رسول ہیں ہم بھی ان کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔
امام: ان کا حق دار وارث سوائے امام منصوص من اللہ کے دوسرا نہیں ہو سکتا۔
بھائیؑ۔ یہ کیوں؟
امام۔ اس میں زیادہ چون و چرا نہ کیجئے۔ عباس بن عبدالمطلب نے بھی ان تبرکات کو ہمارے جد امجد حضرت علیؑ سے مانگا تھا آخر وہ نہ پاسکے واقعہ آپ سب کو معلوم ہے۔

ایک روز زید بن علی بن الحسین امام محمد باقر علیہ السلام سے کہنے لگے۔
زید۔ ہمارے خاندان پر بزدلی غالب ہے بنی امیہ نے ہمارا خاندان تباہ کر دیا۔ خون حسینؑ قصاص طلبی کر رہا ہے لیکن ہم میں سے کوئی نہیں چونکتا۔
امام: یہ مقابلہ تو قوت سے کیا جا سکتا ہے۔
زید۔ آپ انتقام کے لیے کھڑے ہو جیئے ہزار ہا آدمی ہمارے گرد جمع ہو جائیں گے۔
امام:۔ لیکن وہ وفادار نہ ہوں گے۔
زید:۔ آپ سے نہیں ہو سکتا تو یہ کام میں کروں گا۔
امام:۔ میری رائے میں آپ قتل کر دیئے جائیں گے اور نتیجہ کچھ نہ نکلے گا۔
زید۔ میں آپ کی رائے کو صائب نہیں پاتا۔
امام۔ میں آپ کو مجبور نہیں کرتا۔

امام محمد باقر علیہ السلام ہمارے پانچویں امام ہیں اور اکثر چیزیں پانچ ہیں۔
اصول دین پانچ
نماز یومیہ پانچ
عبادات پانچ
انگلیاں پانچ
مہینے میں ہفتے پانچ (یعنی چار ختم ہو کر پانچواں شروع ہوتا ہے۔
حواس پانچ
علم صرف کی بنا پانچ پر ہے۔
زیادت۔ حذف۔ حرکت و سکون۔ تغیر۔ ابدال و ادغام۔

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد ششم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

در حالات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیبِ اعظم

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ کتب (۲۱۷))

مناقب حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ

متفرقات

ابان بن تغلب سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا (سورہ آل عمران ۳/۱۰۳) میں حبل اللہ سے مراد ہم ہیں۔

ابو الصباح کنانی سے روایت کی کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا واللہ یہ وہ جس کے متعلق خدا نے فرمایا وَنُرِيدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْاَرْضِ (سورہ القصص ۲۸/۵)

آیہ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (سورہ الزمر ۳۹/۹) کے متعلق امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہم ہیں وہ جو جانتے ہیں اور ہمارے دشمن ہیں وہ جو نہیں جانتے اور ہمارے شیعہ اولوالالباب ہیں۔

عمار بن مروان سے مروی ہے کہ میں نے آیہ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى (سورہ طہٰ ۲۰/۱۲۸) کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا فرمایا اللہ نے اپنے رسول کو خبر دی ہے ان امور کے متعلق جو آپ کے بعد ہونے والے تھے یعنی امر خلافت اور رسول نے خبر دی ان کے متعلق علی کو اور ان سے ہم تک یہ خبر پہنچی یعنی آنحضرتؐ کے بعد امور ملکی میں جو کچھ تغیرات ہونے تھے ہم مخلوق خدا پر قوام اللہ ہیں اس کے علم دین کے خزانے ہیں۔

یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن نے روایت کی ہے کہ آیہ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا (سورہ الصّٰفّٰت ۳۷/۱۷۱) کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ہم ہیں۔

آیہ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (سورہ القصص ۲۸/۸۸) کے متعلق صادق آل محمد نے فرمایا ہم ہیں وہ جن سے خدا کی طرف توجہ کی جاتی ہے آیہ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ (سورہ الحجرات ۴۹/۷) کے متعلق امام نے فرمایا ہمارا بغض ہے اس شخص سے جس نے مخالفت کی رسول سے اور ہم سے۔

حضرت نے فرمایا ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کی اطاعت خدا نے فرض کی ہے۔ ہمارے لیے انفال ہیں۔ ہمارے لیے صاف مال ہے ہم الرّٰسِخُونَ فِي الْعِلْمِ (سورہ آل عمران ۳/۷) ہیں ہم وہ محسود ہیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ (سورہ النساء ۴/۵۴)

حبیب بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہماری محبت کو حقیر نہ سمجھو۔ وہ باقیات الصالحات سے ہے۔

تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ آیہ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ (سورہ الحجر ۱۵/۷۵) کے متعلق امام علیہ السلام نے فرمایا ہم ہیں متوسمین سبیل میں ہیں اور سبیل جنت کا راستہ ہیں۔

داؤد نے امام علیہ السلام سے پوچھا آپ اپنے دوستوں اور دشمنوں کو پہچانتے ہیں فرمایا کیوں نہیں۔ جب ہمارا دشمن ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا پاتے ہیں کافر اور جب دوست سامنے آتا ہے تو اس کی پیشانی پر لکھا دیکھتے ہیں مومن لہذا آیہ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ (سورہ الحجر ۱۵/۷۵) میں مراد متوسمین سے ہم ہیں حضرت نے آیہ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّةً (سورہ الرعد ۱۳/۳۸) کے متعلق فرمایا واللہ ہم ذریت رسول ہیں۔

فرمایا حضرت نے آیہ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ (سورہ ص ۳۸/۷۵) کے متعلق فرمایا کہ عالین سے مراد ہم ہیں۔ ہمارے سوا زمین پر کوئی اور مخلوق نہ تھی ابلیس نے اس پر حسد کیا جن کلمات سے آدم کی توبہ قبول ہوئی وہ ہم ہی ہیں۔

امامت کے لیے عصمت شرط ہے زید بن علی بن الحسین کا دعویٰ امامت غلط تھا کیونکہ نہ وہ معصوم تھے اور نہ ان کے لیے نص ثابت اور یہ بھی ضروری ہے کہ امام تمام احکام شریعت کا عالم ہو اور یہ ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے امامت کا دعویٰ کیا وہ عالم نہ تھے اور مختلف طریقوں سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام منصوص من اللہ تھے۔

لطائف سے ہے یہ بات کہ بہت سی چیزیں چھ چھ ہیں جہات چھ ہیں۔ ترازو کے علاقے چھ ہیں۔ چھ دن میں آسمان اور زمین پیدا ہوئے اولوالعزم رسول چھ ہیں آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ اور جبرئیل جو اہل کسا میں چھٹے ہیں اور خدا فرماتا ہے۔ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ (سورہ المجادلہ ۵۸/۷) امام جعفر صادق چھٹے امام ہیں۔

امام علیہ السلام کا مختلف زبانیں جاننا

اور غیبی خبریں بتانا

مغیث راوی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو ہنستے دیکھا۔ عرض کی مولا وجہ سرور کیا ہے فرمایا یہ کبوتر اپنی

مادہ سے کہہ رہا ہے تو میری محبوبہ ہے لیکن یہ فرش پر بیٹھنے والا امام مجھے تجھ سے پیارا ہے اس پر میں ہنسا۔ اور فضیل بن یسار نے یہی روایت بیان کر کے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ اس کبوتر نے کہا کہ میری محبت تیری طرف صرف اس لیے ہے کہ خدا مجھے ایک بچہ ایسا دے جو اہل بیت کو دوست رکھتا ہو۔

سالم غلام بیاع زطی سے مروی ہے کہ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے باغ میں تھے کہ کچھ چڑیوں نے چیخنا شروع کیا حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا کہتی ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ کہتی ہیں خداوندا ہم بھی تیری مخلوق ہیں ہم کو بھی تیرے رزق کی ضرورت ہے پس ہمیں سیر کر۔

ایک فاختہ بولی تو آپ نے فرمایا یہ کہہ رہی ہے دنیا نے تمہیں چھوڑ دیا پس تم اسے چھوڑ دو قبل اس کے کہ وہ تمہیں چھوڑ دے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام دنیا کی تمام زبانوں کے عالم تھے۔

کتاب خرق العادات میں ہے کہ چند خراسانی حضرت کی خدمت میں کچھ سوالات کرنے کے لیے آئے حضرت نے ان کے پوچھنے سے پہلے ہی فرمایا من جمع مالاً من مهاوش أذهبه الله في نهابر انہوں نے کہا ہم اس کلام کو نہیں سمجھے فرمایا "از باد آید بدم شود"

عمار بن موسیٰ ساباطی سے حضرت نے فرمایا وظ الله وكسا ولسحه بساطورا میں نے کہا یا ابن رسول اللہ میں نے کسی نبطی کی اس سے زیادہ فصیح کلام کرتے نہیں سنا فرمایا اے عمار ہر زبان میں ہمارا یہی حال ہے۔

عامر بن علی جامعی سے حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو کہ یہودی اپنے ذبیحوں کے وقت کیا کہتے ہیں میں نے کہا میں نہیں جانتا فرمایا وہ کہتے ہیں نوح اودل ادوك بلهزبا بحول عالم اسر قدسوا ومضوا بنو اصيهم ونيال استخففوا۔

اہل دربن میں سے ایک شخص اس ارادے سے آیا کہ مرغان آبی کے انڈوں کے متعلق سوال کرے حضرت نے اسی کی زبان میں فرمایا نیابث وعانامبنا لا ناحل یعنی پانی کے مرغوں کے انڈے نہ کھاؤ۔

مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ میں چند شخصوں کے ساتھ امام کے دروازہ پر آیا اور آپس میں غالیوں کی سی گفتگو کرنے لگے۔ حضرت ہماری گفتگو سن کر ننگے پاؤں بلا ردا کے تشریف لائے اور فرمایا جیسا تم کہہ رہے ہو یہ صحیح نہیں بلکہ ہماری شان یہ ہے۔ بل عباد مكرمون لا يسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون۔

صالح بن سہیل سے مروی ہے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق وہی کہا کرتا تھا جو غالی کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے صالح ہم خدا کے بندے ہیں اس کی مخلوق ہیں۔ ہمارا رب ہے جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اگر ہم اس کی عبادت نہ کریں تو معذب ہوں۔

عمر بن یزید سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بیمار تھے میں آپ کی خدمت میں آیا مگر اس خیال سے کہ بیماری میں کوئی خراب اثر آپ پر نہ پڑے مجھے یہ سوال کرنے کی جرأت نہ ہوئی کہ آپ کے بعد کون امام ہوگا حضرت نے خود ہی مجھ سے فرمایا تمہارا خیال غلط ہے اس مرض میں میرا انتقال نہ ہوگا۔

زیاد بن ابی حلال سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق سے یہ سوال کرنا چاہتا تھا کہ حدیث جابر بن یزید کے متعلق لوگوں میں اختلاف کی کیا صورت ہے۔ میرے بغیر کہے حضرت نے فرمایا خدا جابر بن یزید جعفی پر رحم کرے وہ ہماری امامت کی تصدیق کرتا ہے اور لعنت ہو مغیرہ بن سعید پر کہ وہ ہماری تکذیب کرتا ہے۔

شہاب بن عبدربہ کہتا ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ کچھ مسائل آپ سے دریافت کروں میرے بغیر کہے آپ نے فرمایا تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ ایک جنب آدمی نے ایک گڑھے سے ایک کوزہ میں پانی لیا اور پھر اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈال دیا ہے آیا وہ پانی نجس رہا یا پاک میں نے کہا جی ہاں یہی پوچھنے آیا تھا فرمایا کہ اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔

پھر فرمایا یہ بھی پوچھنے آئے ہو کہ ایک جنب نے قبل غسل سہواً پانی میں ہاتھ ڈال دیا اس پانی کا کیا ہے۔ فرمایا اگر اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست نہ تھی تو پانی کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اور تم یہ بھی پوچھنے آئے ہو کہ ایک جنب غسل کرتا ہے تو اس کے جسم سے پانی گر کر پانی کے ظرف میں جاتا ہے یا زمین سے چھینٹیں اچھل کر برتن میں گرتی ہیں اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا اس پانی کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں اور تم یہ بھی پوچھنا چاہتے ہو کہ ایک حوض میں مردار پڑا ہے اس کے پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا اس کے دوسرے کنارہ پر وضو کرو اور اگر تمام پانی میں بو ہے تو نہ کرو۔

منصور دوانقی نے محمد بن اشعث سے کہا ایک ایسا شخص لاؤ جس کی عقل ہمارے کام آسکے اس نے کہا میرے ماموں ابن مہاجر کو جو آپ حکم دیں گے بجا لائے گا۔ غرضکہ وہ بلایا گیا۔ منصور نے کچھ مال اسے دے کر کہا اس کو مدینے جا اور عبداللہ بن الحسن اور جعفر بن محمد وغیرہ سے مل کر کہو کہ میں خراسان کا رہنے والا ہوں اور آپ کے شیعوں میں سے ہوں لوگوں نے یہ مال آپ کے لیے بھیجا ہے اس کے بعد یہ مال ان پر تقسیم کر دینا ان ان شرائط سے جب یہ لوگ مال لے لیں تو کہنا میں ایک قاصد ہوں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے لیے آپ لوگوں سے ایک تحریر لے لوں جو ثبوت ہو اس کا کہ مال آپ تک پہنچ گیا۔

جب واپس آگیا تو منصور نے حال پوچھا اس نے کہا میں سب کو دے آیا یہ ان کی تحریریں ہیں سوائے جعفر ابن محمد کے جب میں ان سے ملنے گیا تو وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے بعد فراغ نماز میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شخص خدا سے ڈر اور ہم اہلبیت سے حیلہ بازی نہ کر جس نے تجھے بھیجا ہے اس سے کہہ دینا خدا سے ڈر اور ہم اہل بیت کے ساتھ فریب نہ کر ابھی بنی امیہ بہت کچھ ستا چکے ہیں ہم سب کو محتاج بنا دیا ہے۔ میں نے کہا آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں تب انہوں نے وہ ساری

باتیں بیان کر دیں جو میرے اور تیرے درمیان ہوئی تھیں گویا وہ ہمارے درمیان تیسرے شخص تھے۔ اس نے کہا اے ابن جابر آگاہ ہو کہ یہ اہل بیت نبوت محدّث ہیں اور اس زمانے کے محدّث جعفر ابن محمد ہیں۔ یہ دلیل ہے حضرت کی امامت کا۔

عمار سجستانی کہتے ہیں کہ عبداللہ نجاشی امام جعفر صادق کے پاس آیا یہ شخص زیدی تھا اور عبداللہ بن الحسن سے عقیدت رکھتا تھا آپ نے فرمایا کیا میں تیرے آنے کا سبب بتاؤں تو ایک قوم کے دروازے کی طرف سے گزرا ایک گھر کے پرنالے سے تیرے اوپر پانی گرایا گیا تو نے دل میں کہا یہ نجاست ہے تو نے اپنے کو مع کپڑوں کے نہر میں ڈال دیا لڑکے جمع ہو کر تیرے اوپر ہنسنے لگے اور شور مچانے لگے۔ یہ سن کر وہ حیرت میں آگیا اور باہر نکل کر کہا اے عمار یہ ہیں میرے صاحب ان کا غیر نہیں۔

عبداللہ بن نجاشی کہتا ہے میرا اونی جبہ پیشاب سے نجس ہو گیا میں نے جاڑے کی رات میں اسے پانی میں ڈبویا جب میں امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو آپ نے بغیر میرے کچھ کہے فرمایا۔ جب تم نے پیشاب کو پانی میں دھویا تو جبہ خراب ہو گیا۔

ہزم کہتا ہے میری ماں کے درمیان جھگڑا ہو گیا میں نے اسے سخت سست کہا دوسرے روز میں نماز صبح کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا حضرت نے بغیر میرے کہے فرمایا اے ہزم تو نے اپنی ماں سے کل رات سخت کلامی کی کیا تو نہیں جانتا کہ تو اس کے پیٹ میں رہا اور گود میں پلا ہے تو نے اس کی چھاتی سے دودھ پیا ہے میں نے کہا بے شک فرمایا اب ایسا نہ کرنا۔

اہل کوفہ سے ایک شخص خراسان کی طرف گیا، وہ لوگوں کو امام علیہ السلام کی ولایت کی طرف بلانے لگا۔ ایک فرقہ نے اطاعت قبول کی ایک فرقہ نے انکار کر دیا۔ ایک فرقہ نے سکوت اختیار کیا۔ ان تینوں فرقوں کے لوگ امام علیہ السلام کے پاس آئے اور یہ حال ان میں سے ایک گروہ کے آدمی نے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا تمہارا تعلق کس گروہ سے ہے اس نے کہا اس گروہ سے جو الگ رہا اور احتیاط عمل میں لایا فرمایا یہ احتیاط تو نے اس روز نہ کی جب تو نے فلاں قوم کی ایک کنیز سے خلوت کی اس سے مباشرت کی یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا۔

ایک شخص مدینہ میں امام کو تلاش کرتا ہوا آیا لوگ اس کو عبداللہ بن حسن کے پاس لے گئے اس نے سوال کیا جانشین رسول کون ہے انہوں نے کہا میں ہوں پھر کچھ لوگ اس کو امام علیہ السلام کے پاس لائے آپ نے اس کی پچھلی سرگزشت سب بیان کر کے فرمایا اب تو عبداللہ بن حسن کے پاس پھر جا اور ان سے پوچھ کر رسول اللہؐ کی زرہ اور ان کا عمامہ کہاں ہے۔ وہ شخص ان کے پاس آیا اور وہی سوال کیا انہوں نے ایک مصنوعی زرہ پہن کر کہا یہی رسول اللہؐ پہنا کرتے تھے اس نے امام سے آکر بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا انہوں نے جھوٹ کہا اس کے بعد آپ نے اپنی انگوٹھی زمین پر ماری ناگاہ ایک زرہ اور ایک عمامہ نکلا۔ حضرت نے زرہ کو پہنا جو آپ کی نصف ساق تک تھی پھر عمامہ سر پر رکھا پھر دونوں کو اتار

کر انگوٹھی کے نگینہ میں رکھ دیا۔ اور فرمایا اسی طرح رسول اللہ پہنا کرتے تھے یہ عمامہ زمین میں پیدا ہونے والی روئی کے تاروں کا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کے خزانہ کس کا ہے آگاہ ہو خزانہ امام اس کی انگوٹھی میں ہوتا ہے دنیا امام کے نزدیک ایک صحیفہ کی مانند ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو عام لوگ امام کی طرح ہوتے اور امام ان کی طرح۔

ابوبصیر کہتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا ابوحمزہ ثمالی کا کیا حال ہے میں نے کہا میں نے ان کو اچھے حال میں چھوڑا ہے فرمایا جب واپس جاؤ تو میرا سلام کہنا اور بتا دینا کہ فلاں روز فلاں مہینے میں وہ مر جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

شہاب ابن عبدربہ سے مروی ہے کہ مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کیا حال ہوگا تمہارا جب میری خبر مرگ تم کو محمد بن سلیمان سنائیں گے میں نے کہا میں ان کو پہچانتا بھی نہیں۔ ایک روز میں بصرہ میں محمد بن سلیمان والی بصرہ کے پاس بیٹھا تھا اس نے ایک خط مجھے دے کر کہا اے شہاب خدا تمہارا اور ہمارا اجر معین کرے۔ وفات امام امام جعفر صادق کے متعلق۔ یہ سن کر میں رونے لگا۔

سعد سے مروی ہے کہ ایک روز میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اہل جبل سے ایک شخص جو اولاد انصار سے تھا حضرت کی خدمت میں کچھ کھانا لایا آپ نے فرمایا اسے کتے کو کھلا دے اس نے کہا میں تو آپ کے لیے لایا ہوں فرمایا یہ پاک نہیں ہے اس نے کہا میں نے مسلمان سے خریدا ہے فرمایا اچھا اس پیالہ کو گھر کے ایک کونہ میں رکھ دے۔ اس نے رکھ دیا حضرت نے کچھ کلمات ایسے کہے جو ہماری سمجھ میں نہ آئے ناگاہ اس شخص نے کھانے سے یہ آواز سنی اے بندہ خدا ایسا کھانا امام کے لیے سزاوار نہیں اور نہ اولاد انبیاء کے لیے کیونکہ میں پاک نہیں ہوں اس شخص نے وہ کھانا اٹھا کر کتے کے سامنے ڈال دیا۔

اخطل کاہلی سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے ایک رشتہ دار سے فرمایا اگر تیرا سامنا کسی درندے سے ہو تو آیت الکرسی پڑھنے کے بعد کہو عزمت عليك بعزيمة الله وعزيمة محمد وعزيمة سليمان بن داود وعزيمة أمير المؤمنين وعزيمة الأئمة من بعده یہ سن کر وہ ہٹ جائے گا۔

عبداللہ کاہلی کہتا ہے میں کوفہ آیا تو میں اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ ایک گاؤں کی طرف چلا۔ ناگاہ ایک درندہ کا سامنا ہوا میں نے سامنے وہی پڑھا جو امام نے فرمایا تھا اور اس سے کہا ہمارا راستہ چھوڑ دے نہ تو ہمیں ستا نہ ہم تجھے، یہ سن کر وہ ایک طرف کو چلا گیا۔ میرے چچا کے بیٹے نے کہا ایسا کلام میں نے تم سے اس سے پہلے کبھی نہیں سنا میں نے کہا یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا تعلیم فرمودہ ہے اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ امام برحق ہیں خدا نے ان کی اطاعت کو فرض کیا ہے۔

ایک روز امام علیہ السلام نے ابواسامہ سے کہا تیری عمر کتنی ہے اس نے بتایا اتنی ہے فرمایا اے ابواسامہ عبادت زیادہ کر اور خدا سے توبہ کر یہ سن کر وہ رویا فرمایا کیوں روتا ہے اس نے کہا آپ کے کلام سے معلوم ہوا کہ میری موت

قریب ہے۔ فرمایا میں تجھے بشارت دیتا ہوں کہ تو جنت میں ہمارے ساتھ ہوگا اور تو ہمارے شیعوں میں سے ہے پھر فرمایا واللہ میں دیکھتا ہوں تجھے اور حارث بن مغیرہ بصری کو کہ جنت کے ایک درجہ میں ہے۔

شعیب بن میثم سے حضرت نے فرمایا اپنے اپنے نفس کے ساتھ نیکی کر صلہ رحم بجالا اپنے بھائیوں سے اچھا سلوک کر اور بظلم کسی چیز کو نہ لے اور یہ نہ کہو کہ یہ چیز میرے اور میرے عیال کے لیے ہے جن کو خدا نے پیدا کیا ہے ان کا رزق اللہ پر ہے اس نے کہا یہ تو میرے لیے خبر مرگ ہے چند روز گزرنے کے بعد شعیب مر گیا۔

حضرت نے سورہ کلیب سے فرمایا اس سال تم نے حج کر لیا۔ اس نے کہا کر لیا خدا جانے پورا ہوا ہو یا نہیں۔ مجھے بڑا شوق حاضر خدمت ہونے اور آپ کا کلام سننے کا تھا فرمایا تیرا حج خدا نے قبول کیا۔ میں تیرے خرچ کے لیے دیتا ہوں آپ نے مصلے کے نیچے سے ۲۰۰ سو دینار نکال کر فرمایا یہ تیرے حج کے مصارف ہیں پھر ۲۰ دینار دے کر فرمایا یہ تیرے مرنے تک تیری زندگی کا خرچ ہے اس نے کہا اس سے معلوم ہوا کہ میری موت کا وقت قریب ہے فرمایا اے سورہ تو جنت میں ہمارے پاس ہوگا۔ سات ماہ کے اندر یہ شخص مر گیا۔

بصرہ کے بارہ آدمی امام علیہ السلام کے پاس آئے اور انہوں نے جنگ جمل کے متعلق سوالات کیے۔ فرمایا ان سوالات سے تمہارا کیا مقصد ہے انہوں نے کہا ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کون حق پر تھا۔ فرمایا اے اہل بصرہ امر حق بیان ہونے پر تم کافر ہو جاؤ گے۔ آگاہ ہو کہ علی علیہ السلام مومن تھے حضرت کے مبعوث ہونے سے ان کی وفات تک کبھی رسول اللہ نے ان پر کسی کو حاکم نہیں بنایا ہر سریہ میں وہ امیر رہے۔ طلحہ و زبیر نے پہلے تو ان کی بیعت کی پھر توڑ دی۔ رسول اللہ نے حضرت علی کو ناکثین و قاسطین و مارقین سے قتال کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ کی یہی باتیں تو تھیں جن سے قوم گمراہ ہوگئی فرمایا کہ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ تم کافر ہو جاؤ گے اور جب واپس جا کر اپنے لوگوں سے بیان کرو گے تو وہ تم سے زیادہ سخت کافر بن جائیں گے۔ حضرت نے جیسا کہا تھا ویسا ہی ہوا۔

حسن ابن ابی العلاء سے مروی ہے کہ میں ایک روز امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر اپنی عورت کی شکایت کی فرمایا اسے میرے پاس لے آ۔ جب وہ آئی تو فرمایا تجھے اس سے کیا شکایت ہے اس نے کہا اس نے جو کچھ کیا ہے خدا سمجھے فرمایا اگر اس پر الزام ثابت نہ ہو تو تین دن کے اندر مر جائے گی اس نے کہا مجھے پروا نہیں میں اس کی صورت دیکھنا نہیں چاہتی۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا تو اسے گھر لے جا یہ تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہے گی۔ تین دن کے بعد وہ آیا اور عورت کے مرنے کی خبر دی۔ حضرت سے راوی نے پوچھا کیا بات تھی فرمایا اس نے اپنے شوہر پر ظلم کیا خدا نے اس کی عمر کم کر دی۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ میرے والد ماجد نے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے تمہارے سوا کوئی غسل نہ دے کیونکہ امام کو سوائے امام کوئی غسل نہیں دے سکتا اور آگاہ ہو کہ تمہارا بھائی عبداللہ لوگوں کو اپنی طرف بلائے گا بس اسے چھوڑ دو اس کی عمر کوتاہ ہے۔ امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں جب حضرت کا انتقال ہو گیا تو حسب وصیت میں نے

غسل دیا عبداللہ نے آنحضرتؑ کے بعد دعویٰ امامت کیا لیکن جیسا میرے والد ماجد نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا عبداللہ کا چند روز بعد انتقال ہوگیا۔

ایک شخص سے آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں تم اپنے گھر تین سو درہم چھوڑ کر آئے ہو اور کہا تھا کہ جب واپس آؤں گا تو ان کو محمد بن عبداللہ دعبلی کے پاس پہنچا دوں گا اس نے کہا آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔

سماعہ بن مہران جب حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا اے سماعہ تیرے اور جمال کے کیا جھگڑا ہوا راہ میں آپ کو فحش باتیں کرنے اور چیخنے سے بچا۔

معتب غلام امام علیہ السلام کہتا ہے کسی نے دق الباب کیا میں نے جا کر دیکھا تو زید بن علی ہیں۔ حضرت نے اپنے مصاحبوں سے فرمایا اس گھر میں چلے جاؤ اور دروازہ بند کر لو۔ تم میں سے کوئی بولے نہیں۔ جب زید آئے تو حضرت نے معانقہ کیا اور دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ زید نے کہا اے جعفر ان باتوں کو چھوڑ دو۔ تم میری بیعت کرو اگر تم مجھ سے بیعت نہیں چاہتے تو میں تم کو کوئی تکلیف مالایطاق نہیں دوں گا آپ نے جہاد کو ترک کر دیا اور کندھا ڈال کر گھر میں بیٹھ گئے اور اپنے اوپر پردے چھوڑ کر مشرق و مغرب کا مال جمع کرنے لگے حضرت نے فرمایا اے چچا خدا آپ پر رحم کرے خدا آپ کو بخشے۔ زید سنتے رہے اور پھر یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوئے موعدنا الصبح الیس الصبح بقریب۔ لوگوں نے اس بارہ میں چہ میگوئیاں کیں حضرت نے فرمایا یہ ذکر چھوڑو اور میرے چچا کو سوائے کلمۂ خیر اور کچھ نہ کہو۔ خدا میرے چچا پر رحم کرے دوسرے روز صبح کو زید پھر روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے اے جعفر مجھ پر رحم کرو۔ خدا تم پر رحم کرے تم مجھ سے راضی ہو خدا تم سے راضی ہو تم مجھے بخشو خدا تمہیں بخشے۔ حضرت نے فرمایا اے چچا کیا معاملہ ہے فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہؐ کو اپنے پاس آتے دیکھا دائیں بائیں حسنؑ و حسینؑ تھے پیچھے فاطمہؑ آگے علیؑ۔ حضرت کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا شعلہ کی طرح بھڑکتا ہوا مجھ سے فرمایا اے زید تو نے خدا کے رسول کو جعفر بن محمد کے بارے میں بڑی اذیت پہنچائی اگر انہوں نے تیری خطا معاف نہ کی تو میں اس حربہ کو دونوں شانوں کے درمیان مار کر سینہ سے نکال دوں گا۔ میں یہ خواب دیکھ کر خوف زدہ ہوگیا اور معافی مانگنے آپ کے پاس آیا۔ حضرت نے فرمایا اے چچا میں نے معاف کیا۔ آپ کو جو وصیت کرنی ہو کیجئے۔ کیونکہ اس خروج کے نتیجے میں آپ مقتول اور مصلوب ہوں گے آگ میں ڈالے جائیں گے۔ پس زید نے اپنی عیال اولاد اور ادائے قرض کی وصیت کی۔

ابو بصیر کہتے ہیں امام علیہ السلام کے سامنے معلی بن خنیس کا ذکر آیا فرمایا اے ابو بصیر جو کچھ میں کہوں معلی سے نہ کہنا داؤد بن علی سال آئندہ ان کو قتل کر دے گا اور سولی پر چڑھائے گا۔ چنانچہ اگلے سال جب داؤد حاکم مدینہ ہو کر آیا تو اس نے معلی کو بلا کر امام جعفر صادق علیہ السلام کے شیعوں کے متعلق معلومات چاہی انہوں نے نام نہ بتلائے اس نے کہا اگر تم چھپاؤ گے تو میں قتل کر دوں گا انہوں نے کہا کیا تو مجھے قتل سے ڈراتا ہے واللہ اگر وہ میرے قدم کے

بچے ہوتے تب بھی میں ان پر سے اپنا قدم نہ ہٹاتا۔ قتل ہونا تو میرے لیے باعث سعادت ہے اور تیرے لیے باعث شقاوت جب اس نے قتل کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ مجھے اتنی مہلت دے کہ اپنے مال کے متعلق وصیت کر دوں چنانچہ ان کو بازار کی طرف لے گئے۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو فرمایا میرا جتنا مال اور لونڈی غلام ہیں اور میرا گھر یہ سب امام جعفر صادق علیہ السلام تک پہنچا دیا جائے اس کے بعد ان کو قتل کر دیا گیا۔

نباتہ اخمسی سے مروی ہے کہ میں نماز شب کے متعلق دریافت کرنے کے ارادہ سے امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن اور باتوں میں دریافت کرنا بھول گیا حضرت نے خود ہی ذکر فرما دیا۔

عروہ بن جعفی سے مروی ہے کہ امام علیہ السلام کے سامنے ہشام بن عبدالملک کا ذکر آیا فرمایا وہ تو قبر میں گیا میں نے کہا کب مرا فرمایا آج تیسرا دن ہے۔ تحقیق کیا تو معلوم ہوا اس کی موت کا وہی دن تھا۔

ابو بصیر سے مروی ہے میں مدینہ میں آیا تو میرے ساتھ کنیز بھی تھی میں اس سے ہم بستر ہوا۔ صبح کو نہانے کے لیے حمام کی طرف چلا راہ میں اپنے چند شیعہ اصحاب سے ملاقات ہوئی جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملنے جا رہے تھے میں ان کے ساتھ ہو گیا۔ جب حضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابو بصیر تجھ کو انبیاء اور اولاد انبیاء کے گھروں میں جنب داخل نہ ہونا چاہیے میں نادم ہوا اور عرض کی آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

خیرم سے مروی ہے ہم مدینہ میں آئے جس کے یہاں مقیم تھے اس کے یہاں ایک کنیز تھی جب میں اس کے دروازہ پہ پہنچا اور کھٹکھٹایا تو ایک کنیز نے دروازہ کھولا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ صبح کو جب امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا ہمارا امر ورع پر موقوف ہے۔

ایک شخص حضرت کے پاس آیا آپ نے فرمایا کتنا برا ہے وہ آدمی جس پر بھروسہ کر کے اس کا بھائی اس کے پاس امانت رکھے اور وہ اس میں خیانت کرے۔

مروی ہے کہ جب امام علیہ السلام منصور سے ملنے گئے تو ابو حنیفہ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ یہ رافضیوں کا امام ہے چلو اس سے کچھ اس قسم کے سوالات کریں کہ جواب بن نہ پڑے اور یہ شخص ذلیل ہو۔ جب یہ لوگ امام کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے ابو النعمان کیا میں بتا دوں کہ تم کیا مشورہ کر کے آئے ہو کیا تم نے اپنے اصحاب سے یہ نہیں کہا کہ اس رافضیوں کے امام کے پاس چلو تاکہ اسے ذلیل کریں۔ انہوں نے کہا سچ ہے۔ امام نے فرمایا اچھا اب جو تمہارا دل چاہے سوال کرو۔

ابی ابن یعقوب نے کہا اوصیا علماء و اتقیا و ابرار ہوتے ہیں۔ معلی بن خنیس نے کہا بلکہ اوصیا انبیا ہوتے ہیں جب یہ لوگ امام کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا جو کچھ انہوں نے کہا کہ ہم انبیاء ہیں تو میں اس سے بری ہوں۔

شیخ مفید نے داؤد بن کثیر رقی سے روایت کی ہے کہ میں امام علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت نے خود ہی فرمایا اے داؤد تمہارے اعمال ہمارے اوپر پیش کیے جاتے ہیں روز پنجشنبہ تم نے اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ جو

رحم کیا اس سے میں خوش ہوا اس سے تمہاری عمر زیادہ ہوئی۔

داؤد کہتا ہے کہ میرا ایک چچا زاد بھائی ناصبی معاند تھا مجھے پتہ چلا کہ وہ اور اس کے اہل و عیال بہت تباہ حال ہیں پس میں نے ان کے نفقے کے لیے ایک تحریر لکھی۔ جب میں مدینہ میں حضرت کی خدمت میں آیا تو آپ نے سارا حال مجھ سے بیان کر دیا۔

سدیر صیرفی سے مروی ہے کہ میرے پاس کچھ مال جمع ہو گیا میں نے چاہا کہ حضرت کی خدمت میں پہنچا دوں ایک درہم میں نے ان میں سے اس لیے روک لیا کہ حضرت کے بارے میں جو کچھ لوگ کہتے ہیں اس کو جان لوں میں نے وہ مال حضرت کے سامنے رکھ دیا آپ نے فرمایا اے سدیر تم نے ہمارے مال میں خیانت کی اور ہمارے حق میں سے روک لیا اس لیے کہ جان لو کہ ہمارا مذہب کیسا ہے۔ میں نے کہا حضور نے سچ فرمایا میں نے ایسا اس لیے کیا تاکہ اصحاب کی غلط خیالی دور کردوں فرمایا اے سدیر ہم کو سب باتوں کا علم ہے کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (سورہ یٰسین ۳۶/۱۲) آگاہ ہو علم انبیا محفوظ ہے ہمارے علم میں اور ہمارا علم علم انبیاء سے ہے میں نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔

ابوبصیر سے مروی ہے کہ شعیب عقرقوفی خدمت امام میں دینار کی ایک تھیلی لے کر آیا اور حضرت کے سامنے رکھ دی آپ نے فرمایا یہ زکوٰۃ ہے یا صلہ میں خاموش رہا۔ حضرت نے فرمایا زکوٰۃ کی ہمیں ضرورت نہیں آپ نے ان میں ایک مٹھی دینار شعیب کو واپس دیئے جب وہ حضرت کے پاس سے اُٹھ کر آیا تو اس سے پوچھا گیا مال زکوٰۃ ان میں کتنا تھا اس نے کہا جتنا حضرت نے واپس دیا نہ ایک حبہ کم نہ زیادہ۔

ابراہیم بن عبدالحمید کا بیان ہے کہ قبا میں ایک باغ خریدنے کے لیے نکلا امام علیہ السلام سے ملاقات ہوئی فرمایا کہاں جاتے ہو میں نے اپنا ارادہ بیان کیا فرمایا کیا تم ٹڈیوں کی طرف سے مطمئن ہو میں نے کہا اگر ایسا ہے تو میں خرید نہ کروں گا۔ پانچ روز نہ گزرے تھے کہ ٹڈیوں نے نخلستانوں کو کھا لیا۔

محمد بن عبداللہ بن حسن نے ایک روز امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا میں تم سے زیادہ عالم اور سخی و شجاع ہوں آپ نے فرمایا علم کے متعلق جو تم نے کہا تو تمہارے اور ہمارے جد نے ایک ہزار لونڈی اور غلام اپنی قوت بازو سے کما کر آزاد کیے ذرا ان کے نام تو بتاؤ۔ اگر تم چاہو تو میں ان کے نام مع ان کے باپ اور دادا کے نام آدم تک بتا دوں۔ اب رہی سخاوت تو واللہ کوئی رات میں نے ایسی بسر نہیں کی کہ میرے اوپر کسی کا حق باقی رہا ہو اور یہ جو کہا کہ مجھ سے زیادہ بہادر ہو تو عنقریب تمہارا سر کاٹا جائے گا اور بجڑوں کے چھتے میں رکھا جائے گا اور خون اس سے بہتا ہو گا یہ بات انہوں نے اپنے باپ سے جا کر بیان کی۔ انہوں نے کہا یہ بات مجھ سے بھی جعفر نے بیان کر کے کہا تھا تم صاحب حجر

زنا بیر ہو۔

ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں لکھا ہے جب محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی نے اپنے مہدی ہونے پر بیعت لی تو ان کے باپ عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے پاس آئے حضرت نے اس دعوے سے ان کو رد کا تھا۔

عبداللہ کو یہ خیال ہوا کہ از روئے حسد ایسا کہتے ہیں حضرت نے شانہ عبداللہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ یہ خبر تمہارے لیے ہے نہ کہ تمہارے بیٹے کے لیے بلکہ اس شخص کے لیے ہے یعنی سفاح اور اس کے بعد منصور کے لیے یہ احجار زیت میں قتل کرے گا اور اس کے بھائی کو طفوف میں دریا آئے گا یہاں تک کہ اس کے گھوڑے کے پیر پانی میں ہوں گے۔ منصور یہ پیشن گوئی سن کر حضرت سے کہنے لگا اے ابوعبداللہ آپ نے کیا کہا فرمایا وہی جو تم نے سنا اور یہ ہو کر رہے گا۔ منصور نے اسی وقت سے تیاری شروع کر دی کچھ دنوں بعد وہی ہوا جو حضرت نے کہا تھا۔

مروی ہے کہ جب عبداللہ کے دونوں فرزندوں کا معاملہ زور پکڑنے لگا تو منصور نے ان کے حالات کا سراغ لگایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا میں ایت کے سوا ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ (سورہ الحشر ۱۲) یہ سن کر منصور سجدہ میں گر گیا اور کہا حسبك أبا عبد الله

ابن کادش عکبری نے مقاتل العصابۃ العلویہ میں لکھا ہے کہ جب ابومسلم خراسانی کو ابراہیم بن عبداللہ کی موت کا حال معلوم ہوا تو اس نے حجاز کی طرف توجہ کی اور خطوط لکھ کر جناب جعفر ابن محمد۔ عبداللہ بن الحسن اور محمد بن علی بن الحسین کو دعوت خلافت دی۔ جب امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس وہ خط آیا تو آپ نے پڑھ کر اسے جلا دیا اور فرمایا کہ دینا یہی جواب ہے لیکن جب عبداللہ بن حسن کے پاس خط پہنچا تو انہوں نے کہا میں بوڑھا ہو گیا۔ البتہ میرا بیٹا محمد جو اس امت کا مہدی ہے وہ اس کے لائق ہے اس کے بعد وہ امام علیہ السلام کے پاس آئے۔ حضرت نے ان کے گدھے کی گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے ابومحمد اس وقت کیسے تشریف لائے انہوں نے خط کا مضمون بیان کیا حضرت نے کہا ایسا نہ کیجئے یہ حکومت آپ تک نہ آئے گی۔ یہ سن کر عبداللہ کو غصہ آیا اور کہنے لگے میں اس مخالفت کا سبب جانتا ہوں تم کو میرے بیٹے سے حسد ہے حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ یہ حق اس کا اور اس کے بھائیوں اور بیٹوں کا ہے یہ آپ نے ابوالعباس سفاح کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے آپ کے پیچھے عبدالصمد بن علی اور ابوجعفر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس آئے اور کہنے لگے کیا جو آپ نے کہا ہے وہ ہونے والا ہے فرمایا واللہ ایسا ہو کر رہے گا۔

مروی ہے کہ ایک شخص امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور آپ کے سر پر بوسہ دیا حضرت نے اس کے کپڑوں کو دیکھ کر فرمایا میں نے ایسے سفید اور خوبصورت کپڑے آج تک نہیں دیکھے اس نے کہا یہ کپڑے ہمارے شہروں کے بنے ہوئے

ہیں میرے آپ کے لیے ان سے بہتر لایا ہوں۔ حضرت نے اپنے غلام معتب سے فرمایا ان کو سے کپڑے دے کر وہ شخص چلا گیا
حضرت نے فرمایا وصف سچا ہوا اور وقت قریب آگیا یہ وہ کالے جھنڈوں والا ہے جو خراسان سے آئے گا۔ پھر فرمایا اے
معتب جا اور اس کا نام معلوم کر اگر اس کا نام عبدالرحمٰن ہے تو یہ وہی ہے۔ معتب نے جا کر اس کا نام پوچھا اس نے
عبدالرحمٰن نام بتایا۔ جب اولاد عباس حکمران ہوئی تو عبدالرحمٰن ابو مسلم کے نام سے ظاہر ہوا۔

ابو مسلم وزیر آل محمد نے خلافت کو اس سے پہلے کہ لشکر اس کے پاس جمع ہوا امام جعفر صادق علیہ السلام کے
سامنے آ کر پیش کش کی آپ نے انکار کر دیا اور اس کو یہ خبر دی کہ ابراہیم امام شام سے عراق تک نہ پہنچیں گے اور یہ امر
سلطنت پہنچے گا۔ ان کے دو بھائیوں کو پہلے چھوٹے کو پھر بڑے کو اور باقی رہے گا اولاد اکبر میں اور ابو مسلم رہے گا بلا
مقصود جب فوجیں آئیں تو جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ ابراہیم امام کو مروان نے قید میں ڈال دیا۔ اور
خطبہ سفاح کے نام کا پڑھا گیا۔

امام علیہ السلام کی دعاؤں کی مقبولیت

جب داؤد نے معلی بن خنیس کو قتل کیا اور ان کا مال ضبط کر لیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا تو نے میرے غلام کو
قتل کیا اور میرے مال کو غصب کر لیا واللہ میں تیرے لیے بددعا کروں گا اس نے کہا آپ مجھے اپنی بددعا سے ڈراتے
ہیں۔ حضرت گھر واپس آگئے۔ دوسرے روز داؤد نے اپنے پانچ دربان بھیجے کہ جعفر بن محمد کو میرے پاس لے آؤ اگر وہ آنے
سے انکار کریں تو ان کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آؤ۔ حضرت نماز پڑھ رہے تھے کہ یہ پانچوں داخل ہوئے بعد فراغ نماز
حضرت سے کہا چلیئے حاکم نے آپ کو بلایا ہے فرمایا اگر میں نہ جاؤں تو۔ انہوں نے کہا پھر حکم دیا گیا ہے وہ بجا لائیں گے۔ فرمایا
جاؤ تمہاری دنیا و آخرت کے لیے یہی بہتر ہے۔ انہوں نے واپس جانے سے انکار کیا۔ حضرت نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا
الساعة الساعة راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ہم نے ایک چیخ سنی۔ آپ نے ان سے فرمایا جاؤ تمہارا آقا مر گیا وہ یہ سن کر
واپس گئے۔ لوگوں نے اس کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس نے ان لوگوں کو میری گردن مارنے کے لیے بھیجا میں نے اسم اعظم الٰہی
سے اس کے لیے بددعا کی خدا نے ایک فرشتہ کو بھیجا اس نے ایک حربہ مار کر اس کو قتل کر دیا۔ لوگ یہ سن کر حیرت
میں رہ گئے۔

لبابہ بنت عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ داؤد نے وہ رات بڑی پریشانی سے گزاری میں نے دیکھا وہ چت

لیٹا ہے اور ایک سانپ اس کے سینے سے لپٹا ہوا ہے۔ میں نے اپنی آستین ہاتھ پر لپیٹ کر اسے پکڑ لیا۔ اس نے اپنا پھن میری طرف بڑھایا میں نے ڈر کر پھینک دیا وہ گھر کے ایک کونے میں چلا گیا۔ داؤد گھبرایا ہوا تھا اس کی آنکھیں سرخ تھیں میں نے اچھا نہ جانا کہ اس واقعہ کی اسے خبر دوں۔ دوسری بار وہ سانپ پھر اسے آکر لپٹ گیا۔ اب جو میں نے داؤد کو ہلایا تو وہ مُردہ تھا حضرت نے ابھی سجدے سے سر نہ اٹھایا تھا کہ اس کا کام تمام ہوگیا۔

منصور کا حاجب ربیع کہتا ہے جب امام علیہ السلام سے کہا گیا کہ میں امام جعفر صادقؑ اور ان کے خاندان کو اس طرح قتل کروں گا کہ ایک فرد باقی نہ چھوڑوں گا اور گھروں کو اس طرح مسمار کروں گا کہ ایک دیوار باقی نہ رہے گی۔ فرمایا اس کی باتوں اور سرکشی کو چھوڑو۔ آخر منصور نے امام کو طلب کیا جب آپ داخل ہوئے تو وہ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور حضرت کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھایا اور کہنے لگا میں نے آپ کو کیوں بلایا ہے فرمایا مجھے معلوم نہیں اس نے کہا اس لیے کہ دس ہزار دینار اپنے اہل میں تقسیم کر دیں پھر حضرت سے معانقہ کیا اور رخصت کر دیا اور ربیع سے کہا کچھ لوگ متعین کر تاکہ ان کو بخیریت مدینہ پہنچا دیں۔ ربیع کہتا ہے میں نے کہا آپ کا وہ غصہ کہاں گیا اس نے کہا جب یہ اندر داخل ہوئے تو میں نے ایک اژدھے کو یہ کہتے سنا اگر تو نے فرزند رسول کو ستایا تو تیرا گوشت ہڈی سے جدا کر دوں گا۔ یہ دیکھ کر میں خائف ہوگیا۔

ایک بار منصور نے حضرت کو دیکھ کر کہا مجھے خدا قتل کرے اگر میں تم کو قتل نہ کروں حضرت نے فرمایا سلیمان کو ملک عطا کیا تو انہوں نے شکر ادا کیا ایوب کو مبتلا کیا گیا تو انہوں نے صبر کیا۔ یوسف پر ظلم کیا گیا تو انہوں نے بخش دیا تو ان ہی کی میراث پر ہے پس ان میں سے جس کی چاہے تاسی کر۔ یہ سن کر اس نے کہا اے ابو عبداللہ تمہارے میرے قرابت ہے اور نسب میں شرکت اس کے بعد مصافحہ اور معانقہ کیا اور خلعت و انعام دے کر رخصت کیا۔

ایک بار حضرت کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور کہا آپ اپنی حاجتیں بیان کریں آپ نے مختلف لوگوں کی ضرورتیں بیان کیں اس نے کہا آپ اپنی خواہش بیان کریں فرمایا میری خواہش یہ ہے کہ آئندہ مجھے نہ بلانا۔

مروی ہے کہ یونس نامی ایک شخص کا چہرہ برص سے سفید ہوگیا حضرت نے اس کو یہ دعا تعلیم فرمائی

یاالله یاالله یارحمن یارحمن یارحیم یارحیم یاارحم الراحمین یا سمیع الدعوات یامعطی الخیرات صل علی محمد وعلی اهل بیته الطاهرین الطیبین واصرف عنی شر الدنیا وشر الآخرة واذهب عنی مابی فقد غاضنی ذلك واحزننی

یونس کہتا ہے چند روز بعد میرے چہرے سے بھوسی سی اترنے کے بعد چہرہ بالکل صاف ہوگیا۔

ایک عورت نے حضرت سے کہا میرے بازو پر برص کا داغ ہے دعا فرمائیے کہ یہ جاتا رہے۔ حضرت نے دعا کی اللهم انك تبرئ الاكمه والابرص وتحيي العظام وهي رميم البسها عفوك وعافيتك پس وہ بالکل اچھی ہو گئی۔

اہل مرو میں سے ایک شخص نے درد سر کی شکایت کی آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھا۔
ان الله يمسك السماوات والأرض أن تزولا ولئن زالتا ان امسكهما من احد من بعده وہ فوراً اچھا ہو گیا۔

لیث بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے ایک شخص کو کوہ ابو قبیس پر کہتے سنا۔
یا رب یا رب یہاں تک کہ اس کا سانس ٹوٹ گیا۔
یا ارحم الراحمین ״ ״
یا رباہ یا رباہ ״ ״
یا اللہ یا اللہ ״ ״
یا حی یا حی ״ ״
یا رحیم یا رحیم ״ ״
یا ارحم الراحمین ״ ״

خداوندا میرا دل انگور کھانے کو چاہتا ہے مجھے کھلا دے میری چادر پرانی ہو گئی نئی دیدے۔ ابھی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ انگوروں سے بھرا ہوا ایک طبق آ گیا حالانکہ وہ زمانہ انگوروں کا نہ تھا اور دو رنگین چادریں آ گئیں راوی کہتا ہے کہ میں ان کے پاس گیا اور ان کے ساتھ انگور کھائے انہوں نے نئی چادریں پہنیں اور جب پہاڑ سے اترے تو پرانی ایک فقیر کو دیدی اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جعفر ابن محمد ہیں۔

ملوک اہل جبل میں سے ہر سال ایک شخص حج کو آتا اور امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ حضرت اس کو اپنے یہاں مہمان رکھتے۔ اس نے امام علیہ السلام کو دس ہزار درہم دیئے کہ اس کے لئے حضرت ایک مکان خرید دیں اور اس کے بعد وہ حج کو چلا گیا جب واپس آیا تو پوچھا آپ نے میرے لیے مکان خرید لیا۔ فرمایا ہاں اور وثیقہ لائے جس میں تحریر تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ یہ تحریر ہے اس امر کے متعلق کہ جعفر بن محمد نے خریدا ایک گھر جنت میں فلاں بن فلاں کے لیے جس کی ایک حد رسول اللہ ہیں دوسری امیر المومنین۔ تیسری حسن بن علی چوتھی حسین بن علی جب اس شخص نے اس تحریر کو پڑھا تو کہا میری جان آپ پر فدا ہو میں راضی ہوں۔

حضرت نے فرمایا جو مال میں نے تجھ سے لیا تھا وہ اولاد امام حسنؑ اور امام حسینؑ پر تقسیم کر دیا مجھے امید ہے کہ خدا اس کو قبول کرے گا اور تجھے ثواب عطا کرے گا اور جنت میں جگہ دے گا۔ وہ شخص یہ تحریر لے کر اپنے گھر گیا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو وصیت کی یہ تحریر قبر میں اس کے ساتھ رکھ دینا چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا دوسرے روز صبح کو دیکھا کہ وہ تحریر اس کی قبر پر رکھی ہے اور اس پر لکھا ہے وفی ولی اللہ جعفر بن محمد۔

یحییٰ بن ابراہیم بن مہاجر سے مروی ہے میں نے امام علیہ السلام سے کہا فلاں فلاں لوگوں نے آپ کو سلام کہا ہے فرمایا علیہم السلام میں نے کہا وہ آپ سے دعا کے طالب ہیں فرمایا کس امر کے لئے میں نے کہا منصور نے ان کو قید کر دیا ہے۔ فرمایا کیوں میں نے کہا وہ ان کو عامل بنانا چاہتا تھا انہوں نے منظور نہ کیا۔ آپ نے فرمایا خداوندا بادشاہ کے مکر سے ان کو امان دے جب میں حضرت کے پاس سے لوٹا تو ان لوگوں کو قید سے آزاد پایا۔

منصور نے عبدالحمید کو تنگ و تاریک قید خانہ میں ڈال دیا اور وہ محمد بن عبداللہ کا دوست تھا۔ حج میں محمد بن عبداللہ حضرت سے ملا آپ نے فرمایا تمہارے دوست عبدالحمید کا کیا حال ہے اس نے کہا وہ تو قید میں ہے حضرت نے دعا کی اور فرمایا جاؤ تمہارا دوست آزاد ہو گیا محمد کہتا ہے میں نے عبدالحمید سے پوچھا تو کس وقت آزاد ہوا اس نے یوم عرفہ کا وہی وقت بتایا جس روز حضرت نے دعا کی تھی۔

مروی ہے کہ امام علیہ السلام نے حکیم بن العباس کلبی کے یہ اشعار سنے۔

صلبنا لکم زیداً علی جذع نخلۃ — ولم أر مهدياً علی الجذع یصلب

ہم نے زید کو درخت میں لٹکا کر سولی دی — اور مہدی کو درخت پر سولی دیتے میں نہیں دیکھا

وقستم بعثمان علیاً سفاهة — وعثمان خیر من علي واطیب

تم نے بے وقوفی سے عثمان کو علی پر قیاس کیا ہے — عثمان علی سے بہتر اور زیادہ پاک ہیں

حضرت نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی خداوندا اس جھوٹے پر اپنے کتے کو مسلط کر۔ بنی امیہ نے اس کو کوفہ کی طرف بھیجا وہ ایک راستہ میں جا رہا تھا کہ ایک شیر نے اس کو پھاڑ ڈالا امام علیہ السلام نے یہ خبر سن کر شکر کا سجدہ کیا۔

امام جعفر صادقؑ اور خرق عادات

سدیر صیرفی سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ عرفات میں تھا کہ حاجیوں کے شور و شغب

کی آواز کان میں آئی۔ میں نے دل میں کہا یہ سب گمراہی پر تو نہیں ہو سکتے۔ امام علیہ السلام نے مجھے پکارا اور فرمایا اب تو غور سے دیکھ ناگاہ مجھے بندر اور سور نظر آئے۔

علی بن ہبیرہ اپنے غلام رشید پر غصہ ہوا وہ امام علیہ السلام کے پاس آیا اور فریاد کی فرمایا تو اس کے پاس جا میرا سلام پہنچا کر کہو کہ جعفر بن محمد نے تیرے غلام رشید کو بھیجا ہے اس کے ساتھ کوئی سختی نہ کرنا۔ میں نے کہا وہ بڑا خبیث شامی ہے فرمایا تو جا اور جو میں نے کہا ہے وہ کر میں وہاں سے روانہ ہوا۔ راہ میں ایک اعرابی ملا اس نے کہا تو کہاں جاتا ہے میں تیرے چہرے سے مقتول ہونا پا رہا ہوں پھر کہا اپنا ہاتھ دکھا میں نے دکھایا اس نے کہا یہ مقتول کا ہاتھ ہے پھر کہا زبان دکھا میں نے دکھائی تو کہا تیری زبان پر ایک پیغام ہے اگر تو اس کو پہاڑوں کے سامنے رکھے تو وہ بھی تیرے تابعدار ہو جائیں گے لہذا اب تیرے لیے کوئی خوف نہیں۔

الغرض میں اس کے پاس گیا اس نے میرے قتل کا حکم دیا میں نے کہا اے امیر تو میرے اوپر کیوں ظلم کرتا ہے میں تیرے پاس ایک پیغام لایا ہوں مگر خلوت میں بیان کروں گا۔ اس نے حاضرین کو ہٹا دیا میں نے کہا تیرے مولا جعفر بن محمد نے تجھے سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ میں تیرے غلام کو بھیج رہا ہوں اس پر سختی نہ کرنا۔ اس نے کہا اللہ اللہ حضرت نے مجھے سلام کہلا کر بھیجا ہے اور پیغام دیا ہے اس نے میرے بازو سے رسی کھول دی۔ اور کہا مجھے قرار نہ آئے گا جب تک تو بھی میرے ساتھ وہی نہ کرے جو میں نے تیرے ساتھ کیا ہے میں نے کہا میری یہ جرأت نہیں کہ میں اپنے ہاتھوں سے تیرے ہاتھ باندھوں۔ میرا نفس اس پر راضی نہیں۔ اس نے کہا میں نہ مانوں گا۔ غرض کہ میں نے اس کا کہنا کیا اور بندش کھول دی اور اپنی انگوٹھی مجھے دی اور کہا میرا امر تیرے ہاتھ میں ہے جو چاہے کر۔

محمد بن سعید نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے محمد بن ابی شمال کے نام تاخیر خراج کے متعلق ایک تحریر چاہی فرمایا اس سے جا کر کہو کہ جعفر بن محمد کہتے ہیں جس نے از روئے دوستی ہمارا اکرام کیا تو کرامت اللہ کا اس سے اظہار ہوا اور جس نے توہین کی اس سے اعراض کیا جس نے ہمارے شیعوں سے نیکی کی اس نے امیرالمومنینؑ سے نیکی کی اس نے رسول سے نیکی کی اور جس نے رسول سے نیکی کی اس نے خدا سے نیکی کی اور جس نے خدا سے نیکی کی وہ ہمارے ساتھ جنت کے اعلیٰ درجوں میں ہوگا پس میں اس کے پاس گیا اور ذکر کیا اس نے مجھ سے کہا بیٹھ جا اور اپنے غلام سے کہا کہ محمد بن سعید پر کتنا خراج ہے کہا ساٹھ ہزار۔ اس نے کہا دفتر میں اس کے نام پر سے یہ رقم کاٹ دے اور پھر مجھ کو ایک تھیلی ایک کنیز اور ایک خچر مع زین و لگام دیا۔ میں خوش ہو کر امام کے پاس آیا۔ فرمایا اے ابو محمد تو بتاتے گا یا میں بیان کروں میں نے کہا حضور ہی فرمائیں آپ نے کل واقعہ اس طرح بیان کر دیا گویا دیکھ رہے تھے۔

طبرسی نے اعلام الوریٰ میں لکھا ہے کہ شقران غلام رسول اللہ نے بیان کیا میں منصور کے دروازہ پر اپنی حاجت بیان کرنے کے لیے آیا چونکہ کوئی میرا سفارش کرنے والا نہ تھا لہذا دروازہ پر حیران کھڑا تھا ناگاہ میں

نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا میں نے کہا میں آپ کے گھر کا غلام ہوں پھر میں نے اپنی حاجت بیان کی آپ نے اپنی آستین میں سے کچھ نکال کر میری آستین میں رکھ دیا اور فرمایا اے شقران نیکی ہر ایک کے ساتھ اچھی ہے اور تیرے ساتھ زیادہ اچھی ہے کیونکہ تم ہم سے متعلق ہے اور بری بات ہر ایک کے لیے بری ہے خاص کر تیرے لیے یہ آپ نے تعریضاً فرمایا کیونکہ وہ شراب پیتا تھا۔

ایک دن منصور نے آپ سے کہا یہاں ایک پہاڑ ہے جس سے سال بھر پانی کے قطرات ٹپکتے ہیں اور وہ بہت سفید ہوتے ہیں، لوگ آنکھوں میں سرمہ کی طرح لگاتے ہیں تو تکلیف دور ہو جاتی ہے فرمایا میں اس کو جانتا ہوں یہ وہ پہاڑ ہے جس پر بنی اسرائیل کا ایک نبی اپنی قوم سے بھاگ کر آیا تھا قوم نے یہاں آکر اسے قتل کر دیا پس یہ اس نبی پر روتا ہے یہ قطرے اس کے آنسو ہیں پہاڑ کے دوسری طرف اس پانی سے ایک چشمہ بہتا ہے جس تک کوئی شخص نہیں جا پاتا۔

مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ منصور حسن بن زید پر مہربان ہوا اور اس کو حرمین کا حاکم بنا دیا اور حکم دیا کہ وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا گھر جلا دے۔ اس نے حضرت کے گھر کو آگ لگا دی۔ آگ دروازہ اور دہلیز سے شروع ہوئی۔ حضرت آگ کے شعلوں میں سے ہو کر نکل آئے اور فرمایا انا ابن أعراق الثرى انا ابن ابراهيم خليل الله

ابو بردہ کہتے ہیں میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے پوچھا زید کا کیا حال ہے میں نے کہا ان کو کناسہ بنی اسد میں سولی دی گئی۔ یہ سن کر حضرت روئے اور پس پردہ بی بیاں بھی رو دیں۔ پھر فرمایا ابھی انہیں کچھ اور بھی کرنا ہے میں اس بات کو نہ سمجھا فرمایا اس کے بعد انہوں نے زید کی لاش سولی پر سے اتار کر جلا دی تب میں سمجھا کہ حضرت کا مطلب یہ تھا۔

مامون رقی سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ سہل بن خراسانی آیا اور حضرت سے کہنے لگا یا ابن رسول اللہ آپ صاحب رافت و رحمت ہیں اور آپ اہل بیت امامت ہیں کیا امر مانع ہے کہ آپ اپنا حق نہیں لیتے ایک لاکھ شیعہ آپ کی مدد کے لئے تیار ہیں آپ نے فرمایا اچھا تم بیٹھو اور لونڈی سے فرمایا تنور روشن کر دے جب اس سے شعلے نکلنے لگے تو آپ نے فرمایا اے مرد خراسانی اس تنور میں جا بیٹھ اس نے کہا یا ابن رسول اللہ مجھے آگ میں نہ جلائیے اس عذاب سے معاف فرمائیے آپ نے فرمایا اچھا نہ سہی اسی وقت ہارون مکی آ گئے جوتے ان کے ہاتھ میں تھے آپ نے فرمایا جوتے تو رکھ دو اور اس تنور میں کود پڑو وہ فوراً تنور کے اندر چلے گئے۔ حضرت کچھ دیر اس خراسانی کے ساتھ باتوں میں مشغول رہے پھر فرمایا اے خراسانی آ اور دیکھ تنور میں کیا ہے میں حضرت کے ساتھ تنور پر آیا دیکھا وہ اطمینان سے تنور میں بیٹھے ہیں حضرت نے فرمایا نکل آؤ۔ مجھ سے بتایا خراسان میں ایسے کتنے ہیں۔ میں نے کہا ایک بھی نہیں۔ فرمایا جب پانچ آدمی بھی ہمارے ساتھ ایسے نہ ہوں تو بتاؤ ہم کیسے خروج کریں۔ ہم وقت کو سمجھتے ہیں۔

محمد بن میمون ہلالی کہتا ہے کہ میں امام علیہ السلام کے ساتھ تھا جب آپ زیارت قبر امیرالمومنین کو چلے تو راہ میں آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی آپ راستے سے الگ ہو گئے اور ریت میں گڑھا کر کے رفع ضرورت کی اور دوسری جگہ گڑھا کھودا تو وہاں

سے پانی نکلا آپ نے طہارت کے بعد نماز ادا کی اور فرمایا خداوندا وہ مقدم نہ بنا جو ہلاک ہو وہ خبر نہ بنا جو ذلیل ہو بلکہ درمیانی راستہ پر چلا۔

منصور نے کئی بار حضرت کے قتل کا ارادہ کیا جب اس ارادے سے بلاتا خوف طاری ہو جاتا اور قتل کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اس نے لوگوں کو حضرت کے پاس آنے سے منع کر دیا تھا اور حضرت کو بھی لوگوں کے پاس بیٹھنے سے روکا تھا اور آپ کے حالات پر کڑی نگرانی تھی یہاں تک کہ کوئی فقہی مسئلہ از قسم نکاح و طلاق بھی دریافت کرنے کو آپ کے پاس نہ آ سکتا تھا، شیعوں پر یہ بات نہایت شاق تھی یہاں تک کہ منصور کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ امرا نے امام جعفر صادقؑ سے یہ خواہش کی کہ وہ کوئی ایسا تحفہ دیں جو کسی کے پاس نہ ہو۔ آپ نے اس کو رسول اللہؐ کی وہ چھڑی دی جس کا طول ایک گز تھا وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور برکت کے لیے اس کے چار ٹکڑے کر کے چار جگہ رکھے اور حضرت سے کہا اس کا بدلہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو آزادی دیدوں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت کو دینی خدمت کا زیادہ موقع مل گیا۔

مروی ہے کہ ایک روز ایک ہرن امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آکر کچھ کہنے لگا آپ نے لوگوں سے کہا یہ کہتا ہے کہ مدینہ کے ایک شکاری نے اس کی مادہ کو پکڑ لیا ہے اس کے دو نوزائیدہ بچے ہیں جن میں ابھی نہ چلنے کی طاقت ہے نہ چرنے کی میری خواہش ہے کہ آپ اسے رہا کرا دیں اور میری طرف سے اس بات کی ضمانت کر لیں کہ جس وقت بچے بڑے ہو جائیں گے تو میں اپنی مادہ کو شکاری کے پاس پہنچا دوں گا۔ میں آپ اہل بیت کی ولایت سے محروم ہو جاؤں اگر اپنا وعدہ وفا نہ کروں۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا یہ صورت سلیمان نبی کی سی ہے۔

ابو بصیر کہتے ہیں نابینا ہونے کی وجہ سے امام علیہ السلام کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ حضرت نے فرمایا تم مجھے دیکھنا چاہتے ہو میں نے کہا بے شک حضرت نے میری آنکھوں پر ہاتھ رکھا وہ روشن ہو گئیں اس کے بعد ہاتھ پھیرا تو جیسی تھیں پھر ویسی ہی ہو گئیں۔

ابو الصباح کنانی سے مروی ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے کہا کہ جعد بن عبداللہ امیر المومنینؑ کو گالیاں دیتا ہے اجازت ہو تو میں اسے قتل کر دوں فرمایا چھوڑ دو کوئی دوسرا قتل کر دیگا میں کوفہ آیا اور مسجد میں صبح کی نماز پڑھی۔ ناگاہ میں نے کسی کو کہتے سنا جعد بن عبداللہ کو کسی نے اس کے بستر پر قتل کر دیا اور سارا جسم پکس گیا ہڈی سے گوشت جدا ہو گیا وہ ٹکڑے ٹکڑے دفن کیے گئے۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے امام علیہ السلام سے کہا میں علامت امامت جاننا چاہتا ہوں فرمایا تیرا دل جو چاہے پوچھ اس نے کہا میرا بھائی اس قبرستان میں ابدی نیند سو رہا ہے آپ میری بات چیت اس سے کرا دیجئے۔ فرمایا اس کا نام کیا ہے میں نے کہا احمد فرمایا اے احمد باذن خدا اٹھ بیٹھ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

داؤد رقی سے منقول ہے کہ ایک شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا میری اہلیہ مر گئی اور میں اکیلا رہ گیا فرمایا

اپنے گھر واپس جا وہ باذن خدا جیتی ملے گی جب واپس گیا تو اسے ثمرا دسا انگور کھاتے پایا۔

ایک عورت نے حضرت سے آکر کہا میرا بیٹا مر گیا اسے لحاف میں لپٹا ہوا چھوڑ آئی ہوں آپ نے فرمایا وہ مرا نہیں ہے تو اپنے گھر جا اور غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھ اور خدا سے یوں دعا کر لے وہ جس نے اسے بخشا تھا جب کہ وہ کچھ نہ تھا اس بخشش کو از سر نو دکھا دے پھر اسے ہلا ڈالنا اور یہ ذکر کسی سے نہ کرنا اس نے ایسا ہی کیا وہ زندہ ہو گیا۔

علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں کہ امرائے بنی امیہ سے میرا ایک دوست تھا اس نے مجھ سے کہا مجھے امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس لے چلو وہ حضرت کے پاس آیا تو کہنے لگا میں اس قوم کے دفاتر میں رہا ہوں اور میں نے مال کثیر جمع کیا ہے اور ان کے مطالب بر لایا ہوں حضرت نے فرمایا اگر بنی امیہ کو ایسے لوگ نہ ملتے جو لوٹ کا مال ان کو لا کر دیں اور ان کی طرف سے لڑیں اور ان کی جماعت کو بڑھائیں تو وہ ہمارے حقوق کو غصب نہ کرتے اور اگر لوگ بہ ظلم و ستم ان کو مال لا کر نہ دیتے تو ان کے پاس آج یہ دولت نہ ہوتی اس نے کہا اس مظلمہ سے نکلنے کی کوئی صورت بھی ہے فرمایا ہے بشرطیکہ تو بجا لائے اس نے کہا میں ایسا کروں گا فرمایا جتنا مال تو نے ناجائز طریقے سے جمع کیا ہے اسے بیچ ڈال اور جن لوگوں سے لیا ہے ان کو واپس کر اور جس مال کے مالک تجھے معلوم نہ ہوں اسے تصدق کر دے میں تیرے لیے جنت کا ضامن ہوں وہ کچھ دیر سر جھکائے سوچتا رہا پھر کہنے لگا میں ایسا کروں گا ابن ابی حمزہ کہتے ہیں یہ جوان کوفہ آیا پس جو کچھ اس کے پاس تھا سب لوگوں کو دے دیا یہاں تک کہ اپنے بدن کے کپڑے بھی۔ ہم نے اس کے لیے لباس بنوایا اور اس کے نفقے کے کفیل ہوئے۔ چند ماہ بعد وہ بیمار ہوا ہم اس کی عیادت کو گئے وہ حالت نزع میں تھا آنکھیں کھولیں اور مجھ سے کہا اے علیؓ میں نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی اس کے بعد وہ مر گیا۔ میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا اے علی ہم نے بھی تمہارے دوست کے متعلق اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ میں نے کہا کب فرمایا اس کی موت کے وقت ہی۔

سلیمان بن خالد سے مروی ہے کہ ہم ایک بار حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کے ساتھ مدینہ سے باہر گئے ایک باغ میں پہنچے جس کے درخت پھلوں سے خالی تھے حضرت نے ان درختوں سے فرمایا۔

اے درختو! اپنے رب کی سننے والو اور اطاعت کرنے والو خدا نے جو پھل تمہیں دیے ہیں، ہمیں بھی کھلاؤ

ہم نے دیکھا تازہ خرمے مختلف رنگ کے گرنے لگے ہم سب نے شکم سیر ہو کر کھائے۔

ابو عبداللہ بلخی نے کہا یہ واقعہ تو بالکل مریم کا سا ہے فرمایا ہاں اے ابو عبداللہ۔

داؤد رقی سے منقول ہے ہمارے چند احباب حضرت علی کی زیارت کو چلے۔ راہ میں ایک پر پیاس کا ایسا غلبہ ہوا کہ وہ اپنے گدھے سے گر پڑا اور دوسرا بھی بے چین ہوا اس نے نماز پڑھ کر اللہ کو محمد مصطفیٰ کو امیر المومنین کو اور ایک ایک امام کو پکارا جب امام جعفر صادق علیہ السلام کا نام لیا تو بار بار حضرت سے فریاد کرنے لگا ناگاہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کیا حال ہے اس نے بیان کیا۔ اس کو عود لکڑی کا ایک ٹکڑا دے کر کہا اسے اپنے دونوں ہونٹوں کے درمیان رکھ لے۔

اس نے ایسا ہی کیا پیاس جاتی رہی اور وہ زیارت قبر امیر المومنین بجالایا پھر وہ دونوں کوفہ آئے اور وہ عاکرنے والا مدینہ میں آکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے کہا تیرا کیا حال ہے اور وہ عود کہاں ہے اس نے کہا جب میرا ساتھی مرا تھا تو مجھ پر بڑا غم تھا لیکن جب وہ زندہ ہوگیا تو میں ایسا خوش ہوا کہ عود کو کہیں رکھ کر بھول گیا۔ حضرت نے فرمایا جب تو اپنے ساتھی کے غم میں تھا تو خضر میرے پاس آئے پس میں نے ان کو تیرے پاس بھیجا اور ان کو ایک عود کا ٹکڑا دیا جو درخت طوبیٰ کی شاخ کا حصہ تھا۔ پھر خادم سے فرمایا بقچہ اٹھالا آپ نے اسے کھولا اور اس میں سے وہ ٹکڑا نکال کر دکھایا اور پھر اسی بقچہ میں رکھ دیا۔

داؤد خیلی سے مروی ہے کہ میں امام علیہ السلام کے ساتھ حج کے لیے نکلا جب ظہر کا وقت آیا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا شاہراہ سے الگ ہو جاؤ تاکہ ہم نماز پڑھ لیں میں نے کہا مولا یہ خشک زمین ہے یہاں پانی کہاں۔ حضرت نے فرمایا دیکھا جائے گا الغرض ہم ایک طرف ہو گئے۔ حضرت نے زمین پر پیر مارا تو ایک چشمہ وہاں پھوٹ نکلا جس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔ حضرت نے وضو کیا اور میں نے بھی نماز ادا کی۔ جب چلنے لگے تو آپ نے ایک سوکھے درخت کو دیکھا اور فرمایا کیا داؤد تم خرمے کھانا چاہتے ہو میں نے کہا ضرور حضرت نے اس کی جڑ پر ہاتھ رکھ کر جھٹکا دیا۔ پس وہ تر و تازہ ہو کر پھل لے آیا اور ۲۲ قسم کے رطب اس سے گرے جو ہم نے کھائے اس کے بعد آپ نے فرمایا اے درخت جیسا تھا ویسا ہی ہو جا چنانچہ وہ پھر ویسا ہی ہو گیا۔

امالی ابو الفضل میں ہے کہ ابو حازم عبد الغفار نے بیان کیا کہ ابراہیم بن ادھم کوفہ آیا میں بھی اس کے ساتھ تھا یہ زمانہ منصور کی سلطنت کا تھا وہ علماء کوفہ کے اہل فضل کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ امام علیہ السلام بھی ساتھ تھے راستہ میں ایک شیر سامنے آیا۔ ابراہیم بن ادھم نے کہا امام جعفر صادق کو آگے بلاؤ دیکھو وہ کیا کرتے ہیں لوگوں نے حضرت سے جا کر کہا آپ شیر کے پاس آئے اور اس کا کان پکڑ کر کہا ہٹ جا وہ ہٹ گیا آپ نے لوگوں سے کہا اگر لوگ خدا کی پوری پوری اطاعت کریں تو وہ شیروں پر اپنا سامان لاد سکتے ہیں۔

ربیع سے مروی ہے کہ منصور نے امام علیہ السلام سے کہا کیا آپ علم غیب رکھتے ہیں فرمایا یہ تجھ سے کس نے کہا اس نے کہا اس شیخ نے آپ نے فرمایا کیا تو حلف کرے گا اس نے کہا کر لوں گا فرمایا یوں کہو۔

برئت من حول الله وقوته والتجأت الى حولي وقوتي إن لم أكن سمعتك تقول هذا القول میں اللہ کی حول و قوت سے بری ہوں اور اپنی قوت پر اعتماد رکھنے والا قرار پاؤں اگر میں نے آپ کو یہ بات کہتے نہ سنا ہو۔

یہ حلف کرنا تھا کہ اس کی زبان منہ سے باہر نکل آئی اور اسی وقت مر گیا۔ منصور حیرت میں آگیا ربیع سے کہا اس بات کا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ لوگ ان کی طرف رجوع کریں گے۔

بادشاہ ہند کا ایک فرستادہ میزان نامی مدینہ آیا اور حضرت سے ملنے کی اجازت چاہی آپ نے ایک سال تک اجازت نہ دی۔ محمد بن سلیمان شیبانی اور اس کے بھائی یزید نے سفارش کی۔ حضرت نے اجازت دی وہ آیا اور حضرت کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا آپ نے مجھے سال بھر تک روکے رکھا۔ کیا اولاد انبیا کا یہی اخلاق ہے۔ آپ نے فرمایا ایک مدت کا واقعہ میں تجھے سناتا ہوں آپ نے پہلے وہ خط پڑھا جو وہ اپنے بادشاہ کا لایا تھا۔ اس میں لکھا تھا خدا آپ کے ہاتھوں پر جس ہدایت دے اور آپ کے موالی میں قرار دے میں آپ کی خدمت میں ایک کنیز صاحب حسن و جمال بھیج رہا ہوں اور کچھ خوشبوئیں زیور اور حلے اپنے امین کے ہاتھ۔ حضرت نے فرمایا اے خائن لوٹ جا جس نے تجھے بھیجا ہے یہ ہدیے اسے واپس دے اس کا ایک سال بعد اور یہ جواب فرمایا میرے پاس تیرے لیے یہی جواب ہے اس نے کہا آپ پر میری خیانت کیسے ظاہر ہوئی آپ نے حکم دیا کہ اس کا لبادہ زمین پر بچھا دو۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھ کر سجدہ کیا درگاہ باری میں عرض کی خداوندا تجھے واسطہ اپنے عزت و جلال اور اپنے رسول وامین وعبد محمد مصطفٰی کا اس ہندی کے بارہ کو گویا کر پھر آپ نے لبادہ سے فرمایا مجھے بتا اس ہندی کے متعلق جو کچھ تو جانتا ہے اور بیان کر جو گناہ اس نے کیا ہے' لبادہ پہلے تو اتنا پھیلا کہ وسعت مکان تنگ ہوگئی پھر سمٹ کر بکری کی کھال کے برابر ہوگیا اور گویا ہوا یا ابن رسول اللہ اس کنیز پر بادشاہ نے اس کو امین بنایا تھا۔ راہ میں بارش ہوئی لوگوں کے کپڑے بھیگ گئے اس کے خدام کپڑے سکھانے کے لیے سامان خریدنے گئے۔ کنیز پاسا تھا لے کر برہنہ نکلی۔ یہ اس پر عاشق ہوگیا یہاں تک کہ مجھ پر لے جا کر اپنا مقصد پورا کیا۔ اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اس زانی نے جو عمل مجھ پر کیا ہے اس کے عذاب سے بچائیے یہ سن کر میزان کانپنے لگا اور معافی چاہنے لگا۔ آپ نے فرمایا جب تک تیرا عذر قبول نہ ہوگا جب تک تو اپنے گناہ کا اقرار نہ کرے اس نے اقرار کیا۔ فرمایا اس لبادہ کو پہن۔ جب اس نے پہنا تو اس نے اس کے بدن کو کس لیا یہاں تک کہ اس کی گردن سیاہ پڑگئی فرمایا اب اسے اتار دے اور اس کنیز کو اس کے صاحب کے پاس لے جا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اس کی گردن مار دی۔

علی بن حمزہ اور ابو بصیر سے مروی ہے کہ ایک مرد خراسانی امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہا فلاں بن فلاں نے میرے ساتھ یہ کنیز بھیجی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا دوں فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہم اہل بیت رسول ہیں گندی چیز ہمارے گھروں میں نہیں رہتی اس نے کہا مجھ سے تو اس نے یہ کہا تھا کہ یہ میری گود پروردہ ہے فرمایا یہ اس سے خراب ہو چکی ہے اس نے کہا مجھے علم نہیں۔

کافی میں ہے کہ ایک شامی حضرت کے اصحاب سے مناظرہ کرنے آیا۔ فرمایا تیری دلیلیں کلام رسول سے ہوں گی یا اپنی طرف سے اس نے کہا دونوں طرح سے فرمایا تو رسول خدا کا شریک ہے۔ اے یونس اس نے تو کلام کرنے سے پہلے اپنی بات کھو بیٹھا۔ حضرت نے کچھ متکلمین کو اپنے اصحاب میں سے آنے کی اجازت دی جیسے حمران بن اعین محمد بن النعمان الاحول۔ ہشام بن سالم و قیس الماصر۔ ہشام بن الحکم۔ حضرت نے حمران سے فرمایا کہ پہلے تم اس مرد شامی سے مناظرہ کرو

چنانچہ بحث بازی میں وہ غالب آیا۔ آخر آپ نے ہشام الحکم سے فرمایا اب تم مسئلہ امامت میں اس سے مناظرہ کرو۔

ہشام :۔ خدا اپنے بندوں کے معاملات کو زیادہ سمجھتا ہے یا بندے۔

شامی :۔ خدا زیادہ سمجھتا ہے۔

ہشام :۔ خدا نے ان کے دین کے متعلق کیا کیا۔

شامی :۔ ان کو مکلف بنایا اور اس تکلیف کے ان پر دلیل وحجت قائم کی۔

ہشام :۔ وہ کیا دلیل ہے جو بندوں کو اس سے پہنچی۔

شامی :۔ رسول اللہ کو لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجا۔

ہشام :۔ ان کے بعد کون ہوا۔

شامی :۔ کتاب اور سنت۔

ہشام :۔ کیا اس زمانہ میں کتاب وسنت اس اختلاف کو دور کر رہی ہیں جو لوگوں کے درمیان ہے اور ہمارا اتفاق کسی مسئلہ پر ممکن ہے۔

شامی :۔ ہاں ہے۔

ہشام :۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمارے اور تیرے درمیان اختلاف کیوں ہے اور تو شام سے یہاں کیوں آیا۔ تیرا گمان تو ہے کہ طریق دین رائے ہے اور تو اس کا بھی اقرار کرتا ہے کہ لوگوں کی رائے درصورت اختلاف کسی ایک قول پر جمع نہیں ہوتی یہ سن کر وہ خاموش ہوگیا اور کچھ سوچنے لگا۔

امام :۔ بولتا کیوں نہیں۔

شامی :۔ کیا بولوں اگر کہتا ہوں اختلاف نہیں تو غلط ہے اور اگر کہتا ہوں کہ کتاب وسنت اختلاف کو دور کرنے والے ہیں تو یہ بھی غلط کیوں کہ اختلاف موجود ہے لیکن مجھے بھی اس سے کچھ پوچھنا ہے۔

امام :۔ بڑے شوق سے پوچھ۔

شامی :۔ مخلوق کے معاملات کو کون زیادہ سمجھنے والا ہے ان کا رب یا وہ خود۔

ہشام :۔ ان کا رب۔

شامی :۔ خدا نے ان کی ہدایت کا کیا بندوبست کیا۔

ہشام :۔ ابتدائے شریعت کے لیے رسول کو بھیجا۔

شامی :۔ اور ان کے بعد۔

ہشام: ۔ ان کے غیر کو۔

شامی: ۔ وہ غیر کون ہے جو حجت میں نبی کا قائم مقام ہو سکے۔

ہشام: ۔ اس وقت یا اس سے پہلے۔

شامی: ۔ اس وقت۔

ہشام: ۔ یہ ہیں جو تیرے سامنے تشریف فرما ہیں (امام جعفر صادق) یہی ہم کو اپنے اب وجد کے وارث ہونے کی وجہ سے آسمان و زمین کی خبر دیتے ہیں۔

شامی: ۔ میں اس پر کیسے یقین کروں۔

ہشام: ۔ جو چاہے ان سے پوچھ۔

شامی: ۔ تم نے میرے عذر کو قطع کر دیا اب سوال کرنا مجھ پر ہے۔

امام: ۔ جو تو پوچھنا چاہتا ہے میں پوچھنے سے پہلے ہی تیرے سوال کا جواب دیتا ہوں تو اپنے سفر کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے سن تو فلاں روز اپنے گھر سے چلا اور فلاں فلاں واقعات پیش آئے اور فلاں سے تو نے ملاقات کی۔ کیا یہ سچ نہیں۔

شامی: ۔ آپ نے بالکل سچ فرمایا اور میں مان گیا کہ آپ امام ہیں۔

عمرو بن یزید سے مروی ہے کہ ہشام ابن الحکم پہلے جہمی عقیدہ رکھتا تھا وہ حضرت سے مناظرہ کے لیے آیا لیکن بولنے پر قادر نہ ہوا حضرت نے خود اس سے سوال کیا وہ خوف زدہ رہا۔ پھر دوسرا سوال کیا وہ حیرت سے حضرت کو تکتا رہا آخر حضرت اسے چھوڑ کر آگے تشریف لے گئے اس کے بعد ہشام نے راہِ حق اختیار کی۔

مروی ہے کہ آپ نے مفضل بن عمر سے فرمایا ہمارے پاس خزائن ارض کا علم ہے اگر میں چاہوں تو اپنے قدم کے نیچے سے خزانے نکال دوں اس کے بعد آپ نے ایک پیر کو زمین پر رگڑا زمین شق ہو گئی آپ نے ہاتھ بڑھا کر اس کے اندر سے ایک سونے کی اینٹ نکالی جو ایک بالشت تھی۔ پھر فرمایا زمین کے اندر دیکھو میں نے دیکھا تو بہت سی اینٹیں پڑی چمک رہی تھیں۔

معرفۃ الرجال میں ہے کہ عمار ساباطی نے حضرت صادق آل محمد سے کہا کہ میں اللہ کا اسم اعظم جاننا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تم برداشت کی طاقت نہیں رکھتے جب زیادہ اصرار کیا تو آپ انہیں لے کر گھر میں آئے اور اپنا ہاتھ زمین پر رکھا تو میں نے دیکھا گھر میرے گرد گھوم رہا ہے اور ایک خاص قسم کا خوف میرے اوپر طاری ہوا اور میں نے کہا میں جاننا نہیں چاہتا۔

سید حمیری کا ذکر امام علیہ السلام کے سامنے آیا آپ نے فرمایا سید کافر ہے انہوں نے سنا تو حضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ آپ مجھے کافر کہتے ہیں درآنحالیکہ میں آپ سے شدید محبت رکھتا اور دشمنوں سے عداوت رکھتا ہوں فرمایا تم اس لیے کافر ہو کہ اپنے زمانہ کے حجت خدا کو نہیں پہچانتے۔ اس کے بعد آپ ان کو ایک گھر میں لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر ایک قبر پر

ہاتھ مارا قبر شق ہوئی ایک شخص اپنی قبر سے خاک جھاڑتا نکلا فرمایا بتاؤ تم کون ہو انہوں نے کہا میں محمد حنفیہ ہوں فرمایا اور میں کون ہوں انہوں نے کہا آپ حجت خدا جعفر بن محمد ہیں یہ سن کر سید حمیری حضرت کی امامت پر ایمان لائے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کا علم

امام علیہ السلام سے علوم دینیہ کے متعلق جس کثرت سے احادیث نقل ہوئی ہیں اور کسی سے نہیں ہوئیں آپ سے روایت کرنے والے چار ہزار راوی ہیں۔ حفص ابن غیاث جب آپ سے کوئی حدیث نقل کرتا تو کہتا میں خیر الجعفر سے (یعنی جعفر نام والوں میں سب سے بہتر جعفر) سے نقل کرتا ہوں اور علی بن غراب کہتا تھا بیان کیا مجھ سے صادق جعفر ابن محمد نے۔

حلیہ ابو نعیم میں ہے کہ امام علیہ السلام سے احادیث نقل کرنے والے بڑے بڑے ائمہ حدیث تھے جیسے مالک بن انس۔ شعبہ بن الحجاج۔ سفیان ثوری۔ ابن جریح۔ عبد اللہ ابن عمر۔ روح بن القاسم۔ سلیمان بن علیہ۔ سلیمان بن بلال۔ اسمعیل بن جعفر۔ حاتم بن اسمعیل۔ عبد العزیز بن المختار۔ وہب بن خالد۔ ابراہیم بن طحان۔ مسلم نے اپنی صحیح میں آپ کی حدیث سے احتجاج کیا ہے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ روایت کی آپ سے مالک۔ شافعی حسن بن صالح۔ ابو ایوب سجستانی۔ عمرو بن دینار اور احمد حنبل نے۔

مالک ابن انس کہا کرتے تھے نہ کسی نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں خطور ہوا ایسے شخص کا جو افضل ہو از روئے فضل و علم و عبادت و ورع امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

سیف الدولہ عبد الحمید مالکی نے قاضی کوفہ سے مالک کے متعلق پوچھا اس نے اس کی تعریف کی اور کہا وہ امام جعفر صادق کا ربیب ہے اور امام مالک حضرت سے احادیث بہت سنتے تھے اور جب حدیث نقل کرتے تھے قال الثقہ اور مراد لیتے تھے امام جعفر صادق۔

ایک روز امام علیہ السلام عصا پر تکیہ کیے کھڑے تھے کہ ابو حنیفہ آ گئے۔ کہنے لگے ابھی تو آپ کی عمر عصا پر تکیہ کرنے کے قابل نہیں فرمایا یہ رسول اللہ کا عصا ہے میں تبرکاً اسے لیے ہوئے ہوں۔ یہ سنتے ہی ابو حنیفہ دوڑے اور کہنے لگے یا ابن رسول اللہ میں اسے بوسہ دوں گا آپ نے عصا کو ان کے ہاتھ سے کھینچ لیا اور فرمایا تم جانتے ہو کہ میں رسول اللہ کا گوشت و پوست ہوں تم ان اعضا کو بوسہ نہیں دیتے اور اس عصا کو بوسہ دیتے ہو۔

تنگی کو دور کرو، ہم حجت خدا ہیں اس کی مخلوق پر ہمارے فضائل نہیں سما سکتے مگر اس مومن کے سینہ میں جس کا دل پہاڑ کی طرح مضبوط ہو واللہ اگر روئے زمین کے تمام سنگریزے میں جمع کر لوں تو ہر ایک کے حالات بتا دوں گا۔ واللہ میرے بعد تم آپس میں بغض رکھو گے اور ایک دوسرے کو کھاؤ گے۔

بجیر بن امین سے مروی ہے کہ حضرتؑ نے اپنا ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا واللہ یہ جلد رسولؐ کی جلد ہے اور یہ رگیں رسول اللہؐ کی رگیں ہیں اور یہ گوشت رسول اللہؐ کا گوشت ہے اور یہ ہڈی رسول اللہؐ کی ہڈی ہے واللہ میں جانتا ہوں جو کچھ آسمان و زمین میں ہے میں جانتا ہوں جو دنیا و آخرت میں ہے اور یہ میرا علم کتاب خدا سے ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (سورہ النحل ۱۶/۸۹)

تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ ایک زندیق نے ابو جعفر احول سے پوچھا کہ قرآن میں دو آیتیں مختلف ہیں ایک آیت میں ہے فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً (سورہ النساء ۴/۱۲۹) اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ ایک سے زیادہ بیویوں میں عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی رکھو، دوسری آیت میں ہے وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا (سورہ النساء ۴/۱۲۹) اور تم ان کے درمیان انصاف ہرگز نہ کر سکو گے جب عدل ناممکن ہو تو تعداد کی اجازت بے معنی۔ احول سے اس کا جواب نہ بن پڑا اور اس نے مہلت مانگی اور اس کے بعد یہ مسئلہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا پہلی آیت کا یہ مطلب ہے کہ تمہیں یہ خوف ہے کہ نفقہ میں عدالت قائم نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو اور دوسری آیت کا یہ مطلب ہے کہ تم مودت کو دو یا دو سے زیادہ میں یکساں ہرگز نہیں رکھ سکتے۔ احول نے یہ جواب اس زندیق کے پاس بھیجا اس نے کہا معلوم ہے یہ جواب حجاز سے بار ہو کر آیا ہے۔

غرر المرتضیٰ میں ہے کہ جعد بن درہم نے ایک شیشہ کے اندر پانی اور مٹی کو ڈالا جب اس میں کیڑے پیدا ہو گئے تو اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ ان کا خالق میں ہوں کیونکہ ان کے وجود کا سبب میں ہوں یہ قول اس کا امام جعفر صادقؑ تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا اس سے پوچھو ان میں کتنے نر ہیں اور کتنے مادہ اور ان میں سے ہر ایک کا وزن کیا ہے اور جو مشرق کی طرف جا رہے ہیں ان سے کہو کہ مغرب کی طرف ہو جائیں یہ سن کر وہ گھبرا گیا اور جواب نہ بن پڑا۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک مکھی بار بار منصور کی ناک پر بیٹھتی تھی اور وہ اسے اڑائے جاتا تھا جب دق ہو گیا تو امام علیہ السلام سے کہنے لگا خدا نے ان مکھیوں کو کس غرض سے پیدا کیا ہے فرمایا تاکہ جابرہ ذلیل ہوں۔

عمرو بن عبید حضرتؑ کے پاس آیا اور یہ آیت پڑھی إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ (سورہ النساء ۴/۳۱) اور کہنے لگا میں کتاب خدا سے کبائر کو جاننا چاہتا ہوں فرمایا سب سے پہلے شرک باللہ ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ (سورہ النساء ۴/۴۸) دوسرے یاس ہے لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ (سورہ یوسف ۱۲/۸۷) تیسرے حقوق والدین کیونکہ عاق جبار و شقی ہے وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا (سورہ مریم ۱۹/۳۲) اور وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا (سورہ النساء ۴/۹۳)

ابو عبداللہ محدث نے رامش افزائی میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد تھے اور ان کی ماں حضرت کے حبالۂ عقد میں تھیں اور محمد بن الحسن بھی تلامذہ میں سے تھے اسی لیے عباسی ان کا احترام نہ کرتے اور ابو زید بسطامی سقائی کی خدمت انجام دیتے تھے ۱۲ سال سقائی کی۔

سفیان ثوری نے ایک روز ایسا کلام امام علیہ السلام سے سُنا کہ تعجب میں رہ گئے کہنے لگے واللہ یہ جوہر ہے حضرت نے فرمایا یہ جوہر سے بہتر ہے جوہر تو پتھر ہوتا ہے۔

سفیان ثوری ایک روز امام کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا بادشاہ کو تمہاری خواہش ہے اور ہم پر کڑی نگرانی لہٰذا بہتر یہ ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ جبراً یہاں سے اٹھا دیئے جاؤ گے۔

حسن بن صالح بن حی امام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے آیہ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ (سورہ النساء ۵۹/۴) میں اولی الامر سے کیا مراد ہے فرمایا علما۔ پوچھا علما سے کون مراد ہے فرمایا ہم اہل بیت کے آئمہ۔

الحلیہ میں عمرو بن المقدام سے مروی ہے کہ جب میں جعفر بن محمد پہ نظر کرتا ہوں تو یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ سلالۃ النبیین میں سے ہیں ان کا کلام کتب احادیث وحکمت و زہد و موعظہ سب میں پایا جاتا ہے اور ہر جگہ یہ لکھا پایا جاتا ہے قال جعفر بن محمد الصادق۔ قال جعفر الصادق۔ اس کا ذکر نقاش۔ ثعلبی۔ قیشری اور قزوینی نے اپنی تفاسیر میں کیا ہے۔

حلیہ۔ ابانہ۔ اسباب النزول۔ الترغیب والترہیب۔ شرف المصطفیٰ۔ فضائل الصحابہ تاریخ طبری و بلاذری وغیرہ میں ہے کہ دعائے ام داؤد حضرت کی تعلیم فرمودہ ہے۔

علاء بن سیابہ سے مروی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ دن میں کیا ہے اور رات میں کیا ہے ہم جانتے ہیں کہ آسمانوں میں کیا ہے اور زمین میں کیا ہے دوزخ میں کیا ہے اور جنت میں کیا ہے کیا ہو چکا اور قیامت تک کیا ہونے والا ہے ان سب باتوں کا علم کتاب خدا میں ہے خدا فرماتا ہے فیه تبیان کل شيء)

حضرت نے فرمایا میں ستر زبانوں میں کلام کر سکتا ہوں۔

آپ نے فرمایا نماز کے لیے چار ہزار حد ہیں اور ایک روایت میں ہے چار ہزار باب ہیں۔

حضرت نے فرمایا کوئی نبی یا وصی یا بادشاہ نہیں۔ ہوا مگر اُس کا حال اس کتاب میں ہے جو میرے پاس ہے یعنی مصحف فاطمہ فرمایا حضرت نے سلیمان کے پاس اسم اکبر الٰہی تھا جس سے وہ حکومت کرتے تھے اگر اس زمانہ میں ہوتے تو ان کو البتہ ہماری احتیاج ہوتی۔

حضرت نے فرمایا ہمیں علم الاولین والآخرین دیا گیا کسی نے پوچھا آپ کو علم غیب بھی ہے میں البتہ جانتا ہوں اصلاب رجال اور ارحام نساء میں کیا ہے تمہارے اوپر واجب ہے اپنے سینوں کو کشادہ کرو اپنی آنکھوں کو کھولو اور اپنے قلوب سے

پانچویں پارسا زن شوہردار پر زنا کی تہمت لگانا چھٹے مال یتیم کھانا اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى (سورہ النساء ۴/۱۰) اور ساتویں جہاد میں لشکر سے بھاگنا وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ (سورہ الانفال ۸/۱۶) اور سود کھانا اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا (سورہ البقرہ ۲/۲۷۵) سحر وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ (سورہ البقرہ ۲/۱۰۲) عـ۱۰ زنا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۳۲) عـ۱۱ جھوٹی قسم اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا (سورہ آل عمران ۳/۷۷) عـ۱۲ خیانت کرنا وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ (سورہ آل عمران ۳/۱۶۱) عـ۱۳ منع زکوٰۃ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ (سورہ التوبہ ۹/۳۵) عـ۱۴ جھوٹی گواہی دینا اور سچی گواہی چھپانا وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (سورہ البقرہ ۲/۲۸۳) عـ۱۵ شرب خمر رسولؐ خدا نے فرمایا شارب الخمر کعابد وثن عـ۱۶ ترک صلوٰۃ رسول اللہ نے فرمایا من ترك الصلاة متعمداً فقد برىء من ذمة الله وذمة رسوله عـ۱۷ نقض عہد قطع رحم وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ (سورہ الرعد ۱۳/۲۵) عـ۱۸ قول زور جرأت علی اللہ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ (سورہ الاعراف ۷/۹۹) عـ۱۹ کفران نعمت لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (سورہ ابراہیم ۱۴/۷) عـ۲۰ کم تولنا اور کم ناپنا وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ (سورہ المطففین ۸۳/۱) عـ۲۱ لواطہ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ (سورہ الشوریٰ ۴۲/۳۷) عـ۲۲ بدعت حضرت نے فرمایا من تبسم فی وجه مبتدع فقد أعان على هدم دينه

یہ سن کر عمرو بن عبید چیخ کر رو دیا اور کہنے لگا ہلاک ہوا وہ جس نے آپ کی میراث کو سلب کیا اور علم و فضل میں آپ سے نزاع کی۔

ابو جعفر بابویہ نے ہدایہ میں لکھا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا وہ کبائر سات ہیں جن کا تعلق ہمارے معاملات سے اول شرک باللہ دوسرے بے گناہ کا قتل تیسرے مال یتیم کھانا۔ چوتھے حقوق والدین پانچویں لشکر سے فرار چھٹے قذف محصنات۔ ساتویں ہمارے حق سے انکار۔ اس کی توضیح امام نے یوں فرمائی۔

شرک باللہ کے متعلق جو کچھ خدا نے نازل کیا وہ کیا رسول اللہ نے ہمارے بارے میں جو کچھ کہا وہ کہا لوگوں نے خدا کے رسول کو جھٹلایا اور ہمیں خدا کا شریک قرار دیا قتل نفس کی صورت یہ ہے کہ لوگوں نے حسین اور ان اصحاب کو قتل کیا۔ مال یتیم کھانے کے متعلق یہ ہے کہ مال خمس جو خدا نے ہمارے لیے مخصوص کیا تھا وہ ہمارے غیر کو دیدیا۔ حقوق والدین کی صورت یہ ہے کہ رسول اللہ امت کے باپ ہیں اور ام المومنین خدیجہ ماں، لوگوں نے ان کی اولاد کو ستا کر نافرمانی کی۔ قذف محصنات کی صورت یہ ہے کہ لوگوں نے منبروں پر حضرت فاطمہ کو برا کہا فرار زحف کی صورت یہ ہے کہ لوگوں نے امیر المومنین کی اطاعت سے روگردانی کی اور انہیں رسوا کیا انکار حق کی صورت یہ ہے کہ لوگوں نے ہم سے نزاع کیا۔

ابو جعفر طوسی نے امالی میں ابو نعیم نے حلیہ میں لکھا ہے کہ ایک روز ابو حنیفہ امام جعفر کے پاس آئے حضرت نے فرمایا اما حنـ۔ ابو حنیفہ تم دین کے معاملے میں قیاس نہ کیا کرو۔ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے کہ جب اس کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے کہا مجھے تو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے۔

ابوحنیفہ :۔ بغیر قیاس کام بھی نہیں چلتا۔
امام :۔ اگر یہ بات ہے تو بتاؤ تمہارے سر کو جسم سے کیا نسبت ہے۔
ابوحنیفہ :۔ مجھے معلوم نہیں۔
امام :۔ اچھا یہ بتاؤ خدا نے آنکھوں میں ملاحت اور کانوں میں مرارت (تلخی) کیوں پیدا کی ہے ؟ نتھنوں میں برودت اور ہونٹوں میں عذوبت (شیرینی) کیوں پیدا کی ہے کس فائدے کے لیے ایسا کیا ہے۔
ابوحنیفہ :۔ مجھے تو معلوم نہیں آپ بتائیے۔
امام :۔ سنو! خدا نے آنکھوں میں چربی پیدا کی ان میں ملوحت پیدا کرنا خدا کا بنی آدم پر احسان ہے اگر یہ نمکینی ان میں نہ ہوتی تو وہ پگھل جاتیں اور اس کا یہ بھی احسان ہے کہ کانوں میں اس نے تلخی پیدا کی تاکہ حشرات الارض کان میں داخل ہو کر اس کا دماغ نہ کھا لیں اور نتھنوں میں رطوبت اس لیے پیدا کی کہ سانس کی آمد و شد میں آسانی ہو اور خوشبو اور بدبو اس کی وجہ سے محسوس ہو اور ہونٹوں کو عذوبت اس لیے عطا کی تاکہ کھانے پینے کی لذت اسے حاصل ہو پھر فرمایا اچھا یہ بتاؤ وہ کونسا کلمہ ہے جس کا اول شرک اور آخر ایمان۔
ابوحنیفہ :۔ معلوم نہیں۔ فرمایا کلمہ توحید۔
ابوحنیفہ :۔ بالکل صحیح ہے۔
امام :۔ خدا کے نزدیک قتل بڑا گناہ ہے یا زنا۔
ابوحنیفہ :۔ قتل۔
امام :۔ پھر کیا وجہ ہے کہ قتل میں دو گواہ لیے جاتے ہیں اور زنا میں چار۔
ابوحنیفہ :۔ میں نہیں بتا سکتا۔
امام :۔ مجھ سے سنو۔ قتل کا تعلق شخص واحد سے ہے لہذا دو گواہ لیے جاتے ہیں اور زنا کا تعلق دو سے ہے لہذا وہاں چار گواہوں کی ضرورت ہے۔
ابوحنیفہ :۔ صحیح فرمایا۔
امام :۔ اچھا بتاؤ نماز افضل ہے یا روزہ۔
ابوحنیفہ :۔ نماز افضل ہے۔
امام :۔ کیا وجہ ہے عورت کو حالت حیض کی نمازیں معاف ہوتی ہیں مگر روزوں کی قضا بجا لاتی ہے۔
ابوحنیفہ :۔ آپ ہی بتائیے۔
امام :۔ نماز کی قضا میں مشغولیت بڑھ جاتی اور امور خانہ داری میں حرج ہوتا ہے روزہ میں ایسا نہیں ہوتا۔ اب یہ

بتاؤ عورت کمزور ہے یا مرد؟

ابوحنیفہ :۔ عورت کمزور ہے۔

امام :۔ اس لیے مرد کو عورت کے لیے خرچ کرنا پڑتا ہے عورت کو مرد کے لیے نہیں اچھا یہ بتاؤ بول زیادہ ناپاک ہے یا منی۔؟

ابوحنیفہ :۔ بول۔

امام :۔ تو تمہارے قیاس کے مطابق بول کے لیے غسل واجب ہونا چاہیے۔ منی پر نہیں حالانکہ غسل منی پر واجب کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خروج منی بصورت اختیار ہے اور وہ تمام جسم سے خارج ہوتی ہے اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ بخلاف بول کے کہ وہ دن میں کئی کئی بار آتا ہے۔ پہلے کی اختیاری صورت ہے دوسرے کی اضطراری۔

ابوحنیفہ :۔ آپ نے یہ کیسے کہا کہ منی پورے جسم سے نکلتی ہے۔ حالانکہ خدا کہتا ہے یَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ (سورہ الطارق ۸۶/۷)

امام :۔ کیا یہ بھی کہا ہے کہ ان دو جگہوں کے علاوہ اور کہیں سے نہیں نکلتی۔

ابوحنیفہ :۔ ایسا تو نہیں ہے۔

امام :۔ یہ بتاؤ کہ ایام حمل میں عورت کو حیض کیوں نہیں آتا۔

ابوحنیفہ :۔ معلوم نہیں۔

امام :۔ وہ خون بچہ کی غذا بنتا ہے اچھا بتاؤ کیا جواب ہے اس مسئلہ کا ایک شخص اور اس کے غلام نے ساتھ شادی کی اور دونوں کی عورتیں حاملہ ہوئیں۔ وہ ان کو ایک ہی گھر میں چھوڑ کر سفر کو چلے گئے۔ دونوں عورتوں کے بچے ہوئے اور مکان کی چھت گرنے سے دونوں عورتیں ہلاک ہوگئیں بچے زندہ رہے اب بتاؤ تمہارے قیاس کے مطابق ان میں مالک کون ہے اور مملوک کون، وارث کون ہے اور مورث کون۔

اور یہ بتاؤ کہ ایک شخص نے دوسرے کی صحیح آنکھ پھوڑ دی اس نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا ان دونوں پر حد کیسے جاری ہوگی اور یہ بتاؤ جب موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا گیا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ (سورہ طہٰ ۲۰/۴۴) پس لعل برائے شک ہے۔

امام :۔ تو کیا خدا کو شک تھا۔

اچھا یہ بتاؤ آیہ وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ (سورہ سبا ۱۸/۳۴) بتاؤ وہ کون سی جگہ تھی۔

ابوحنیفہ :۔ مابین مکہ اور مدینہ۔

امام :- کیا اس راستہ میں امان حاصل ہے کیا قتل ہونے اور لوٹے جانے کا خوف نہیں۔
اور بتاؤ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (سورہ آل عمران ۳/۹۷) سے کون جگہ مراد ہے۔

ابوحنیفہ :- بیت اللہ الحرام۔

امام :- کیا عبداللہ بن زبیر سعید بن جبیر اس کے اندر قتل نہیں کیے گئے۔

ابوحنیفہ :- یا ابن رسول اللہ اس قسم کے سوالات سے معاف فرمایئے۔

امام :- کیا تم ہی یہ کہتے ہو کہ میرے اوپر بھی ایسا ہی نازل ہوگا جیسا اللہ نے رسول پر نازل کیا۔

ابوحنیفہ :- میں ایسے قول سے پناہ مانگتا ہوں۔

امام :- جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا ہے تو تم کیا کرتے ہو۔

ابوحنیفہ :- کتاب وسنت سے یا اجتہاد سے جواب دیتا ہوں۔

امام :- اگر تم نے اجتہاد اپنی رائے سے کیا تو مسلمانوں پر اس کا قبول کرنا واجب ہوا۔

ابوحنیفہ :- بے شک۔

امام :- تو ایسا ہی واجب ہوا جیسے رسول پر نازل شدہ احکام کا ماننا واجب ہے پس یہ تو وہی بات ہوئی کہ تم کہتے ہو کہ عنقریب مجھ پر اسی طرح نازل ہوگا جس طرح اللہ نے رسول پر نازل کیا۔

محمد مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوحنیفہ گدھے پر سوار ہو کر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تمہارے گدھے کے اگلے پیروں کے گھٹنے پر بال کیوں نہیں انہوں نے کہا جیسے آپ کے کان اور آنکھ پر نہیں۔ فرمایا یہ تو تمہارا قیاس ہے۔ خدا نے میرے کانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میں سنوں اور آنکھوں کو اس لیے کہ دیکھوں یہ بات چوپاؤں کے لیے بھی ہے۔ انہوں نے کہا پھر آپ بتایئے فرمایا خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ (سورہ البلد ۹۰/۴) یعنی بطن مادر میں اس کی غذا وہ ہوتی ہے جس کو ماں کھاتی پیتی ہے۔ جب اس کی ولادت کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ آتا ہے جس کا نام حیوان ہے وہ اسے جھنجھوڑتا ہے جس سے بچہ منقلب ہو جاتا ہے برخلاف اس کے چوپاؤں کے بچے بطن مادر میں منکوس ہوتے ہیں یعنی ان کا پچھلا حصہ آگے کی طرف ہوتا ہے پس یہ دونوں کالے نکتے جو تم چوپاؤں میں دیکھتے ہو وہ مقام عیون ہے بطن مادر میں اس لیے اس پر بال نہیں اُگتے یہ سب بہائم کے لیے ہے سوائے اونٹ کے چونکہ اس کی گردن لمبی ہوتی ہے لہٰذا اس کا سر آگے کی طرف ہوتا ہے اگلے پیروں کے سامنے۔

ایک چور ایک عورت کے گھر میں داخل ہوا جب گھر کا سامان باندھ چکا تو اس نے عورت کی آبرو ریزی کی اس کا لڑکا اس کو پکڑنے کے لیے کھڑا ہوا تو اسے قتل کر دیا چور جب مال لے کر چلا تو عورت نے اسے قتل کر دیا دوسرے روز مقتول

چور کے ورثا نے دیت کا مطالبہ کیا یہ مسئلہ امام کے سامنے رکھا آپ نے فرمایا کہ طالبان دیت کو لڑکے کی دیت دینی چاہیے اور سارق کے زنا کی بنا پر چار ہزار درہم ادا کرنے چاہئیں رہا عورت کا سارق کو قتل کرنا تو اس کی دیت نہیں۔

ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی پہلی رات کو عورت نے اپنے آشنا کو بلایا جب شوہر نے عورت سے ہم بستری چاہی تو آشنا نے حملہ کیا شوہر نے آشنا کو قتل کر دیا عورت نے شوہر پر ضرب لگائی اور اس کو قتل کر دیا یہ مسئلہ امام علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا فرمایا عورت سے آشنا کی دیت لی جائے اور شوہر کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے۔

منصور نے ابو حنیفہ کو بلا کر کہا لوگوں کی رجوع جعفر بن محمد کی طرف بہت ہوتی جا رہی ہے تم کچھ مشکل مسئلے بنا کر ان سے پوچھو۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں میں نے چالیس مسئلے تیار کیے اور منصور کے پاس گیا دیکھا کہ اس کے داہنی طرف جعفر بن محمدؑ بیٹھے ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر ایسا رعب مجھ پر طاری ہوا جو کبھی منصور کو دیکھ کر نہ ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر منصور نے ان سے کہا یہ ابو حنیفہ ہیں انہوں نے کہا میں جانتا ہوں پھر منصور نے مجھ سے کہا اے ابو حنیفہ اپنے مسائل ابو عبداللہ سے پوچھو میں نے بیان کرنے شروع کیے آپ جواب دیتے رہے پھر فرمایا تم ایسا کہتے ہو اہل مدینہ ایسا کہتے ہیں اور ہم ایسا کہتے ہیں کبھی ہم تم سے موافق ہوتے ہیں کبھی ان سے اور کبھی ہم سب کی مخالفت کرتے ہیں یہاں تک کہ تم چالیس مسئلے بنا لائے جن کے جواب میں نے دیئے۔ ابو حنیفہ نے کہا اعلم الناس وہی ہے جو لوگوں کے اختلافات سے واقف ہو۔

ایک مرد یمنی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا مرحبا اے سعد اس نے کہا یہ نام تو میری ماں کا رکھا ہوا ہے جس سے کوئی اور واقف نہ تھا فرمایا سچ کہتا ہے اے سعد المولیٰ اس نے کہا یہ میرا لقب ہے حضرت نے فرمایا لقب میں خیر نہیں ہوتی خدا فرماتا ہے۔ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (سورہ الحجرات ۴۹/۱۱) پوچھا اے سعد تو کیا کرتا ہے اس نے کہا میں اس خاندان سے ہوں جو نجومی کہلاتے ہیں۔ حضرت نے ستاروں کی شعاعوں کے درجات کے متعلق سوالات کیے اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی آپ نے پوچھا اے یمنی تمہارے یہاں کچھ علماء ہیں اس نے کہا ایسے ایسے عالم ہیں جو پرندوں کی پرواز سے فال لیتے ہیں اور سواروں کی رفتار سے اثرات معلوم کرتے ہیں فرمایا مدینہ کا عالم یمن کے عالم سے زیادہ جاننے والا ہے عالم مدینہ آفتاب کی چال کو بارہ برجوں میں بارہ دریاؤں اور بارہ عالموں میں دیکھتا ہے۔

ایک نصرانی نے حضرت سے جسم کی تفصیل پوچھی آپ نے فرمایا خدا نے انسان کو بارہ جوڑوں پر پیدا کیا ہے ۲۴۶ ہڈیاں ہیں ۳۶ عرق ہیں جو تمام جسم میں رطوبت پہنچاتی ہیں ہڈیاں بدن کو روکے ہوئے ہیں اور گوشت ہڈیوں کو پکڑے ہوئے ہے اور پٹھے گوشت کو جکڑے ہوئے ہیں، دونوں ہاتھوں میں ۸۲ ہڈیاں ہیں ہر ہاتھ میں ۴۱ ان میں سے کف دست میں ۳۵ کلائی میں دو بازو میں ایک کندھے میں ۳ ایسے ہی دوسرے پیر میں ۴۳۔ قدم میں ۳۵ ساق میں دو گھٹنے میں ۳ ران میں ایک جوڑ میں ۱۲ اسی طرح دوسرے میں پشت میں ۱۸ مہرے ہیں اور ران میں ہر ایک بر میں ۹ ضلعے ہیں گردن میں آٹھ ہڈیاں ہیں سر میں ۳۶ ہڈیاں ہیں منہ میں ۲۸ اور ۳۲۔

ابن ابی العوجاء زندیق حضرت کے پاس آیا حضرت نے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ خاموش ہوگیا اور اُٹھ کر چلا گیا اس کے ساتھیوں نے پوچھا تو تو بحث کرنے گیا تھا اتنی جلدی کیوں لوٹ آیا اس نے کہا انہوں نے شروع ہی میں ایسا سخت سوال کیا کہ میں گھبرا گیا مجھ سے پوچھا تیرا نام کیا ہے اگر میں کہتا عبدالکریم تو وہ پوچھتے وہ کون کریم ہے جس کا تو بندہ ہے پس یا تو مجھے خدا کا اقرار کرنا پڑتا ورنہ اپنے عقیدے کا اظہار ضروری ہوجاتا حضرت نے اس کے جاتے ہی اپنے اصحاب سے فرمایا ابن ابی العوجاء اپنے اصحاب کی طرف نہایت ذلت کے ساتھ شرمندہ ہو کر لوٹا ہے اور اس کے ایک ساتھی نے اس سے کہا ہے کہ یہ ایک زبردست سچی حجت تھی جو تیرے اوپر قائم کی جاتی۔

کسی نے حضرت سے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے متعلق پوچھا کہ فرض ہے یا سنت فرمایا فرض ہے اس نے کہا کہ قرآن میں تو یہ ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (سورہ البقرہ ۲/۱۵۸) فرمایا یہ عمرہ قضا سے متعلق ہے۔ رسول اللہؐ نے قریش سے شرط کی تھی کہ وہ صفا و مروہ سے بتوں کو ہٹالیں انہوں نے اتنی دیر میں ہٹائے کہ حج کا زمانہ گزر گیا اس کے بعد پھر لا رکھے لوگ حضرت سے کہنے لگے کہ فلاں شخص صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتا اور بت جہاں تھے وہیں رکھ دیئے گئے ہیں۔ پس خدا نے یہ آیت نازل کی۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (سورہ البقرہ ۲/۱۵۸) یعنی چاہے بت رکھے ہوں تب سعی کرنے میں گناہ نہیں۔

ایک عورت نے اپنے مال کے متعلق وصیت کی کہ ایک تہائی تصدق کیا جائے ایک تہائی میں حج کرایا جائے اور ایک تہائی میں غلام آزاد کرایا جائے لیکن مال اتنا نہ تھا کہ تینوں وصیتوں کے لیے پورا ہوتا مسئلہ ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے سامنے آیا تو انہوں نے آخری دو چیزوں کو مقدم کیا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حج مقدم ہے کیونکہ وہ فریضہ ہے اور باقی دونوں نفل میں ہیں۔ ابوحنیفہ نے جب یہ سنا تو اپنے فتوے کو واپس لے لیا۔

ایک خارجی نے ہشام بن الحکم سے کہا عجم عرب میں فخر سے شادی کرتے ہیں اور عرب قریش میں اور قریش بنی ہاشم میں لہٰذا میں بھی بنی ہاشم میں چاہتا ہوں اس نے امام جعفر صادقؑ سے اس خواہش کو بیان کیا آپ نے فرمایا خدا نے صدقات کو ہم پر حرام کیا ہے وہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے ہم نہیں چاہتے کہ اپنی اس فضیلت میں ان لوگوں کو شامل کریں جن کو خدا نے ہماری مثل نہیں بنایا وہ کہتا ہوا اُٹھا میں نے کسی کو اس طرح رد کرتے نہیں دیکھا۔

ایک شخص نے منصور سے شکایت کی کہ دو شخصوں نے میرے بھائی کو رات میں لوٹ لیا وہ اس کو گھر سے لے گئے تھے لیکن وہ میرے پاس واپس نہ آیا۔ میں نہیں جانتا انہوں نے کیا کیا۔ انہوں نے منصور سے کہا ہم دونوں نے اس سے بات چیت کر کے گھر کی طرف لوٹا دیا تھا جب منصور نے کوئی فیصلہ نہ کیا تو یہ قضیہ امام علیہ السلام کے پاس آیا آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ لکھو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فرمایا رسول اللہؐ نے جو کوئی رات کو کسی کو اس کے گھر سے نکال کر لے جائے وہ اس

کا ضامن ہے جب تک اس بات کے گواہ نہ ہوں کہ اس نے گھر پہنچا دیا تھا۔

پھر مدعی سے فرمایا اٹھ اور اس ایک کو الگ سے جا کر قتل کر اس نے کہا یا ابن رسول اللہ میں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ پکڑا تھا قتل کرنے والا میرا ساتھی ہے آپ نے فرمایا میں فرزند رسول ہوں مجھ پر واقعہ پوشیدہ نہیں۔ مدعی سے کہا جا اس دوسرے کو لے جا کر قتل کر اس نے کہا یا ابن رسول اللہ میں نے اس کو ضرب واحد سے قتل کیا تھا آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور دوسرے کے متعلق حکم دیا کہ اس کے پہلوؤں پر تازیانے مارے جائیں عمر بھر قید رکھا جائے اور ہر سال پچاس کوڑے مارے جائیں۔

ایک آدمی کو چار آدمیوں نے مل کر قتل کیا ان میں ایک غلام تھا دوسرا آزاد مرد، تیسری آزاد عورت چوتھے غلام مکاتب جو نصف رقم اپنے آقا کو ادا کر چکا تھا۔ یہ تصفیہ دیت کے فیصلے کے لیے حضرت کے سامنے آیا آپ نے فرمایا حرہ پر ربع دیت ہے حرہ پر ربع دیت غلام کے متعلق یہ ہے کہ اس کے آقا کو اختیار ہے چاہے اس کی طرف سے دیت ادا کرے یا اس غلام کو ان کے حوالے کر دے رہا غلام مکاتب اس کے مال سے ½ لیا جائے اور ½ آقا سے کیوں کہ غلام نے اپنا نصف آزاد کر لیا ہے۔

- کسی نے امام علیہ السلام سے پوچھا غذا کے بعد خلال کرنے میں کیا مصلحت ہے فرمایا تاکہ تکبر نہ کرے کیوں کہ پاخانہ ساتھ لیے پھرتا ہے۔

فرمایا حضرت نے اہل اطاعت کو میٹھے پانی سے پیدا کیا ہے اور اہل معصیت کو کڑوے پانی سے اور بعض کو دونوں پانی ملا کر اگر ایسا نہ ہوتا تو مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا نہ ہوتا۔

ابو دہقان اور ابن ماسویہ جو بڑے اطباء میں شمار ہوتے ہیں حضرت کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا طبائع چار ہیں خون غلام ہے اکثر اوقات اپنے سید کو قتل کر دیتا ہے دوسرے ہوا یہ دشمن ہے جبکہ ایک دروازہ اس پر بند ہوتا ہے تو دوسرے دروازے سے آجاتا ہے۔ تیسرے بلغم یہ بادشاہ ہے جو دورہ کرتا ہے چوتھے پتہ اور وہ زمین ہے کہ جب سوکھ جاتی ہے تو اس پر کی ہر شے سوکھ جاتی ہے انہوں نے سن کر کہا واللہ جالینوس ایسا بیان نہ کر سکتا۔

مروی ہے کہ ایک ہندی طبیب نے منصور کے سامنے طب کی کتابیں پڑھیں امام علیہ السلام بھی موجود تھے اور اس کے پڑھنے کو سن رہے تھے جب وہ پڑھ چکا تو اس نے حضرت سے کہا آیا آپ کو اس پر اتفاق ہے فرمایا نہیں ہمارے پاس اس سے بہتر چیز ہے اس نے کہا وہ کیا ہے فرمایا میں حار کا علاج بارد سے اور بارد کا حار سے اور تر کا خشک سے اور خشک کا تر سے کرتا ہوں اور ہر امر میں خدا پر بھروسہ کرتا ہوں اور جو رسول اللہ نے فرمایا ہے میں اس پر عمل کرتا ہوں وہ ارشاد حضرت کا یہ ہے کہ معدہ بیماریوں کا گھر ہے اور پرہیز دوا ہے۔ بدن جس چیز کا عادی ہو وہ اس کے لیے مہیا کرو۔ کیا طب اس کے سوا کوئی چیز ہے کیا تیرا یہ خیال ہے کہ میں نے کتابوں سے اس کو اخذ کیا ہے۔ اس نے کہا ضرور فرمایا خدا کی قسم ایسا نہیں ہے میں نے جو کچھ لیا ہے خدا سے لیا ہے۔ لہذا اب بتا کہ تو زیادہ عالم ہے یا میں۔ اس نے کہا میں نے فرمایا میں تجھ سے سوال کروں

اس نے کہا ضرور کیجیے۔ آپ نے بیس سوال اس سے کیے وہ کسی ایک کا بھی جواب نہ دے سکا۔ آپ نے فرمایا اب ان کا جواب مجھ سے سن۔ سر میں درزیں یا جوڑ ہیں کیونکہ عضو مجوف اگر بغیر فصل کے ہوں تو درد تیزی سے اس کی طرف آئے گا۔ اور اگر الگ الگ ہوں تو درد دور رہے گا۔ سر پر بال اس وجہ سے ہیں تاکہ ان کی جڑوں کے ذریعے سے دماغ میں تیل پہنچے اور دماغ کا بخار اس کے ذریعے سے باہر نکلے اور گرمی اور سردی کے اندر بالوں کے ذریعے سے پہنچے۔ پیشانی کو بالوں سے خالی کیا کیونکہ وہ روشنی کو تقسیم کرنے کی جگہ آنکھوں کے لیے اور پیشانی میں شکنیں ڈالیں تاکہ سر کا پسینہ آنکھوں میں نہ جائے۔ یہ ان کی نہروں کی مانند ہیں جو پانی کو روکتی ہیں اور آنکھوں پر بھویں اس لیے بنائی ہیں تاکہ ان کی وجہ سے بقدر ضرورت نور آنکھوں تک پہنچے اے ہندی کیا تو نہیں دیکھتا کہ جب روشنی زیادہ ہوتی ہے تو آدمی اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیتا ہے تاکہ بقدر ضرورت روشنی آنکھوں تک پہنچے اور آنکھوں کے درمیان ناک کو بنایا تاکہ روشنی دو طرف کو تقسیم ہو جائے اور ہر آنکھ کو برابر روشنی ملے اور آنکھ کو بادام کی شکل دی تاکہ اس کے اندر دوا آسانی سے ڈالی جا سکے اور میل کچیل ادھر ادھر سے نکل جائے اور اگر وہ گول ہوتیں تو دوا سرمہ کی سلائی سے ان کے اندر نہ پہنچ سکتی اور نہ میل کچیل باہر نکل سکتا۔ ناک کے سوراخ نیچے کو بنائے تاکہ نزلہ کا پانی جو دماغ سے آئے وہ خارج ہو جائے اور خوشبو ان کے ذریعے سے دماغ تک پہنچے اگر یہ سوراخ اوپر ہوتے تو نہ گندہ پانی نکلتا اور نہ خوشبو دماغ تک پہنچتی لو مونچھوں اور ہونٹوں کو منہ کے اوپر بنایا دماغ سے جو رطوبت آئے اس کو وہ روکے رکھیں اگر یہ نہ ہوتا تو کھانا بے مزا ہو جاتا اور آدمی اس کو کھا نہ سکتا۔ داڑھی مرد کو اس لیے دی تاکہ مرد و عورت میں تمیز ہو۔

دانتوں کو تیز اس لیے بنایا کہ کسی چیز کا کاٹنا آسان ہو اور داڑھوں کو چوڑا اس لیے بنایا کہ کھانا پیسنا آسان ہو اور چبانے میں دقت نہ ہو کونچلیوں کو لمبا بنایا تاکہ داڑھیں اور دانت مضبوط رہیں وہ ایسے ہیں جیسے عمارت میں ستون۔ ہاتھوں پر بال اس لیے نہیں کہ ان سے لمس کا تعلق ہے ورنہ انسان کو سردی گرمی اور نرم و سخت کا صحیح احساس نہیں ہوتا۔ اور بال اور ناخن کو مردہ بنایا کیونکہ ان کو کاٹنا اچھا ہوتا ہے اور لمبا ہونا برا ہے اگر ان میں جان ہوتی تو ان کے کاٹنے میں تکلیف ہوتی اور دل دانہ صنوبر کی طرح ہے کیونکہ وہ الٹا ہے اور اس کو نازک پھیپھڑوں میں رکھا گیا ہے تاکہ اسے خنکی ملتی رہے اور دماغ اس کی گرمی سے مضطرب نہ ہو۔ پھیپھڑوں کے دو حصے کر دیے تاکہ دل ان کے بیچ میں رہے اور ان دونوں کی حرکت سے ہوا ملتی رہے اور جگر کو کبڑا بنایا معدے کے ثقل کی وجہ سے وہ اس سے بخار کو کھینچ لیتا ہے اور گردہ کو لوبیے کے دانے کی طرح بنایا کیونکہ وہ منی کے گرنے کی جگہ ہے نقطہ نقطہ ہو کر اگر مربع یا مدور ہوتا تو پہلا نقطہ دوسرے میں پھنس جاتا اور اس کے نکلنے میں جاندار کو لطف نہ آتا کیونکہ منی اترتی ہے پشت کے مہروں سے وہ کیڑے کی طرح سکڑتی اور کھلتی ہے وہ اپنے کو مثانہ کی طرف اس لیے لے جاتی ہے جیسے غلیل سے غلہ جاتا ہے گھٹنا پیچھے کو نہیں مڑتا کیونکہ انسان آگے کو چلتا ہے اگر پیچھے کو مڑتا تو چلنے میں گر پڑتا۔

ہندی نے کہا یہ علم آپ کو کہاں سے حاصل ہوا فرمایا میں نے حاصل کیا اپنے آبا سے انہوں نے رسول اللہؐ سے انہوں نے جبرئیل سے انہوں نے اللہ سے جس نے اجسام اور ارواح کو پیدا کیا ہے اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا اس کے بعد وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوگیا اور حضرت کی امامت کا اقرار کیا۔

علل الشرائع میں ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کیا وجہ ہے کہ کبھی میں خود بخود رنجیدہ ہوتا ہوں اور کبھی خود بخود خوش اور سبب معلوم نہیں ہوتا فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ جب ہم پر رنج یا خوشی کا جذبہ طاری ہوتا ہے تو اس کا اثر تم پر بھی پڑتا ہے کیونکہ تمہاری اور ہماری طینت ایک ہے اگر تمہاری طینت ویسی ہی رہتی جیسی کہ تھی تو ہم اور تم برابر رہتے لیکن تمہاری طینت تمہارے اعدا کی طینت سے مل گئی اگر ایسا نہ ہوتا تو تم سے ایک گناہ بھی سرزد نہ ہوتا اور جب ابو عبدالرحمٰن نے یہی سوال کیا تو فرمایا ہر شخص کے ساتھ فرشتہ اور شیطان ہے خوشی کے وقت فرشتہ اس سے قریب ہوتا ہے اور رنج کے وقت شیطان وہ فقیری سے ڈراتا ہے اور بدکاری کا حکم دیتا ہے اور خدا مغفرت کا وعدہ کرتا ہے اور اپنے فضل کا۔

ابوبصیر نے جلد سمجھنے اور دیر سے سمجھنے کی وجہ پوچھی فرمایا زود فہم کی عقل اس کے نطفے میں خمیر کی جاتی ہے جب وہ بطن مادر میں ہوتا ہے اور وہ شخص جس سے تم اول سے آخر تک کہو جب سمجھے تو اس کی عقل ترکیب پاتی ہے بطن مادر میں اور جس سے بار بار کہنے کی ضرورت پیش آئے وہ ہوتا ہے جس کو عقل بڑے ہونے پر ملتی ہے۔

مالک بن اعین نے حضرت سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک لونڈی میں دو آدمی شریک تھے ایک نے اپنے حصہ کو آزاد کر دیا دوسرے نے اس پر قابو پا کر اس کا اقتضا کر دیا فرمایا اس پر اقتضائے جرم میں ۵۰ کوڑے مارے جائیں اور پچاس اس کے حق کے چھوڑ دیئے جائیں اور اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ اس کو تاوان دیا جائے۔

ایک شخص نے آنحضرتؐ کو گالی دی حاکم مدینہ نے اس کی سزا کے متعلق عبداللہ بن حسن ابن زید سے سوال کیا انہوں نے فتویٰ دیا کہ اس کی زبان کاٹ لی جائے ربیعہ رازی اور اس کے اصحاب نے کہا سزا دی جائے۔ آپ نے فرمایا یہ تو بتاؤ اگر کوئی اصحاب رسول کو گالی دے تو اس کی سزا کیا ہوگی انہوں نے کہا یہی حضرت نے فرمایا تو نبی اور اصحاب میں کوئی فرق ہی نہ رہا۔ حاکم نے کہا پھر آپ بتائیے فرمایا میرے والد ماجد نے فرمایا کہ حضرت رسول خداؐ کا ارشاد ہے پیروی میں سب برابر ہیں جو کوئی سنے کہ کسی نے مجھے گالی دی تو اس پر واجب ہے کہ گالی دینے والے کو قتل کر دے اور اس معاملہ کو سلطان تک نہ لے جائے اور جب لے جائے تو اسے چاہیے کہ قتل کر دے پس حاکم نے اس گالی دینے والے کو بلا کر حکم دیا کہ اس کو حضرت ابو عبداللہ کے حکم کے مطابق قتل کر دو۔

امام علیہ السلام کے پاس کچھ نصاریٰ آئے انہوں نے موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد کو برابر قرار دیتے ہوئے کہا یہ تینوں اصحاب شرائع اور کتب ہیں حضرت نے فرمایا محمد ان دونوں سے افضل ہیں اور اعلم ہیں خدا نے ان کو وہ علم دیا ہے جو کسی دوسرے

کو نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے ثبوت میں کوئی آیت ہے فرمایا ہے کَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (سورہ الاعراف ۱۴۵/۷) یعنی ہم نے الواح تورات میں ہر شے کے متعلق لکھ دیا ہے اور عیسیٰ کے بارے میں ہے وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ (سورہ الزخرف ۶۳/۴۳) یعنی بعض چیزوں کے اظہار کا ذکر ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ کے متعلق ہے وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ (سورہ النحل ۸۹/۱۶) اور لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (سورہ الجن ۲۸/۷۲) ان آیات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ان دونوں سے زیادہ عالم تھے اگر موسیٰ و عیسیٰ میری موجودگی میں ہوتے اور مجھ سے سوالات کرتے تو میں ان دونوں کو جواب دیتا اور جو سوالات میں ان سے کرتا وہ ان کے جوابات نہ دے پاتے۔

ایک شخص نے خز کا لباس پہنے آپ کو دیکھا تو پوچھا اس میں نماز جائز ہے یا نہیں فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اس نے کہا میں اس کے متعلق زیادہ جانتا ہوں فرمایا میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں تو کہتا ہے کہ وہ چوپایہ ہے جو پانی سے نکلتا ہے اور پانی میں شکار کیا جاتا ہے جب پانی سے نکل آتا ہے تو مر جاتا ہے۔ وہ چوپایہ ہے چار پیروں پر چلتا ہے وہ مچھلی کی تعریف میں نہیں آتا۔ اس کا پانی سے نکلنا اس کا مرگ ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا جو کچھ میں کہتا ہوں ایسا ہی ہے حضرت نے فرمایا اللہ نے اس کو حلال قرار دیا ہے اور اس کی موت کو اس کی ذکات قرار دیا ہے جیسا کہ مچھلیوں کی موت کو ان کی زکوٰۃ قرار دیا ہے۔

منصور کے پاس اس کا وزیر ربیع آیا اور خبر دی کہ جب وہ طواف میں تھا کہ کل رات آپ کا فلاں غلام مر گیا اور مرنے کے بعد فلاں شخص نے اس کا سر کاٹ لیا وہ غصہ میں بھر گیا اور ابن شبرمہ۔ ابن ابی لیلیٰ اور دیگر قضاۃ و فقہا سے پوچھا اس بارے میں تم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا ہماری سمجھ میں تو کچھ آتا نہیں اس نے کہا پھر میں اسے قتل کروں یا نہیں۔ اتنے میں امام علیہ السلام وہاں آ گئے آپ سعی فرمانے لگے منصور نے ربیع سے کہا تم جا کر یہ مسئلہ ان سے پوچھو۔ آپ نے فرمایا اس سے سو دینار لیے جائیں۔ ربیع نے یہ جواب منصور سے بیان کیا اس نے کہا یہ پوچھ کر یہ کیسے حضرت نے فرمایا نطفہ کے بیس علقہ کے بیس، مضغہ کے بیس۔ ہڈی کے بیس اور گوشت کے بیس۔ آخری درجہ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا (سورہ المومنون ۱۴/۲۳) کا آخر ہے تو وہ مر چکا تھا روح اس میں تھی نہیں وہ منزلہ اس کے تھا جیسے بچہ بطن مادر میں نفخ روح سے پہلے ہو ربیع نے یہ جواب جا کر بیان کیا سب حیرت میں آ گئے۔ منصور نے کہا یہ جا کر اور پوچھ کر مقتول کے ورثا کو دیت دینا چاہیے یا نہیں فرمایا کوئی دیت نہیں کیونکہ اس نے موت کے بعد ایسا کیا ہے یا تو اس رقم سے متوفی کے لیے حج کر دیا جائے یا صدقہ دیا جائے اور امور خیر میں سے کوئی اور کام کیا جائے۔

کافی میں محمد بن مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بی بی سے کہا اے زانیہ میں نے تیرے ساتھ زنا کیا ہے آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا فرمایا ایک حد جاری کی جائے کیونکہ اس نے تہمت زنا کی اپنی بی بی پر لگائی ہے اور اس

کا یہ کہنا کہ میں نے تیرے ساتھ زنا کیا ہے اس کے لیے اس پر حد اس وقت جاری ہوگی جب کہ چار گواہ زنا کی گواہی دیں امام کے سامنے۔

کسی نے حضرت سے پوچھا خدا نے زنا کو کیوں حرام قرار دیا ہے فرمایا وہ باعث فساد ہے اور میراث کا ختم کرنے والا نسب کو قطع کرنے والا زنا کی صورت میں عورت نہیں بتاتی کہ حمل کس کا ہے اور نہ مولود جانتا ہے کہ اس کا باپ کون ہے نہ اتصال ارحام رہتا ہے اور نہ قرابت معروف۔

کسی نے پوچھا لواطہ کیوں حرام ہے فرمایا اگر یہ حلال ہوتا تو لوگ عورتوں سے بے پروا ہو جاتے نسل منقطع ہو جاتی اور فروج کا تعطل لازم آتا اور اس کی اجازت میں فساد کثیر ہوتا۔

کسی نے پوچھا ربا کیوں حرام کیا ہے فرمایا اس کی مصلحت کو اللہ جانتا ہے سود اور بیع کے درمیان فرق ہے بیع میں عدل ہے اور قرض دینے سے اخلاق مکارم کا اظہار ہوتا ہے اور مقروض کی عسرت دور کرنے کا انتظام۔

امتحان الفقہا میں ہے کہ ایک حجام نے لڑکے کے باپ کے حکم سے لڑکے کا عضو تناسل کاٹ دیا اس کی دیت کے متعلق امام علیہ السلام سے پوچھا گیا فرمایا اگر وہ مر گیا ہے تو حجام پر نصف دیت ہے اور اگر زندہ ہے تو پوری دیت اس حجام نے جب کہ ختنہ کر رہا تھا لڑکے کا حشفہ کاٹ دیا تو مرنے کی صورت میں اس پر نصف دیت ہوگی اور نصف اس کے باپ پر کیونکہ وہ اس کی موت میں شریک ہے اور زندہ رہنے کی صورت میں اس پر کل دیت ہے کیونکہ اس نے نسل کو قطع کیا ہے۔

ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرا غلام یسار میرا بیٹا ہے اس کو میرے مال کا وارث بنایا جائے اور میرے غلام یسار کو آزاد کر دیا جائے۔ حضرت سے دریافت کیا گیا کہ اس صورت میں کیا کیا جائے فرمایا کون سا غلام عورتوں کے پاس آتا جاتا تھا اور وہ اس سے پردہ نہ کرتی تھیں اور اگر وہ کہیں پردہ نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ بچپن سے گھر میں پلا بڑھا تھا تو پوچھو تمہارے گھر والوں کی کیا علامت تھی اگر وہ خصوصیت اس میں پائی جائے تو سمجھو کہ بھائی ہے ورنہ دونوں کے نام قرعہ ڈالا جائے جس کے نام کا نکلے وہ حر ہے۔

کسی نے پوچھا غسل جنابت کی علت کیا ہے جبکہ بطریق حلال مباشرت و مجامعت ہو اس صورت میں نجاست نہ ماننی چاہیے فرمایا جنابت بمنزلہ حیض ہے اور یہ کہ نطفہ مثل خون ہے اور جماع شدید ترین حرکت ہوتی ہے سانس پھول جاتا ہے۔ اور انسان ایک کراہت اور تھکاوٹ محسوس کرتا ہے اسی لیے غسل واجب ہے تاکہ وہ اثر زائل ہو جائے جنابت خدا کی ایک امانت ہے جس کا امین اس نے اپنے بندوں کو بنایا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے ان کی آزمائش کرے۔

فرمایا حضرت نے جب آدم جنت سے زمین پر آئے تو سر سے پیر تک آپ کے بدن پر سیاہی نمودار ہوئی جس سے آپ دل گرفتہ ہوئے اور روئے جبریل نے آ کر کہا اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ یہ وقت صبح ہے نماز پڑھیے۔ آپ نے

نماز پڑھی۔ گردن تک سیاہی دور ہو گئی اسی طرح پانچویں نماز پڑھنے کے بعد سارا بدن صاف ہو گیا حضرت نے فرمایا جو پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہے وہ اسی طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

کسی نے پوچھا مغرب کی نماز میں قصر کیوں نہیں فرمایا خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا دو رکعت نماز کا حضرت نے اضافہ کیا دو رکعت کا حضر میں اور قصر کیا سفر میں سوائے مغرب اور صبح کے جب آپ نے مغرب کی نماز پڑھی تو ولادت فاطمہ کی خبر ملی آپ نے ایک رکعت کا اضافہ کر کے تین رکعت کر دیا ادائے شکر کے لیے جب امام حسنؑ پیدا ہوئے تو نماز ظہر میں اور عصر میں ادائے شکر کے لیے اضافہ کیا اور جب حسینؑ پیدا ہوئے تو نماز میں دو رکعت اضافہ کیا اور صبح اور مغرب کو سفر و حضر میں یکساں رکھا۔

فرمایا حضرت براء بن معرور انصاری مدینہ میں تھے اور حضرت رسولؐ خدا مکہ میں اور مسلمان نماز پڑھتے تھے بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے براء نے وصیت کی کہ جب دفن کریں تو میرا رُخ رسولؐ اللہ کی طرف کریں اسی وقت سے یہ سنت قرار پایا کہ میت کا رُخ کعبہ کی طرف کیا جائے۔

کسی نے حضرت سے پوچھا استسقا میں تقلیب ردا کی حالت کیا ہے فرمایا تاکہ قحط کا موسم اچھے سے بدل جائے۔
کسی نے پوچھا نیت مومن عمل سے بہتر کیوں ہے فرمایا عمل میں بسا اوقات ریا کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور نیت مبنی بر خلوص ہوتی ہے اسی لیے خدا نیت پر عمل سے اجر زیادہ دیتا ہے۔

کسی نے حضرت سے پوچھا جنت میں ہمیشہ کیوں رکھا جائے گا حالانکہ لوگوں کی عمریں کم ہونے کی وجہ سے ان کے اعمال بھی کم ہوتے ہیں اسی طرح دوزخیوں کو دوزخ میں ہمیشہ کیوں رکھا جاتا ہے حالانکہ عمر کم ہونے کی وجہ سے ان کے گناہ بھی کم ہوتے ہیں فرمایا اس لیے کہ اہل جنت دیکھ لیں کہ انہوں نے اطاعت خدا کی ہمیشہ اور اہل نار سمجھ لیں کہ انہوں نے خدا کی معصیت ہمیشہ کی اس لیے ان کو مخلد بنایا گیا۔

کسی نے پوچھا کس وجہ سے قبر کو چوکور بنایا جاتا ہے فرمایا اس لیے کہ خدا کا گھر مربع ہے۔
منصور عباسی نے محمد بن خالد قسیری کو لکھا کہ مدینہ کے فقہا کو جمع کرے اور ان سے پوچھے کہ سو پر پانچ زکوٰۃ کیوں ہے۔ جو سات اوقیہ وزنی ہوں اور یہ سوال خاص طور سے عبداللہ بن حسن اور جعفر بن محمد سے کیا جائے اگر جواب دیدیں تو خیر ورنہ جعفر بن محمد کو پچاس کوڑے اس جرم میں مارے جائیں کہ انہوں نے اپنے آبا کے علم کو ضائع کر دیا۔
یہ سوال سب سے کیا گیا انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں امام علیہ السلام نے فرمایا میں بتاتا ہوں خدا نے زکوٰۃ کو سب لوگوں پر واجب کیا ہے لوگ اس زمانہ میں چاندی اور سونے کے اوقیہ (وزن) پر عمل کرتے تھے پس رسول اللہ نے ہر چالیس پر ایک ایک اوقیہ قرار دیا۔ اس حساب سے جب کہ ہر چالیس پر ایک اوقیہ ہو دو سو پر پانچ ہی ہوتے ہیں۔

کم نہ زیادہ اور وہ سات دوانیق وزنی ہوتے ہیں آج سے پہلے چھ کے وزن پر ہوتے تھے جبکہ ایک درہم پانچ دوانیق وزنی ہوتا تھا۔ عبداللہ بن حسن نے کہا یہ بات آپ نے کہاں سے بیان کی فرمایا یہ میں نے تمہاری ماں فاطمہ کی کتاب میں پڑھا ہے پس لوگ یہ سن کر چلے گئے۔ قیشری نے اپنے آدمی سے کہلا کر بھیجا کہ کتاب فاطمہ میرے پاس بھیج دو فرمایا میں نے یہ کہا تھا کہ میں نے اس کو اس کتاب میں پڑھا ہے یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ میرے پاس ہے۔ قیشری نے کہا میں نے ایسا جواب کبھی نہیں سنا۔

کسی نے علت زکوٰۃ پوچھی تو آپ نے فرمایا تاکہ فقیروں کو روزی ملے اور امیروں کا مال محفوظ ہو۔

کسی نے روزہ کی علت پوچھی فرمایا تاکہ امیر و غریب یکساں ہو جائیں۔

ابان بن ثعلب نے حجر اسود کے بوسہ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا جب آدم زمین پر آئے تو تنہائی کی وجہ سے گھبرائے جبرئیل جنت سے یہ پتھر لائے حضرت آدم نے جب اس کی معرفت دیکھی تو اسے بوسہ دینے لگے۔

فرمایا حضرت نے جس جگہ اب کعبہ ہے وہاں ایک ٹیلہ تھا جو آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن تھا۔ جب آدم کے ایک بیٹے نے دوسرے کو قتل کیا تو اس پر سیاہی چھا گئی اور یہ بھی جب آدم زمین پر آئے تو خدا نے زمین کو بلند کیا اور انہوں نے ہر حصہ زمین کو دیکھ لیا آپ نے پوچھا خدایا یہ روشن خط کیا ہے خدا نے کہا یہ میرے حرم کی زمین ہے میں نے قرار دیا کہ تم ہر روز اس کے سات طواف کیا کرو۔

حضرت سے پوچھا گیا بدنہ (قربانی کا اونٹ) کی گردن میں جوتے کا ہار کیوں ڈالا جاتا ہے اور شعر کیوں پڑھے ہیں فرمایا تاکہ نعل سے پہچان رہے کہ یہ اونٹ فلاں کا ہے چونکہ قربانی والا اونٹ پر سوار نہیں ہوتا لہٰذا اشعار سے چلاتا ہے اور شیطان کو اس پر سواری کی طاقت نہیں ہوتی۔

حضرت سے کسی نے پوچھا آنحضرتؐ شجرہ سے کیوں احرام باندھتے تھے فرمایا جب معراج میں گئے تو جب وہاں شجرہ کے مقابل پہنچے تو ندا آئی اے محمد آپ نے فرمایا لبیک خدا نے فرمایا کیا میں نے تم کو یتیم نہیں پایا پس میں نے پناہ دی اور قوم کا کھویا ہوا پایا پس میں نے ہدایت کی حضرت نے فرمایا خدا کا شکر اور احسان ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں اس لیے آپ نے شجر سے احرام باندھا ورنہ اس کے لیے کل جگہیں ہیں۔

ابو کہمس کہتا ہے مجھ سے امام علیہ السلام نے فرمایا جب کوفہ جاؤ تو ابن ابی لیلیٰ سے ملنا اور تین سوال کرنا اور کہنا قیاس سے جواب نہ دینا (۱) ایک نے نماز واجب کی پہلی دو رکعتوں کے بعد سلام پڑھ لیا۔ اس کا کیا حکم ہے (۲) ایک شخص کے کپڑے پیشاب میں بھیگ گئے وہ انہیں کیسے دھوئے (۳) ایک شخص کو سات کنکریوں سے رمی جمرہ کرنی تھی ان میں سے ایک گر گئی وہ کیا کرے اگر وہ جواب نہ دے سکے تو اس سے کہنا جعفر ابن محمد نے کہا ہے کہ تو نے اس شخص کی گواہی کیوں رد کی جو تجھ سے زیادہ عالم ہے۔ ابو کہمس کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ عاجز آ گیا تو میں نے امام کا قول بیان کیا اس نے کہا

وہ کون ہے جس کی گواہی میں نے رد کی میں نے کہا محمد بن مسلم پس اس نے محمد بن مسلم کو بلایا اور اس کی گواہی قبول کی۔

ابو حنیفہ نے پوچھا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (سورہ الانعام ۲۳) سے مراد کون ہیں فرمایا تم نے کیا سمجھا ہے انہوں نے کہا میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ مشرک نہیں تھے۔ آپ نے فرمایا خدا کہتا ہے۔ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ (سورہ الانعام ۶/۲۴) انہوں نے کہا پھر آپ کیا کہتے ہیں فرمایا لوگ اہل قبلہ سے تھے انہوں نے نادانستگی میں شرک باللہ کیا۔

کسی نے پوچھا ایک آدمی نے زنا کیا در انحالیکہ وہ مریض ہے۔ حد کی صورت میں اس کے مرنے کا خوف ہے لہذا اس کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا یہ مسئلہ تو نے خود سوچا ہے یا کسی نے تجھے بتایا ہے۔ اس نے کہا سفیان ثوری نے بتایا ہے فرمایا رسول اللہ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس کو استسقاء کی بیماری تھی اس کی رانوں کی رگیں تک نمایاں تھیں۔ اور اس نے ایک مریضہ عورت سے زنا کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کھجور کا ایک ایسا گچھا لاؤ جس میں سو دلیشے ہوں اس سے اس مرد کو ایک ضرب مار دو اور دونوں کو چھوڑ دو یہ حکم ماخوذ ہے خدا کے اس کے قول سے وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ (سورہ ص ۳۸/۴۴)

ایک حاملہ عورت نے قتل کیا حضرت نے فرمایا وضع حمل تک اسے مہلت دی جائے۔

حضرت سے کسی نے پوچھا مہر سنت کیا ہے فرمایا پانچ سو درہم اس نے کہا یہ تعداد کیوں ہے فرمایا خدا نے یہ قرار دیا کہ بندہ مومن سو بار اس کی حمد کرے سو بار تسبیح کرے سو بار لا الہ الا اللہ کہے سو بار اللہ اکبر کہے اور سو بار نبی پر درود بھیجے اور کہے خداوندا حور سے میری تزویج کرا اسی لیے خدا نے یہ مہر قرار دیا۔

پوچھا کسی نے کیا وجہ ہے کہ مہر مرد پر رکھا گیا ہے فرمایا خدا غیور ہے اس نے نکاح کے حدود کیے تاکہ شرائط کے تحت فروج مباح ہوں اور مہر پر مرد راضی ہو اور فرمایا جب آدم و حوا زمین پر آئے تو ان کے لیے سونا اور چاندی بھی پیدا کیا تاکہ وہ حوا کا مہر ہو پھر اس کے خزانے آدم پر ظاہر کر کے فرمایا یہ مہر ہے تمہاری لڑکیوں کا کسی نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ لڑکے کی کنیز چاہے چھوٹی ہی کیوں نہ ہو اس کے باپ پر حرام کر دی گئی ہے۔ مگر بیٹی کی کنیز نہیں۔ فرمایا اس لیے کہ بیٹی نکاح نہیں کرتی اور بیٹا کرتا ہے اور کیا معلوم نکاح کر لیا ہو اور اپنے باپ سے چھپاتا ہو۔

تحریم خمر کے متعلق حضرت سے سوال کیا گیا فرمایا ابلیس نے حوا سے کہا اس پھل سے مجھے بھی چکھاؤ یعنی کھجور و انگور زیتون اور انار۔ انہوں نے کہا آدم نے منع کر دیا ہے یہ جنت کے میوے تیرے لیے نہیں اس نے کہا اچھا میرے ہاتھ پر ہی ذرا سا نچوڑ دو انہوں نے انکار کیا اس نے کہا چوس ہی لینے دو۔ کھاؤں گا نہیں۔ حوا نے ایک گچھا انگور کا اسے دے دیا اس نے چوسا کھایا نہیں۔ خدا ... ہم سے فرمایا میرے اور تمہارے دشمن نے انگور کو چوسا ہے لہٰذا اس کا عرق جو بصورت شراب ہو میں نے حرام کیا۔

فرمایا حضرت نے ابلیس سے انگوروں کا عرق لیا جبرئیل آئے اور کہا یہ کیا کیا اس نے کہا اس میں بھی حق ہے جبرئیل

نے ایک ثلث دیا وہ راضی نہ ہوا۔ پھر نصف دیا وہ راضی نہ ہوا۔ جبرئیل نے اس میں آگ لگا دی دو ثلث جل گیا ایک ثلث باقی رہ گیا جو جل گیا وہ شیطان کا حصہ تھا اور جو باقی رہا وہ حلال قرار پایا۔

حضرت سے پوچھا دو بچے ایک بطن سے پیدا ہوئے ان میں کس کو بڑا سمجھا جائے فرمایا جو آخر میں پیدا ہوا ہو وہ بڑا ہے کیونکہ اس کا حمل پہلے قرار پایا ہے۔

حضرت سے پوچھا عدہ طلاق تین ماہ اور عدہ وفات چار ماہ دس دن کیوں ہے فرمایا حرقت مطلقہ تین ماہ میں ساکت ہو جاتی ہے اور بیوہ کی سوزش قلبی چار ماہ دس دن میں ساکن ہو جاتی ہے۔

حضرت سے پوچھا گیا یہ کیا بات ہے اگر شوہر عورت کو تہمت زنا لگائے تو اس کی گواہی چار شہادات باللہ کی برابر ہو اور اگر باپ یا بھائی تہمت لگائیں تو ان کو تازیانے لگائے جائیں فرمایا شوہر سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کیسے جانا کہ وہ مرتکب زنا ہوئی ہے اور وہ کہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے تو یہ چار گواہی کے برابر ہوگی اس لیے کہ شوہر ان مقامات خلوت میں داخل ہو سکتا ہے جہاں اس کا غیر نہیں جا سکتا نہ رات میں نہ دن میں چاہے باپ ہو یا بھائی اور اگر شوہر کہے میں نے آنکھ سے نہیں دیکھا تو وہ قاذف قرار پائے گا اور اس پر حد جاری ہوگی مگر اس صورت میں کہ وہ گواہ پیش کرے اور غیر شوہر اگر دعویٰ کرے تو پوچھا جائے گا تو نے دیکھا تھا اگر کہے دیکھا تھا پوچھا جائے گا کہ وہاں تمہارا داخلہ ہوا کیسے؟

پوچھا گیا ذبح کیے ہوئے اور مردہ جانور کے گوشت میں فرق کیا ہے فرمایا اگر آگ دکھانے سے سکڑتا ہے تو ذبیحہ کا ہے اور اگر پھیلتا ہے تو مردہ کا۔

کسی نے پوچھا حیوان حلال کے خصیئے کیوں حرام ہیں فرمایا وہ مجرائے منی ہیں اس نے کہا اور حرام مغز فرمایا وہ ہر مذکر و مونث کے منی نکلنے کی جگہ ہے اس نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ ہتیلی پر بال نہیں اگتے اور پشت دست پر اگتے ہیں فرمایا جس زمین پر زیادہ چلنا پھرنا رہتا ہے وہاں گھاس نہیں اگتی ہاتھ میں ہتیلی کی طرف چونکہ چیزوں کے مس اور گرفت برابر رہتی ہے لہذا وہاں نہیں ہیں پشت دست پر بال ہیں اس لیے کہ ان کا کام ہتیلی جیسا نہیں۔

معالی اُمور

الانوار میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جب میرا فرزند جعفر ابن محمد پیدا ہو تو اس کا نام صادق رکھنا کیونکہ میرا وہ بیٹا ہوگا جس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا لقب کذاب ہوگا وائے ہو اس پر کہ وہ جرات کرے گا خدائی معاملہ میں اور دعویٰ

کا اپنے بھائی کو جو میرے اہل بیت میں صاحب حق ہوگا۔
روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے تو آپ کا نام صادق رکھا گیا کیونکہ پانچواں ان کی اولاد سے جعفر نامی ہوگا جو دعویٔ امامت کرے گا وہ اللہ پر افترا کرے گا اور اس کا نام جعفر کذاب ہوگا۔
منصور عباسی نے حضرت سے کہا ابومسلم نے آپ سے استدعا کی کہ حضرت علی کی قبر بتادیں آپ خاموش ہوگئے اس نے کہا آیا آپ جانتے ہیں یا نہیں فرمایا علی علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے کہ آپ کی قبر ظاہر ہوگی ابوعبداللہ بن جعفر ہاشمی کے زمانہ میں منصور اس سے خوش ہوا اور جب کہ وہ رصافہ میں تھا آپ نے اس کو حضرت کی قبر کے متعلق بتایا اس نے کہا آپ صادق ہیں۔
ایک روایت میں ہے کہ آپ سے چونکہ قولاً و فعلاً لغزش واقع نہیں ہوئی لہذا آپ کا لقب صادق ہوا ابوجعفر خثعمی سے روایت ہے کہ امام علیہ السلام نے ایک تھیلی مجھے دیکر فرمایا یہ فلاں مرد ہاشمی کو دے آؤ اور اس سے یہ نہ کہنا کہ میں نے بھیجی ہے میں اس کے پاس لے گیا۔ اس نے کہا اللہ جزائے خیر دے۔ ہر سال یہ مجھے تھیلی بھیجتا ہے جس سے میں ایک سال زندگی بسر کرتا ہوں لیکن باوجود کثرت مال جعفر میرے پاس کچھ نہیں بھیجتے۔
کتاب التہذیب میں ہے کہ حضرت نے وقت وفات وصیت کی کہ حسن افطس کو ستر دینار میرے ترکہ سے دیدینا کسی نے کہا وہ تو آپ کو برا کہتے ہیں اور آپ کے دشمن ہیں فرمایا کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ (سورہ الرعد ۱۳/۲۱)
ابن حنیفہ السابق سے مروی ہے کہ مفضل ہماری طرف سے گزرے درانحالیکہ میں اور میری بہن میں جھگڑا کر رہے تھے انہوں نے ہمارے درمیان صلح کرادی چار سو درہم پر اور اتنے ہی اپنے پاس سے دیئے تاکہ ہم میں سے ہر ایک راضی ہو جائے اور ہم سے کہا یہ میں نے اپنے مال سے نہیں دیا بلکہ امام جعفر صادق نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب ہمارے اصحاب میں سے دو شخص جھگڑا کریں تو ہمارے مال میں سے انہیں کچھ دے کر جھگڑے کو ختم کرادو۔
کتاب عیون میں ہے کہ ایک شخص مسجد مدینہ میں سوگیا اس کی تھیلی چوری ہوگئی امام علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے چونکہ وہ آپ سے واقف نہ تھا لہذا آپ کو لپٹ گیا کہ میری تھیلی آپ نے لی ہے۔ حضرت نے پوچھا اس میں کیا تھا اس نے کہا ایک ہزار دینار۔ حضرت اس کو ساتھ لئے ہوئے اپنے گھر آئے اور ایک ہزار دینار اس کو دیدیئے وہ اپنے گھر گیا تو ہمیانی وہاں موجود تھی وہ حضرت کی خدمت میں واپس آیا اور ایک ہزار دینار واپس کیے تو آپ نے واپس لینے سے انکار کردیا اور فرمایا جو چیز ہمارے ہاتھ سے دے دی گئی اسے واپس نہیں لیتے۔ اس نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے بتایا یہ امام جعفر صادق ہیں۔
اشجع اسلمی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ علیل تھے کہنے لگا آپ کو کیا بیماری ہے فرمایا بیماری کا سوال چھوڑ

بتا کس غرض سے آیا ہے اس نے اپنی حاجت بیان کی آپ نے غلام سے فرمایا چار سو درہم دیدے ایک شخص نے آپ سے سوال کیا آپ نے اس کی حاجت روا کی اس نے شکریہ ادا کیا آپ نے فرمایا اس کی حاجت نہیں۔

حضرت نے اپنے غلام کو کسی ضرورت سے بھیجا اس نے دیر کی تاخیر کی آپ اس کی تلاش میں نکلے آپ نے اسے ایک جگہ سوتا ہوا پایا آپ اس کے پاس بیٹھ گئے اور ہوا دینے لگے اور جب بیدار ہوا تو فرمایا اے شخص تیرا کیا حال ہے رات کو بھی سوتا ہے اور دن کو بھی رات تیرے لیے ہے اور دن ہمارے لیے۔

سفیان ثوری سے مروی ہے کہ میں صادق آل محمد کی خدمت میں آیا تو آپ کو رنجیدہ پایا میں نے سبب پوچھا فرمایا میں نے منع کیا کہ مکان کی چھت پر کوئی نہ چڑھے میں گھر میں آیا تو ایک لونڈی جو میرے ایک بچے کو پرورش کر رہی تھی سیڑھی پر چڑھتی دکھائی بچہ اس کے ساتھ تھا مجھے دیکھ کر وہ لرز گئی اور بچہ اس کی گود سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا اور مر گیا میرے تغیر رنگ کا باعث بچے کی موت نہیں بلکہ یہ ہے کہ میرا اتنا رعب اس پر کیوں طاری ہوا۔ حضرت نے اس کنیز کو آزاد کر دیا تاکہ دوبارہ حضرت کا رعب اس پر طاری نہ ہو۔

مالک بن انس فقیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت کے ساتھ حج کیا جب سواری احرام کے پاس پہنچی حضرت نے اس طرح تلبیہ کہا کہ آواز گلوگیر ہو گئی۔ قریب تھا کہ سواری سے گر پڑیں۔ میں نے کہا آپ کا یہ کیا حال ہے فرمایا ڈرتا ہوں کہ میں تو لبیک کہوں اور وہ کہے لا لبیک ولا سعدیک۔

مالک بن انس کہتے ہیں میں نے کسی کو علم وفضل و ورع میں جعفر بن محمد سے زیادہ نہیں دیکھا تین باتوں میں سے ایک میں ضرور پایا جاتا تھا یا روزے سے ہوتے تھے یا تمام رات عبادت کرتے تھے یا ہر وقت خدا خدا کرتے تھے۔

مختلف شہروں کے اعاظم واکابر زہاد سے جو اللہ سے ڈرتے ہیں امام علیہ السلام کا مرتبہ بلند تھا۔ بکثرت حدیث حضرت سے منقول ہے۔ ان کی صحبت سے فوائد کثیرہ حاصل ہوتے تھے۔ جب فرماتے تھے قال رسول اللہ تو کبھی چہرہ کا رنگ سبز ہوتا تھا کبھی زرد، ناواقف حال اس کو برا جانتا تھا۔

حضرت کے لیے کہا جاتا تھا۔

الامام الصادق (سچے امام)، والعلم الناطق (بولنے والا علم)

بالمکرمات سابق (بزرگیوں کی طرف سبقت کرنیوالے) وباب السیئات راتق (برائیوں بند کرنے والے)

وباب الحسنات فاتق (نیکیوں کے دروازے کھولنے والے) لم یکن غیابا (غیبت کرنے والے نہ تھے)

ولا سبابا (لگیارے نہ تھے) ولا صخابا (چلانے والے نہ تھے)

ولا طماعا (لالچی نہ تھے) ولا خداعا (مکار نہ تھے)

ولا نماما (چغلخور نہ تھے) ولا ذماما (ذم کرنے والے نہ تھے)

ولا أكولا (زیادہ کھانے والے نہ تھے) ولا عجولا (جلدی کرنے والے نہ تھے)
ولا ملولا (رنجیدہ ہونے والے نہ تھے) ولا مکثارآ (زیادہ بولنے والے نہ تھے)
ولا نزارآ (زیادہ بکواسی نہ تھے) ولا مہذارآ (زیادہ کلام کرنے والے نہ تھے)
ولا طعانا (زیادہ طعن کرنے والے نہ تھے) ولا لعانا (زیادہ لعن کرنے والے نہ تھے)
ولا ہمازآ (بدگو نہ تھے) ولا لمازآ (چغلخور نہ تھے)
ولا کنازآ (جمع کرنے والے نہ تھے)

امام علیہ السلام نے فرمایا۔
میرے پاس سیف رسول ہے۔ میرے پاس رایت رسول ہے۔
میرے پاس وہ اسم ہے جس سے مسلمانوں کو مشرکوں پر غلبہ ہوتا ہے۔
میرے پاس وہ چیز ہے جس سے نزول ملائکہ ہوتا ہے۔
میرے پاس وہ ہے جو مثل تابوت سکینہ ہے جو بنی اسرائیل کے پاس تھا (یعنی دلیل امامت)
و میرے پاس الواح توریت اور عصائے موسیٰ ہے ہم ورثۂ انبیاء ہیں۔
مجھے آئندہ باتوں کا علم ہے مجھے قلوب کے نکتوں کا علم ہے جو آوازیں کانوں میں پہنچتی ہیں ان کو جانتا ہوں میرے پاس جفر احمر و ابیض ہے مصحف فاطمہ ہے۔ ہمارے پاس جامعہ ہے جس میں تمام لوگوں کے حالات ہیں۔

امام علیہ السلام نے ضریس کناسی سے کہا، "تیرے باپ نے تیرا نام ضریس کیوں رکھا اس نے کہا آپ کے باپ نے جعفر کیوں نام رکھا۔ آپ نے فرمایا تجھے علم نہیں ضریس شیطان کے بیٹے کا نام ہے جعفر نام ہے ایک نہر ہے جنت کی زید بن علی نے کہا ہر زمانہ میں ہمارے اہل بیت میں سے ایک شخص حجت خدا رہا ہے۔ اس زمانہ کے حجت میرے بھائی جعفر ہیں جس نے ان کی پیروی کی وہ گمراہ نہ ہوا اور جس نے ان کی مخالفت کی اس نے ہدایت نہ پائی۔

ابو حنیفہ نے مومن طاق سے خلیفہ مہدی عباسی کے سامنے کہا تمہارے امام (مراد امام جعفر صادقؑ) مر گئے انہوں نے کہا اور تمہارے امام کو الی یوم وقت المعلوم مہلت دی گئی ہے یہ سن کر مہدی ہنسا اور دس ہزار درہم انعام دیئے۔

حضرت فرماتے جب میرے والد ماجد کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھ سے فرمایا چار گواہ بلاؤ میں نے نافع غلام عبداللہ بن عمر وغیرہ کو بلایا۔ فرمایا لکھو یہ وصیت ہے محمد بن علی کی اپنے فرزند جعفر کو وہ کفن دیں مجھے اس چادر میں جسے میں جمعہ کی نماز میں پہنتا تھا اور اس عمامہ میں جسے میں باندھتا تھا اور یہ کہ میری قبر چار انگل اونچی ہو اور چوکور ہو، پھر ان لوگوں سے فرمایا اب چلے جاؤ۔ امام فرماتے ہیں میں نے عرض کی بابا جان یہ بات ایسی تو نہ تھی کہ گواہ بلائے جائیں فرمایا مجھے یہ اندیشہ تھا کہ لوگ میرے

مرنے کے بعد کہیں کہ میں نے تمہارے بارے میں وصیت نہیں کی۔ لہٰذا یہ لوگ گواہی دیں گے۔

تواریخ اور احوال

آپ مدینہ میں روز جمعہ وقت طلوع فجر پیدا ہوئے دوشنبہ کا دن تھا ۱۲ دن ماہ ربیع الاول سے باقی تھے سنہ ۸۳ ہجری میں اور بعض کے نزدیک سنہ ۸۶ ہجری۔

اپنے دادا کے ساتھ ۱۲ سال رہے اور اپنے والد کے ساتھ ۱۹ سال اور اپنے والد کے بعد آپ کی امامت کا زمانہ ۳۴ سال رہا۔

آپ کے زمانہ امامت میں دو سال تک ابراہیم بن ولید اور مروان حمار کی حکومت رہی پھر ابومسلم خراسانی نے سنہ ۱۳۲ ہجری میں بنی امیہ سے حکومت چھین لی اور مروان حمار قتل کر دیا گیا پھر ابوالعباس کی حکومت چار برس چھ ماہ رہی پھر اس کا بھائی ابوجعفر منصور گیارہ سال ۱۱ ماہ حکمراں اس کی حکومت کو دو سال گزرے تھے کہ آپ نے شوال سنہ ۱۴۸ میں وفات پائی اور بعض کے نزدیک ۱۵ رجب روز دوشنبہ۔

سبب وفات منصور کا زہر دینا تھا۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے ۵۵ سال کا سن تھا بعض نے ۶۵ سال لکھا ہے آپ کی اولاد حسب ذیل ہے۔

۱۔ اسماعیل الامین } بطن فاطمہ بنت حسین اصغر سے۔
۲۔ عبداللہ }

۳۔ موسیٰ کاظم }
۴۔ محمد دیباج } ایک ماں سے
۵۔ اسحاق

۶۔ علی العریضی ام ولد سے
۷۔

لڑکیاں

۸۔ ام فروہ بنت حسین الاصغر سے
۹۔ اسماء ام ولد سے

۱۰۔ فاطمہ۔ ام ولد سے

دربان۔ محمد بن سنان

آپ کی صحبت میں ۶ نقبا بنے۔

جمیل بن دراج

عبداللہ بن مسکان۔

عبداللہ بن بکیر۔

حماد بن عیسیٰ

حماد بن عثمان

ابان بن عثمان

آپ کے اصحاب تابعین سے

اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن کوفی

حماد بن عثمان

ابان بن عثمان

آپ کے اصحاب خاص۔

معاویہ بن عمار۔ زید الشحام۔ عبداللہ بن ابی یعفور۔ ابو جعفر بن علی بن نعمان الاحول۔ ابو الفضل سدیر ابن حکیم عبدالسلام بن عبدالرحمٰن۔ جابر ابن یزید جعفی۔ ابو حمزہ ثمالی۔ ثابت بن دینار۔ مفضل بن قیس۔ مفضل بن عمر جعفی۔ نوفل بن الحرث بن عبدالمطلب۔ میسرہ ابن عبدالعزیز۔ عبداللہ بن العجلان۔ جابر المکفوف۔ ابو داؤد ابراہیم بن مہزم۔ بسام صیرفی سلیمان بن مہران۔ ابو محمد اسدی۔ ابو خالد القماط۔ ابو بکر حضرمی۔ حسن ابن زیاد۔ عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز انصاری سفیان بن عیینہ ابی عمران۔ عبدالعزیز ابن الحازم۔ سلمہ بن دینار آپ کے غلام معتب۔ مسلم۔ مصادف۔

حضرت کا قد درمیانی تھا۔ روشن چہرہ تھا۔ کالے بال اونچی ناک۔ نرم جلد رخسارہ پر کالا تل جسم پر ہلکی سرخی آپ کی زیارت کے متعلق ہے کہ جس نے زیارت کی اس کے گناہ بخشے گئے۔

آپ کا نام جعفر۔ کنیت ابو عبداللہ ابو اسمٰعیل۔ ابو موسیٰ۔

آپ کے القاب صادق۔ فاضل۔ طاہر۔ قائم کامل۔ منجی۔

آپ کی طرف شیعیت منسوب ہے یعنی مذہب شیعہ۔ مذہب جعفری کہلاتا ہے۔

آپ کی مسجد حلہ میں ہے۔

۞ ۞ ۞

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد نہم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

در مناقب و احوال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظمؒ

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

مناقب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

مُفردات

دلائلِ امامت

آیہ بَلٰی مَنۡ کَسَبَ سَیِّئَۃً (سورہ البقرہ ۲/۸۱) کے متعلق امام علیہ السلام نے فرمایا سیئۃ سے مراد ہمارا بغض ہے۔

اور آیہ وَّ اَحَاطَتۡ بِہٖ خَطِیۡٓــَٔتُہٗ (سورہ البقرہ ۲/۸۱) کے متعلق فرمایا خطاء سے مراد ہے ہمارے خون میں شریک ہونا۔

اور آیہ فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰہِدِیۡنَ (سورہ آل عمران ۳/۵۳) کے متعلق فرمایا ہم ہیں وہ جو رسولوں کی امت پر گواہ ہوں گے۔

اور آیہ وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ مَّاذَاۤ اَنۡزَلَ رَبُّکُمۡ (سورہ النحل ۱۶/۲۴) کے متعلق فرمایا وہ ہم اہل بیت کے دشمن ہیں جب ہمارے متعلق سوال ہوگا تو وہ یہ کہیں گے۔

آیہ بَلۡ ہُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیۡ صُدُوۡرِ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ (سورہ العنکبوت ۲۹/۴۹) کے متعلق فرمایا اس سے مراد ہم آئمہ اہل بیت ہیں۔

آیہ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ (سورہ الانعام ۶/۱۵۳) کے متعلق فرمایا ہم ہیں وہ راستے جن میں لوگ ہماری اقتداء کرتے ہیں جنت کی طرف ہدایت کرنے والے ہم ہیں۔ ہم ہیں اسلام کی رسیاں۔

آیہ وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ وَ ہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۝ (سورہ آل عمران ۳/۸۵) فرمایا جس نے ہماری ولایت کو تسلیم نہ کیا وہ خسارہ میں رہے گا۔

آیہ ما فرطت فی جنب اللہ (سورہ الزمر ۳۹/۵۶) کے متعلق فرمایا ہم جنب اللہ ہیں۔

آیہ وَ السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ (سورہ الواقعہ ۵۶/۱۰) کے متعلق فرمایا ہم سابقون ہیں ہم آخر دن ہیں۔

آیہ وَ الَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (سورہ العنکبوت ۲۹/۶۹) کے متعلق فرمایا یہ آیت نازل ہوئی ہے آل محمد اور ان کے شیعوں کے متعلق۔

آیہ وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ (سورہ لقمان ۱۵/۳۱) کے متعلق فرمایا مراد سبیل محمد و آل محمد ہے۔

آیہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ (سورہ الانعام ۱۶۰/۶) کے متعلق فرمایا حسنہ سے مراد ہماری محبت اور سیئہ سے مراد ہم سے بغض رکھنا ہے۔ یہی روایت زید بن علی و حضرت امام حسینؑ نے فرمائی ہے۔

آیہ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ (سورہ المطففین ۷/۸۳) کے متعلق فرمایا جنہوں نے حق آئمہ سے انکار کیا ان پر ظلم کیا اس سے مراد وہ ہیں۔

آیہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ (سورہ الحجر ۷۵/۱۵) کے متعلق فرمایا رسول اللہ متوسم اور آئمہ متوسمین ہیں قیامت تک۔

آیہ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ (سورہ الحجر ۷۶/۱۵) کے متعلق فرمایا یہ سبیل مقیم وصی بنی ہے۔

امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ (سورہ التکاثر ۸/۱۰۲) میں نعیم سے مراد ہماری ولایت ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ آیہ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ (سورہ الشوریٰ ۳۷/۴۲) آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ساتویں امام ہیں اور اکثر چیزیں سات ہیں۔

آسمان زمین بحار۔ جزائر۔ سیارات۔ اقالیم۔ ایام ہفتہ ابواب جہنم۔ اعضائے سجدہ۔ اعضائے وضو۔ طواف سعی۔ رمی الجمرات۔ سبع مثانی قرآن۔ عقیقہ سات روز بعد۔ سات ماہ حمل والا بچہ زندہ رہتا ہے۔ لآ۔ الٰہ۔ الا۔ اللہ محمد رسول اللہ۔ سات کلمے۔

اخبار بالغیب

بیان بن نافع تفلیسی کہتا ہے میں نے حج کے بعد اپنے باپ کو اپنی جگہ چھوڑا اور حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا تمہارا حج قبول کرے اور تمہارے باپ کی مصیبت میں تمہیں صبر دے ابھی ابھی اس کی روح قبض ہوگئی تم جاؤ اس کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرو۔ میں حیران رہ گیا تھا کیونکہ ان کو تندرست چھوڑا تھا فرمایا اے ابن نافع کیا تمہیں یقین نہیں میں وہاں سے گھر آیا تو لونڈیوں کو روتے پیٹتے دیکھا۔ میں نے کہا کیا معاملہ ہے انہوں نے کہا آپ کے باپ ہم سے جدا ہو گئے ہیں پھر حضرت کے پاس آیا تاکہ معلوم کروں انہوں نے کہا چھپاتے نہیں دیا فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوا اے

ابو رافع آگاہ رہو ہم جنب اللہ ہیں کلمۃ اللہ ہیں اور خدا کی حجت بالغہ ہیں۔

ابو خالد زمالی اور ابو یعقوب زالی کا بیان ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ایک منزل پر مہدی کے سپاہیوں کی حراست میں دیکھا میں رونے لگا فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا اس لیے کہ یہ لوگ آپ کو قید کر کے لیے جا رہے ہیں فرمایا کیا مضائقہ ہے میں عنقریب حجاز واپس آؤں گا اور اسی طرف سے گزروں گا تم فلاں روز اور فلاں وقت میرا انتظار کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ اسی دن اسی روز بغلہ پر سوار آتے دکھائی دیئے۔ میں نے کہا الحمدللہ کہ خدا نے آپ کو ان کے ہاتھوں سے رہائی دی۔ فرمایا میں خود پلٹا ہوں انہوں نے رہائی نہیں دی۔

اسحٰق بن عمار کہتا ہے مجھ سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا تو ایک ماہ میں مر جائے گا۔ میں نے دل میں کہا گویا یہ شیعوں کی موتوں کو جانتے ہیں حضرت نے فرمایا اے اسحاق کیا تم اس سے انکار کرتے ہو؟ رشید ہجری ہم سے کم ایمان والے تھے وہ بھی موت کا علم رکھتے تھے اور امام تو ان سے زیادہ علم رکھنے والا ہے پھر فرمایا اے اسحاق تم مر جاؤ گے تمہارا مال، عیال اور خاندان والے متفرق ہو جائیں گے اور سخت افلاس میں مبتلا ہوں گے۔ پس حضرت نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

یعقوب السراج سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے امام موسیٰ کاظم کے پاس کھڑے تھے مجھ سے فرمایا اپنے مولا کے قریب آؤ میں گہوارے کے قریب آیا اور سلام کیا۔ حضرت نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جاؤ اور اپنی بیٹی کا نام جو کل رکھا ہے اسے بدل دو۔ اس نام سے خدا بغض رکھتا ہے۔ میں نے اپنی لڑکی کا فلاں نام رکھا تھا حضرت ابو عبداللہ نے فرمایا اس امر کی مخالفت سے باز رہو لہٰذا میں نے نام بدل دیا۔

حسن بن عبداللہ کا بادشاہوں پر رعب تھا وہ تارک الدنیا تھے اور بادشاہ کو امر بالمعروف کرتے تھے ایک روز امام موسیٰ کاظم سے ملے فرمایا اے ابو علی مجھے تمہارا طریقہ پسند نہیں۔ تمہیں معرفت حاصل نہیں اس کو حاصل کرو انہوں نے کہا معرفت کیا ہے فرمایا علم فقہ اور حدیث حاصل کرو وہ یہ سن کر چلے گئے اور احادیث کو امام مالک اور فقہائے مدینہ سے لکھ کر لائے اور حضرت کے سامنے پیش کیا آپ نے ان کو ساقط الاعتبار قرار دیا اور فرمایا جاؤ اور معرفت حاصل کرو۔

ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا اور دلیل امامت طلب کی آپ نے فرمایا اس درخت کے پاس جا اور اس سے کہو موسیٰ بن جعفر کہتے ہیں میرے پاس آ وہ اس کے پاس آیا اور پیغام دیا زمین سے وہ درخت اکھڑا اور حضرت کے سامنے آ کھڑا ہوا پھر لوٹنے کا اشارہ کیا وہ لوٹ گیا۔ یہ دیکھ کر میرے اوپر سکوت طاری ہو گیا۔

محمد بن الفضل سے مروی ہے کہ پیروں کے مسح میں ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا کہ انگلیوں سے ٹخنوں تک کیا جائے یا ٹخنوں سے انگلیوں تک۔ علی بن یقطین نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھ کر معلوم کیا آپ نے سنیوں کا وضو لکھ کر بھیج دیا اور لکھا کہ ہرگز اس کے خلاف نہ کرنا۔ علی بن یقطین یہ خط پڑھ کر حیرت میں آ گئے پھر کہا ضرور اس میں کوئی مصلحت ہے چنانچہ اسی روز سے اسی طرح وضو کرنے لگے۔ ہارون رشید سے کسی نے چغلی کھائی کہ علی بن یقطین رافضی

ہے ہارون نے خفیہ طور سے وضو دیکھنا چاہا۔ وقت نماز پس دیوار کھڑا ہوا۔ علی نے سنیوں کا وضو کیا ہارون کو اطمینان حاصل ہوا اور ابن یقطین کے پاس آکر کہنے لگا جھوٹا ہے وہ جو تم کو رافضی کہتا ہے۔

اس کے بعد حضرت کا خط علی بن یقطین کے نام آیا کہ اب وضویوں کیا کرو (شیعوں کا سا وضو) وہ وقت نکل گیا جس سے میں نے ڈرایا تھا۔

ابن سنان سے مروی ہے کہ ہارون رشید نے ایک کپڑا بطور انعام علی بن یقطین کو دیا اس میں ایک ریشمی قمیص بھی تھی ابن یقطین نے مال کثیر کے ساتھ وہ قمیص امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بھیج دی۔ حضرت نے اس تحریر کے ساتھ واپس کیا اس قمیص کو اپنے پاس محفوظ رکھو وقت آرہا ہے کہ تمہیں اس کی ضرورت ہوگی۔ چند روز بعد علی بن یقطین نے اپنے ایک غلام کو خفا ہو کر نکال دیا اس نے ہارون سے جاکر کہا علی بن یقطین امامت موسیٰ بن جعفر کے ماننے والے ہیں ہر سال اپنے مال سے خمس ان کو بھیجتے ہیں جو کپڑا آپ نے ان کو دیا تھا وہ بھی ان ہی کے پاس بھیج دیا۔ یہ سن کر ہارون کو غصہ آیا اور اس نے علی بن یقطین کو بلا بھیجا جب آئے تو کہنے لگا لاؤ وہ قمیص جو میں نے تم کو دی تھی انہوں نے اپنے غلام سے کہا جا اور فلاں صندوق سے وہ قمیص نکال لا جب وہ لے آیا تو ہارون کے سامنے رکھ دی اس نے دیکھا تو غصہ فرو ہوا اور کہا اب میں کسی چغلخور کی بات نہ مانوں گا اور اس غلام کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔

محمد بن عباد مہلبی کہتا ہے اخوص نے امام علیہ السلام کو ناسزا الفاظ سے یاد کیا میں نے ارادہ کیا کہ جب وہ حرم سے باہر آئے گا تو قتل کر دوں گا۔ میں گھات میں لگا ہوا تھا کہ امام کا رقعہ پہنچا خواص کو چھوڑ دو ہمارا اعتماد خدا پر ہے وہی ہمارے لیے کافی ہے۔

مروی ہے کہ جب ہارون نے امام علیہ السلام کو قید کیا اور آپ سے دلائل و معجزات کا اظہار ہوا تو اس نے یحییٰ برمکی سے کہا موسیٰ بن جعفر کے معاملے میں کیا کیا جائے اس نے کہا جو امور ان سے تجھ پر ظاہر ہوئے ہیں ان کا اقتضا یہ ہے کہ ان پر احسان کر اور صلہ رحم بجا لا۔ اس نے کہا تم جاکر ان کو قید سے آزاد کر دو اور بعد سلام کہو میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اپنی غلطی کا اقرار نہ کرو گے اور مجھ سے معافی نہ چاہو گے تم کو رہا نہ کروں گا۔ لہٰذا اس اقرار میں تمہارے لیے کوئی عار نہیں اور نہ مجھ سے سوال عفو کرنے میں تمہاری منقصت۔ یحییٰ میرا ثقہ اور وزیر ہے اس کے سامنے اقرار کرلو۔ آپ نے یحییٰ سے فرمایا سنو میں عنقریب مرنے والا ہوں میری زندگی کے چند ہفتے باقی ہیں تم میری موت کا ذکر نہ کرنا تم جمعہ کے روز آنا اور میرے اولیاء کے ساتھ علیحدگی میں نماز جنازہ پڑھ لینا اور یہ طاغی رقہ کی طرف جائے گا اور واں سے عراق وہ تمہیں دیکھے گا اور نہ تم اسے۔ اور اپنے بچانے کے لیے کوئی حیلہ سوچو۔ میں نے کہا تمہارا تمہارے باپ کا اور اس کا ستارہ دیکھا ہے وہ تمہارے درپے آزار ہوگا لہٰذا اس سے بچے رہو اور میرا یہ پیغام اس تک پہنچا دو کہ موسیٰ بن جعفر نے کہا ہے روز جمعہ آرہا ہے میرا پیامبر تیرے پاس آئے گا اور جو دیکھا ہے بیان کرے گا اور کل روز قیامت

جب میں تجھے خدا کے سامنے لاؤں گا تو تجھے اپنے ظلم و تعدی کا حال معلوم ہوگا۔ جب ہارون نے یہ بات سنی تو کہا چند روز بعد یہ دعویٰ نبوت کریں گے الغرض روز جمعہ جیسا حضرت نے کہا تھا وہی ہوا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات کے بعد ہشام بن سالم محمد بن نعمان صاحب الطاق عبداللہ بن جعفر کے پاس آئے اور یہ مسئلہ پوچھا کہ زکوٰۃ کتنے پر واجب ہے انہوں نے کہا دوسو درہم پہ پانچ درہم اور پھر پوچھا اور سو پر کہا ڈھائی درہم یہ سن کر وہ کہتے ہوئے نکلے یہ مرجیہ۔ قدریہ معتزلہ اور زیدیہ کا عقیدہ ہے انہوں نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ وہ اشارے سے بلا رہا ہے۔ ہم ڈرتے ہوئے اس کے پاس گئے اس خوف سے کہ یہ منصور کا جاسوس نہ ہو جب ہشام امام موسیٰ کاظم کے دروازے پر پہنچے تو خادم دروازہ پر تھا اس نے کہا آئیے امام بلا رہے ہیں جب یہ اندر گئے تو حضرت نے فرمایا آؤ میرے پاس آؤ۔ نہ مرجیہ کے نہ قدریہ کے نہ معتزلہ کے اور نہ زیدیہ کے۔ ہشام نے کہا کہ آپ کے پدر بزرگوار تو انتقال کر گئے اب ان کے بعد امام کون ہوگا فرمایا انشاء اللہ تو ہدایت یافتہ ہوگا اگر ہدایت چاہے گا۔ اس نے کہا عبداللہ کا خیال ہے کہ وہ ہیں فرمایا کیا عبداللہ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت نہ کریں انہوں نے کہا پھر کون ہے، فرمایا اگر اللہ چاہے گا تو تیری ہدایت کرے گا تیرا ہادی۔ انہوں نے کہا وہ آپ ہیں۔ فرمایا میں اس کے متعلق کیا کہوں انہوں نے کہا کیا آپ پر کوئی امام ہے فرمایا نہیں انہوں نے کہا میں آپ سے اسی طرح سوال کروں گا جس طرح آپ کے والد سے پوچھا کرتا تھا فرمایا جو تیرا دل چاہے پوچھ۔

مروی ہے کہ نیشاپور کے شیعہ جمع ہوئے اور انہوں نے محمد بن علی نیشاپوری کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا اور تیس ہزار دینار، پچاس ہزار درہم اور دو ہزار تھان کپڑے کے دیئے۔ شطیطہ نے آکر ایک درہم اور ایک تھان اپنے ہاتھ سے کاتے ہوئے سوت کا دیا جو چار درہم قیمت کا تھا اور کہا اللہ حق سے نہیں تجاوز فرماتا وہ درہم شامل کر لیا گیا اور کچھ مسائل دریافت کرنے کے لیے ستر ورق لکھے گئے ہر ورق پر ایک مسئلہ باقی حصہ جواب کے لیے خالی اور دو دو ورق تین تین بندھنوں سے باندھ دیئے گئے اور ہر بندھن پر تین تین مہریں لگا دی گئیں اور یہ کہہ دیا گیا کہ یہ اوراق رات کے وقت امام کو دینا اور صبح جواب مانگ لینا۔ اگر مہریں درست پانا تو پانچ کو توڑ کر دیکھنا مسائل کے جواب ہیں یا نہیں اگر بغیر مہروں کے ٹوٹے ہوئے جواب لکھا پاؤ تو وہ امام مستحق مال ہیں ان کو یہ مال دیدینا ورنہ واپس لے آنا۔

عبداللہ بن جعفر افطح کے پاس آئے اور کچھ دیر بعد یہ کہتے ہوئے نکلے خدایا مجھے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کر راہ میں تھے کہ ایک لڑکا آیا اور کہا جو تمہیں بلاتے ہیں ان کے پاس چلو وہ مجھے موسیٰ بن جعفر کے گھر لے گیا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابوجعفر مایوس نہ ہو اور یہود و نصاریٰ کی طرف مائل نہ ہو میں حجت خدا اور ولی خدا ہوں کیا میرے جد کے دروازہ مسجد پر ابوحمزہ نے معرفت نہیں کرائی اور میں نے تمہیں جواب دیدیا ہے جو ایک جزو میں مسائل تھے ان تمام باتوں کے متعلق جن کے تم محتاج تھے کل جو میرے پاس لائے گئے تھے شطیطہ کے درہم کے ساتھ جس کا وزن ایک درہم اور دو دانگ

تھا اور جو اس تھیلی میں تھا جس کے اندر چار سو درہم تھے اور کپڑا تھا اس گٹھری میں جو روئی بھا بتوں کی تھی۔

یہ سن کر میرے ہوش اُڑ گئے اور جو مجھے حکم دیا گیا تھا بجا لایا اور وہ رقم سامنے رکھ دی حضرت نے شطیطہ کا درہم اور کپڑا لے لیا اور میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ حق بات سے حیا نہیں کرتا اے ابو جعفر میرا سلام شطیطہ کو پہنچا دو اور یہ تھیلی اسے دیدینا جس میں چالیس درہم تھے اور کہنا میں تجھے ہدیہ بھیجتا ہوں اپنے کفن کے ایک ٹکڑے کا جو فاطمہؑ کے قریہ کی روئی کا ہے اور جسے میری بہن بنت ابو عبداللہ جعفر بن محمدؑ نے کاتا ہے اور یہ بھی کہہ دینا کہ ابو جعفر کے پہنچنے کے بعد اور درہم اور کپڑا پانے کے بعد تو انیس ۱۹ روز زندہ رہے گی پس ان درہموں میں ۱۶ درہم اپنے اوپر خرچ کر اور ۲۴ درہم اپنی طرف سے صدقہ دے۔ تیری نماز جنازہ میں پڑھوں گا۔ اے ابو جعفر جب تم مجھے دیکھو تو میری بابت کسی سے نہ کہنا میری زندگی تمہارے لیے مفید ہوگی۔ پھر فرمایا یہ مال ان لوگوں کو واپس کر دینا ایک جز کی مہروں کو توڑ کر دیکھو آیا ہم نے ان مسائل کا جواب قبل اس کے کہ تم یہاں آؤ دیدیا ہے یا نہیں' ابو جعفر کہتا ہے میں نے مہروں کو درست پایا ایک جزو کی مہروں کو توڑا اس میں لکھا پایا کیا فرماتے ہیں امام علیہ السلام اس شخص کے بارے میں جس نے کہا میں نے اللہ سے نذر کی ہے کہ میں اپنے ہر قدیم غلام کو آزاد کر دوں گا اور اس کے پاس ایک بڑی جماعت غلاموں کی ہے۔ حضرت کے قلم سے یہ جواب تحریر تھا۔ اس کو چاہیے کہ ہر وہ غلام جو اس کی ملکیت میں چھ ماہ پہلے سے ہو آزاد کر دے اور دلیل اس کی صحت پر خدا کا قول ہے وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ (سورہ یٰسین ۳۹/۳۶)۔ عرجون قدیم چھ ماہ بعد ہوتی ہے۔

اس کے بعد دوسرے جز کی مہر توڑی اس میں لکھا تھا کیا فرماتے ہیں عالم دین اس مسئلہ میں ایک شخص نے کہا میں مال کثیر صدقہ دوں گا تو وہ کتنا دے۔ جواب حضرت کے قلم سے تحریر ہے اگر حلف کرنے والا بکریوں کا مالک ہے تو ۸۴ بکریاں دے اور اگر اونٹوں والا ہے تو ۸۴ اونٹ دے اور اگر درہم والا ہے تو ۸۴ درہم دے اور دلیل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ (سورہ التوبہ ۹/۲۵) قبل اس آیت کے نزول کے حضرت رسولؐ خدا کے غزوات ۸۴ تھے۔ پھر تیسرے جزو کی مہر توڑی اس میں لکھا تھا کیا فرماتے ہیں عالم دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے میت کی قبر کھودی اور اس کا سر کاٹ لیا اور کفن چرا لیا۔ اس کا جواب حضرت نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا سارق کی حیثیت سے چونکہ کفن لیا ہے لہذا ہاتھ قلم کیا جائے اور سو دینار سر کاٹنے کی دیت لی جائے کیونکہ منزل جنین ہے۔ مادر کے بطن میں۔ نطفہ کی دیت بیس علقہ کی بیس گوشت کی بیس۔ ہڈی کی بیس چونکہ بے جان ہے اس لیے پوری دیت نہیں۔

ابو جعفر جب خراسان پہنچے تو ان لوگوں سے جن کو مال واپس کرنا تھا ملاقات ہوئی وہ مرتد ہو کر اخطیہ ہو چکے تھے شطیطہ البتہ حق پر تھی اس کو حضرت کو سلام پہونچایا اور صرہ اور کپڑا اسے دیا۔ جیسا حضرت نے کہا تھا چند روز بعد وہ مر گئی۔

امام علیہ السلام اونٹ پر سوار ہو کر آئے جب اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو اونٹ پر سوار ہوئے اور مجھ سے

فرمایا تم اپنے اصحاب سے میرا سلام کہنا اور یہ بتانا کہ میں اور میرا قائم مقام ائمہ میں سے ہوگا ضرور ہے کہ وہ تمہارے جنازوں پر موجود ہو چاہے تم کسی شہر میں ہو پس تم اللہ سے ڈرتے رہو۔

علی بن حمزہ سے مروی ہے کہ ایک سال مکہ میں بجلی گرنے سے بہت سے لوگ مر گئے۔ میں حضرت موسیٰ کاظم ؑ کے پاس مدینہ آیا آپ نے بغیر میرے پوچھے فرمایا اے علی ڈوبنے اور جل کر مرنے والوں کو اس وقت دفن نہ کرنا چاہیے جب تک اس کا جسم بدبو نہ دے میں نے کہا اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے بہت سے لوگ زندہ دفن ہوئے فرمایا ہاں ایسے اکثر لوگ قبروں میں جا کر مرے۔

عیسیٰ بن شلقان سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرا ارادہ تھا کہ ابو الخطاب نامی ایک شخص کے متعلق حضرت سے سوال کروں حضرت نے میرے بیٹھنے سے پہلے ہی فرمایا اے عیسیٰ جو تم پوچھنا چاہتے ہو میرے بیٹے سے سوال کرو میں ان کے پاس آیا انہوں نے بغیر پوچھے ہی مجھ سے فرمایا اے عیسیٰ خدا نے نبیوں سے نبوت پر میثاق لیا۔ انہوں نے اس سے روگردانی نہ کی اور ایک قوم نے ایمان کو عاریتاً تھا خدا نے اس کو ان سے سلب کر لیا۔ یہ شخص ان ہی میں سے ہے۔

علی بن حمزہ سے مروی ہے کہ مجھے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے حکم دیا کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ جو خرمے پیسہ میں بیچ رہا ہے یہ اٹھارہ درہم اسے دیدینا اور کہنا ابو الحسن (کنیت امام) نے کہا ہے یہ درہم اپنے خرچ میں لا یہ مرنے تک تیرے لیے کافی ہے جب میں نے وہ درہم دیئے تو وہ رونے لگا۔ میں نے کہا یہ کیوں اس نے کہا کیوں نہ روؤں مجھے مرنے کی خبر دی گئی ہے مجھ سے پوچھا آپ کون ہیں علی بن حمزہ اس نے کہا میرے سید و مولا نے یہی نام بتایا۔

علی بن حمزہ کہتے ہیں میں تقریباً بیس روز وہاں ٹھہرا رہا۔ جب وہ بیمار ہوا تو میں اس کی عیادت کے لیے گیا اور اس سے کہا کوئی وصیت کرنی چاہو تو کرو اس نے کہا جب میں مر جاؤں تو میری لڑکی کی شادی کسی دیندار آدمی سے کر دینا اور میرا گھر بیچ کر اس کی قیمت امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دینا اور میرے غسل و دفن و نماز کے وقت موجود رہنا۔ چنانچہ میں نے اس کی وصیت پوری کی اور مکان کی قیمت لے کر امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا یہ روپیہ اس کی بیٹی کو جا کر دیدو۔

علی بن حمزہ سے مروی ہے کہ حضرت نے مجھے حنیفہ کے ایک شخص کے پاس بھیجا اور فرمایا تم اسے مسجد کے داہنے حصہ میں پاؤ گے یہ خط میرا اس کو دے دینا میں نے وہ خط اسے پہنچا دیا اس نے پڑھ کر کہا کہ فلاں دن میرے پاس آنا میں جواب دوں گا۔ میں اسی روز اس کے پاس پہنچا اس نے جواب لکھ کر مجھے دیدیا۔ میں ایک ماہ وہاں ٹھہرا۔ چلنے کے دن اس کے سلام کو گیا معلوم ہوا کہ وہ مر گیا میں امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس کا جواب حضرت کو دیا۔ فرمایا خدا کی اس پر رحمت ہو اور مجھ سے فرمایا تم اس کے جنازہ میں کیوں نہ شریک ہوئے میں نے کہا مجھے مرنے کا علم نہ ہوا۔

شعیب عقرقوفی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے غلام مبارک کو ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا دو سو دینار کے ہمراہ اور ایک رقعہ بھی دیا مبارک نے بیان کیا کہ اس نے مدینہ جاکر امام علیہ السلام کے متعلق پوچھا معلوم ہوا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے مکہ اور مدینہ کے درمیان رات کو سفر کیا ناگاہ ایک ہاتف کی آواز سنی اے مبارک غلام شعیب! میں نے کہا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں معتب ہوں امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ خط جو تیرے پاس ہے مجھے دے اور منیٰ میں مجھ سے مل میں نے وہ رقعہ دے دیا اور منیٰ میں حضرت سے جاکر ملا اور دینار حضرت کے سامنے رکھ دیئے آپ نے کچھ تو لے لیے اور کچھ سامنے سے ہٹا دیئے اور کہا یہ شعیب کو دیدینا۔ اور میری طرف سے کہنا جہاں سے لیے ہیں وہیں رکھ دو کیونکہ ان کے مالک کو ان کی ضرورت ہے۔ مبارک کہتا ہے میں نے وہ دینار لاکر اپنے آقا کو دیئے اور حضرت کا پیغام پہنچایا۔ اس نے کہا یہ دینار میں نے فاطمہ سے پچاس کی تعداد میں لیے تھے تاکہ دو سو کی تعداد پوری کرکے حضرت کے پاس بھیج دوں اس نے دینے سے انکار کیا میں نے پوشیدہ طریقے سے نکال لیے اب جو گنے تو پورے پچاس تھے۔

ایک روز علی بن حمزہ سے امام علیہ السلام نے فرمایا کل تم ایک مغربی باشندے سے ملوگے وہ میرے متعلق تم سے سوال کرے گا اس سے کہنا وہی ہمارے امام ہیں جن کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے اور جب وہ حلال و حرام کے متعلق سوال کرے تو اسے جواب دینا میں نے پوچھا اس کا نشان کیا ہے۔ فرمایا مرد طویل و جسیم ہے اس کا نام یعقوب ہے پس جب میں طواف کر رہا تھا تو اسی صفت کا ایک آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے امام سے کچھ سوالات کروں میں نے کہا تم کہاں سے آرہے ہو اس نے کہا کہ میں اہل مغرب سے ہوں۔ میں نے کہا تم نے مجھے کیسے پہچانا اس نے کہا ایک کہنے والے نے خواب میں مجھ سے کہا تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو علی سے پوچھو پھر اس نے مجھ سے کہا تم مجھے امام کاظمؑ کے پاس لے چلو۔ میں حضرت کے پاس لے آیا جب امام نے اس کو دیکھا تو فرمایا اے یعقوب تم کل آئے اور تمہارے اور تمہارے بھائی کے درمیان فلاں مقام پر جھگڑا ہوگیا اور تم نے ایک دوسرے کو گالی دی نہ یہ میرا دین ہے نہ میرے آبا کا آئندہ نہ کرنا۔

ابو خالد زبالی سے مروی ہے کہ امام علیہ السلام ایک روز میرے گھر تشریف لائے قحط سالی کا زمانہ تھا اور سخت سردی پڑ رہی تھی ہمارے یہاں لکڑی نہ تھی کہ جلا کر تاپتے۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا اے ابو خالد فلاں مقام پر جاؤ وہاں ایک عرب لکڑی کے دو گٹھے لیے ملے گا انہیں خرید کرلے آؤ میں گیا اور اس عرب سے لکڑیاں خرید کرلے آیا اور آگ روشن کردی میرے پاس کھانا کھلانے کو کچھ نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا اب میں جاتا ہوں اور فلاں روز آؤں گا میں نے دن اور تاریخ لکھ لی اور اسی روز میں شہر کے ناکہ پر جا کھڑا ہوا۔ حضرت تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ میں نے اپنا وعدہ پورا کردیا میں نے کہا میں زیدی المذہب ہوں لیکن اب میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ امام برحق ہیں۔ فرمایا اے ابو خالد جس نے امام کو نہ پہچانا وہ کفر کی موت مرا اور اسلامی اعمال کا اس سے محاسبہ ہوگا۔

خرقِ عادات

ابوالازہر ناصح بن علیہ نے بیان کیا، سندی بن شاہک اور ابن سکیت کے گھر کے سامنے جو مسجد تھی وہاں پر ہم کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ ایک شخص اجنبی آیا اور کہنے لگا ان باتوں سے زیادہ تم لوگ اپنے دین کو صحیح کرنے کی طرف زیادہ محتاج ہو اپنے امام وقت کو پہچانو جس کے اور تمہارے درمیان صرف ایک دیوار کا فاصلہ ہے۔ ہم نے کہا کیا تمہاری مراد موسیٰ بن جعفر سے ہے جو یہاں محبوس ہیں اس نے کہا ہاں۔ ہم نے کہا ابھی تم یہاں سے چلے جاؤ اگر کسی نے سن لیا تو تم پکڑے جاؤ گے اس نے کہا وہ ایسا نہیں کر سکتے ہیں جو کچھ کہہ رہا ہوں حکم امام سے کہہ رہا ہوں وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ہمارا کلام سُن رہے ہیں اگر وہ چاہیں کہ ہمارے پاس آجائیں تو آ سکتے ہیں۔ ہم نے کہا اگر ایسا ہے تو بلاؤ۔ ہم نے دیکھا کہ ایک بزرگ باب مسجد سے داخل ہوئے۔ وہ رعب کہ چہرہ پر نظر کرنے سے آدمی کی عقل گم ہو جائے۔ ہم سمجھے کہ موسیٰ بن جعفر ہیں ہم نے یکایک شور و غل سُنا۔ سندی بن شاہک کچھ لوگوں کے ساتھ دوڑا ہوا آیا اور ہمیں پکڑ لیا۔ ہم نے کہا کہ ہمارے ساتھ ایک شخص تھا اس نے ہم سے ایسا ایسا کہا اور یہ صاحب داخلِ مسجد ہوئے جو نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ شخص جس نے بلایا تھا چلا گیا اس نے ہمیں روک لیا اور وہ امام موسیٰ کاظم کے پاس آکر کہنے لگا وائے ہو تم پر اپنے جادو کے زور پر کب تک قید خانے سے نکلتے رہو گے اور دروازوں پر قفلوں اور ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے متعلق کب تک شعبدہ بازی سے کام لو گے اگر تم بھاگ جاتے تو میرے لیے تمہارے یہاں ٹھہرنے سے بہتر ہوتا اے موسیٰ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خلیفہ مجھے قتل کر دے۔ ہم نے حضرت کو فرماتے سُنا میں کیسے بھاگ سکتا ہوں جب کہ اللہ نے ایک خاص وقت تک تمہارے ہاتھوں میں قید رکھا ہے۔ سندی ان کا ہاتھ پکڑ کر قید خانے کی طرف لے گیا اور منع کر دیا کہ کوئی اُدھر سے نہ گزرے۔

کتاب الانوار میں عامری سے روایت ہے کہ ہارون رشید نے ایک نہایت حسینہ و جمیلہ فتنہ دہر کنیز کو قید خانہ میں امام علیہ السّلام کی خدمت کے لیے بھیجا۔ حضرت نے اس سے کہا تو ہارون سے جا کر کہہ دے اپنے اس تحفہ سے تم ہی دل میں بستگی حاصل کرو۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ کنیز نے بھی جا کر کہہ دیا ہارون کو بڑا غصہ آیا اور کہا واپس جا کر کہہ دے نہ ہم نے تمہاری خواہش پر تمہیں قید کیا ہے اور نہ تمہاری مرضی سے اس کو خدمت کے لیے بھیجا ہے تمہیں اس میں دخل دینے کی اجازت نہیں اور کنیز سے کہہ دیا کہ وہ وہیں رہے اور حضرت کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرے تاکہ وجہ قتل ہاتھ لگے تیسرے روز اپنے خادم کو بھیجا تاکہ کنیز کے متعلق پتہ چلائے اس نے جا کر دیکھا کہ وہ سجدہ میں پڑی ہوئی ہے اور کہہ رہی ہے قدوس سبحانک سبحانک اس نے واپس جا کر ہارون سے بیان کیا اس نے کہا کہ موسیٰ نے اس پر جادو کر دیا ہے۔ اسے

میرے پاس لاؤ۔ وہ کانپتی ہوئی آئی اور آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی ہارون نے کہا تیرا کیا حال ہے اس نے کہا میری شان عجیب ہے ان کے سامنے گئی تو میں نے رات دن نماز میں اور تسبیح و تقدیس الٰہی میں مشغول پایا میں نے کہا اگر آپ کی کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے بیان کیجئے تاکہ میں اس کو بجالاؤں' انہوں نے کہا مجھے تیری ضرورت نہیں۔ میں نے کہا میں تو آپ کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے بھیجی گئی ہوں۔ حضرت نے فرمایا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ ناگاہ میں نے وہاں ایک نہایت سرسبز و شاداب باغ دیکھا جس کی نہ مجھے ابتدا نظر آئی تھی نہ انتہا اس میں حریر و دیبا کا فرش بچھا ہوا تھا۔ اور ایسے لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا سا حسن میں نے دیکھا اور نہ ان کا سا لباس۔ حریر سبز کے شاندار کپڑے ان کے بدن پر تھے۔ اور مرصع تاج سروں پر ان کے ہاتھوں میں ابریق تھے اور ہر قسم کے کھانوں کے طبق ہیں یہ دیکھ کر سجدہ میں گر گئی۔ یہاں تک کہ آپ کے خادم نے مجھے اٹھایا۔ ہارون نے کہا او خبیثہ شاید تو سجدہ میں سو گئی ہو گی اور خواب میں تو نے یہ سماں دیکھا ہو گا۔ اس نے کہا میں نے تو یہ سماں سجدہ میں جانے سے پہلے دیکھا تھا۔ ہارون نے حکم دیا کہ اسے قید کر دو تاکہ یہ باتیں اس سے کوئی سن نہ سکے وہ قید خانہ میں جا کر نماز پڑھنے لگی کسی نے کہا یہ کیا کرتی ہے اس نے کہا میں نے اس عبد صالح کو اسی طرح مشغول نماز پایا ہے جس باغ کا میں نے ذکر کیا وہاں کی ایک کنیز نے مجھ سے کہا اے فلاں نہ اس عبد صالح سے الگ ہو جا تاکہ ہم اس کی خدمت بجالائیں تیری خدمت کی ان کو ضرورت نہیں۔ الغرض وہ قید خانہ میں نماز پڑھتی پڑھتی مر گئی۔ یہ امام موسیٰ کاظمؑ کی وفات سے چند روز پہلے کا واقعہ ہے۔

علی حمزہ بطائنی سے مروی ہے کہ میں امام علیہ السلام کے ساتھ ایک راستہ میں جا رہا تھا ناگاہ ایک شیر سامنے آیا اور حضرت کے بغلے کے پیچھے پر اپنا پنجہ رکھ دیا۔ حضرت نے اس سے آہستہ آہستہ کچھ کہا وہ ایک طرف کو چلا گیا۔ حضرت نے اپنا منہ قبلہ کی طرف کر کے دعا کی جس کو میں نے نہ سمجھا پھر اپنے ہاتھ سے شیر کی طرف اشارہ کیا شیر نے سمجھ کیا حضرت نے فرمایا آمین میں نے پوچھا یا ابن رسول اللہ یہ کیا واقعہ ہے فرمایا اس نے مجھ سے کہا اس کی مادہ پر ولادت سخت ہو رہی ہے مجھ سے کہا میں خدا سے اس کے لیے دعا کروں چنانچہ میں نے دعا کی اور کہا جا بچہ نر پیدا ہو گا۔ خدا تجھ پر رحم کرنے والا ہے اس نے کہا خدا آپ پر آپ کی اولاد پر آپ کے شیعوں پر کبھی درندوں کو مسلط نہ کرے میں نے کہا آمین۔

ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ امام کی تعریف کیا ہے فرمایا جب اس سے پوچھا جائے تو جواب دے اور سائل ساکت ہو تو اپنی طرف سے ابتدا کرے جو کل کو ہونے والا ہے اس کی خبر دے اور لوگوں سے ان کی زبان میں کلام کرے پھر فرمایا اے ابو محمد تمہارے اٹھنے سے پہلے میں یہ علامت ظاہر کرتا ہوں ناگاہ ایک مرد خراسانی داخل ہوا اس نے عربی میں حضرت سے کلام کیا آپ نے فارسی میں جواب دیا اس نے کہا میں نے اس لیے فارسی میں کلام نہ کیا تھا کہ غالباً آپ فارسی نہیں جانتے فرمایا سبحان اللہ اگر میں ہر زبان نہ جانتا ہوں تو تم پر میری فضیلت کیسے ہو اور میں مستحق امامت کیسے ہوں اے شخص امام وہ ہے جس پر کسی کا کلام مخفی نہ ہو یہاں تک ہر جاندار کا خواہ وہ طیر ہو یا وحش۔

علی بن یقطین سے مروی ہے کہ ہارون نے ایک شعبدہ باز سے کہا کہ وہ اپنے شعبدے سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ذلیل کرے اس نے ایک روز کھانے پر حضرت کو بلایا۔ جب آپ نے روٹی سے لقمہ توڑنا چاہا وہ حضرت کے سامنے سے ہٹ گئی۔ ہارون نے اس پر قہقہہ مارا۔ فرش پر دیگر جانوروں کے ساتھ شیر کی تصویر بھی بنی ہوئی تھی۔ آپ نے اس پر ہاتھ مار کر فرمایا اے اللہ کے شیر اسے خبر اس دشمن خدا کی وہ فوراً اصلی شیر کی صورت میں اٹھ بیٹھا اور اس شعبدہ باز کو چیر پھاڑ ڈالا ہارون اور اس کے ہم نشین خوف کے مارے اوندھے منہ زمین پر گر پڑے اور ان کی عقلیں اڑ گئیں جب افاقہ ہوا تو ہارون نے کہا اے ابوالحسن میں اپنے حق کی قسم دے کر یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس شخص کو اصلی صورت پہ لے آئیں۔ فرمایا اگر عصائے موسیٰ نے جادوگروں کی رسیوں کو نگل دیا ہوتا تو میں بھی اس کو اصلی صورت پہ لے آتا۔

ہارون نے حمید بن مہران حاجب سے کہا کہ ابوالحسن کو ذلیل کر اس نے کہا لوگ خواہ مخواہ بغیر کسی دلیل کے آپ کو امام مان رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ یہ دو شیر جو مسند پر بنے ہوئے ہیں زندہ ہو کر مجھے کھا جائیں۔ حضرت نے ان دونوں کو اشارہ کیا کہ اس دشمن خدا کو پکڑ لو وہ زندہ ہو کر اٹھے اور اسے چیر پھاڑ ڈالا اور کہا ہارون کے لیے کیا حکم ہے۔ فرمایا نہیں اپنی جگہ جاؤ۔

جب مہدی عباسی کی بیعت ہو گئی تو اس نے حمید بن قحطبہ کو نصف شب کے بعد بلایا اور کہا تیرے باپ اور بھائی کے جو ہم سے تعلقات ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اس نے کہا میرا مال اور جان آپ پر فدا ہوں اس نے کہا یہ تو سب کہا ہی کرتے ہیں اس نے کہا میری جان مال اولاد اور اہل سب آپ پر فدا مہدی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے کہا میری جان مال اولاد اور دین سب تجھ پر فدا اس نے کہا ہاں اب ٹھیک ہے اس سے اچھی طرح معاہدہ کر کے کہا تو موسیٰ کاظم کو قتل کر دے صبح کے وقت اچانک یہ کہہ کر وہ سو گیا رات کو خواب میں حضرت علیؑ کو دیکھا کہ اس کی طرف اشارہ کر کے یہ آیت تلاوت کر رہے ہیں۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ (سورہ محمد ۴۷/۲۲)۔ (قریب ہے کہ جب تم برسر حکومت ہو جاؤ تو روئے زمین پر فساد برپا کرو اور قطع رحم کرو۔) پس وہ خوف زدہ ہو کر خواب سے جاگا اور حمید کو بلا کر منع کیا۔

علی بن حمزہ سے مروی ہے کہ ہارون نے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ موسیٰ بن جعفر میرے پاس سے نکلیں تو ان کو قتل کر دینا لیکن ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ قتل نہ کر سکے ہارون نے ایک لکڑی کا مجسمہ حضرت کی صورت کا بنوایا اور غلاموں کو نشہ کی حالت میں حکم دیا کہ اس پر وار کریں تاکہ خوف نکل جائے لیکن اس پر بھی جب حضرت نکلے اور انہوں نے وار کرنا چاہا تو آپ نے ان ہی کی زبان میں کچھ کہا وہ سب آپ کے قدموں پر گر کر بوسہ دینے لگے اور حضرت کے گھر تک پہنچانے گئے۔ ایک شخص نے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا یہ تو ہر سال ہمارے پاس آتے ہیں اور ہمارے قضیے فیصل کرتے ہیں اور جب ہمارے ملک میں قحط پڑتا ہے تو طلب باراں کرتے ہیں اور جب ہم پر مصیبت نازل ہوتی ہے تو ہم ان کی

کی طرف رجوع کرتے ہیں پس ہارون نے یہ عہد کر لیا کہ اس کے بعد ایسا حکم نہ دے گا تب وہ غلام آئندہ اس کی خدمت کے لیے راضی ہوئے۔

صالح طالقانی کو ہارون نے بلا کر پوچھا کیا تو ہی وہ ہے جو کہتا ہے کہ بادل نے مجھے اٹھا کر طالقان تک پہنچایا انہوں نے کہا ہاں اس نے کہا وہ قصہ بیان کر۔

انہوں نے کہا کہ میں بحری سفر کر رہا تھا ناگاہ وہ کشتی جس میں میں تھا ٹوٹ گئی اور میں تین دن ایک تختہ پر رہا۔ موجوں نے اس تختہ کو ایک سرزمین کے کنارہ پر لگایا جو نہروں اور درختوں سے سرسبز و شاداب خطہ تھا میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ جب میں سو رہا تھا تو میں نے ایک خوفناک آواز سنی جس سے میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہوا ناگاہ میں نے دو گھوڑوں کو لڑتے دیکھا وہ مجھے دیکھ کر دریا میں چلے گئے۔ اسی اثنا میں ایک عظیم الجثہ طائر آیا اور میرے قریب ہونے لگا یہ مقام پہاڑ کے ایک غار کے قریب تھا وہ طائر مجھے دیکھ کر اڑ گیا۔ میں غار کے قریب گیا تو وہاں سے تسبیح و تہلیل و تکبیر اور تلاوت قرآن کی آواز آئی۔ کسی ندا کرنے والے نے مجھے پکارا اے علی بن صالح غار میں داخل ہو اللہ تجھ پر رحم کرے میں نے اندر جا کر ایک شخص کو دیکھا تو سلام کیا اس نے جواب سلام دیا اور کہا خدا نے تیرا امتحان خوف اور بھوک، پیاس میں لیا ہے میں اس وقت کو جانتا ہوں جب تو کشتی میں سوار ہوا تھا اور کتنے دن تو نے سفر کیا اور کس وقت تیری کشتی ٹوٹی وغیرہ وغیرہ سارا حال میرے سفر کا بیان کیا میں نے کہا آپ کو یہ سب حال کس نے بتایا فرمایا عالم الغیب والشہادہ نے پھر مجھ سے کہا تو بھوکا ہے کھانا کھا پس کھانا میرے سامنے آیا جس سے بہتر میں نے کبھی نہ کھایا تھا پھر میں نے نہایت میٹھا اور شیریں پانی پیا۔ پھر انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے فرمایا کیا تم اپنے شہر کو واپس جانا چاہتے ہو۔ میں نے کہا مجھے کون پہنچائے گا فرمایا اولیائے خدا کی کرامت پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا الساعہ الساعہ ناگاہ ایک بادل غار پر منڈلایا اور اس سے آواز آئی السلام علیك یا ولی الله و حجته، آپ نے جواب سلام دے کر فرمایا کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا فلاں مقام پر فرمایا رحمت کے لیے یا عذاب کے لیے اس نے کہا رحمت کے لیے۔ جب وہ بادل چلا گیا دوسرا بادل آیا آپ نے اس سے بھی پوچھا کہاں جا رہا ہے کہا طالقان فرمایا اسے اپنے اوپر بٹھا لے اس نے کہا سمعا و طاعة پس آپ نے میرا بازو پکڑ کر اس پر سوار کیا۔ میں نے کہا خدا و رسول کے لیے یہ تو بتایئے آپ کون ہیں فرمایا اے علی بن صالح زمین آن واحد کے لیے بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی ظاہراً ہو یا باطناً میں حجت خدا ظاہر میں بھی ہوں اور باطن میں بھی میرا امام موسیٰ بن جعفر ہے۔ اس کے بعد سحاب کو جانے کا حکم دیا اس نے پلک جھپکتے مجھے طالقان میں پہنچا دیا ہارون نے یہ سن کر ان کو قتل کرا دیا تاکہ اور کوئی اس واقعہ کو نہ سنے۔

کتاب امثال الصالحین میں شفیق بلخی سے منقول ہے کہ میں نے راہ مکہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ ریت سے اپنے ظرف کو بھر کر پانی پی رہا ہے میں نے بڑا تعجب کیا اور اس سے پانی مانگا اس نے مجھے پانی دیا میں نے پیا تو اس میں ستو اور شکر

کو پایا دریافت کرنے پر معلوم ہوا یہ موسیٰ بن جعفر ہیں۔

عیون اخبار الرضا میں ابن بابویہ سے مروی ہے کہ قید خانے میں اپنے مرنے سے تین دن پہلے امام علیہ السلام نے مسیب سے فرمایا میں اس رات کو مدینہ جا رہا ہوں تاکہ اپنے بیٹے علی کو اسی طرح اسرار امامت تعلیم کروں جس طرح میرے باپ نے مجھے تعلیم کیے تھے۔ مسیب نے کہا کیسے جائیں گے زندان کا تو قفل بند ہے اور پہرہ بیٹھا ہوا فرمایا اے مسیب کیا قدرت باری تعالیٰ کے متعلق تمہارا اعتقاد ضعیف ہو گیا ہے میں نے کہا ایسا تو نہیں ہے۔ پس حضرت نے دعا کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت اپنے مصلے پر موجود نہیں کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ حضرت تشریف لے آئے اور بیڑیاں اپنے پیر میں ڈال لیں، میں نے سجدۂ شکر ادا کیا پھر فرمایا اے مسیب تیسرے روز اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا تم رونا مت میرے بعد میرے بیٹے علی تمہارے امام ہیں ان کی ولایت سے تمسک کرنا۔

ہارون نے بیس کھجوروں میں زہر پیوست کرایا اور ان کو ایک تھالی میں رکھوا کر اپنے غلام کے ہاتھ امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور اس سے کہا میری طرف سے کہہ دینا یہ میں نے خاص طور سے آپ کو بھجوائے ہیں یہ سب آپ ہی کھائیں اور کسی کو نہ دیں۔ غلام وہ لے کر آیا اور اس کے ساتھ ہارون کا محبوب کتا بھی آیا آپ نے ان خرموں میں سے ایک خرما اس کے سامنے ڈال دیا جس کے کھاتے ہی وہ مر گیا غلام یہ دیکھ کر بھاگا ہوا گیا اور بادشاہ سے یہ حال بیان کیا اس نے کہا موسیٰ کا معاملہ بھی عجیب ہے میں نے قیمتی زہر بھی ضائع کیا اپنا عزیز کتا بھی مروایا اور فائدہ کچھ نہ ہوا۔

محمد بن حسن سے مروی ہے کہ میرے ایک دوست نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ایک خط لکھا اور دریافت کیا شیشہ پر سجدہ جائز ہے یا نہیں میرے دل میں یہ خیال تھا کہ وہ ان چیزوں میں سے ہے جو زمین سے اگتی ہیں۔ حضرت نے لکھا شیشہ پر سجدہ نہ کرو اور یہ خیال جو تمہارے دل میں ہے کہ وہ زمین سے اگنے والی چیزوں میں سے ہے تو آگاہ ہو وہ نمک اور ریت سے بنا ہوا ہے اور مسوخ ہے۔

علی بن حمزہ سے مروی ہے کہ میں مسجد کوفہ میں معتکف تھا کہ ابو جعفر احول امام علیہ السلام کا ایک سربمہر خط لایا میں نے پڑھا اس میں لکھا تھا اس کے اندر جو چھوٹا لفافہ مختوم ہے اس کو ایک سربمہر تھیلی میں رکھنا اور اسے مقفل صندوق کی تالی ہمیشہ اپنے پاس رکھنا اور پوری حفاظت سے کام لینا۔ جب حج کا زمانہ آیا اور میں مکہ گیا تو حضرت سے ملاقات ہوئی۔ فرمایا وہ تحریر کہاں ہے میں نے کہا وہ میرے پاس محفوظ ہے فرمایا تم اسے پہچان لو گے میں نے کہا ضرور آپ نے مصلے کے نیچے سے نکال کر مجھے دکھائی اور فرمایا اس کو حفاظت سے رکھنا۔ جب میں کوفہ آیا تو اپنی جیب سے نکال کر دیکھا میں اس کو زندگی بھر اپنے پاس رکھتا تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے دونوں بیٹوں محمد اور حسن نے بیان کیا کہ وہ تحریر ان کی جیب سے برآمد نہ ہوئی ہم سمجھ گئے کہ وہ امام کے پاس پہنچ گئی۔

استجابت دعوات

الخطیب نے اپنی تاریخ میں علی بن الخلال سے روایت کی ہے کہ مجھے کسی مشکل کا سامنا ہوا تو میں نے امام موسیٰ کاظمؑ کی ضریح اقدس پر جا کر دعا مانگی وہ مشکل ضرور حل ہو گئی۔

مروی ہے کہ بغداد میں ایک عورت فل مچاتی تھی تو ایک حنبلی نے کہا کہاں جانا چاہتی ہے اس نے کہا موسیٰ بن جعفر کے پاس اس نے مذاق میں کہا موسیٰ بن جعفر تو قید خانہ میں مر گئے۔ عورت نے بارگاہ باری میں عرض کی خداوندا مقتول حبس کا واسطہ مجھے اپنی قدرت دکھا پس اسی روز اس کا بیٹا قید سے رہا ہو گیا اور استہزا کرنے والا ایک جرم میں ماخوذ ہو گیا۔

عباسی خلفاء میں سے ایک خلیفہ پیچش میں مبتلا ہوا ایک نصرانی طبیب نے بہت کچھ علاج کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا آخر اس نے کہا دوا سے تو کام نہیں چلتا اب کسی سے دعا بھی کرانی چاہیے۔ بشرطیکہ وہ مستجاب الدعوات ہو خلیفہ نے کہا موسیٰ بن جعفر کو بلاؤ حضرت تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں اس کے کراہنے کی آواز سنی آپ نے خدا سے دعا فرمائی خلیفہ اچھا ہو گیا اس نے کہا اپنے جد کا واسطہ مجھے یہ بتایئے کہ آپ نے کس طرح دعا کی فرمایا میں نے کہا خداوندا جس طرح تو نے مجھے اس کو معصیت کی ذلت میں دکھایا ہے اب اطاعت کی عزت میں دکھا۔

محمد بن علی ابن جبلویہ سے مروی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کو ہارون نے قید کیا تو آپ نے تاریکی شب میں وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے یوں دعا کی پروردگارا مجھے ہارون کی قید سے نجات دے اور اس کے ہاتھ سے رہائی دے اے درختوں کو ریت اور مٹی سے نکالنے والے اے آگ کو پتھر اور لوہے سے نکالنے والے اے دودھ کو گوبر اور خون سے نکالنے والے اے بچہ کو رحم اور مشیمہ سے نکالنے والے اے روح کو معدہ اور آنتوں سے نکالنے والے مجھے ہارون کے ہاتھ سے رہا کر۔ ہارون نے ایک سیاہ فام شخص کو دیکھا کہ تلوار کھینچ کر سر پر آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے ہارون موسیٰ بن جعفر کو رہا کر ورنہ اس تلوار سے تیری گردن مار دوں گا اس پر خوف طاری ہوا اور اسی وقت اپنے دربان کو بلا کر کہا۔ ابھی قید خانہ جا اور موسیٰ بن جعفر کو آزاد کر۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نے فضل بن ربیع کو بلا کر کہا ابھی قید خانہ جا اور موسیٰ بن جعفر کو رہا کر اور ان کو تیس ہزار درہم دے اور پانچ خلعت اور تین سواریاں اور اختیار دے چاہے یہاں رہیں چاہے کسی شہر کو چلے جائیں حضرت نے خلعتوں کے لینے سے انکار کیا۔

معرفتہ الرجال میں ہے کہ حماد بن عیسٰی سے مروی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے گھر دے زوجہ دے لڑکا دے اور خادم دے اور ہر سال میں حج کروں حضرت نے دعا فرمائی خدایا اسے گھر بیوی اولاد اور نوکر دے۔ اور یہ پچاس سال حج بجا لائے حضرت کی یہ دعا قبول ہوئی اس نے پچاس حج کر لیے جب اکیاونویں حج کو نکلا تو پانی میں ڈوب کر مر گیا۔

علی بن یقطین سے مروی ہے موسیٰ بن مہدی نے امام علیہ السلام کو قتل کرنے کی قسم کھائی قاضی ابو یوسف نے اس معاملہ میں اس سے گفتگو کی اور اس کے غصہ کو ڈھیلا کیا یہ خبر حضرت کے پاس بھی پہنچی اس وقت کچھ لوگ حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان سے فرمایا تمہارا کیا مشورہ ہے انہوں نے کہا آپ کے لیے یہ بہتر ہے کہ اس شخص سے دور رہیں حضرت مسکرائے اور اپنا سر آسمان کی طرف بلند کر کے جوشن صغیر کی دعا کا یہ حصہ پڑھا۔

الٰھی کم من عدو شحذ لی ظبة مدیتہ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا اپنے خوف کو دور کرو عنقریب عراق سے یہ خبر آئے گی کہ موسیٰ مر گیا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مروی ہے کہ ہارون نے امام علیہ السلام کو قتل کرنے کے ارادہ سے بلایا علی بن یقطین کہتے ہیں میں ہارون کے سر کے پاس تلوار لیے کھڑا تھا میرا ارادہ تھا کہ جب یہ کہے گا کہ امام کی گردن مار دے تو میں اس کا سر اڑا دوں گا ہارون نے میرے تیوروں سے تاڑا اور کہا میں سمجھ رہا ہوں۔ میں نے کہا میں تو تیار کھڑا ہوں کہ آپ حکم دیں تو بجا لاؤں اس طریقے سے میں نے اپنی جان بچائی۔

ایک دن ہارون نے اپنے معتمد سے کہا۔ بنی ہاشم میں کسی ایسے کو تلاش کرو جس سے ہمارا مقصد (قتل امام) پورا ہو اس نے کہا ایسا شخص علی بن اسمٰعیل بن جعفر صادق ہو سکتا ہے۔ ہارون کے حکم سے یحییٰ برمکی مدینہ آیا اور علی بن اسمٰعیل سے ملا، امام علیہ السلام اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے تھے اور صلہ رحم بجا لاتے تھے یحییٰ نے علی کو ترغیب دی کہ وہ ہارون سے جا کر ملیں امام علیہ السلام کو جب یہ خبر ملی کہ وہ بغداد جا رہے ہیں تو ان کو بلایا اور فرمایا برادر زادہ کہاں جانے کا ارادہ ہے انہوں نے کہا کہ بغداد، فرمایا کیوں؟ انہوں نے کہا میرے اوپر قرض ہے اس کے ادا کرنے کی فکر ہے۔ حضرت نے فرمایا تمہارا قرضہ میں ادا کر دوں گا۔ انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی۔ حضرت نے فرمایا دیکھو تم جاتے ہو مگر اللہ سے ڈرتے رہنا اور میرے بچوں کو یتیم کرنے کی کوشش نہ کرنا پھر تین سو دینار اور چار ہزار درہم دے کر فرمایا اس سے قرضہ بھی ادا کرو اور اپنے خرچ میں بھی لاؤ۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت نے فرمایا واللہ یہ میرا قتل کرانے کی کوشش کرے گا اور میرے بچوں کو یتیم بنا کر رہے گا۔ پھر لوگوں نے کہا ایسے شخص کو آپ نے اتنی بڑی رقم کیوں دیدی فرمایا رسول اللہؐ نے صلہ رحم کی تاکید فرمائی ہے الغرض جب یحییٰ علی کو ہارون کے پاس لے گیا تو اس نے حضرت کے متعلق سوال کیا علی نے چغلی کھائی اور کہا دنیا بھر کا مال ان کے پاس ہر طرف سے آ رہا ہے انہوں نے بڑی جاگدا خریدی ہے جس ہزار دینار میں اور اس کا نام لیسرہ رکھا ہے

اسی کی آمدنی سے مجھے اتنی رقم دی ہے۔ ہارون نے یہ سن کر حکم دیا کہ ان کو دو لاکھ درہم دیئے جائیں تاکہ اطراف ملک میں حضرت کو گالیاں دیتے پھریں، علی وہاں سے ملک کے مشرقی حصہ میں پہنچے وہاں پیچش میں مبتلا ہو گئے اور جو کچھ پیٹ کے اندر تھا کٹ کٹ کر آنے لگا۔ کف افسوس مل کر کہنے لگے میں اس مال کا کیا کروں جب کہ موت کے منہ میں ہوں، اس کے بعد برامکہ (یحییٰ کا خاندان) کا اقتدار ختم ہوا اور پورا خاندان تباہ و برباد ہو گیا۔

مروی ہے کہ امام علیہ السلام ایک یمنی عورت کی طرف سے گزرے جو رو رہی تھی اور بچے اس کے گرد گریہ کر رہے تھے حضرت نے اس سے رونے کا سبب پوچھا وہ کہنے لگی میری ایک گائے تھی جس پر میری اور میرے بچوں کی روزی موقوف تھی وہ مر گئی ہے حضرت نے ایک طرف ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور دعا فرمائی پھر وہاں سے مردہ گائے کے پاس آئے اور اس کو ٹھوکر ماری وہ کھڑی ہو گئی۔ اس عورت نے اپنی گائے کو زندہ دیکھ کر کہا قسم خدا کی آپ عیسیٰ ابن مریم معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت کا علم

مامون سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے ہارون سے ملاقات کی اجازت چاہی سب سے آخر میں موسیٰ بن جعفر پہنچے انہوں نے بھی اذن طلب کیا۔ جب حضرت داخل ہوئے تو اس نے احوال پرسی کی حضرت نے خیر خیر فرمایا۔ جب چلنے لگے تو اس نے معانقہ کیا اور بعزت تمام رخصت کیا۔ مامون نے کہا یہ کون ہیں جن کی آپ نے ایسی تعظیم کی جو کبھی کسی کی نہیں کی اس نے کہا بیٹا یہ وارث علم النبیین موسیٰ بن جعفر ہیں۔ علم صحیح ان ہی کے پاس ہے مامون کہتا ہے اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں قائم ہوئی۔

ہشام بن الحکم سے مروی ہے کہ امام علیہ السلام نے ابرہہ نصرانی سے کہا اپنی کتاب کے متعلق تیرا علم کیسا ہے نے کہا میں اس کا اور اس کی تاویل کا عالم ہوں۔ حضرت نے انجیل کو پڑھنا شروع کیا ابرہہ نے کہا مسیح اسی طرح پڑھا کرتے تھے اور مسیح کے سوا اور کسی نے اس طرح پڑھا ہی نہیں۔ میں پچاس سال سے ایسے پڑھنے والے کو ڈھونڈھ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ مشرف با سلام ہوا۔

کافی کلینی میں ہے کہ ایک شخص نے قبل حیض آنے کے اپنی کنیز کا ازالہ بکارت کر دیا دس روز اس کو خون آتا رہا دائیوں میں اختلاف ہوا کوئی کہتی تھی خون میں حیض ہے کوئی کہتی تھی خون بکارت ہے یہ مسئلہ ابو حنیفہ کے پاس آیا انہوں نے کہا یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے اس کو چاہیے کہ وضو کرے اور نماز پڑھے شوہر کو چاہیے جب خون جاری ہے اس سے مقاربت نہ کرے۔ خلف بن حماد نے اس کے متعلق امام علیہ السلام سے پوچھا فرمایا وہ روئی رکھے۔ اور کچھ دیر کے بعد

جب خون بھر جائے اسے آہستہ سے باہر نکالے اگر خون کا حلقہ ہے تو خون بکارت ہے اور اگر پڑ ہے تو خون حیض ہے خلف نے کہا آپ کے سوا یہ کون بتاسکتا ہے۔ آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ واللہ میں نے وہی بتایا ہے جو رسولؐ اللہ نے بتایا ہے اور انہوں نے وہی بتایا جو جبرئیل خدا کی طرف سے لائے۔

ابو حنیفہ ایک روز امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں نے آپ کے فرزند موسیٰ کاظم کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ لوگ ان کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ حضرت نے امام موسیٰ کاظم کو بلایا اور ابو حنیفہ کا قول بیان کیا۔ آپ نے فرمایا میں اس کی نماز پڑھ رہا تھا جو مجھ سے بہ نسبت لوگوں کے زیادہ قریب ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (سورہ ق ۱۶/۵۰) یہ سن کر امام جعفر صادق علیہ السلام نے سینہ سے لگایا اور فرمایا میرے ماں باپ فدا ہوں تم اسرار الٰہیہ کا مخزن ہو۔

مہدی بادشاہ عباسی نے حج کا ارادہ کیا۔ راہ میں لوگوں کا پیاس سے برا حال ہوا حکم دیا اس مقام پر کنواں کھودا جائے۔

چنانچہ جب کھودتے کھودتے منزل مقصود کے قریب پہنچے تو اندر سے ایک ہوا نکلی جس سے ڈول گر پڑے اور کام رک گیا۔ مزدوروں پر خوف طاری ہوا علی بن یقطین نے دو مزدوروں کو رقم کثیر دینے کا وعدہ کیا تا کہ وہ کھدائی جاری رکھیں وہ نیچے اترے اور خوف زدہ ہو کر باہر نکل آئے۔ ان کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ ان سے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے بنیادیں اور آثار دیکھے اور مرد اور عورتوں کو دیکھا۔ جب ہم نے کسی چیز کو چھوا تو وہ راکھ تھی۔ مہدی نے لوگوں سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے کوئی نہ بتا سکا آخر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا انہوں نے فرمایا یہ اصحاب احقاف کی جگہ ہے جن پر عذاب الٰہی نازل ہوا تھا جس سے وہ ان کے شہر اور اموال مسخ ہو گئے۔

راہ شام میں امام علیہ السلام کا گزر ایک غار کی طرف سے ہوا جہاں ایک راہب اگر سال میں ایک مرتبہ وعظ کیا کرتا تھا جب راہب نے حضرت کو دیکھا تو اس پر خوف طاری ہوا کہنے لگا۔

راہب: آپ مسافر ہیں یا مقیم — امام۔ میں مسافر ہوں۔

راہب: آپ ہم سے ہیں یا ہمارے مخالف — امام: تم میں سے نہیں ہوں۔

راہب: کیا آپ امت مرحومہ میں سے ہیں — امام: بے شک

راہب: اس کے علما میں سے ہیں یا جہال میں سے — امام: جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔

راہب: کیا آپ میرے سوالات کا جواب دیں گے۔

امام: ضرور۔

راہب: ہم کہتے ہیں درخت طوبیٰ کی جڑ خانہ حضرت عیسیٰ میں ہے اور آپ کہتے ہیں خانہ حضرت محمد مصطفےٰ میں اور اس

کی شاخیں ہر گھر میں ہیں یہ کیسے ممکن ہے۔

امام:۔ جیسے سورج آسمان میں ہے اور اس کی کرنیں ہر گھر میں۔

راہب:۔ کہتے ہیں جنت کا کھانا کھانے سے ختم ہوگا اور نہ کم یہ کیسے ممکن ہے۔

امام:۔ چراغ سے ہزار چراغ جلا لیے جائیں اس کی روشنی نہ ختم ہوتی ہے نہ کم۔

راہب: جنت میں ظل ممدود ہوگا یہ کیسے؟

امام: جیسے قبل طلوع شمس ممدود ہوتا ہے۔

راہب: جنت میں لوگ کھائیں گے پئیں گے مگر بول و براز نہ ہوگا یہ کیسے۔

امام:۔ بچہ شکم مادر میں کھاتا پیتا ہے مگر بول و براز نہیں کرتا۔

راہب: جنت کے خدام بغیر حکم جو ارادہ لوگ کریں گے وہ ان کے لیے حاضر کر دیں گے۔

امام:۔ وہ ان کے چہرے سے ان کی مراد جان لیں گے۔

راہب:۔ جنت کی کنجی سونے یا چاندی کی۔

امام:۔ جنت کی کنجی کلمہ لا الٰہ الا اللہ زبان سے کہنا ہے یہ سن کر اس نے تصدیق کی اور مسلمان ہوگیا۔

فضل بن ربیع سے مروی ہے کہ ہارون حج کے لیے آیا اور طواف کرنے لگا سب لوگوں کو ہٹا دیا گیا تاکہ وہ اکیلا طواف کرے ایک مرد عرب نے حرم میں داخل ہوکر طواف کرنا شروع کر دیا لوگوں نے روکنا چاہا۔ اعرابی نے ان کو جھڑک کر کہا یہاں سب بندے یکساں ہیں۔ ...و اء العاکف فیہ والباد پس ہارون کے ساتھ وہ بھی طواف کرنے لگا۔ طواف سے فارغ ہوکر ہارون نے حجر کو بوسہ دینا چاہا اعرابی نے سبقت کرکے پہلے بوسہ دیا۔ اس کے بعد ہارون مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے آیا۔ اعرابی نے آگے بڑھ کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ ہارون جب نماز سے فارغ ہوا تو اعرابی کو بلایا آپ نے دربان سے کہا مجھے کوئی ضرورت لاحق نہیں کہ میں اس کے پاس جاؤں۔ اگر اسے ضرورت ہے تو میرے پاس خود آئے۔ ہارون آیا اور سلام کیا اعرابی نے جواب سلام دیا۔ ہارون نے کہا اجازت ہے کہ میں بیٹھ جاؤں انہوں نے کہا یہ میرا گھر نہیں کہ اجازت خواہ ہے یہ اللہ کا گھر ہے عبادت کے لیے بنایا گیا ہے۔ تمہارا جی چاہے بیٹھو جی چاہے چلے جاؤ۔ ہارون بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے اعرابی وائے ہو تیرے اوپر بادشاہوں کے سامنے تیری یہ جرأت فرمایا میں بادشاہ کا قصوروار نہیں اس نے کہا اچھا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اگر تو نے صحیح جواب دے دیا تب تو بھلی بھلا ہے ورنہ میں تجھے ذبح کرا دوں گا اعرابی نے کہا یہ سوال کرنا متعلم کی حیثیت سے ہے یا معترض کی حیثیت سے اس نے کہا متعلم کی حیثیت سے فرمایا تو ایسے بیٹھ جیسے متعلم معلم کے سامنے بیٹھتا ہے۔ اس نے کہا اچھا یہ بتاؤ فرض کیا ہے فرمایا ایک، پانچ، سترہ، چونتیس، چورانوے اور ایک سو تین اور سترہ پر کچاسی بارہ میں ایک چالیس میں ایک دو سو میں پانچ۔ عمر بھر میں ایک کا ایک۔

ہارون یہ سن کر ہنسا اور کہنے لگا واہ ہو تیرے اوپر میں فرض پوچھتا ہوں اور تو گنتی گنا رہا ہے فرمایا تجھے معلوم نہیں دین تو نام ہی حساب کا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا قیامت میں بندوں سے کیوں حساب لیتا۔ کیا یہ آیت نہیں سنی وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿۴۷﴾ (سورۃ الانبیاء ۲۱/۴۷) ہارون نے کہا اچھا جو کہا ہے اسے واضح کرو ورنہ میں تجھے صفا و مروہ کے درمیان قتل کرا دوں گا۔ دربان نے کہا برائے خدا اور اس مقام کا واسطہ کر اس شخص کو بخش دیجئے۔ یہ سُن کر آپ ہنسے۔ ہارون نے کہا ہنسنے کی کیا وجہ فرمایا میں اس پر ہنس رہا ہوں کہ تم دونوں میں کون زیادہ جاہل ہے۔ آیا وہ جو نہ آنے والی موت کو بلاتا ہے یا وہ جو آنے والی موت کو ہٹانا چاہتا ہے۔ ہارون نے کہا اچھا جو کچھ کہا ہے اس کی توضیح کرو۔ فرمایا تمہ فریضہ واحد دین اسلام ہے پانچ سے مراد پانچ نمازیں یعنی فرائض یومیہ۔ سترہ سے مراد سترہ رکعتیں۔ چونتیس سے مراد سجدے اور چورانوے سے مراد تکبیریں اور ۱۵۳ سے مراد تسبیحات بارہ میں سے ایک یعنی بارہ مہینوں میں سے ایک ماہ کے روزے چالیس میں سے ایک سے مراد ہے ہر چالیس دینار پر ایک دینار زکوٰۃ اور دو سو پانچ دینار زکوٰۃ اور عمر بھر میں ایک سے مراد حج واجب اور ایک کا بدلہ ایک اس سے مراد ہے جو بے گناہ کسی کو قتل کرے اس کے بدلے میں قاتل کو قتل کیا جائے۔ ہارون نے کہا مرحبا۔ یہ کہہ کر ایک تھیلی پیش کی۔ فرمایا یہ میرے کلام کا بدلہ میں ہے یا مسئلہ کے جواب میں اس نے کہا کلام کے لیے فرمایا اب میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اگر تو نے جواب دیا تو اپنی یہ رقم یہیں تصدق کر دینا میری قوم کے فقراء پر اس نے کہا دریافت کرو۔ فرمایا بتا گبریلا جانور اپنے بچے کو بھراتا ہے یا دودھ پلاتا ہے اس نے کہا واہ ہو تجھ پر اے اعرابی مجھ جیسے شخص سے ایسے مسائل کا کیا تعلق۔ فرمایا رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص اقوام پر حاکم ہوتا ہے خدا ان کو ان سب کی عقلوں سے زیادہ عقل دیتا ہے۔ تم اس اُمّت کے امام ہو لہذا امر دین اور فرائض کے متعلق جو مسئلہ تم سے پوچھا جائے تمہیں اس کا جواب دینا چاہیے۔ ہارون نے کہا آپ ہی بتائیے اور یہ دوسری تھیلی اور لے لیجئے۔ فرمایا خنفساء اپنے بچے کو بھراتی ہے نہ دودھ پلاتی ہے بلکہ وہ مٹی کھاتا ہے اور مٹی ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ ہارون نے کہا اللہ آپ کو جزا دے آپ کا سا علم کس نے پایا آپ وہ دونوں تھیلیاں لے کر چلے آئے لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں کسی نے بتایا کہ یہ موسیٰ بن جعفرؑ ہیں ہارون نے کہا بیشک یہ اسی درخت کے پتّے ہیں۔

ابن بابویہ نے من لا یحضرہ الفقیہ میں لکھا ہے کہ ابو یوسف کو ہارون نے حکم دیا کہ موسیٰ بن جعفرؑ سے کوئی مسئلہ پوچھے اس نے کہا یہ بتائیے کہ محرم کو سایہ میں رہنا چاہیے یا نہیں فرمایا نہیں اس نے کہا خیمے نصب کرتے ہیں اور بیت اللہ میں جاتے ہیں فرمایا ٹھیک ہے اس نے کہا ایسا کیوں ہے۔ فرمایا تم کیا کہتے ہو زن حائضہ کے متعلق وہ نماز کی قضا کرے یا نہیں۔ کہا نہیں۔ پوچھا اور روزہ کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا روزے کی قضا نہیں۔ فرمایا یہ کیوں۔ ایک کی قضا ہے دوسرے کی نہیں۔ (شریعت میں قیاس نہیں چلتا) مہدی نے ابو یوسف سے کہا اب کیوں نہیں بولتے اس نے کہا آپ نے مجھے

سرشکن پتھر سے ٹکرایا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے یہ جواب دیا تو محمد بن الحسن ہنسا آپ نے فرمایا تو سنت رسول پر ہنستا ہے اور رسول اللہ کا مذاق اڑاتا ہے رسول اللہ حالت احرام میں سائے سے ہٹے بھی اور سایہ میں آئے بھی احکام الٰہی پر قیاس نہیں کیا جاتا جس نے قیاس کیا وہ گمراہ ہوگیا۔

ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ میں نے موسیٰ بن جعفر سے جب کہ وہ کم سن تھے پوچھا اگر کوئی مرد مسافر یہاں آئے اور اس کو رفع حاجت کرنا ہو تو کہاں جائے فرمایا يتوارى خلف الجدار ويتوقى أعين الجار ويتجنب شطوط الأنهار ومساقط الثمار وأفنية الدور والطرق النافذة والمساجد ولا يستقبل القبلة ولا يستدبرها ويرفع ويضع بعد ذلك حيث شاء. دیوار کے پیچھے آس پاس والوں کی نگاہوں سے پوشیدہ نہروں کے کنارے سے الگ۔ پھل دار درختوں سے دور گھروں کے صحن۔ نافذہ راستے اور مساجد چھوڑ کر نہ روبقبلہ نہ پشت بقبلہ پھر جہاں چاہے رفع حاجت کرے۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں سن کر میں حیران رہ گیا اور ان کی عظمت میرے دل میں پیدا ہوئی پھر میں نے کہا تو یہ بتاؤ معصیت کس کی طرف سے ہے فرمایا سنو یا تو بندہ کی طرف سے یا خدا کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے اگر خدا کی طرف سے ہے تو وہ علام الحکم کے خلاف ہے کہ بندے نے جو کام نہیں کیا وہ اس کا مواخذہ کرے اور اگر دونوں کی طرف سے تو خدا شریک تو کیا ہے اور از روئے انصاف تو کمزور بہ نسبت ضعیف کے زیادہ مواخذہ کیا جائے گا اور اگر صرف بندہ کی طرف سے ہے تو مواخذہ اسی سے ہوگا اور خدا کو عذاب کرنے اور ثواب دینے کا حق ہوگا۔

علی بن جعفر نے اپنے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اگر کوئی محرم شکار یا مردار کھانے پر مجبور ہو تو کیا کرے فرمایا شکار کر کے کھائے انہوں نے کہا احرام میں شکار کرنا تو حرام ہے خدا نے شکار کو تو حرام کیا ہے اور میتہ اضطراری صورت میں حلال قرار دیا ہے فرمایا صید کا کفارہ دے کر کھائے اس صورت میں اپنا مال کھائے گا اور مردار کھانے سے بچ جائے گا۔

پھر انہوں نے پوچھا رمی الجمرات کا حکم کیوں ہے فرمایا ابلیس نے مقام جمار میں حضرت ابراہیم کا پیچھا کیا تو آپ نے اسے سنگسار کیا پس یہ سنت قرار پائی۔

ہشام ابن الحکم نے پوچھا کہ نماز کے شروع میں سات تکبیریں کیوں ہوئیں اور رکوع میں سبحان ربي العظيم وبحمده اور سجدہ میں سبحان ربي الاعلى وبحمده کیوں کہا جاتا ہے فرمایا شب ہجرت جب آنحضرت مقام قاب قوسین تک پہنچے اور حجابہائے عظمت میں سے پہلے ایک حجاب اٹھا تو حضرت نے تکبیر کہی پھر دوسرا اٹھا تو دوسری تکبیر کہی۔ اسی طرح جب ساتواں اٹھا تو ساتویں تکبیر کہی اس لیے سات تکبیریں آغاز میں کہی جاتی ہیں۔ حضرت نے جب عظمت باری دیکھی تو آپ کے شانے کانپنے لگے پس آپ رکوع میں گئے اور فرمایا سبحان ربي الأعلى وبحمده جب رکوع سے اٹھے اور عظمت الٰہیہ کو اور زیادہ مقام اعلیٰ پر پایا تو فرمایا سبحان ربي العظيم وبحمده جب سات مرتبہ کہا تو ہیبت کم ہوئی اسی لیے

سات بار کہنا سنت قرار پایا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ایک خاص آدمی نے کہا فلاں شخص آپ کے بارہ میں منافق ہو گیا ایک صاحب مجلس نے اس سے پوچھا کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ موسیٰ بن جعفر امام ہیں؟ اس نے کہا اگر میں یہ اعتقاد نہ رکھوں کہ وہ غیر امام ہیں تو مجھ پر اور اس پر جو ایسا عقیدہ رکھے خدا اور ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہو حضرت نے فرمایا اس نے ٹھیک کہا اس نے کہا غیر امام اور وہ غیر امام میں ہوں پس اس نے تو میری امامت کو ثابت کیا اور میرے غیر کی امامت کی نفی کی۔

شریف مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری جس کا نام نفیع تھا ہارون رشید کے دروازہ پر آیا اسی وقت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی تشریف لے آئے دربان نے آپ کی بڑی تعظیم کی اور جلدی سے اذن باریابی حاصل کیا۔ نفیع نے عبدالعزیز بن عمر سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں اس نے کہا یہ شیخ آل ابوطالب ہیں۔ یہ شیخ آل محمد ہیں یہ موسیٰ بن جعفر ہیں اس نے کہا اس قوم سے زیادہ میں نے کسی قوم کو نہ پایا جو لوگ ان کو تخت سے اتارنا چاہتے ہیں ان ہی کی یہ تعظیم بجا لاتے ہیں جب یہ باہر آئیں گے تو میں ان کو ذلیل کروں گا۔

عبدالعزیز نے کہا ایسا نہ کر یہ اہل نبوت ہیں کسی نے ان سے کوئی سوال نہ کیا مگر یہ کہ انہوں نے جواب دیا مگر وہ ایسا جواب دیا کہ مدتوں ندامت سے اس کا سر نہ اٹھ سکا مگر وہ نہ مانا اور جب حضرت نکلے تو اس نے سواری کی باگ پکڑ لی اور پوچھا آپ کون ہیں فرمایا اگر تیرا سوال نسب کے متعلق ہے تو میں ابن محمد حبیب اللہ ابن اسمٰعیل ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ اور اگر مفاخرت کے متعلق ہے تو جنگ بدر میں میری قوم کے مشرکوں نے تمہاری قوم کے مسلمانوں کو اپنا کفو نہیں سمجھا۔ اور کہا اے محمد ہم سے لڑنے کے لیے قریش کو بھیجو جو ہمارے کفو ہیں اگر شہر کے متعلق سوال ہے تو میں اس شہر کا باشندہ ہوں جس کا حج کرنا خدا نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے اگر یہ سوال شہرت کے متعلق ہے تو میں اس شہر کا باشندہ ہوں جس کا حج کرنا خدا نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے اگر سوال شہرت سے متعلق ہے تو خدا نے پنجگانہ میں ہم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ کیا تو ایسا نہیں کرتا کہ ہم آل محمد ہیں اور لجام مرکب کو چھوڑ۔ وہ کانپنے لگا اور ذلیل ہو کر شرما۔ عبدالعزیز نے کہا وہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔

معالی امور

صفوان جمال نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے صاحب امر امامت کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا امام لہو و لعب میں مشغول نہیں ہوتا اسی اثناء میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جو صغیر السن تھے ایک بکری کے ساتھ تشریف

لائے اور اس سے کہا اپنے رب کو سجدہ کر۔ امام جعفر صادق نے یہ سن کر سینے سے لگایا اور فرمایا بے شک لہو ولعب نہیں کرتا۔
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے تقریباً دس سال اس طرح گزارے کہ صبح سے دوپہر تک سجدہ میں رہے۔
حضرت نہایت خوش الحانی سے قرآن پڑھتے تھے سننے والے محزون ہوتے تھے اور روتے تھے اور حضرت خود اتنا روتے تھے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔
احمد بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں فضل بن ربیع کے پاس آیا وہ سطح بیت پر بیٹھا تھا مجھ سے کہنے لگا دیکھو اس گھر (زندان) میں کیا ہے میں نے کہا ایک کپڑا پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ اس نے کہا غور سے دیکھو۔ میں نے کہا کوئی شخص سجدہ میں معلوم ہوتا ہے اس نے کہا یہ موسیٰ بن جعفر ہیں۔ میں شب و روز ان کے حال کا نگراں ہوں جس وقت دیکھتا ہوں اسی حالت میں پاتا ہوں صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک تعقیبات پڑھتے ہیں۔ پھر سجدہ میں جاتے ہیں اور زوال آفتاب تک سجدہ میں رہتے ہیں۔ پہرہ داران کو اوقات نماز سے آگاہ کرتا رہتا ہے پس بغیر تجدید وضو نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد افطار کرتے ہیں۔ پھر وضو کر کے سجدے میں جاتے ہیں اور تمام رات نماز پڑھتے ہیں یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی ہے۔
آپ یہ دعا پڑھا کرتے ہیں اللهم اني أسألك الراحة عند الموت والعفو عند الحساب (خداوندا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں موت کے وقت راحت کا اور حساب کے وقت بخشش کا۔
آپ کو جیسا کہ بعض پہرہ داروں نے بیان کیا یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللهم اني كنت أسألك أن تفرغني لعبادتك اللهم وقد فعلت فلك الحمد (خداوندا میں تجھ سے سوال کیا کرتا تھا کہ مجھے عبادت کرنے کے لیے فراغت دے پس تو نے یہ موقع مجھے عطا فرمایا ہے تیرا شکر ہے۔
مدینہ میں رات کو آپ فقراء کی تلاش میں نکلتے تھے اور ان کو کھانا دیتے تھے اس طرح کہ کسی کو پتہ نہ چلتا تھا کہ کون دے گیا اور سو درہم سے لے کر تین سو درہم تک لوگوں کو عطا فرماتے تھے۔ یہ طریقہ آپ کا ضرب المثل ہو گیا تھا۔
محمد بن بکری نے آپ سے تہیدستی کی شکایت کی آپ نے تین سو دینار اس کو مرحمت فرمائے۔
منصور نے جشن نوروز کے موقع پر آپ کو تہنیت کے لیے بلایا آپ نے فرمایا میں نے اپنے جد رسول اللہؐ کی کوئی حدیث اس عید کے بارے میں نہیں دیکھی یہ پارسیوں کا تہوار ہے جس کو اسلام نے محو کر دیا ہے خدا کی پناہ جس کو اسلام نے محو کر دیا ہو میں اس کو کیونکر زندہ کر سکتا ہوں اس نے کہا ہم ایسا سیاسی اغراض کے تحت کرتے ہیں آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہاں تشریف فرما ہوں اور جو تحفے آئیں ان کو لے لیں۔ حضرت بیٹھ گئے۔ ملوک امراء اور فوجی لوگ تہنیت کے لیے آئے۔ اور ہدایا اور تحفے پیش کیے۔ آپ کے پس پشت منصور کا خادم کھڑا ہوا تھا۔ سب سے آخر میں ایک بوڑھا آیا اس نے کہا یا بن رسول اللہؐ میں ایک مفلس آدمی ہوں میرے پاس مال نہیں میں نے تین شعر آپ کے جد امام حسینؑ

کے متعلق لکھے ہیں ان کو قبول فرمائیے فرمایا میں نے تیرا ہدیہ قبول کیا بیٹھ جا خدا تجھے برکت عطا فرمائے پھر خادم سے فرمایا جا اور بادشاہ سے کہو اتنی رقم آئی ہے وہ جواب لایا بادشاہ نے کہا یہ سب آپ کا ہے جو چاہیے کیجئے۔ آپ نے وہ سب رقم اس بڈھے کو دیدی۔

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دیں آپ کے ایک صحابی نے کہا اجازت دیجئے۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ امام علیہ السلام ایک روز سوار ہو کر اس کے کھیت پر پہنچے اور اس سے دریافت کیا اس کھیتی پر تیرا کیا خرچ ہوا ہے۔ اس نے کہا سو دینار فرمایا اس سے کس قدر نفع کی امید ہے کہا دو سو دینار کی یہ سن کر آپ نے ایک تھیلی جس میں تین سو دینار تھے فرمایا یہ تو اس وقت تیری کھیتی کا نفع ہے آئندہ جو خدا تجھے دے وہ شخص حضرت سے عذر خواہ ہوا اور کہنے لگا۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورہ الانعام ۶/۱۲۴) اور اس کے بعد حضرت کا خادم بن گیا۔

فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کہ میرے والد ماجد نے فرمایا میں ایک مصرع پڑھوں تو تم دوسرا مصرع لگا کر شعر کر دو۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	امام جعفر صادق علیہ السلام
ومن أوليته حسناً فزده	تنح عن القبيح ولا ترده
اور جس سے نیکی کرو اسے زیادہ کرو	برائی سے دور رہو اور اسے لوٹا نہیں
اذا كاد العدو فلا تكده	ستلقى من عدوك كل كيد
تم دشمن کے ساتھ مکر نہ کرو	دشمن تمہارے ساتھ ہر چال چلے گا

ابن عمار سے مروی ہے کہ امام علیہ السلام بغلہ پر ہارون کے پاس آئے اس نے کہا آپ نے وہ سواری اختیار کی ہے کہ اگر کسی کی تلاش میں جائیں تو اس سے مل نہ سکیں اور اگر کوئی آپ کی تلاش کے لیے نکلے تو آپ اس سے بچ نہ سکیں۔ فرمایا نہ میں کسی کی طلب میں نکلتا ہوں اور نہ کوئی میری طلب میں نکلتا ہے یہ نہ تیز رو ہے نہ سست رفتار خير الامور اوساطها

ہارون حج کر کے مدینہ آیا تو قبر رسول پر پہنچا اور کہا السلام عليك يا ابن العم' اور یہ فخر کے ساتھ کہا اسی اثنا میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی تشریف لے آئے آپ نے فرمایا السلام عليك يارسول الله السلام عليك يا أبه یہ سن کر ہارون کو غصہ آگیا اور حکم دیا کہ آپ کو مسجد سے باہر لے جائیں۔

داؤد بن کثیر رقی سے مروی ہے کہ ایک اعرابی ابو حمزہ ثمالی کے پاس آیا اور کوئی تازہ خبر معلوم کی انہوں نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا انتقال ہو گیا وہ رونے پیٹنے لگا جب اس کے ہوش ٹھکانے ہوئے تو پوچھنے لگا حضرت نے اپنا وصی کس کو بنایا انہوں نے کہا وصیت کی ہے اپنے بیٹے عبد اللہ و موسیٰ اور ابو جعفر منصور کے لیے اس نے کہا شکر ہے

خدا کا کہ ہم کو ہدایت کی طرف مہدی کی اور ظاہر کیا کبیر کو اور ضلالت کی صغیر کی طرف اور مخفی رکھا ایک امرِ عظیم پوچھا اس سے تیرا کیا مطلب ہے اس نے کہا بیان کیا ہے بڑے کے عیبوں کو اور رہنمائی کی ہے چھوٹے کی طرف اپنے سے نسبت رکھنے کی بنا پر اور پوشیدہ رکھا وصیت کو منصور کے متعلق تاکہ اگر منصور وصیت کے متعلق پوچھے تو کہا جائے تیرے لیے کی ہے۔

ابو جعفر منصور نے نصف شب کے وقت ابو ایوب جوبی کو بلا کر اور ایک خط اسے دے کر کہا یہ خط محمد بن سلیمان کا ہے اس نے خبر دی ہے کہ جعفر ابن محمد کا انتقال ہو گیا پس اس پر لکھ اگر انہوں نے اپنے ہی جیسے کے لیے وصیت کی ہے تو اس کی گردن مار دے۔ اس نے لکھ کر بھیج دیا جواب آیا پانچ آدمیوں کے لیے وصیت کی ہے۔ ابو جعفر، منصور، محمد بن سلیمان و عبداللہ و موسیٰ و حمیدہ۔ منصور نے کہا ان سب کو قتل کرنا ممکن نہیں۔

کتاب اخبار الخلفا میں ہے کہ ہارون نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا میں فدک آپ کو دینا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا مجھے منظور نہیں جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو فرمایا لوں گا تو اس کی حدود کے ساتھ۔ اس نے پوچھا حدود کیا ہیں فرمایا حد اول عدن ہے یہ سن کر اس کا چہرہ متغیر ہو گیا کہنے لگا او ہو کتنی لمبی حد بتا دی فرمایا دوسری حد سمرقند تیسری افریقہ اور چوتھی حد سیف البحر جزائر اور آرمینہ ہے۔ رشید نے غصے سے کہا پھر ہمارے لیے کیا رہا حضرت نے فرمایا میں نے تو پہلے ہی انکار کیا تھا اور سمجھ لیا تھا کہ تم نہ دو گے ہارون نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا۔

اور روایت ابن اسباط میں ہے کہ حضرت نے حد اول عریش مصر بتائی۔ حد ثانی دومۃ الجندل حد ثالث اُحد اور حد رابع سیف البحر اور فرمایا یہی وہ دنیا ہے ابو مالہ کی موت کے بعد یہ سب علاقہ یہودیوں کے قبضے میں تھا چونکہ بے جنگ و جدل فتح ہوا تھا لہٰذا اللہ نے اس کو رسول کا حصہ قرار دیا اور حضرت نے فاطمہ کو عطا کیا۔

یزید بن اسباط سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے مرض الموت میں فرمایا (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے) اے زید اس لڑکے کے بارے میں لوگ میرے مرنے کے بعد اختلاف کریں گے۔ پس اس معاملے میں میری طرف سے گواہ رہنا جیسے یوسف کے بھائیوں نے جب ان کو یہ خواب معلوم ہوا تھا کہ آفتاب و ماہتاب اور گیارہ ستارے ان کو سجدہ کر رہے ہیں از روئے حسد ان کو تاریک کنوئیں میں گرا دیا تھا اسی طرح میرے اس لڑکے سے لوگ حسد کریں گے پھر آپ نے امام موسیٰ کاظم۔ عبداللہ، اسحٰق۔ محمد اور عباس کو بلایا اور ان سے کہا یہ وصی الاوصیا ہے عالم علم علما ہے موت و احیا پر گواہ ہے پھر فرمایا اے یزید ان کی گواہی لکھ لے۔

جب حضرت نے امامت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت پر نص کر دی در آنحالیکہ وہ کم سن تھے تو فیض بن المختار نے کہا کیا میں اس کی خبر لوگوں کو دوں فرمایا صرف گھر والوں اور اپنے رفیقوں کو میں نے یونس بن ظبیان کو خبر دی اس نے کہا یقین نہ کروں گا جب تک حضرت کی زبان سے خود نہ سن لوں۔ جب وہ آپ کی خدمت میں آیا تو فرمایا جو کچھ فیض نے

کہا وہ ٹھیک ہے۔ جب میں آیا تو فرمایا اے فیض اس خبر کو ضبطیہ سے محفوظ رکھ۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت پر نص کے گواہ مفضل بن عمر جعفی۔ معاذ بن کثیر۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج فیض بن المختار۔ یعقوب السراج۔ سلیمان بن خالد صفوان بن مہران۔ حمران بن اعین۔ ابوبصیر داؤد الرقی۔ یزید بن سلیط لو بن یلبان وغیرہ ہیں۔

حضرت کے حالات و تاریخ

آپ کی کنیت ابی الحسن اول ابوالحسن الماضی۔ ابو ابراہیم اور ابو علی۔ عرفیت آپ کی عبد صالح۔ نفس زکیہ۔ زین المجتہدین الوفی۔ الصابر۔ الامین۔ الزہرا یہ لقب اس لیے ہے کہ آپ اپنے اخلاق شریفہ سے چمکے۔

آپ کو کاظم اس لیے کہتے ہیں کہ آپ غصہ کو بہت زیادہ پینے والے تھے اور ظالموں کے ظلم سے غض بصر فرماتے تھے یہاں تک کہ قید خانہ میں زہر دینے سے مرگئے اسے بھی کہتے ہیں جو خوف و حزن سے بھرا ہوتا ہے۔

آپ متوسمین میں تھے آپ کے مرنے کے بعد جو کچھ ہونے والا تھا سب جانتے تھے اور ضبط سے کام لیتے تھے اور جو جانتے تھے اس کو اپنے دشمنوں پر ظاہر نہ کرتے تھے اسی لیے آپ کا لقب کاظم ہوا۔

شگفتہ مزاج تھے سوائے وقت غیظ۔ گھنی داڑھی تھی۔ سب سے زیادہ فقیہ تھے کتاب اللہ کے سب سے زیادہ حافظ تھے قرآن بڑی خوش الحانی سے تلاوت فرماتے اور جب پڑھتے تھے تو روتے تھے اور سننے والے بھی روتے جاتے تھے از روئے شان و شوکت اجمل الناس تھے اور امور دین میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ بڑے سخی اور فصیح البیان تھے صاحب شرف ولایت اور وارث علوم رسالت تھے۔ سلیل النبوہ اور عقیدہ الخلافہ تھے۔ آپ کی مادر گرامی حمیدہ مصفا بنت صاعد بربری تھیں کہا جاتا ہے وہ اندلسی کنیز تھیں جن کی کنیت لولوہ تھی۔ امام علیہ السلام مقام ابوا میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے پیدا ہوئے تھے۔ ۷ ماہ صفر لوم یکشنبہ ۱۲۸ھ میں آپ کی امامت کے دو سال منصور کی حکومت میں گزرے پھر دس سال چند ماہ مہدی کی حکومت میں ایک سال ۱۵ دن ہادی کی حکومت میں اور تیرہ سال ۲ ماہ، ۱۷ دن ہارون کی حکومت میں گزارے۔

جب آپ ہارون کی قید میں تھے سندی بن شاہک کے ہاتھ سے روز جمعہ ۲۵ ماہ رجب اور بعض کے نزدیک ۵ رجب ۱۸۳ھ میں زہر سے شہید ہوئے اور بغداد غربی میں مقابر قریش میں دفن ہوئے باب التین میں جس کو باب المحاذ کہتے ہیں آپ کی عمر ۵۴ سال ہوئی۔

آپ کی سب اولاد بعض نے تیس اور بعض نے ۳۷ لکھی ہے۔

علی (امام رضا علیہ السلام) ابراہیم۔ عباس۔ قاسم۔ عبداللہ۔ اسحٰق۔ عبیداللہ۔ زید۔ حسن۔ فضل۔ (ازواج سے) اور اسماعیل۔ جعفر۔ ہارون۔ حسن (کنیز سے) احمد۔ محمد۔ حمزہ۔ یحییٰ و عقیل و عبدالرحمٰن (کنیز سے)

حضرت کے بعد زندہ رہنے والوں میں گیارہ صاحبزادے تھے امام رضا علیہ السلام۔ ابراہیم۔ عباس اسمٰعیل محمد۔ عبداللہ۔ عبیداللہ۔ حسن۔ جعفر اسحاق۔ حمزہ۔

بیٹیاں حسب ذیل ہیں۔ خدیجہ۔ ام فروہ علیہ۔ فاطمہ الکبریٰ۔ فاطمہ صغریٰ۔ نزیہہ۔ کلثوم۔ ام کلثوم۔ زینب ام القاسم۔ حکیمہ۔ رقیہ صغریٰ۔ ام وجیہ۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ لبابہ۔ اسماء۔ امامہ۔ میمونہ (کنیزوں سے) آپ کے قید کی مدت میں زنداں بان حسب ذیل تھے۔

عیسیٰ بن جعفر۔ فضل بن ربیع۔ فضل بن یحییٰ برمکی۔ سندی بن شاہک اسی نے خرموں میں زہر ملا کر دیا۔ تین دن اس زہر کے اثر سے تڑپے۔ تیسرے روز اس جہان فانی سے گزر گئے۔ آپ کی وفات مسجد ہارون میں ہوئی جو مسجد مسیب کے نام سے مشہور تھی اور وہ باب کوفہ سے جانب غرب ہے آپ منتقل کیے گئے تھے اس گھر سے جو دار عمرویہ کہلاتا تھا آپ کے دربان مفضل بن عمر جعفی تھے۔

علمائے شیعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ امام موسیٰ کاظم اور امام رضا علیہما السلام کے تعلیم دیئے ہوئے چھ نامور فقہا تھے یونس بن عبدالرحمٰن صفوان بن یحییٰ بیا السابری۔ محمد ابن ابی عمیر۔ عبداللہ بن المغیرہ۔ حسن بن محبوب۔ السراد احمد بن محمد بن ابو نصر۔

آپ کے معتمدین میں حسن بن علی فضال کوفی۔ عثمان بن عیسیٰ۔ داؤد بن کثیر الرقی غلام بنی اسد اور علی بن جعفر صادق ہیں۔

اور خواص اصحاب میں علی بن یقطین غلام بنی اسد۔ ابو الصلت عبدالسلام ابن صالح الہروی۔ اسمٰعیل بن مہران علی بن قہریار۔ ریان بن الصلت خراسانی۔ احمد بن محمد علی۔ موسیٰ بن بکر واسطی۔ ابراہیم ابن ابی البلاد کوفی۔

وفات امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بھتیجے محمد بن اسمٰعیل نے جب ہارون حجاز میں آیا تو اس نے امام علیہ السلام کے متعلق

چغلی کھائی کہ آپ کو معلوم نہیں کہ روئے زمین پر دو خلیفہ ہیں دونوں کے پاس خراج آتا ہے اس نے کہا میرے سوا کون ہے انہوں نے موسیٰ بن جعفر اور خفیہ باتیں کیں اور ہارون کے مقرب بن گئے امام علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ نے ان کی اور ان کی اولاد کے لیے بددعا کی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک روز محمد بن اسمٰعیل امام علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہا مجھے کچھ وصیت فرمایئے فرمایا میرے خون کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو آپ نے ان کو ایک ہزار پانچ سو درہم دیئے کہ ان کو خرچ کرو۔ محمد بن اسمٰعیل جب ہارون کے پاس گئے تو امام علیہ السلام کے متعلق چغلی کھائی ہارون نے ایک لاکھ درہم ان کو دیئے اس رقم کو لے کر جب گھر آئے تو حلق کے درد میں مبتلا ہوئے اور اسی رات کو مر گئے۔

مروی ہے کہ جب ہارون مدینہ آیا تو اس نے حکم دیا کہ موسیٰ بن جعفر کو قید کر لیا جائے آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ہارون کے سپاہی آئے اور آپ کو نماز ختم کرنے کی بھی مہلت نہ دی اور گرفتار کر لیا۔ آپ نے رو رو کر رسول اللہ سے شکایت کی۔ ہارون نے فوج کے ایک دستہ کے ساتھ آپ کو بصرہ بھجوا دیا اور سپاہیوں سے کہا ان کو عیسیٰ بن جعفر کی حراست میں دے دینا۔ کئی سال آپ اس کی حراست میں رہے۔ عیسیٰ نے ہارون کو لکھا کہ موسیٰ ایک مدت سے میری حراست میں ہیں میں نے کوئی قابل گرفت بات ان کی زبان سے نہیں سنی انہوں نے نہ کبھی تیرے لیے بددعا کی اور نہ میرے لیے البتہ اپنی مغفرت کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اگر تو نے ان کو کسی اور کی سپردنہ کیا تو میں ان کو رہا کر دوں گا کیونکہ میں ان کی حراست سے پریشان ہو گیا ہوں۔ تو ہارون نے ان کو بلا کر فضل بن ربیع کی سپردگی میں دے کر کہا ان کو قتل کر دے اس نے انکار کیا اس کے بعد فضل بن یحییٰ کے سپرد کیا۔ اس نے حضرت کو بڑی عزت کے ساتھ رکھا۔ جب ہارون کو اس کا پتہ چلا تو سندی اور عباس بن محمد کو حکم دیا کہ فضل کو سو کوڑے ماریں چنانچہ سندی نے امام کے سامنے سو کوڑے مارے۔ ہارون کو جب اطلاع ملی تو اس نے کہا فضل بن یحییٰ نے میری نافرمانی کی اور میری اطاعت سے انحراف کیا۔ پس اس پر لعنت کرو لوگوں نے ہر طرف سے لعن کی اس نے سندی کے ذریعے سے حضرت کو زہر دلوا دیا۔

احمد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم فضل بن ربیع کے گھر سے فضل بن یحییٰ برمکی کے گھر منتقل ہوئے تو ابن ربیع رات کو حضرت کے لیے کھانا بھیجا کرتا تھا۔ چوتھی رات کو جب کھانا آیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا خداوندا تو جانتا ہے کہ اگر میں اس کو ایک دن پہلے کھا لیتا تو ضرور مر جاتا مجبوراً حضرت نے وہ کھانا کھایا اس کے کھاتے ہی حضرت بیمار ہو گئے۔ ایک طبیب کو آپ کے پاس بھیجا گیا آپ نے ہتھیلی کے وسط کی سبزی دکھا کر فرمایا میری بیماری یہ ہے یہ دلیل ہے زہر دیئے جانے کی۔ طبیب واپس گیا اور اس نے کہا واللہ جو کچھ تم نے ان کے ساتھ کیا ہے وہ اس کو جانتے ہیں اسی زہر کے اثر سے آپ کی وفات ہوئی۔

سندی ابن شاہک اسی آدمیوں کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے یہاں آیا اور ان لوگوں سے کہا دیکھو ان کی حالت

میں کوئی خاص تغیّر تو نہیں حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا لوگو آگاہ ہو کہ مجھے خرمے کے نو دانوں میں زہر پیوست کر کے دیا گیا ہے میرا بدن کل کو ہرا ہو جائے گا اور پرسوں میں مر جاؤں گا۔

اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا کل میرا بدن زرد ہو گا پرسوں سیاہ ہو گا اور میں مر جاؤں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مسیّب سے فرمایا جب مجھے مجبور کر کے شربت پلایا جائیگا تو جب تم یہ دیکھنا کہ میرا بدن ورم کر آیا ہے اور رنگ زرد ہو گیا ہے اور میرے اعضا ڈھیلے پڑ گئے ہیں تو سمجھنا یہ وقت میرے مرنے کا ہے۔ یہ ناپاک سندی میرے کفن دفن کا انتظام کرنے آئے گا لیکن ہرگز یہ امر اس سے متعلق نہ ہو گا۔

جب حضرت کا انتقال ہو گیا تو میں نے حضرت کے داہنی طرف ایک شخص کو بیٹھا پایا جو بعد میں غائب ہو گیا جب حضرت کے مرنے کی خبر ہارون کو دی تو اس نے سندی کو تجہیز و تکفین کے لیے بھیجا تو اس نے آپ کا جنازہ تیار پایا۔ سندی نے حضرت کا جنازہ بغداد کے پل پر رکھوا دیا اور ندا کرائی یہ موسیٰ بن جعفر ہیں جن کے متعلق رافضیوں کا گمان یہ ہے کہ وہ مرے نہیں اور واقفہ فرقہ کا عقیدہ ہے کہ وہ قائم ہیں اور انہوں نے قید میں رہنے کو ان کی غیبت فرض کر لیا ہے۔ سندی جس گھوڑے پر سوار تھا اور اس نے اسے دریا میں دے پٹکا۔ اور اس میں ڈوب کر مر گیا اور یحییٰ بن خالد کا خاندان تباہ ہو گیا۔

مروی ہے کہ سلیمان بن ابو جعفر منصور اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا تھا بارش ہو رہی تھی کہ حضرت کا جنازہ ادھر سے گزرا اس نے اپنے آدمیوں سے کہا پوچھو یہ جنازہ کس کا ہے انہوں نے خبر دی کہ موسیٰ بن جعفر کا ہے۔ جنہوں نے قید خانہ میں انتقال کیا ہے اور ہارون نے حکم دیا ہے کہ ان کو موجودہ حالت میں دفن کر دیا جائے۔

سلیمان نے کہا موسیٰ بن جعفر کیا اس کس مپرسی کی صورت میں دفن کیے جائیں گے۔ جو کوئی آخرت سے ڈرتا ہے کیا وہ ان کے حق کو پورا نہ کرے گا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ از سر نو تجہیز و تکفین کریں اور ایسی چادر جنازہ پر ڈالی گئی جس کی قیمت دو ہزار پانچسو دینار تھی اس پر آیات قرآنی لکھی تھیں وہ خود جنازہ کے ساتھ سر و پا برہنہ گیا اور مقابر قریش میں دفن کیا۔

مراثی

أتقتل يا ابن الشفيع المطاع ويا ابن المصابيح الغرر
ويا ابن الشريعة وابن الكتاب ويا ابن الرواية وابن الأثر
مناسب ليست بمجهولة يبدو البلاد ولا بالحضر
مهذبة من جميع الجهات ومن كل شائبة أو كدر

* * *

ربيع اليتامى والأرامل كلهم مداريس للقرآن في كل سحرة
مصابيح أعلام نجوم هداية مساجيح أحلام لقوا كل كربة
وأعلام دين المصطفى وولاته وأصحاب قرآن وحج وعمرة
آل رسول الله صبراً على الذي اضيم به فالصبر أوثق عروة

وقبر ببغداد لنفس زكية تضمنها الرحمن بالغرفات
وقبر بطوس يالها من مصيبة ألحت على الأحشاء بالزفرات

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد دہم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

در فضائل و مناقب حضرت امام رضا علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظمؒ

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

(۲) متابعت ہوائے خساست کو پیدا کرتی ہے جیسا کہ قصہ بلعم باعور میں ہے وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ (سورہ الاعراف ۷/۱۷۶)

(۳) متابعت شہوات کے ساتھ کفر ہے۔ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ (سورہ مریم ۱۹/۵۹)

(۴) متابعت شیطان نار ہے۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (سورہ الحجر ۱۵/۴۲)

(۵) متابعت فراعنہ غرق ہونا دنیا میں اور جلنا ہے نار جہنم میں فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ (سورہ ہود ۱۱/۹۷)

(۶) گمراہوں کی متابعت روز قیامت ان کے ساتھ ہونا ہے۔ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۷۱)

(۷) متابعت رسول محبت اللہ ہے فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (سورہ آل عمران ۳/۳۱)

(۸) متابعت اہل بیت حشر میں ان کے ساتھ ہونا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ (سورہ الطور ۵۲/۲۱)

غور کیا جائے تو اللہ نے اشیاء کو آٹھ پر رکھا ہے وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ (سورہ الحاقہ ۶۹/۱۷) ابواب جنت وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا (سورہ الزمر ۳۹/۷۱)۔ باب صدقات آٹھ ہیں إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ (سورہ التوبہ ۹/۶۰) اور جانوروں کے جوڑے آٹھ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۖ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ (سورہ الانعام ۶/۱۴۳) اور اصحاب کہف کے متعلق ہے۔ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ (سورہ الکہف ۱۸/۲۲) اور شعیب نے کہا۔ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ (سورہ القصص ۲۸/۲۷) مولود حرکت اس کی قوتیں اور خلقت آٹھ ماہ میں کامل ہوتی ہے۔ خاتم سلیمان ہشت پہلو تھی ایک فقیر د پیمانہ آٹھ تکیاں کا ایک دانگ آٹھ دانوں کا اعراب آٹھ د منبر کے عروض (۱۰ جز وغیرہ)

مغیبات اور معرفت باللغات

مامون نے ایک دفعہ امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ فلاں جاریہ کا حمل ہر بار ساقط ہو جاتا ہے آپ کے پاس اس کا کوئی علاج ہے فرمایا پرواہ نہ کر اس مرتبہ اس کے بچہ نہایت خوبصورت اپنی ماں سے مشابہ پیدا ہوگا اور اس کے داہنے پاؤں میں ایک ایک چھوٹی انگلی زیادہ ہوگی۔ مامون نے دل میں کہا چلو یہ اچھا بہانہ ان کو ولی عہدی سے معزول کرنے کا ہوگا۔ چنانچہ وقت کا انتظار رہا۔ جب درد زہ عارض ہوا تو اس نے دائی سے کہا جب بچہ پیدا ہو میرے پاس لے آنا لڑکی یا لڑکا۔ جب اس نے بچے کو دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا امام نے بتایا تھا۔

حالاتِ امام رضا علیہ السلام

مفردات

آیہ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (سورہ الصافات ۳۷/۱۶۴) کے متعلق امام رضا علیہ السلام نے فرمایا یہ ان ائمہ اوصیاء کے بارے میں ہے جو آل محمد ہیں۔

آیہ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَۃِ لَاَسْقَیْنٰہُمْ مَّآءً غَدَقًا (سورہ جن ۷۲/۱۶) فرمایا طریقہ سے مراد ولایت علی ابن ابی طالب اور اوصیائے علیؑ ہیں۔

آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (سورہ حم السجدہ ۴۱/۳۰) کے متعلق فرمایا یہ استقامت ہے محبت آئمہ یکے بعد دیگرے۔

آیہ مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ (سورہ المدثر ۷۴/۴۲، ۴۳) کے متعلق فرمایا اس سے مراد اتباع ائمہ ہے جن کے بارے میں ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ (سورہ واقعہ ۵۶/۱۰) اور، قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ (سورہ المدثر ۷۴/۴۳) سے مراد یہ ہے لم نك من أتباع السابقين۔

اور آیہ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِہِمْ مِّنْ غِلٍّ (سورہ الاعراف ۷/۴۳) ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

آیہ وَنَجْعَلَہُمُ الْوٰرِثِیْنَ (سورہ القصص ۲۸/۵) اور وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ (سورہ البقرہ ۲/۲۴۷) کے متعلق فرمایا یہ ہمارے بارے میں ہے۔

آیہ وَعَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ (سورہ النحل ۱۶/۹) سے مراد ہمارا راستہ ہے۔

آیہ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً (سورہ الشوریٰ ۴۲/۲۳) سے مراد مودت آل محمد ہے۔

آیہ اِنَّآ اَخْلَصْنٰہُمْ بِخَالِصَۃٍ ذِکْرَی الدَّارِ (سورہ ص ۳۸/۴۶) ہمارے بارے میں ہے۔

آٹھ چیزوں کی متابعت آٹھ چیزوں کو پیدا کرتی ہیں اس کے متعلق فرمایا۔

(۱) متابعت نفس ندامت کو پیدا کرتی ہے جیسا کہ قصہ قابیل میں ہے۔ فَطَوَّعَتْ لَہٗ نَفْسُہٗ (سورہ المائدہ ۵/۳۰)

ابوصلت ہروی سے منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام ہر زبان میں بات کرتے تھے میں نے تعجب کا اظہار کیا فرمایا ہم حجۃ خدا ہیں اس کی مخلوق پر اور جو کسی قوم پر خدا کی طرف سے حاکم ہو اس کو اس کی زبان جاننی چاہیے۔ کیا تم نے امیر المومنین کا یہ قول نہیں سنا او تینا فصل الخطاب اس سے معرفت لغات ہے۔

محمد بن جندل نے یاسر خادم سے روایت کی ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے پاس صقالیہ اور روم کے کچھ لوگ ایک گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے وہ رات کو اپنی ملکی زبان میں کہنے لگے ہم اپنے شہروں میں ہر سال فصد کرتے تھے لیکن یہاں ایسا نہیں ہوا دوسرے روز حضرت نے ایک طبیب سے فرمایا فلاں شخص کی فلاں رگ کی فصد کرا اور فلاں کی فلاں رگ کی اور مجھ سے فرمایا اے یاسر تو اس طرح فصد نہ کرانا۔ میں نے فصد کرائی تو میرا ہاتھ ورم کر آیا اور سبز رنگ ہو گیا فرمایا اے یاسر تیرا کیا حال ہے میں نے بتایا فرمایا کیا میں نے تجھے منع نہ کیا تھا اس کے بعد آپ نے لعاب دہن لگا کر اسے ملا اور فرمایا رات کا کھانا نہ کھانا۔

محمد عبید اللہ اشعری کہتا ہے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا مجھے پیاس لگی میں نے پانی مانگنا مناسب نہ سمجھا حضرت نے نوکر سے کہا پانی لا اسے چکھ کر فرمایا اسے پیو یہ ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔

ہارون بن موسیٰ ناقل ہے کہ میں ابی الحسن علیہ السلام کے ساتھ ایک جنگل میں تھا کہ حضرت کا گھوڑا ہنہنایا حضرت نے اس کی باگ چھوڑ دی وہ ایک طرف کو گیا۔ پیشاب اور پاخانہ کیا اور واپس آیا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا خدا نے جو چیزیں داؤد کو دی تھیں وہ محمد وآل محمد کو بھی دی ہیں۔

سلیمان بن جعفر جعفری نے بیان کیا کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ایک باغ میں تھے ایک چڑیا آپ کے ہاتھ پر آکر بیٹھی اور چلانے لگی اس سے اضطراب ظاہر تھا۔ فرمایا اے سلیمان یہ کہہ رہی ہے کہ ایک سانپ اس کے بچوں کو کھانا چاہتا ہے مجھ سے فرمایا تم لاٹھی لے کر جاؤ اور سانپ کو مار ڈالو۔ میں نے جا کر اسے مار ڈالا۔

اسی راوی نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک روز حضرت کے گھر میں بہت سے لوگ جمع تھے لوگ سوال کر رہے تھے اور حضرت جواب دے رہے تھے میں نے اپنے دل میں کہا یہ انبیاء میں سے ہیں حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے سلیمان ائمہ حلما وعلما ہیں جاہل ان کو انبیا سمجھتا ہے حالانکہ وہ انبیا نہیں۔

ابن بابویہ نے نقل کیا ہے کہ حسن ابن موسیٰ ابن جعفر سے مروی ہے کہ جعفر بن عمر علوی ادھر سے گزرے بہت خوف زدہ حالت میں لوگوں نے ایک دوسرے کو دیکھا امام رضا علیہ السلام نے فرمایا عنقریب تم ان کو دیکھو گے صاحب مال کثیر اور لوگوں پر حکمراں چنانچہ چند روز بعد وہ حاکم مدینہ مقرر ہوئے۔

حسن بن بشار سے مروی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا عبداللہ قتل کرے گا محمد کو میں نے کہا کیا عبداللہ بن ہارون کو قتل کرے گا محمد بن ہارون نے فرمایا ہاں عبداللہ جو خراسان میں ہے قتل کرے گا محمد بن زبیدہ کو جو بغداد میں ہے

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس بارے میں ایک شاعر نے کہا۔

وان الضغن بعد الضغن يفشو   عليك ويخرج الداء الدفينا

بیشک کینے کے بعد کینے ظاہر ہوتے ہیں   اور دفن کی ہوئی بیماریاں ظاہر ہو جاتی ہیں

خالد بن نجیح سے مروی ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ تیرے اور تیرے ساتھ کام کرنے والوں کے درمیان نزاع ہوگا جب میرا خط تیرے پاس آئے تو جو کچھ تیرے پاس ہے اسے جمع کر اور میرے پاس بھیج دے اور کسی کا کہنا نہ مان۔ حضرت مدینہ کو گئے اور خالد مکہ میں رہا ۱۵ روز بعد وہ مرگیا۔

مروی ہے کہ کسی نے امام رضا علیہ السلام سے آکر کہا کہ مفضل شدید درد میں مبتلا ہے اس کے لیے دعا کیجئے فرمایا تین دن ہوئے وہ تو مرگیا۔

راوی کہتا ہے میں امام رضا کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا یہاں تمہارے اصحاب سے کتنے بیمار ہیں میں نے کہا عثمان بن عیسیٰ زیادہ بیمار ہے فرمایا اس سے کہو چلا جائے پھر پوچھا اور کتنے ہیں میں نے کہا آٹھ فرمایا چار کو باہر لے جاؤ اور چار کو روک لو صبح کو دیکھا کہ جن چار کو روکا تھا وہ مرگئے۔

امام علیہ السلام ایک روز اپنے چچا محمد بن جعفر کی عیادت کے لیے آئے دیکھا اسحٰق بن جعفر رو رہے ہیں جب چلے تو اپنے بھائی حسین بن موسیٰ سے کہا تم نے اس رونے والے کو دیکھا یہ آج محمد بن جعفر کے لیے رو رہے ہیں اور کل وہ ان پر روئیں گے چنانچہ اسحٰق مرگئے اور محمد ابن جعفر نے ان پر نوحہ کیا۔

موسیٰ بن مہران سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے ہرثمہ کے متعلق مدینہ میں فرمایا کہ یہ مرو بھیجا جائے گا اور اس کی گردن ماردی جائے گی پس ایسا ہی ہوا۔

احمد بن محمد بن ابی نصر سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھے ایک ضرورت سے بھیجا اپنی سواری مجھے دی اور اپنے گھر میں ٹھہرایا جب میں دروازہ بند کر کے بستر پر لیٹا تو میں نے دل میں کہا میری کتنی عزت ہے حضرت کے دل میں اپنی ضرورت مجھ سے متعلق کی سواری اپنی دی اور اپنے گھر میں جگہ دی، ناگاہ کسی کے جوتے کی آواز آئی میں نے دروازہ کھولا حضرت تشریف لائے فرمایا اے احمد امیرالمومنین علیہ السلام نے صعصعہ بن صوحان کی عیادت کی اور فرمایا میری اس عیادت سے قوم پر فخر نہ کرنا۔

ابو جعفر طوسی نے کتاب الغیبۃ میں لکھا ہے کہ ابو ابراہیم مرگیا اس کا زر امانت زیاد القندی کے پاس ستر ہزار دینار تھے اور اتنے ہی حمزہ ابن بزیع کے پاس اور عثمان بن عیسیٰ الرواسی کے پاس تیس ہزار۔ احمد بن ابی بشر السراج کے پاس دس ہزار اور یہ سب اس نے وقف کی تھی امام رضا علیہ السلام نے ان سب کو رقم کی طلب میں خط لکھے انہوں نے انکار کیا اور ٹال مٹول کی۔ امام نے فرمایا کل یہ نہیں مریں گے مگر زندیق بن کر چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

احمد بن محمد کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام کو ایک خط لکھا اور یہ بات دل میں تھی کہ جب جاؤں گا تو حضرت سے چند آیات کے متعلق سوال کروں گا۔ حضرت نے میرے خط کا جواب لکھا اور ساتھ میں تحریر فرمایا جو تو نے دل میں چھپایا ہے اس کا جواب یہ ہے۔

حسن بن علی الوشا نے بیان کیا کہ امام رضا علیہ السلام نے ایک چادر مانگی وہ میرے پاس کپڑوں میں تھی جس کا مجھے پتہ نہ تھا۔ میں نے کہا میرے پاس نہیں ہے حضرت نے اپنا آدمی پھر میرے پاس بھیجا اور اس کا نشان بیان کر کے بتایا فلاں بقچہ میں ہے میں نے تلاش کیا تو مل گئی میں نے حضرت کے پاس بھیج دی اور میں حضرت سے چند مسئلے اس کے متعلق پوچھنے لگا آپ نے میرے بغیر بیان کیے ان کے جوابات مجھ سے بیان کر دیئے۔

احمد بن محمد ابن ابی نصر سے مروی ہے کہ ابن نجاشی نے مجھ سے کہا کہ امام رضا علیہ السلام کے بعد تمہارا امام کون ہوگا میں حضرت کے پاس آیا اور دریافت کیا فرمایا میرا بیٹا اور یہ بھی کہا لوگ اس سے انکار کریں گے اور کہیں گے ان کا کوئی بیٹا ہی نہ تھا۔

مروی ہے کہ مامون نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ آپ عراق میں حکومت کریں اور میں آپ کا خلیفہ بن کر خراسان میں حضرت مسکرائے اور فرمایا خراسان میں دوامی مسکن ہے میں مرتے دم تک یہیں رہوں گا اور قیامت میں یہیں سے اٹھوں گا۔ مامون کہتا ہے میں نے کہا آپ کو اس کا علم کہاں سے ہوا فرمایا مجھے جس طرح اپنی جگہ کا علم ہے تمہاری جگہ کا بھی ہے میں نے کہا میری جگہ کہاں ہے فرمایا میں مشرق میں مروں گا اور تم مغرب میں۔ میں نے حضرت کو بہت کچھ طمع خلافت دلائی مگر آپ راضی نہ ہوئے۔

حسن ابن الوشا سے مروی ہے کہ مجھے امام رضا علیہ السلام نے مرو میں بلایا اور فرمایا علی بن ابو حمزہ بطائنی نے آج انتقال کیا اور جب قبر میں داخل کیا گیا تو فرشتوں نے اس سے سوال کیا تیرا رب کون ہے اللہ نے پھر پوچھا نبی کون ہے کہا محمدؐ پوچھا ولی کون ہے کہا علیؑ پوچھا پھر کہا حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی بن الحسین پھر محمد بن علی پھر جعفر بن محمد پھر موسیٰ بن جعفر اس کے بعد وہ گھبرایا فرشتوں نے جھڑک کر کہا پھر کون؟ وہ چپ ہو گیا۔ انہوں نے کہا کیا موسیٰ بن جعفر نے تجھے اسی کا حکم دیا تھا پھر اس کو آگ کے گرز سے مارا اس کی قبر تا قیامت شعلہ فشاں رہے گی۔ میں نے تحقیق کیا تو بطائنی کا انتقال اسی روز ہوا۔ اور جو وقت حضرت نے دفن کا بتایا تھا اسی وقت دفن ہوا۔

عبداللہ بن ابراہیم غفاری کہتا ہے ایک قرض خواہ کا مجھ پر سخت تقاضا تھا اور وہ مجھے ستاتا تھا میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت کھانا کھا رہے تھے مجھ سے فرمایا تم بھی کھاؤ میں نے کھایا کھانے کے بعد فرمایا مصلے کے نیچے جو کچھ ہے لے لو۔ میں نے دیکھا کہ تین سو دینار ہیں ایک دینار پر ایک طرف لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وعلی أهل بيته اور دوسری طرف تھا (ترجمہ) ہم نے تم کو بھلایا نہیں ان سے اپنا

قرضہ ادا کرو اور مابقی اپنے اہل پر خرچ کرو۔
دعبل خزاعی امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اشعار پڑھے۔

مدارس آيات خلت من تلاوة　　ومنزل وحي مقفر العرصات

کسی نے کہا تم نے تشبیب کو کیوں چھوڑ دیا انہوں نے کہا مجھے امام کے سامنے پڑھتے حیا آئی۔
پھر دعبل جب اس شعر پر پہنچے۔

أرى فيئهم في غيرهم متقسماً　　وأيديهم من فيئهم صفرات

ان کا مال فئے دوسروں میں تقسیم ہو رہا ہے　　اور ان کا ہاتھ مال فئے سے خالی ہیں۔
یہ شعر سن کر امام علیہ السلام رو دیئے فرمایا اے خزاعی تو نے سچ کہا ہے جب دعبل نے یہ شعر پڑھا۔

اذا وتروا مدوا الى واتريهم　　أكفاً عن الأوتار منقبضات

تو امام علیہ السلام کف افسوس ملنے لگے اور فرمایا واللہ ایسا ہی ہے

لقد خفت في الدنيا وأيام سعيها　　واني لأرجو الأمن بعد وفاتي

میں دنیا میں ہمیشہ خائف ہی رہا　　اب تو مرنے کے بعد ہی امن ملے گا
حضرت نے فرمایا خدا تم کو قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے۔
جب دعبل اس مصرعہ پر پہنچے　وقبر ببغداد لنفس زكية
تو حضرت نے فرمایا ان دو بیتوں کو اپنے قصیدہ میں شامل کر دو تاکہ مکمل ہو جائے۔

وقبر بطوس يالها من مصيبة　　ألحت على الأحشاء بالزفرات
الى الحشر حتى يبعث الله قائماً　　يفرج عنا الهم والكربات

اور ایک قبر طوس میں ہے ہائے کیسی مصیبت ہے　　جس کے تصوّر سے آہیں نکل رہی ہیں
قیامت تک یہی حال رہیگا یہانتک کہ ظہور قائم ہو　　یہ درد و غم اسی وقت دور ہو گا
دعبل نے کہا یا بن رسول اللہ یہ طوس میں کس کی قبر ہوگی فرمایا میری قبر، کچھ عرصہ کے بعد طوس میرے شیعوں اور زائروں کے آنے جانے کی جگہ بن جائے گا پھر دعبل نے یہ دو شعر پڑھے۔

خروج إمام لامحالة خارج　　يقوم على اسم الله والبركات
يميز فينا كل حق وباطل　　ويجزي على النعماء والنقمات

امام کا خروج لازم ہے　　وہ اللہ کا نام لے کر اس کی برکات کے ساتھ اٹھیں گے
وہ حق و باطل میں تمیز کرائیں گے　　اور بدلہ دیں گے نعماء و نقمات پر

حضرت نے فرمایا اے دعبل روح القدس تمہاری زبان سے بول رہا ہے ان دو بیتوں میں۔ اس کے بعد حضرت نے ان کو سو دینار دیئے دعبل نے لوٹا دیئے اور کہا آپ اپنا کوئی لباس مجھے دیدیجئے تاکہ بطور تبرک اپنے پاس رکھوں۔ حضرت نے ایک ریشمی جبہ میں وہ تھیلی رکھ کر اپنے غلام کے ہاتھ بھیجی اور فرمایا ان سے کہنا یہ لے لو تمہیں اس کی ضرورت ہے اور اب اسے نہ لوٹانا۔

دعبل وہ لے کر مرو سے ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کیا اور سب کا مال لوٹ لیا اور سب کی مشکیں باندھ لیں اور ان کا مال تقسیم کرنے لگے۔ ایک شخص نے ان میں سے یہ مصرعہ پڑھا۔ ع

أرى فيئهم في غيرهم متقسما

دعبل نے کہا یہ کس کا ہے وہ بولا خزاعہ کے ایک شاعر کا ہے۔ انہوں نے کہا میں دعبل اس قصیدہ کا کہنے والا ہوں انہوں نے یہ سن کر دعبل اور ان کے تمام قافلہ والوں کے ہاتھ کھول دیئے اور جو مال لوٹا تھا واپس دیدیا جب دعبل قم پہنچے اور یہ قصیدہ لوگوں کے سامنے پڑھا تو انہوں نے بہت سا مال دیا اور خواہش کی کہ جبہ کو ایک ہزار دینار میں فروخت کردے انہوں نے انکار کیا اور قم سے چلنے لگے۔ وہاں کے نوجوانوں نے وہ جبہ ان سے چھین لیا دعبل نے ہر چند مانگا مگر انہوں نے نہ دیا اور کہا ہزار دینار لے لو۔ دعبل نے کہا اچھا اس کا ایک ٹکڑا مجھے دے دو انہوں نے وہ دے دیا اور دعبل وہاں سے وطن پہنچے معلوم ہوا چور سب سامان گھر کا لوٹ لے گئے۔ پس جو سو دینار امام علیہ السلام نے دیئے تھے ان کو فروخت کیا۔ ہر شیعہ نے سو سو درہم میں ایک ایک دینار لے لیا اب اسے حضرت کا یہ کہنا یاد آیا کہ تمہیں ان کی ضرورت ہوگی۔

ہشام سے مروی ہے کہ ہارون بن مسیب نے جب محمد بن جعفر سے لڑنا چاہا تو امام علیہ السلام نے ان سے کہا تم کل خروج نہ کرنا ورنہ تم شکست کھاؤ گے اور تمہارے اصحاب قتل ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے وہ نہ مانے اور وہی ہوا جو امام نے فرمایا تھا۔

محمد بن سنان سے مروی ہے کہ کسی نے امام رضا علیہ السلام سے کہا آپ اپنے والد کی جگہ پر بیٹھے تو ہیں لیکن ہارون کی تلوار سے خون ٹپکتا نظر آرہا ہے فرمایا میرا جواب وہ ہے جو رسول اللہ کا تھا کہ ابوجہل میرے سر کا ایک بال بھی لے سکے تو گواہی دینا کہ میں نبی نہیں ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہارون میرے سر کا ایک بال بھی لے سکے تو کہنا میں امام نہیں ہوں۔

مسافر سے منقول ہے کہ میں منیٰ میں امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا کہ یحییٰ بن خالد ادھر سے گزرا اس کی ناک غبار سے اٹی ہوئی تھی فرمایا مساکین کیا جانیں اس سال ان پر اس کے ہاتھوں کیا بلائیں نازل ہوں گی اور اس سے زیادہ عجیب یہ امر ہے کہ میں اور ہارون ان دو انگلیوں کی طرح برابر ہوں گے۔

ابن بابویہ نے یحییٰ محمد بن جعفر سے روایت کی ہے کہ میرا باپ شدید بیمار ہوا امام رضا علیہ السلام ان کی عیادت کو آئے میرے چچا اسحٰق پاس بیٹھے رو رہے تھے مجھ سے کہا یہ کیوں رو رہے ہیں میں نے کہا اپنے بھائی کے غم میں فرمایا یہ تو ان سے پہلے مرجائیں گے چنانچہ میرے باپ اچھے ہوگئے اور اسحٰق مرگئے۔

معمر بن خلاد سے مروی ہے کہ مجھ سے ریان بن صلت نے کہا میرے لیے امام رضا علیہ السلام سے اذن باریابی حاصل کردیں میں چاہتا ہوں کہ حضرت مجھے پہننے کے لیے لباس دیں اور کچھ درہم دیں جن پر حضرت کے نام کا ٹھپہ ہو جب میں حاضر خدمت ہوا تو بغیر میرے کہے حضرت نے دو کپڑے دیئے اور تیس درہم جن پر آپ کا نام تھا۔

ابن قولویہ نے روایت کی ہے کہ جس سال ہارون حج کے ارادہ سے آرہا تھا۔ حضرت بھی مدینہ سے روانہ ہوئے جب جبل فارع کے پاس پہنچے تو حضرت نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا "فارع" اور اس کا ہادم ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے گا۔

میں حضرت کے اس کلام کو نہ سمجھا جب ہارون اس جگہ پہنچا تو اترا اور جعفر بن یحییٰ پہاڑ پر چڑھا اور حکم دیا کہ یہاں ایک عمارت بنائی جائے وہ بننے لگی جب ہارون حج سے پلٹا تو پہاڑ پر چڑھا اور اس عمارت کو گرانے کا حکم دیا اور عراق پہنچ کر جعفر بن یحییٰ کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔

رضوان بن یحییٰ سے مروی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا انتقال ہوگیا تو امام رضا علیہ السلام نے ان کے زہر دیئے جانے کا حال لوگوں سے بیان کیا میں نے کہا آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے مجھے اس طاغی کی طرف سے خطرہ ہے فرمایا وہ کتنی ہی کوشش کرے مجھے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

حسن بن علی الوشا سے مروی ہے جب امام رضا علیہ السلام بحکم مامون مدینہ جانے لگے تو آپ نے سب خاندان والوں کو جمع کیا اور فرمایا مجھ پر گریہ کرلو اب میں واپس آنے والا نہیں پھر آپ نے بارہ ہزار دینار ان پر تقسیم کیے

حمزہ بن جعفر ارجانی سے مروی ہے کہ ہارون مسجد الحرام سے ہو بار نکلا اور امام رضا بھی دوبار برآمد ہوئے امام نے فرمایا کتنا دور ہے اور کتنی قریب ہے ملاقات اے طوس عنقریب تو مجھے اور اس ہارون کو ایک جا کردے گا (یعنی دونوں کی قبریں قریب ہوں گی)

موسیٰ بن سیار سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے ایک جنازہ آتے دیکھا۔ آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور اسے کندھا دیا بعد میں مجھ سے فرمایا جو مشایعت جنازہ کرے وہ ہمارا دوست ہے اس کے گناہ اس طرح معاف ہوں گے گویا کوئی گناہ کیا ہی نہیں جب جنازہ قبر کے پاس پہنچا تو آپ نے لوگوں کو ہٹا کر اپنا ہاتھ اس کے سینہ پر رکھ کر فرمایا اے فلاں ابن فلاں تجھ کو جنت کی بشارت ہو میں نے کہا یابن رسول اللہ آپ اس کو پہچانتے ہیں آپ تو اس سرزمین پر کبھی آئے بھی نہیں فرمایا اے موسیٰ ہم گروہ ائمہ ہیں ہمارے شیعوں کے اعمال صبح و شام ہم پر پیش ہوتے ہیں اگر ان کی کوئی خطا ہماری نظر کے

سامنے آتی ہے تو خدا سے اس کے عفو کے خواستگار ہوتے ہیں اور اگر نیکی ہوتی ہے تو خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔

حسن بن موسیٰ سے مروی ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ حضرت کی ایک جائداد کی طرف چلا۔ اس روز نہ زیادہ سردی تھی نہ گرمی۔ حضرت نے فرمایا تم اپنے ساتھ بارش کا سامان لے کر چلو ہو۔ میں نے کہا آج بارش برسنے کی کیا ضرورت ہے فرمایا ہو گی ضرور چنانچہ تھوڑی دُور گئے تھے کہ بارش ہونے لگی۔

مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھ کر فرمایا تجھے جو وصیت کرنی ہو کرلے اور مرنے کے لیے تیار ہو جا چنانچہ وہ تیسرے روز مر گیا۔

حسن بن علی الوشاء کوفی سے مروی ہے میں نے بہت سے سوالات ایک کاغذ پر لکھے تاکہ امام رضا علیہ السلام کے علم کی جانچ کروں جب میں حضرت کے دروازہ پر پہنچا تو اتنا ہجوم تھا کہ میں حضرت تک نہ پہنچ سکا حضرت کا خادم آیا اور لوگوں سے پوچھنے لگا حسن بن علی الوشاء ابن بنت الیاس البغدادی کون ہے میں نے کہا میں حاضر ہوں اس نے مجھے ایک خط دیا اور کہا یہ جوابات ہیں تمہارے ان سوالات کے جو تمہارے پاس ہیں میں اس روز سے حضرت کی امامت کا معتقد ہو گیا اور مذہب وقف کو ترک کیا۔

حسن سمرقندی نے ابن ابوشاء سے روایت کی ہے کہ میں کوفہ سے خراسان کی طرف چلا میری لڑکی نے کہا یہ کپڑا لے جائیے اور اسے فروخت کرکے ایک فیروزہ میرے لیے لیتے آئیے۔ جب میں مرو میں پہنچا تو امام علیہ السلام کے غلام میرے پاس آئے اور کہا ہمیں ایک شخص کو کفن دینے کے لیے کپڑے کی ضرورت ہے میں نے کہا میرے پاس تو نہیں ہے وہ چلے گئے اور پھر واپس آئے اور کہا مولا نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ کپڑا فلاں بقچہ میں ہے یہ تجھے تیری لڑکی نے فروخت کرکے فیروزہ خریدنے کے لیے دیا تھا لہٰذا یہ اس کی قیمت ہے۔

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ میں ایک رات تحجفہ میں سو رہا تھا میں نے خواب میں رسول اللہ کو فرماتے سنا میں خوش ہوں تیرے برتاؤ سے جو تو نے میری اولاد کے ساتھ کیا۔ میں نے کہا اگر میں ان سے نیکی نہ کرتا تو کس سے کرتا فرمایا آخرت میں میری طرف سے اس کا بدلہ تجھے ملے گا۔ حضرت کے سامنے خرمہ کا ایک طبق رکھا ہوا تھا ان میں سے ایک مٹھی خرمے مجھے دیئے جو تعداد میں اٹھارہ تھے میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ میں اٹھارہ سال زندہ رہوں گا۔
ایک روز میں نے لوگوں کا ہجوم دیکھا میں نے سبب پوچھا لوگوں نے کہا علی بن موسیٰ تشریف لا رہے ہیں میں وہاں گیا تو دیکھا آپ اسی جگہ بیٹھے ہیں جہاں میں نے خواب میں رسول اللہ کو بیٹھے دیکھا تھا۔ آپ کے سامنے صیحونی خرموں کا ایک طبق رکھا تھا آپ نے مجھے ان میں سے ایک مٹھی خرمے دیئے جن کی تعداد اٹھارہ تھی میں نے زیادتی چاہی فرمایا اگر رسول نے زیادہ دیئے ہوتے تو میں بھی دیدیتا ایسی ہی ایک روایت کتاب الوسیلہ میں ابن علوان سے مروی ہے۔

خرقِ عادات

ابی الصلت ہروی سے مروی ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام نیشاپور سے قریہ حمرا میں پہنچے لوگوں نے کہا سورج غروب ہونے والا ہے اور کسی نے ابھی نماز نہیں پڑھی حضرت سواری سے اُترے اور وضو کے لیے پانی مانگا تو لوگوں نے کہا پانی تو ہے نہیں آپ نے اپنے ہاتھ سے زمین کھودی پانی نکل آیا حضرت نے اور آپ کے ساتھیوں نے وضو کر کے نماز پڑھی وہ چشمہ اب تک موجود ہے اسے چشمہ الرضا کہتے ہیں۔

جب آپ سناباد پہنچے تو اس پہاڑ کے پاس اُترے جہاں پتھروں سے ہانڈیاں بنائی جاتی تھیں آپ نے دُعا فرمائی خداوندا اس صنعت میں برکت دے چنانچہ وہاں کی ہانڈیاں سب سے بہتر سمجھی جاتی ہیں۔

بعض لوگوں نے بیان کیا کہ اہل طوس کہتے ہیں خدا نے ہمارے لیے پتھروں کو اس طرح نرم کر دیا جس طرح داؤد کے لیے لوہا نرم کر دیا ابن صلت نے کہا پھر دار حمید میں داخل ہوئے اور اس قبہ میں آئے جہاں ہارون کی قبر تھی فرمایا ہم بھی یہاں آئیں گے پھر ایک جگہ خط کھینچ کر فرمایا یہاں میری قبر ہوگی اور میرے شیعہ میری زیارت کو آئیں گے۔

حاکم ابو عبد الحافظ سے مروی ہے جب امام رضا علیہ السلام کا ورود نیشاپور کے محلہ فوزناجیہ میں ہوا تو آپ کو ایک گھر میں ٹھہرایا جس کا نام دار پسندیدہ رکھا گیا کیونکہ حضرت نے اس کو پسند کیا تھا آپ نے اس گھر کے گوشہ میں بادام کے درخت کا بیج بویا وہ پھوٹا اور وہ درخت بن گیا ہر سال پھل لاتا تھا بیمار اس کے کھانے سے شفا پاتے تھے۔ اندھے بینا ہو جاتے تھے قولنج سے نجات ملتی تھی ایک مدت تک لوگ اس سے فائدہ حاصل کرتے رہے ہمدان آیا تو اس کی شاخیں کاٹ ڈالیں اس کے بیٹے ابو عمر نے اس درخت کو بالکل ہی کاٹ کر پھینک دیا اس کے دو بیٹے تھے ابو القاسم اور ابو صادق انہوں نے اس گھر کی از سرِ نو تعمیر میں بیس ہزار روپیہ خرچ کیا اور اس درخت کی جڑ تک کو نکلوا کر پھینکوا دیا اس سال یہ دونوں مر گئے۔

صفوانی سے مروی ہے کہ خراسان کی راہ میں ڈاکوؤں نے ایک قافلہ کو لوٹا اور ایک شخص کے منہ میں برف بھر دیا جس سے اس کی زبان اینٹھ گئی اطبا نے بہت علاج کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ ایک رات اس نے امام رضا علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ سے اپنے مرض کا علاج چاہا فرمایا زیرہ جوا ور نمک کو کوٹ کر سفوف بنا اور اس کو دن میں دو تین بار منہ میں رکھ شفا پائے گا جب بیدار ہوا اور لوگوں سے یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا تو امام علیہ السلام سے جا کر مل وہ نیشاپور میں حضرت سے ملا اور حال بیان کر کے دوا کا طالب ہوا فرمایا جو دوا میں نے خواب بتائی ہے وہی استعمال کر چنانچہ اس کے استعمال سے

آرام ہو گیا۔

حکیمہ بنت موسیٰ سے مروی ہے کہ بیت الحطب کے دروازہ پر میں نے امام رضا علیہ السلام کو کھڑا دیکھا اور آپ کسی سے سرگوشی کر رہے تھے لیکن دوسرا شخص مجھے نظر نہ آیا میں نے کہا آپ کس سے سرگوشی کر رہے ہیں فرمایا یہ عامر زاہرانی مجھ سے کچھ سوال کر رہا ہے اور شکایت کر رہا ہے۔ میں نے کہا اس کا کلام میں بھی سننا چاہتی ہوں فرمایا اگر تم سنو گی تو ایک سال بخار رہے گا۔ میں نے کہا خیر سن تو لوں۔ اس کے بعد سیٹی سے مشابہ آواز میں نے سنی اور ایک سال تک بخار میں مبتلا رہی۔

ابراہیم بن موسیٰ نے راستہ میں امام رضا علیہ السلام سے کہا آج عید کا دن ہے اور میرے پاس ایک درہم نہیں حضرت نے اپنا کوڑا زور سے زمین پر رگڑا اور فرمایا یہ سونے کی اینٹ اٹھا لو اس کو اپنے خرچ میں لاؤ اور جو دیکھا ہے وہ کسی سے نہ کہنا۔

غفاری سے مروی ہے کہ ابو رافع غلام رسول اللہؐ کی آل سے ایک شخص کا قرضہ میرے اوپر تھا اور وہ مجھے پریشان کر رہا تھا میں نے امام رضا علیہ السلام سے بیان کیا آپ نے فرمایا جو فرش کے نیچے ہو اسے لے لو میں نے جو دینار وہاں تھے لے لیے۔ میں نے شمار کیے تو ۴۸ تھے ایک دینار پر لکھا تھا ۲۸ دینار سے قرضہ چکانا باقی اپنے خرچ میں لانا۔

ابوالصلت بن صالح سے مروی ہے کہ کسی نے مامون سے کہا کہ امام رضا علیہ السلام مجالس علم کلام منعقد کرتے ہیں اور لوگ ان کے علم کے گرویدہ ہوتے چلے جا رہے ہیں مامون نے محمد بن عمر طوسی کو بھیجا کہ مجمع کو ان کی مجلس سے باہر نکال دے اور ان کو میرے سامنے حاضر کر۔ حضرت آئے تو اس نے آپ کو ذلیل کیا۔ حضرت وہاں سے یہ کہتے ہوئے نکلے قسم ہے حق مصطفیٰ و مرتضیٰ اور سیدۃ النساء کی میں خدا سے بد دعا کروں گا جس سے اس علاقے کے باشندوں کو کتے نکال کر اس کو اور اس کے ہم نشینوں کو ذلیل کر دیں گے پھر گھر آئے اور غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور قنوت میں فرمایا۔

یاذا القوة الجامعة والرحمة الواسعة الی آخر دعائه ـ صل علی من شرفت الصلاة بالصلاة علیه وانتقم لی ممن ظلمنی واستخف بی وطرد الشیعة عن بابی وأذقه مرارة الذل والهوان کما اذاقنیها واجعله طرید الارجاس وشرید الانجاس بدلے اس سے جس نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے ذلیل کیا اور میرے گھر سے میرے شیعوں کو نکالا اس کو ذلت و خواری کا مزہ چکھا جیسا اس نے مجھے چکھایا ہے اور ناپاک و بد ذات لوگوں کا نکالا ہوا اسے قرار دے۔

ابھی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ شور و غل کی آواز آئی۔ حضرت نے ابوالصلت سے فرمایا بالائے بام جا کر دیکھو تم دیکھو گے ایک موٹی عورت بوسیدہ لباس پہنے ہو گی اور بد معاشوں کو بھڑکا رہی ہو گی اس علاقہ کے لوگ اس کو سمانہ کہتے ہیں۔ یہ آوارہ مزاج عورت ہے اس کے ساتھ اوباشوں اور بد معاشوں کا ایک گروہ مامون کے قصر کو ابو مسلم کا قصر شاہجہان ہے گھیرے

ہوئے ہے مامون زرہ پہنے ہوئے وہاں سے بھاگنا چاہتا ہے ابو صلت نے دیکھا کہ لوگوں نے کوٹھوں پر سے پتھر برسانے شروع کیے جس سے اس کا سر پھٹ گیا کسی نے کہا اے امیر المومنین سامنے نے کہا چپ رہو اگر یہ امیر المومنین ہوتا تو ذکر رد فجار فروج ابکار پر مسلط نہ ہوتے یعنی جبراً زناکاری کھلے عام نہ ہوتی الغرض مامون بہزار ذلت وہاں سے نکلا اسے یقین ہو گیا کہ یہ سزا ملی ہے امام رضا علیہ السلام کو ذلیل کرنے کی۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت خواہ ہوا فرمایا خدا سے ڈر تو امت محمد ہے اور صاحب حکومت ہے تو نے امور مسلمین کو ضائع کر دیا اور لوگوں کے معاملات کو ایسوں کے سپرد کر دیا جو خلاف حکم خدا عمل کرتے ہیں تو نے ان شہروں میں قیام کیا اور دار ہجرت کو چھوڑا جو مہبط وحی ہے مہاجرین و انصار کی اولاد) تیرے سامنے ظلم کر رہی ہے اور وہ کسی مومن کے نہ رشتہ کا خیال رکھتے ہیں نہ عہد کا اور مظلوموں پر ایسا وقت آیا ہے کہ اس سے ان کے نفسوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اپنا النفقہ حاصل کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں اور کسی ایسے کو نہیں پاتے کہ اپنا حال اس سے بیان کریں اس خدا سے ڈر بہور مسلمین اور رجوع کر اہل بیت نبوت اور معدن الرسالت کی طرف جو مہاجرین و انصار کے لیے جائے پناہ ہیں۔ تو امیر المومنین ہو کر یہ نہیں جانتا کہ ان کا والی خیمے کے ستون کی مانند ہوتا ہے اس نے کہا آپ نے صحیح فرمایا اس کے بعد وہ چلا گیا۔

ذوالریاستین نے کہا اے امیر المومنین کل میں نے تیرے بھائی کو قتل کیا اور آج تو امام رضا کو ولی عہد بنا رہا ہے میں سمجھتا ہوں خلافت بنی عباس سے نکل گئی۔ تیری قید میں تیرے باپ کے زمانے کے جو منصبدار پڑے ہیں جیسے علی بن عمران ابن مونس اور جلودی یہ ولی عہدی امام رضا پر رضامند نہ ہوں گے۔ مامون نے یکے بعد دیگرے محبوسوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اول ابن عمران سے معلوم کیا اس کو راضی نہ پا کر اس کے قتل کا حکم دیا۔ ابن مونس خاموش رہا پھر جلودی کو بلایا۔ حضرت نے فرمایا اسے میرے حوالے کر یہ وہ ہے جس نے وقت خروج محمد بن ابی طالب ان کی عورتوں کو سر برہنہ کیا تھا اور لوٹا تھا اے امیر المومنین میرے بارے میں اس کی کوئی بات نہ سن اس نے کہا بہتر اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ ذوالریاستین کو اس کا رنج ہوا۔ مامون نے ان کی تسکین کے لیے کہا ایک تحریر لکھ دے کہ میں تجھے عمر بھر معزول نہ کروں گا پس اس نے جو چاہا لکھ لیا۔ اور اس سے مامون امام رضا علیہ السلام کی ولی عہدی کے متعلق توقیع لکھوانی چاہی اس نے انکار کیا اس کے بعد وہ مامون کا امام رضا علیہ السلام کے بارے میں مجبر کاتا رہا آخر مامون نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا۔

حسن بن سہل نے اپنے بھائی فضل بن سہل کو لکھا کہ نجوم سے معلوم ہوا ہے کہ اس مہینہ میں بدھ کے روز تو بھاد آگ کی گرمی ہے گا تو مامون اور امام رضا حمام میں داخل ہوں اور تو وہاں دفع نحوست کے لیے حجامت بنوائے گا فضل نے یہ مامون کو لکھا اور مامون نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا اور بلایا اور اس کے متعلق پوچھا حضرت نے فرمایا میں کل روز چہار شنبہ حمام نہ جاؤں گا میرے جد حضرت رسول خدا نے منع فرمایا ہے مامون نے کہا تو میں بھی نہ جاؤں گا فضل کو اختیار

ہے۔ جب آفتاب غروب ہوا تو راوی کہتا ہے ہم سے امامؑ نے کہا چھت پر جاؤ اور سنو۔ میں گیا تو ایک چیخ سنی اور میں نے دیکھا کہ مامون اپنے دروازہ سے نکل کر امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا فضل حمام میں داخل ہوا تو لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ تین آدمی پکڑے گئے ایک ان میں سے فضل کی خالہ کا بیٹا ہے۔ ذوالقلمین ہے۔ فضل کے آدمیوں نے مامون کے دروازہ پر غل مچایا اور آگ سے اس کا دروازہ جلانا چاہا انہوں نے یہ قتل مامون کی طرف منسوب کیا کہ اس کی سازش سے ہوا ہے مامون نے کہا آپ جا کر ان کو روکیے۔ حضرت سوار ہو کر ان کے پاس آئے اور متفرق ہونے کے لیے فرمایا وہ نہ ہٹے تو آپ نے جس کی طرف انگلی سے اشارہ کیا وہی ٹھوکر کھا کر گرا۔

نسل انصار سے ایک شخص ایک مقفل شیشہ میں سات بال لایا اور کہا یہ حضرت رسولؐ خدا کے بال ہیں امامؑ نے ان میں سے چار کے متعلق فرمایا یہ صحیح ہیں اور تین کے متعلق کہا یہ جھوٹے ہیں اس نے کہا ثبوت کیا ہے آپ نے ان کو آگ پر رکھا تین جل گئے اور چار کندن کی طرح چمک اٹھے۔

ابو سعید مکاری جو واقفیہ مذہب کا تھا امام رضا علیہ السلام سے کہنے لگا آپ نے اپنا مرتبہ بہت بڑھا دیا آپ وہی دعویٰ کرتے ہیں جو آپ کے باپ نے کیا تھا۔ آپ نے فرمایا خدا تیرے نور کو بجھا دے اور فقر کو تیرے گھر میں داخل کرے کیا تو نہیں جانتا کہ خدا نے وحی کی عمران کو میں تجھے ایک لڑکا دوں گا جو کوڑھی اور جذامی کو اچھا کر دے گا۔ پس مریم ان کے یہاں پیدا ہوئیں اور مریم کے بطن سے عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے پس عیسیٰ مریم سے ہیں اور مریم عیسیٰ سے اور عیسیٰ اور مریم ایک ہی چیز ہیں پس میں اپنے باپ سے ہوں اور میرے باپ مجھ سے ہیں اور میں اور باپ ایک ہی ذات ہیں۔ وہ جب حضرت کے پاس سے گیا تو اندھا ہو گیا اور لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتا مانگتا مر گیا۔

جب امام رضا علیہ السلام نیشاپور پہنچے تو محلہ فوزا میں قیام کیا تو آپ نے حمام بنانے کا حکم دیا اور ایک اونچی جگہ کھدوا کر حوض کی تعمیر اور اس سے متصل مسجد۔ پھر حضرت نے حوض سے غسل کیا اور مسجد میں نماز پڑھی اور یہ سنت قرار پائی اس حمام کا نام گرمابہ رضا اور پانی کا آب رضا اور حوض کا نام کاہلان ہوا۔ اور یہ اس وجہ سے کہ ایک شخص نے اپنی ہمیانی طاق میں رکھی اور حوض سے غسل کیا اور اسے بھول کر مکہ کو روانہ ہو گیا۔ جب حج سے واپس ہوا تو وہاں آیا۔ اس نے جگہ کو مقفل پایا لوگوں سے سبب پوچھا انہوں نے کہا اس میں ایک سانپ رہتا ہے اس نے کھلوایا اور حوض کے پاس آیا تو اپنی ہمیانی موجود پائی۔ اس نے کہا یہ امام کا معجزہ ہے لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا اسے کاہلان تاکہ لوگ اس ہمیانی کو نہ لیں پس اس حوض کا نام کاہلان ہو گیا اور محلہ کا فوز بعد کو بدل کر فوزا ہو گیا۔

کلینی نے حسین بن منصور سے اس نے اپنے بھائیؒ سے روایت کی ہے کہ ایک رات میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رات تاریک تھی مکان میں اندھیرا تھا آپ نے ہاتھ اٹھایا تو دس شمعوں کی برابر روشنی ہو گئی۔

اسی راوی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت کے پاس بہت سامان بھیجا لیکن جب میں آپ کے پاس آیا تو کوئی نشان نہ پایا

میں بہت رنجیدہ ہوا کہ اتنا مال بھیجا اور یہاں اس کا کوئی نشان نہیں۔ آپ نے غلام سے فرمایا میرے ہاتھ پر پانی ڈال جب وہ پانی طشت میں گرا تو سونا تھا پھر مجھ سے فرمایا جو شخص ایسا ہوا سے کیا پرواہ اس مال کی جو تو نے بھیجا۔ ابی الحسن قزوینی نے اپنی ایک کتاب میں ہرثمہ بن اعین سے روایت کی ہے کہ صبیح الدیلمی نے بیان کیا کہ ایک رات مامون نے اپنے تیس معتمد غلاموں کو بلایا اور امام رضا علیہ السلام کے قتل پر عہد لیا اور ہر ایک سے وعدہ کیا کہ دس تھیلی درہم اور دس زرخیز زمینیں دینے گا۔ وہ گئے اور انہوں نے اپنے گمان میں حضرت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور آپ کا فرش اوپر ڈال کر لاش کو چھپا دیا اور تلواروں سے خون صاف کر کے مامون کے پاس آئے اس نے پوچھا تم نے کیا کیا۔ انہوں نے کہا وہی جس کا آپ نے حکم دیا تھا۔ پوچھا تم میں سے کس نے سبقت کی۔ کہا سب نے۔ مامون نے کہا خبردار اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ صبح کو مامون دربار میں اس شان سے آیا کہ اس کا سر کھلا ہوا تھا اس نے درباریوں سے حضرت کے مرنے کا اظہار کیا اور تعزیت کے لیے بیٹھا اور لوگوں سے کہا وہ حضرت کی قیامگاہ پر جائیں اور وہ خود بھی چلا جب حضرت کے حجرہ میں پہنچا تو ہلکی ہلکی آواز سنی خائف ہو کر بولا یہاں حضرت کے پاس کون ہے راوی کہتا ہے میں نے کہا ہمیں علم نہیں، اس نے کہا اندر جا کر دیکھو راوی کہتا ہے میں نے اندر جا کر دیکھا تو حضرت کو محراب عبادت میں نماز پڑھتے پایا۔ مامون گھبرا گیا اور اپنے غلاموں سے کہنے لگا کہ تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے خدا تم پر لعنت کرے پھر وہ مجمع کی طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے کہا اے صبیح تو نے پہچانا کون ان کے پاس نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا وہی ہیں یہ سن کر مامون لوٹ گیا۔ جب میں دروازہ پر پہنچا تو حضرت نے مجھ سے کہا اے صبیح۔ میں نے کہا مولا میں حاضر ہوا۔ حضرت نے کہا تو مامون کے پاس جا اور اس سے کہو۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

(سورہ الصف ۸/۶۱) میں مامون کے پاس آیا اور یہ آیت پڑھی اس نے جوتا پہنا عمامہ باندھا اور کہا میرا دروازہ بند کر دو اور امام والے گھر کا دروازہ کھول دو اور یہ مشہور کر دو کہ حضرت پر غشی طاری ہو گئی تھی۔ ہرثمہ نے کہا مجھ سے حضرت نے فرمایا ان کا فریب ہمیں نقصان نہیں پہنچا تا جب تک کہ اجل معین نہ آئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا ذکر

مامون آٹھ دن حضرت سے علمی سوالات کرتا رہتا تھا اور آپ ہر ایک جواب آیات و احادیث سے دیتے تھے۔ ابراہیم بن

عباس کا قول تھا میں نے دیکھا جب کبھی مسئلہ آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فوراً اس کا جواب دیا۔

الجلاء والخفا میں محمد بن عیسیٰ سے مروی ہے کہ میں نے جمع کیا ان مسائل کو جو حضرت سے پوچھے گئے تو ان کی تعداد اٹھارہ ہزار تھی۔ اس کی روایت ابوبکر خطیب نے اپنی تاریخ میں ثعلبی نے اپنی تفسیر میں سمعانی نے اپنے رسالہ میں اور ابن معتز وغیرہ نے اپنی کتابوں میں کی ہے۔

ابوجعفر قمی نے عیون اخبار الرضا میں لکھا ہے کہ مامون نے تمام ادیان کے علماء کو جمع کیا۔ جیسے جاثلیق۔ راس الجالوت۔ ستارہ پرستوں کے علماء عمران الصابی۔ یزید الاکبر۔ اصحاب زردشت۔ نسطاس الرومی اور متکلمین میں سلیمان مروزی۔ پھر اس نے امام علیہ السلام کو بلایا۔ اس کے بعد ایک ایک سے امام علیہ السلام نے مناظرہ کیا اور ان کو لاجواب کیا۔

مامون خلفائے بنی عباس میں سب سے زیادہ عالم تھا۔ باوجود اس کے وہ حضرت کی طرف رجوع کرنے کا محتاج تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنا ولی عہد بنایا اور اپنی بیٹی سے شادی کر دی۔

مامون نے امام علیہ السلام سے مناظرہ کرنے کے لیے یحییٰ بن ضحاک سمرقندی کو بلایا۔ حضرت نے فرمایا اے یحییٰ مجھ سے سوال کر اس نے کہا یا ابن رسول اللہ پہلے آپ سوال کیجئے۔ فرمایا ایسے شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جس نے اپنے نفس کے لیے صداقت کا دعویٰ کیا اور صادقین کو جھٹلایا آیا وہ صادق اور محق فی الدین سمجھا جائے گا یا کاذب۔ یہ سن کر یحییٰ نے سکوت کیا مامون نے کہا جواب کیوں نہیں دیتے۔ اس نے کہا اے امیرالمومنین مجھے جواب سے معاف فرمایئے مامون نے امام علیہ السلام سے کہا آپ بتایئے یہ مسئلہ کیا ہے جس نے یحییٰ کو خاموش کر دیا۔ فرمایا اگر یحییٰ کا گمان یہ ہے کہ صادقین کی تصدیق کی تو ایسے شخص کے لیے امامت نہیں ہو سکتی جو اپنے نفس کا عجز ظاہر کرے اور جس نے منبر رسول پر کہا ہو تم نے مجھے اپنا حاکم بنایا ہے۔ ولست بخیر کم ورانحالیکہ میں تم سے بہتر نہیں حالانکہ امیر کو رعایا سے بہتر ہونا چاہیے اگر یحییٰ کا گمان یہ ہے کہ اس نے صادقین کی تصدیق کی تو بھی امامت اس شخص کے لیے نہیں ہو سکتی جو اپنے نفس کے متعلق یہ خبر دے کہ میرے لیے ایک شیطان ہے جو مجھے بہکاتا ہے اور اگر یحییٰ کا گمان ہے کہ صادقین کی تصدیق کی تو بھی امامت اس شخص کے لیے نہیں ہو سکتی جس کے دوست نے یہ اقرار کیا ہو کہ اس کی بیعت اچانک تھی خدا نے اس کے شر سے بچا لیا جو ایسا کرے اسے قتل کر دو مامون نے بلند آواز سے لوگوں سے کہا تم نے سن لیا پھر بنی عباس سے مخاطب ہو کر کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ان سے مناظرہ نہ کرو ان کا علم رسول اللہ کے علم سے ہے۔

کتاب صفوانی میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے ابن قرہ نصرانی سے کہا۔ مسیح کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ اس نے کہا وہ اللہ سے ہیں آپ نے فرمایا "سے (من)" سے تیری کیا مراد ہے۔ من (سے) کے لیے چار صورتیں ہیں پانچویں نہیں۔ کیا من سے تیری مراد ہے کالبعض من الکل یعنی جیسے بعض کل کا جزو ہوتا ہے۔ تب تو خدا

صاحب اجزا اقرار پایا اور اگر یہ مراد ہے کالخل من الخمر یعنی شراب سے سرکہ تو یہ استحالہ ہے اور اگر یہ صورت ہے کالولد من الوالد تو یہ مناکحت سے متعلق ہے اور اگر یہ صورت ہے کالصنعۃ من الصانع تو یہ نسبت ہوگی جو مخلوق کو خالق سے ہے یا تمہارے نزدیک کوئی اور وجہ ہے تو اسے بتاؤ یہ سن کر وہ خاموش ہوگیا۔

حضرت کے خادم یاسر نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک پنجرہ میں ستر شیشیاں ہیں پنجرہ اوپر سے گرا اور سب شیشیاں ٹوٹ گئیں فرمایا اگر تیرا خواب سچا ہے تو میرے اہل بیت میں سے ایک شخص خروج کرے گا اور ستر دن حکومت کر کے مرجائے گا چنانچہ محمد بن ابراہیم نے ابوالسرایا کے ساتھ خروج کیا اور ستر دن حکومت کر کے مرگئے۔

جاثلیق نے ایک بار متکلمین اسلام سے مناظرہ کیا اس نے کہا ہم اور آپ اس سے متفق ہیں کہ عیسیٰ نبی تھے اور انجیل ان پر نازل ہوئی اور اس پر بھی کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور ہم بعثت محمد پر آپ سے متفق نہیں البتہ ان کی موت پر متفق ہیں پس ان کی نبوت پر کیا دلیل ہے وہ لوگ حیران ہو کر رہ گئے۔ مامون نے امام رضا علیہ السلام کو بلایا آپ نے اس نصرانی سے کہا ہم حضرت عیسیٰ کی نبوت اور ان کی کتاب کے مقر ہیں اور جو حواریوں سے کہا اس کو مانتے ہیں اور ہم انکار کرتے ہیں اس سے عیسیٰ کی نبوت کا جو نبوت محمدیہ کا منکر ہے اور ان کی کتاب کا اور ان کی بشارت کا اے نصرانی واللہ ہمارا ایمان ہے ان عیسیٰ پر جو ایمان لائے ہیں محمد مصطفےٰ ﷺ پر اور نہیں مانتے تمہارے عیسیٰ کو وہ کمزور تھے اور روزہ نماز کم کرتے تھے اس نے کہا واہ یہ آپ کیا کہتے ہیں وہ تو قائم اللیل اور صائم النہار تھے حضرت نے فرمایا وہ کون تھے جس کے لیے وہ روزہ نماز کرتے تھے۔ یہ سن کر وہ چپ ہوگیا کچھ دیر بعد بولا جو مُردوں کو زندہ کرے اور کوڑھیوں اور جذامیوں کو اچھا کرے کیا وہ اس کا مستحق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے فرمایا خرقیل نے ۳۵ ہزار مردوں کو ۶۰ برس بعد ان کے مرنے کے زندہ کیا یہ قوم بنی اسرائیل تھی جو طاعون کے ڈر سے نکل بھاگی تھی قرآن کہتا ہے هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ (سورہ البقرہ ۲۴۳/۲) فأماتهم الله في ساعة (سورہ البقرہ ۲۴۳/۲) ساٹھ برس بعد نبی کی دعا سے وہ سب زندہ ہوگئے حضرت ابراہیم کے ہاتھوں پر طائر زندہ ہوگئے، طور پر موسیٰ کے ۷۰ ساتھی زندہ ہوگئے، رسول اللہؐ نے قریش کے کہنے پر مردوں کو زندہ کیا پس اگر مُردوں کا زندہ ہونا معبود کے ہونے کی دلیل ہے تو پھر ان سب کو بھی معبود مانو یہ سن کر وہ نصرانی مسلمان ہوگیا۔

فضل بن سہل سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے راس الجالوت سے کہا کیا تم توریت کے اس بیان سے انکار کرتے ہو کہ نور جبل طور سے آیا اور اس نے نور بخشا لوگوں کو جبل ساعیر پر اور اعلان چاہا ہمارے لیے جبل فاران سے اس نے کہا میں ان کلمات کو جانتا ہوں لیکن ان کی تفسیر کیا ہے امام نے فرمایا مجھ سے سنو طور سینا سے نور آیا یعنی موسیٰ پر طور سینا کے اوپر بذریعہ وحی خدا نے اپنے احکام نازل کیے اور جبل ساعیر کی روشنی سے مراد جناب عیسیٰ پر وحی ہے اور جبل فاران سے مراد جبل مکہ ہے اور ان دونوں کے درمیان ہے۔

مرو میں مامون اور فضل اور امام رضا علیہ السلام دستر خوان پر کھانا کھا رہے تھے۔ مامون نے پوچھا رات پہلے ہے یا دن۔ امام نے فرمایا قرآن سے جواب دوں یا حساب سے۔ فضل نے کہا دونوں سے فرمایا آگاہ ہو کہ طالع دنیا سرطان ہے اور کواکب اپنے موضع شرف میں پس زحل میزان میں اور مشتری سرطان میں، اور سورج حمل میں اور چاند ثور میں دلیل ہے آفتاب کے حمل میں ہونے کی دسویں درجہ پر وسط سما میں اور یہ ثبوت ہے اس کا کہ دن کو رات سے پہلے پیدا کیا گیا ہے۔ رہا قرآن سے ثبوت تو خدا فرماتا ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ (سورہ یٰسین ۳۶/۴۰)

کافی کلینی میں ہے کہ کسی نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ تزویج رات میں کیوں کرتے ہیں فرمایا اس لیے کہ رات باعث سکون ہے اور عورتیں بھی باعث سکون ہیں۔

کسی نے پانی اور روٹی کا مزا پوچھا فرمایا پانی کا مزہ زندگی کا مزا ہے اور روٹی کا مزہ عیش کا مزہ ہے۔

عمران صابی نے پوچھا آنکھ نور ہے یا روح چیزوں کے منظر کو دیکھتی ہے فرمایا آنکھ تو چربی ہے اور وہ سفیدی اور سیاہی ہے اور نظر کا تعلق روح سے ہے تم اسی سے دیکھتے ہو اور انسان اپنی صورت کو دیکھتا ہے۔ پانی یا آئینہ میں اس نے کہا جب آنکھ کور ہو جاتی ہے تو روح کیسے قائم ہوتی ہے درآنحالیکہ نظر چلی گئی فرمایا اس کو یوں سمجھو جیسے طلوع ہونے والے آفتاب پر تاریکی چھا جائے اس نے پوچھا روح کہاں جاتی ہے فرمایا جو روشنی روشندان کے ذریعے سے گھر کے اندر آتی ہے اگر روشندان بند ہو جائے تو وہ کہاں جاتی ہے اس نے کہا اور توضیح فرمایا روح کا مسکن دماغ ہے اور اس کی شعاعیں پھوٹتی ہیں بدن میں جیسے کہ سورج کہ وہ آسمان میں ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں تمام زمین پر پھیلتی ہیں اگر یہ زمین نہ رہے تو سورج بھی نہیں اور اگر سر نہ رہے تو روح بھی نہیں اس نے کہا کیا وجہ ہے کہ مرد کے داڑھی ہے عورت کے نہیں فرمایا خدا نے مرد کو داڑھی سے زینت دی اور اس کے ذریعے سے عورتوں پر فضیلت دی ہے۔

کیا وجہ ہے کہ بعض عورتوں کے پیٹ میں دو بچے ہوتے ہیں فرمایا اگر دونوں چھاتیاں برابر بڑی ہیں تو سمجھ لو پیٹ میں دو بچے ہیں اور اگر ایک بڑی ہے اور دوسری چھوٹی تو سمجھو ایک ہے اور اگر داہنی پستان بھاری ہے تو سمجھو لڑکا ہوگا اور اگر بائیں بھاری ہے تو سمجھو لڑکی ہوگی اور اگر داہنی چھاتی حاملہ کی پتلی ہے تو سمجھو لڑکا ساقط ہوگا اور بائیں پتلی ہے تو لڑکی اور اگر دونوں پتلی ہیں تو دو بچے اگر حمل میں ہیں تو دونوں ساقط ہوں گے۔

کسی نے پوچھا انسان کا قد لمبا کیوں ہوتا ہے فرمایا اگر نطفہ خارج ہو کر رحم میں دائرہ بناتا ہے تو بچہ پستہ قد ہوتا ہے اور اگر لمبا گرتا ہے تو بچہ کا قد لمبا ہوتا ہے۔

کسی نے پوچھا پانی کی اصل کیا ہے فرمایا اصل الماء خشیة الله بعضه پانی آسمان سے برستا ہے

اور زمین پر بہتا ہے۔ دریاؤں کی صورت میں کبھی زمین کے حصے اوپر آجاتے ہیں اصل اس کی ایک ہے یعنی صاف اور شیریں اس نے کہا مٹی کے تیل کے چشمے گندھک تارکول اور نمک کیسے پیدا ہوتے ہیں فرمایا یہ جوہر آبی کے تغیرات سے ہوتا ہے جیسے انگور کو نچوڑ کر شراب بنا لیتے ہیں اور شراب انقلاب کے بعد سرکہ ہو جاتی ہے یا جیسے گھاس پات سے جانور کے اندر دودھ پیدا ہوتا ہے اس نے پوچھا یہ انقلابی جوہر آتے کہاں سے ہیں فرمایا بقدرتِ خدا یہ انقلاب اسی طرح پیدا ہوتا ہے جیسے نطفہ علقہ بنتا ہے اور علقہ مضغہ اور اسی طرح تمام جسم کی ساخت۔

عمران نے پوچھا جب زمین پانی سے پیدا ہوئی ہے اور پانی ٹھنڈا ہے اور تر ہے تو زمین ٹھنڈی اور خشک کیوں ہے فرمایا تری اس سے صلب کر لی گئی اس لیے وہ خشک ہو گئی۔

اس نے پوچھا حرارت زیادہ مفید ہے یا برودت فرمایا حرارت کیونکہ زندگی ہے اور برودت موت ہے بادِ گرم کے حملے سے آدمی بچ جاتا ہے لیکن ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سے مر جاتا ہے۔

اس نے علت نماز کے متعلق سوال کیا فرمایا وہ عبادت خدا ہے جس کا خدا نے بندوں کو حکم دیا ہے اور شریعت ہے جس کا بار خدا نے بندوں پر رکھا ہے اور نماز میں بندوں کے خضوع کی صورت اور ان کا وقار ہے اور اس کا اقرار ہے کہ ان کے اوپر رب ہے جس کی وہ عبادت کرتا ہے۔

روزہ کے متعلق پوچھا فرمایا یہ بھی بندوں کے امتحان کی ایک صورت ہے جس کے ذریعے سے وہ درجات پاتے ہیں۔ اور ان کو پانی اور روٹی کی لذت محسوس ہوتی ہے اور روزہ کی پیاس میں وہ روزِ قیامت کی پیاس کو یاد کرتے ہیں اور اطاعت کی طرف رغبت زیادہ ہوتی ہے۔

اس نے پوچھا زنا کو کیوں حرام کیا ہے فرمایا کہ وہ باعثِ فساد ہے اور میراث جاتی رہتی ہے نسب قطع ہو جاتا ہے زانیہ عورت کو پتہ نہیں چلتا کہ حمل کس کا ہے اور بچہ نہیں جانتا کہ اس کا باپ کون ہے۔ پھر نہ صلہ رحم باقی رہتا ہے نہ قرابت۔

کسی نے پوچھا حور العین کی خلقت کس چیز سے ہوئی ہے؟ اہل جنت داخلے کے بعد سب سے پہلے کیا کھائیں گے اور جب نہ آسمان رہے گا نہ زمین تو لوگ کہاں رہیں گے فرمایا حور العین کی خلقت زعفران اور مٹی سے ہے وہ فنا نہوں گی اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے اس مچھلی کا جگر کھائیں گے جس پر زمین قائم ہے۔ رہے قیامت میں رہنے والے تو خدا بلا این وکیف کے ہے وہ اپنی قدرت سے جہاں چاہے رکھے گا۔

کسی نے وضو کی علت پوچھی فرمایا جب بندہ خدا کے سامنے جانا چاہتا ہے تو اس کے اعضا پاک صاف ہونے چاہئیں منہ کا دھونا سجدہ اور خضوع کے لیے ہے ہاتھوں کا دھونا اس لیے ہے کہ وہ ان سے رو کر دعا مانگتا ہے انہیں اٹھاتا ہے سر اور پیر کا مسح اس لیے ہے کہ اگر وہ کھلے رہتے ہیں حالت نماز میں چونکہ ان میں ایسا خضوع نہیں جیسا کہ چہرہ اور ہاتھوں

ہیں لہذا صرف مسح کا حکم ہے۔
حضرت رسول خداؐ سے کسی نے پوچھا کہ وضو میں منہ اور ہاتھ کو کیوں دھویا جاتا ہے جبکہ یہ صاف ستھرے اعضا ہیں فرمایا جب شیطان نے آدمؑ کے دل میں وسوسہ ڈالا اور وہ درخت کے قریب گئے اور اس کو دیکھا تو ان کے چہرے کی رونق جاتی رہی پھر اس کی طرف چلے یہ پہلا قدم تھا جو خطا کی طرف اٹھایا گیا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اس کو توڑا اور کھایا ان کے جسم سے جنت کا لباس اتر گیا۔ آدمؑ سر پر ہاتھ رکھ کر روئے جب آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تو ان کی اولاد پر ان اعضا کا دھونا اور سر اور پیر کا مسح کرنا واجب کر دیا گیا۔
امام علیہ السّلام نے محمد بن سنان کو غسل جنابت کی یہ علت لکھی کہ اس سے مقصود تمام جسم کی طہارت و نظافت ہے کیونکہ جنابت خارج ہوتی ہے جسم کے ہر حصّہ سے اور پیشاب و پاخانہ میں تخفیف اس لیے رکھی گئی ہے کہ اس کا سلسلہ دن اور رات میں کئی بار لگا رہتا ہے اور ان کا تعلق نہ ارادے سے ہے نہ شہوت سے اور جنابت میں یہ دونوں ہیں۔
اور سوال کے جواب میں فرمایا جنابت بمنزلہ حیض ہے کیونکہ نطفہ کچا خون ہے اور جنابت نہیں مگر حرکت شدید سے اور شہوت غالبہ کے ساتھ۔ فراغت کے بعد سانس تیز ہو جاتا ہے مرد اپنے نفس میں ایک راحت کریہہ محسوس کرتا ہے اس لیے غسل واجب ہے اور یہ ایک امانت ہے جس سے خدا نے اپنے حکم کی بجا آوری کا امتحان لیا ہے۔
اور فرمایا غسل میت کی علت یہ ہے کہ مرض کی کثافتوں سے جسم پاک ہو جائے تاکہ وہ پاک صاف ہو کر ملائکہ اور آخرت سے ملے۔
علت غسل عید اور جمعہ کے متعلق فرمایا کہ وہ رجوع ہے عبد کی اپنے رب کی طرف اور استقبال ہے رب کریم و جلیل کا اور گناہوں سے طلب مغفرت ہے اور اس لیے کہ وہ روز عید پاک ہو کر ذکر الٰہی کے لیے جمع ہوں اور جمعہ سے جمعہ تک ان کے لیے طہارت ہو۔
فرمایا حضرت نے اس کا سبب کہ تمام حقوق میں گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعا علیہ پر سوائے قتل کے کیونکہ مدعا علیہ منکر ہوتا ہے اور نہیں ممکن ہوتا گواہ قائم کرنا منکر پر کیونکہ معاملہ مجہول ہوتا ہے اور قتل میں گواہ ہوتے ہیں مدعا علیہ پر اور قسم ہوتی ہے مدعی پر کیونکہ وہ احتیاط ہے جسے مسلمان بجا لاتے ہیں تاکہ ایک مسلمان کا خون رائیگاں نہ ہو اور زیادہ گواہیوں سے قاتل کے خلاف قاتل پر خوف طاری ہو اور اس کو سرزنش ہو کیونکہ ایسے واقعہ کو چھپانے والے کم ہوتے ہیں۔
فرمایا دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس لیے کہ میراث میں عورت کا حصّہ مرد کے حصّہ سے آدھا ہے اور اس لیے کہ عورت مرد کی برابر رتبہ نہیں رکھتی پس ان کی تعداد دو رکھی ہے کہ ایک دوسری کو یاد دلائے۔
فرمایا تمام حقوق میں دو گواہ لیے جاتے ہیں اور زنا میں چار تاکہ اچھی طرح تحقیق ہو جائے دوگنا کرنے کی ایک وجہ یہ

بھی ہے کہ زنا کا تعلق دو آدمیوں سے ہے پس ہر ایک کے لحاظ سے دو گواہ رکھے گئے۔

فرمایا شکاری پرندوں اور وحشی جانوروں کا گوشت اس لیے حرام کیا گیا کہ وہ مردار خوار ہوتے ہیں اور نجاستیں کھاتے ہیں۔

مردہ کا گوشت اس لیے حرام کیا گیا ہے کہ اس میں فساد اور آفت ابدان ہے اور خون کو اس لیے حرام کیا کہ وہ باعث قساوت قلبی ہوتا ہے اور بدن میں عفونت پیدا کرتا ہے۔

فرمایا لڑکے کا مال باپ کے لیے بغیر اس کے اذن کے حلال ہے یہ بات بیٹے کے لیے نہیں کیونکہ بیٹا باپ کے لیے ہبہ ہوتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

یَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ (سورہ الشوریٰ ۴۹/۴۲) نیز یہ کہ باپ کا خرچ بیٹے پر رکھا گیا ہے کم ہو یا زیادہ اور بیٹا باپ کی طرف منسوب ہے اور اس کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ خدا فرماتا ہے

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (سورہ الاحزاب ۵/۳۳) رسول اللہ نے فرمایا۔

أنت و مالك لابيك ماں کے لیے یہ صورت نہیں ہے کیونکہ باپ پر نفقہ ولد واجب ہے ماں پر نہیں۔

عورت کا مہر مرد پر اس لیے ہے کہ مرد پر عورت کا نفقہ واجب ہے اور یہ کہ عورت اپنے نفس کی بیچنے والی ہوتی ہے اور مرد خریدنے والا اور بیع بے قیمت نہیں ہوتی اور خرید بے قیمت دیئے نہیں ہوتی۔

مرد کو بیک وقت چار عورتیں رکھنے کی اجازت ہے اور عورت کو صرف ایک مرد کی کیونکہ مرد کی چار عورتوں سے جو اولاد ہوگی وہ اسی کی طرف منسوب ہوگی اور عورت کے اگر دو یا زیادہ شوہر ہوں گے تو پتہ نہ چلے گا کہ بچہ کس کا ہے اور بیٹا اپنے باپ کو نہ جان سکے گا اس صورت میں میراث نہ مل سکے گی اور نہ بتایا جا سکے گا کہ باپ کون ہے اور مرد کو چار عورتوں کی اجازت اس لیے بھی ہے کہ دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔

غلام کو صرف دو عورتوں سے نکاح کی اجازت اس لیے دی گئی ہے کہ وہ نکاح و طلاق میں بہ سبب اپنے نفس کا مالک نہ ہونے کے آدھا مرد ہے۔

تین طلاقیں اس لیے رکھی ہیں کہ اس میں ممکن ہے کہ زن و مرد کے درمیان صلح ہو جائے اور غصہ جاتا رہے یہ ہلکی تادیب ہے عورتوں کے لیے اور شوہروں کی نافرمانی سے بچانے کی ایک صورت ہے جب عورت اس پر بھی نافرمانی سے باز نہ آئے تو پھر تیسری بار طلاق باین ہے۔

کنیز کی طلاق دو بار ہے چونکہ اپنے نفس کی مالک نہ ہونے کی بنا پر آزاد عورت سے آدھی لہٰذا ڈیڑھ ہونی چاہیے

تھی مگر احتیاطاً دو رکھی گئی ہے۔ یہی فرق عدہ وفات شوہر میں ہے۔
حرمت زنا کی علت یہ ہے کہ اس میں فساد معاشرہ ہے اور میراث و نسب کا باطل ہونا۔ تربیت اولاد نہ ہو سکنا وغیرہ زنا کی سزا سو کوڑے اس لیے ہے کہ وہ بہت بڑا گناہ ہے لوگوں کو عبرت دلانے کے لیے یہ سزا رکھی ہے۔
قذف المحصنات و شوہر دار عورتوں پر تہمت زنا کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس میں فساد انساب ہے اور نفی ولد ہے اور ابطال میراث ہے ترک تربیت و تعارف ہے۔
چور کا ہاتھ اس لیے کاٹا جاتا ہے کہ وہ داہنے ہاتھ ہی سے ارتکاب جرم کرتا ہے اور داہنا ہاتھ ہی افضل و انفع ہے اس کا کاٹنا عبرت خلائق کا باعث ہوتا ہے۔
حقوق والدین کو خدا نے اس لیے حرام قرار دیا کہ وقار والدین باقی رہے اور کفران نعمت اور ابطال شکر نہ ہو۔ خچر اور پالتو گدھوں کا گوشت اس لیے حرام کیا کہ لوگ سواری اور بار برداری میں استعمال کرتے ہیں کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ فلاں کے میرے پاس ایک ہزار درہم ہیں الا قلیل لہٰذا قلیل سے کیا مراد ہے۔ فرمایا نصف خدا فرماتا ہے قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (سورہ المزمل ۷۳/۲) یعنی نصف شب۔

مکارم اخلاق اور معالی امور

امام علیہ السلام ہر تین دن کے بعد قرآن ختم کر لیتے تھے اور فرماتے تھے اگر میں چاہوں تو اس سے کم وقت میں ختم کر دوں لیکن میں ہر آیت پر غور کرتا ہوا جاتا ہوں کہ اس کی شان نزول کیا ہے اور کس وقت نازل ہوئی ہے اس لیے تین دن لگ جاتے ہیں۔
ابراہیم بن عباس سے منقول ہے کہ میں نے نہ کسی کو دیکھا اور نہ سنا کہ وہ امام رضا علیہ السلام سے زیادہ اپنے مخالف کے دلائل کا رد کرنے والا ہو اور انہوں نے کبھی سائل کو رد نہیں کیا اور اپنے پاس بیٹھنے والے کے سامنے اپنے پیروں کو نہیں پھیلایا اور نہ تکیہ لگا کر بیٹھے اور نہ اپنے غلاموں کو گالی دی اور نہ قہقہہ مار کر ہنسے اور اپنے دسترخوان پر غلاموں اور دوستوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے رات کو بہت کم سوتے تھے اکثر پوری پوری رات جاگتے تھے۔ روزہ زیادہ رکھتے تھے احسان و صدقہ کو تاریک رات میں زیادہ پسند کرتے تھے۔
بوریئے پر بیٹھتے تھے اور موٹا کپڑا پہنتے تھے جب لوگوں سے ملتے تو اچھا لباس پہنتے۔

سفیان ثوری نے ریشمی لباس میں دیکھ کر کہا یا ابن رسول اللہؐ آپ کے لیے یہ زیب نہیں دیتا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا اندر دیکھو ہاتھ ڈالا تو اندر کمبل کا کرتا تھا فرمایا اے سفیان ریشم لوگوں کے لیے اور کمبل حق کے لیے۔

ایک شخص نے امام علیہ السلام سے کہا بقدر اپنی مروت کے مجھے دیجئے۔ حضرت نے غلام سے فرمایا اسے دو سو دینار دیدے۔

ایک شخص نے امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں آپ کا اور آپ کے اجداد کا دوست ہوں حج سے آرہا ہوں میرا زادِ راہ ختم ہوگیا اگر آپ مجھے اتنا دیدیں کہ میں گھر تک پہنچ جاؤں تو یہ رقم آپ کے نام سے تصدق کر دوں گا۔ یہ سن کر حضرت حجرہ میں تشریف لے گئے اور دروازہ بند کر لیا پھر دروازہ ذرا سا کھول کر ہاتھ باہر نکالا اور فرمایا لو یہ دو سو دینار ہیں اس سے اپنی ضرورت کو پورا کرو میری طرف سے تصدق کرنے کی ضرورت نہیں اب تم چلے جاؤ نہ میں تم کو دیکھوں نہ تم مجھ کو۔ کسی نے پوچھا آپ نے اندر جاکر پس در سے کیوں دیا فرمایا اس لیے کہ اس سے مجھے شرم نہ آئے رسول اللہؐ نے فرمایا نیکی چھپا کر کرنا ستر حج کی برابر ہے۔ برائی کا ظاہر کرنے والا مخذول اور چھپانے والا مغفور ہے۔

حضرت نے ایک بار یوم عرفہ اپنا کل مال راہِ خدا میں دیدیا۔ فضل بن سہل نے کہا یہ تو مقروض بننے کی صورت ہے فرمایا نہیں بلکہ غنیمت حاصل کرنے کی صورت ہے اسے خسارہ نہ سمجھو کیونکہ اس کا اجر ملنے والا ہے۔

ابراہیم بن عباس سے مروی ہے کہ جب دسترخوان بچھتا تو اپنے ساتھ کھلانے کے لیے غلاموں سائیسوں اور دربانوں تک کو بلا لیتے۔

زید بن موسیٰ بن جعفر مامون سے ملنے آئے تو امام رضا علیہ السّلام بھی موجود تھے زید نے سلام کیا حضرت نے جواب نہ دیا انہوں نے کہا میں بھی آپ ہی کے باپ کا بیٹا ہوں آپ میرے سلام کا جواب نہیں دیتے۔ فرمایا جب تک تم اطاعت خدا کرو میرے بھائی ہو ورنہ تمہارے اور میرے درمیان کوئی رشتہ نہیں۔

ابن شہر زوری نے مناقب الابرار میں لکھا ہے کہ معروف کرخی امام رضا علیہ السلام کے خادموں میں سے تھے ان کے باپ نصرانی تھے انہوں نے معروف کو ایک معلم کے سپرد کیا جب کہ وہ بچے تھے معلم نے کہا ثالث ثلاثہ (تین میں تیسرا) انہوں نے کہا وہ ایک ہے معلم نے مارا وہ بھاگ گئے اور امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ان کے ہاتھ پر اسلام لے آئے پھر اپنے گھر آئے دق الباب کیا باپ نے پوچھا کون ہے کہا معروف۔ اس نے کہا کس دین پر ہے کہا دین حنیفی پر اس کے بعد باپ بھی مسلمان ہو گیا معروف ترکِ دنیا کر کے عمر بھر خدمت امام میں رہے گا۔

ایک بار آپ حمام میں داخل ہوئے تو ایک شخص نے جو آپ کو نہیں پہچانتا تھا کہا میرا بدن ملو آپ ملنے لگے جب لوگوں نے اسے بتایا تو وہ معافی مانگنے لگا آپ بطیبِ خاطر اس کا بدن ملتے رہے۔

ہشام ابن احمد سے مروی ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ایک مغربی بردہ فروش آیا ہے چلو ایک کنیز خرید لائیں جب ہم اس کے پاس آئے تو کنیزیں دکھانے کو کہا اس نے سات کنیزیں دکھائیں حضرت نے کسی کو پسند نہ کیا۔ اس نے کہا اب سوائے بیمار کنیز کے اور کوئی نہیں۔ حضرت نے فرمایا اسے دکھاؤ اس نے انکار کیا حضرت پلٹ آئے اور دوسرے روز مجھے بھیجا۔ میں نے کہا جو قیمت تو کہے گا وہ میں دوں گا وہ راضی ہوگیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ جو صاحب تمہارے ساتھ آئے تھے وہ کون تھے میں نے کہا بنی ہاشم سے تھے اس نے کہا ان کو بتا دیجیے کہ میں نے خرید لیا ہے اتصائے مغرب کی ایک عورت نصرانیہ مجھے ملی تھی اس نے کہا یہ لڑکی تیرے پاس کیوں ہے میں نے کہا اس کو میں نے اپنے لیے رکھا ہے اس نے کہا یہ تجھ جیسے آدمی کے لائق نہیں یہ اہل ارض کے بہترین انسان کے پاس جائے گی اور اس کے بطن سے ایسا بچہ پیدا ہوگا جس کا مثل مشرق و مغرب میں نہ ہوگا چنانچہ ان کے بطن سے امام رضا علیہ السّلام پیدا ہوئے۔

ابوصلت اور یاسر وغیرہ سے مروی ہے کہ مامون نے امام رضا علیہ السّلام سے فرمایا یا بن رسول اللہ میں نے آپ کے فضل و علم و زہد و ورع اور عبادات کو اچھی طرح دیکھ لیا اور یہ سمجھ لیا کہ آپ مجھ سے زیادہ مستحق خلافت ہیں۔ حضرت نے فرمایا مجھے میرے لیے باعث فخر اللہ کی عبادت ہے اور زہد فی الدنیا سے میں نجات کی امید کرتا ہوں بارگاہ الٰہی میں بلندی کی۔ مامون نے کہا میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ میں خلافت سے دست کش ہو جاؤں اور آپ کی بیعت کر لوں فرمایا اگر یہ خلافت آپ کی ہے تو جو لباس خدا نے آپ کو پہنایا ہے اس کو آپ کیوں اتارتے ہیں اور غیر کو کیوں پہناتے ہیں اور اگر یہ خلافت آپ کی نہیں ہے تو آپ کے لیے یہ جائز نہیں کہ جس چیز کے آپ مالک نہیں وہ آپ مجھ کو دیں۔

مامون نے کہا اس امر کا قبول کرنا آپ کے لیے ناگزیر ہے آپ نے فرمایا بخوشی تو اس کو منظور نہ کروں گا چند روز اس معاملہ پر غور ہوتا رہا جب مامون مایوس ہوگیا تو اس نے کہا اچھا آپ میرے ولی عہد ہو جائیے فرمایا واللہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے اپنے آبائے طاہرین سے اور انہوں نے رسولؐ خدا سے نقل کیا ہے کہ میں تمہارے مرنے سے پہلے قتل کر دیا جاؤں گا۔ اور ایسا مظلوم قتل ہوں گا کہ ملائکہ آسمان و زمین مجھ پر روئیں گے۔ اور میں پردیس میں پہلوئے ہارون میں دفن ہوں گا۔ اس نے کہا در آنحالیکہ میں زندہ ہوں کس کی طاقت ہے کہ آپ کو قتل کرے فرمایا میں جانتا ہوں کہ میرا قتل کرنے والا کون ہوگا اس نے کہا آپ اپنے کو اس بارے سے بچانا چاہتے ہیں فرمایا کیا آپ لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتے ہیں کہ علی بن موسیٰ نے دنیا کو ترک نہ کیا تھا بلکہ دنیا نے ان کو چھوڑ رکھا تھا دیکھتے نہیں ہو کس طرح ولی عہدی کو قبول کر لیا خلافت کی طمع میں۔

مامون نے کہا سنیے عمر بن خطاب نے چھ آدمیوں کا شوریٰ قرار دیا اور یہ شرط لگا دی کہ جو مخالفت کرے اس کو قتل کر دیا جائے پس خدا کی قسم اگر آپ نے قبول نہ کیا تو میں آپ کو قتل کرا دوں گا۔ حضرت نے فرمایا خدا کا حکم یہ ہے کہ اپنے آپ

کو ہلاکت میں نہ ڈالو پس اگر یہ صورت ہے تو مجھے ولی عہدی اس شرط پر قبول ہے کہ نہیں امر کروں گا اور نہ ہی کوئی فتویٰ دوں گا اور نہ کوئی قضیہ فیصل کروں گا نہ کسی کا تقرر کروں گا اور نہ کسی کو معزول کروں گا اور نہ کسی چیز کا ادل بدل کروں گا۔ مامون نے یہ سب باتیں قبول کر لیں۔

ذوالریاستین یہ کہتا ہوا نکلا کیا عجیب بات میں نے دیکھی مامون امر خلافت امام رضا علیہ السّلام کے سپرد کرتا ہے اور وہ کہتے ہیں مجھ میں اس بار کے اٹھانے کی طاقت نہیں میں نے خلافت کو کبھی اس طرح سے ضائع ہوتے نہیں دیکھا۔

مامون نے لوگوں کو سبز لباس پہننے کا حکم دیا اور جمعرات کا دن بیعت کے لیے مقرر کیا اور حکم دیا کہ لوگوں کو ایک سال کا وظیفہ دیا جائے۔

پھر مامون نے جلسہ عام میں اپنے بیٹے عباس بن مامون کو سب سے پہلے بیعت کرنے کا حکم دیا اور امام سے فرمایا اپنا ہاتھ پھیلایئے اس کے بعد لوگوں سے اس طرح بیعت لی گئی کہ آپ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر تھا اور ابو عباد نے ایک علوی اور ایک عباسی کو بٹھایا کہ لوگوں کے تحائف جمع کریں۔

عبدالجبار بن سعید نے اسی سال مدینہ جا کر منبر رسول پر خطبہ پڑھا اور امام علیہ السلام کی ولیعہدی کا ذکر کیا۔

مامون نے حکم دیا کہ سکّہ پر امام رضا علیہ السّلام کا نام ثبت کیا جائے چنانچہ ان درہموں کو درہم رضویہ کہا جاتا تھا۔

امام علیہ السّلام نے اپنے ایک دوست کو اس پر بہت خوش پایا فرمایا خوش ہونے کا محل نہیں یہ امر تمام ہونے والا نہیں۔ پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا خداوندا تو جانتا ہے کہ میں نے بہ کراہت مجبور ہو کر اس امر کو منظور کیا ہے پس مجھ سے اسی طرح مواخذہ نہ کرنا جس طرح اپنے نبی یوسف سے ولایت مصر پر مواخذہ نہ کیا تھا۔

توثیق امام رضاؑ درباب ولیعہدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد ہے اس خدا کے لیے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے حکم کے بعد کوئی حکم نہیں اس کے حکم کا کوئی

رد کرنے والا نہیں وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور صلوٰت ہو محمد خاتم النبیین پر اور اس کی اولاد طاہرین پر۔ میں علی بن موسیٰ الرضا کہتا ہوں کہ امیرالمومنین نے خدا اس کی نیکی میں مدد کرے اور امور خیر کی توفیق دے ہمارے اس حق کو پہچانا جس سے لوگ جاہل تھے اور جس رحم کو لوگوں نے قطع کر دیا تھا اس کا وصل کیا اور ہمارے خوف زدہ نفوس کو امن دی اور جو تلف ہو رہے تھے ان کو زندہ کیا اور ہمارے فقراء کو غنی کیا خدا کی مرضی حاصل کرنے کے لیے۔ خدا شکر کرنے والوں کو بدلہ دیتا ہے اور محسنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا اس نے مجھے اپنا ولی عہد بنایا ہے اگر میں اس کے بعد زندہ رہوں پس جو کوئی امر خدا کے اس معاہدے کو توڑے گا اور اس رسی کو کاٹے گا تو اس نے حرام خدا کو حلال کیا۔ حرمت اسلام کو بچانا امام کے ذمے ہے۔ پہلے لوگوں نے کلام کی لغزشوں پر صبر کیا اور نقصان سے تعرض نہ کیا اس خوف سے کہ دین میں تفرقہ نہ ہو اور حبل مسلمین میں اضطراب پیدا نہ ہو۔ میں نے خوشنودی خدا کے لیے اپنے ذمہ قرار دیا ہے کہ امر مسلمین کی رعایت کروں اور اس خلافت نے میری گردن میں عمل کا ایک قلادہ ڈالا ہے۔ سب لوگوں کے لیے عموماً اور بنی عباس اور بنی عبدالمطلب کے لیے خصوصاً خدا کی اطاعت اور رسول کی سنت اور یہ عہد ہے کہ کسی کا خون حرام میں نہ بہاؤں گا اور کسی کی شرمگاہ کو مباح نہ کروں گا اور نہ کسی کے مال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کرنے دوں گا ہاں جو حدود شرع کے اندر سفک و مباح ہو اور فرائض کے تحت مباح ہو میں حدود شریعت کے تحفظ میں پوری جد و جہد کروں گا اور میں نے اپنے نفس سے اس کا پورا پورا معاہدہ کیا ہے اور خدا سے سوال کرتا ہوں اس کے متعلق جیسا کہ اس نے فرمایا ہے

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (سورہ بنی اسرائیل ۳۴ پ ۱۵) اگر میں کوئی امر حادث کروں یا تغیر و تبدل شریعت میں کروں تو مستحق عذاب و نکال ہوں۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے غصے سے اور اس کی اطاعت کی توفیق کے لیے اس کی طرف توجہ کرتا ہوں اور میں اس کی مدد چاہتا ہوں اس کی معصیت سے دور رہنے میں اور عافیت چاہنے میں اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے اور جامعہ اور جفر دلالت کرتے ہیں اس کی ضد پر اور میں نہیں جانتا کہ وہ میرے ساتھ کیا کرے گا اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا وہ حق فیصلہ کرتا ہے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے میں امیرالمومنین کا حکم بجا لایا ہوں اور اس کی مرضی کو اختیار کیا ہے خدا مجھے اور اس کو گناہ سے بچانے والا ہے۔ میں اپنے نفس پر خدا کو گواہ کرتا ہوں

اور وہی گواہی کے لیے کافی ہے۔ میں نے یہ تحریر اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کے سامنے لکھی ہے
فضل بن سہل یحییٰ بن اکثم۔ عبداللہ بن طاہر اور ثمامہ بن اشرس۔ بشر بن المعتمر اور حماد بن نعمان بھی موجود
تھے۔ ماہ رمضان سنہ ۲۰۱ھ میں یہ تحریر لکھی گئی۔

امام رضا علیہ السلام کے حالات و تاریخ

آپ کا نام علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔
کنیت ابوالحسن۔ الخاص۔ ابو علی۔
القاب۔ سراج اللہ۔ نور الہدیٰ قرۃ عین المومنین۔ مکیدۃ الملحدین۔ کفو الملک۔ کافی الخلق۔ رب السریر۔ رب التدبیر
الفاضل۔ الصابر۔ الوفی۔ الصدیق۔ الرضیٰ۔
ان کی والدہ ام الولد جن کا نام بعض نے سکن النوبیہ۔ بعض نے خیزران المرسیہ۔ بعض نے نجمہ۔ میثم۔ صقر ام البنین
امام رضا علیہ السلام کی پیدائش کے بعد ان کا نام طاہرہ ہوا۔
آپ یوم جمعہ مدینہ میں پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک یوم پنجشنبہ ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۵۳ھ ہجری میں امام جعفر
صادق علیہ السلام کی وفات کے پانچ سال بعد۔
ابن بابویہ نے سنہ ولادت سنہ ۱۵۱ھ ہجری لکھا ہے۔
آپ کی امامت کا زمانہ ہارون کے عہد کا آخر تھا۔ پھر امین ۳ سال ۱۰ دن بادشاہ رہا اور مامون نے ۲۰
سال ۲۳ دن۔
۵ ماہ رمضان سنہ ۲۰۱ھ ہجری میں آپ کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی اور سنہ ۲۰۲ھ میں مامون نے اپنی بیٹی ام حبیب
سے آپ کی تزویج کی بعض نے اس وقت آپ کی عمر ۵۵ سال اور بعض نے ۴۹ سال چھ ماہ لکھی ہے۔
اور آپ کی امامت شروع ہوئی جب آپ کی عمر ۲۹ سال ۲ ماہ تھی۔ ۲۹ سال ۲ ماہ آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ زندہ
رہے اور ان کے بعد آپ بیس سال زندہ رہے۔
آپ کے صرف ایک فرزند امام محمد تقی علیہ السلام تھے آپ کا مشہد خراسان کے شہر طوس میں ہے اس قبہ کے اندر
جس میں حضرت کے پاس پائین پا ہارون کی قبر ہے۔ یہ مقام دار حمید بن قحطبہ طائی کہلاتا تھا جو سناباد گاؤں میں تھا۔
آپ کے پدر بزرگوار کی احادیث کے راوی داؤد بن کثیر رقی۔ محمد بن اسحٰق بن عمار۔ علی بن یقطین۔ نعیم القابوسی۔ حسین

بن المختار۔ یزید بن مروان۔ داؤد بن سلیمان۔ نصر بن قابوس۔ داؤد بن رزین۔ یزید بن سلیط اور محمد بن سنان مخزومی ہیں۔

نعیم قابوسی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میرا بیٹا علی میری اولاد اکبر ہے اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے وہ میرے ساتھ جفر میں نظر کرتا ہے اور نہیں جانتا اس کو مگر نبی یا وصی نبی۔

داؤد بن رزین سے مروی ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس کچھ مال لے گیا آپ نے اس میں سے کچھ لے لیا اور کچھ چھوڑ دیا میں نے کہا آپ نے یہ چھوڑ دیا کیوں فرمایا اس کا مالک تم سے مانگ لے گا۔ جب حضرت کا انتقال ہوگیا تو امام رضا علیہ السلام نے وہ مال مجھ سے مانگ لیا۔

آپ کے دربان محمد بن راشد تھے۔

آپ کے معتمد خاص تھے۔ احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی۔ محمد بن فضل الکوفی الازدی۔ عبداللہ بن جندب بجلی اسمٰعیل بن سعد الاحوص الاشعری۔ احمد بن محمد اشعری۔

آپ کے اصحاب تھے الحسن بن علی الخزاز المعروف بالوشاء محمد بن سلیمان الدیلمی البصری۔ علی ابن الحکم الانباری عبداللہ بن مبارک نہاوندی۔ حماد بن عثمان الناب۔ سعد بن سعد۔ حسن ابن سعید الاہوازی۔ محمد بن الفرج الرخجی۔ خلف البصری۔ محمد بن سنان۔ بکر بن محمد ازدی۔ ابراہیم بن محمد ہمدانی۔ محمد بن احمد بن قیس بن غیلان۔ اسحاق بن محمد الحضینی

ابن سنان سے مروی ہے کہ مامون مظالم کا فیصلہ کرنے کے لیے دوشنبہ اور پنجشنبہ کو بیٹھا کرتا تھا اور امام رضاؑ اس کے داہنی طرف ہوتے تھے ایک مقدمہ اس کے سامنے پیش ہوا۔ کوفہ کے ایک صوفی نے چوری کی تھی اس کی ظاہری صورت سے نیک بختی ٹپکتی تھی۔ مامون نے کہا تیری ظاہری حالت ایسی اور عمل ایسا قبیح۔

اس نے کہا میں نے اضطراری حالت میں چوری کی ہے اختیاری حالت میں نہیں خدا فرماتا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ (سورہ المائدہ ۳/۵) خمس اور مال غنیمت کو ہم سے جب روک لیا تو کیا کریں اس نے کہا تیسرا اس میں کیا ہے اس نے کہا خدا فرماتا ہے۔ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ (سورہ الانفال ۴۱/۸) اور میں حاملان قرآن سے ہوں تم نے بقول نبی دو سو دینار ہر سال مجھ سے روک دیئے۔ مامون نے کہا میں تیری اس افسانہ گوئی سے حدود خدا اور سارق کی سزا کو باطل قرار نہ دوں گا۔ اس نے کہا اول اپنے نفس کو پاک و طاہر بنالے پھر دوسرے کے نفس کو پاک کرنے کی فکر کر۔ مامون نے امام رضا علیہ السلام سے کہا آپ کیا کہتے ہیں فرمایا یہ کہتا ہے میں نے چرایا ہے پس یہ سارق ہے مامون نے غضبناک ہو کر کہا میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔ اس نے کہا تو کیسے کاٹے گا درانحالیکہ تو میرا غلام ہے۔ اس نے کہا خدا تجھے ہلاک کرے یہ کیسے

کہا کیا تیرے باپ نے تیری ماں کو مال فے سے نہیں خریدا تھا چونکہ وہ مال از روئے حق تقسیم نہوا تھا لہذا وہ کل مسلمانوں کا مال تھا جن میں میں بھی ہوں لہذا انہوں نے آزاد کیا نہ میں نے۔ دوسرے نجس نجس کو طاہر نہیں کرتا طاہر سے طاہر ہوتا ہے پس جو واجب الحد ہے وہ دوسروں کو کیا حد جاری کرے گا۔ خدا فرماتا ہے۔ اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (سورہ البقرہ ۴۴/۲) مامون نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا آپ کیا کہتے ہیں فرمایا خدا نے اپنے نبی سے کہا تھا قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ (سورہ الانعام ۶/۱۴۹) اور یہ حجتیں ایک جاہل بھی اسی طرح پیش کر سکتا ہے جیسے ایک عالم۔ اس شخص نے حجت قائم کردی مامون نے اسے چھوڑ تو دیا مگر دل میں امام علیہ السلام سے کینہ رکھنے لگا۔

ریان بن شبیب سے مروی ہے کہ جب مامون نے لوگوں سے بیعت لینی چاہی اپنے امیر المومنین کی اور امام رضا علیہ السلام کی ولیعہدی اور فضل بن سہل کی وزارت کی تو لوگوں کو حکم دیا کہ بیعت کے لیے آئیں پس اس طرح بیعت کی گئی۔ لوگ اپنا داہنا ہاتھ ان کے داہنے ہاتھ پر رکھ کر انگوٹھے سے چھوٹی انگلی کی طرف کھینچتے تھے اور چلے جاتے تھے آخر میں اولاد انصار سے ایک شخص آیا اس نے داہنا ہاتھ خنصر سے انگوٹھے کی طرف کھینچا۔ امام علیہ السلام مسکرائے اور مامون سے فرمایا سوائے اس شخص کے جتنے لوگوں نے بیعت کی ہے سب کی بیعت فسخ ہو جائے گی اس نے صحیح طریقے سے بیعت کی کیونکہ بیعت ہونی چاہیے چھوٹی انگلی سے انگوٹھے کی طرف۔

مامون نے لوگوں کو حکم دیا کہ دوبارہ بیعت کریں۔ لوگوں نے کہا یہ کیسا خلیفہ ہے جو بیعت کرانی بھی نہیں جانتا اس سے تو وہ بہتر ہیں جو جانتے ہیں۔

علی بن محمد بن سیار نے اپنے آباء سے روایت کی ہے کہ جس سال امام رضا علیہ السلام سے بیعت ہوئی پانی نہ برسا لوگوں نے اسے نحوست سمجھا۔ مامون نے طلب آب کے لیے درخواست کی۔ حضرت نے منظور فرمایا اور کہا میں نے رات رسول اللہ کو خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہے روز دوشنبہ تک انتظار کرو۔ اس کے بعد صحرا میں جا کر دعا کرو خدا پانی برسائے گا اور لوگوں کو آگاہ کرو تاکہ تمہاری فضیلت کے متعلق ان کی معلومات زیادہ ہو اور یہ پتہ چلے کہ تمہاری منزلت پیش خدا کیا ہے جب دوشنبہ آیا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا خداوندا تو نے ہم اہلبیت کے حق کو صاحب منزلت قرار دیا ہے پس لوگوں نے تیرے حکم کے مطابق ہم کو وسیلہ قرار دیا ہے۔ اور تیرے فضل و رحمت کے خواستگار ہوئے ہیں اور تیرے احسان و رحمت کے خواستگار ہیں پس تو ان پر باران رحمت کو نازل فرما جو ان کے لیے نقصان رساں نہ ہو۔ پس بادل آیا اور گرجا۔ بجلی چمکی اور تیز ہوا چلی لوگ چلنے شروع ہوئے فرمایا گھبراؤ نہیں یہ یہاں نہیں برسے گا۔ اس طرح دس بار بادل آئے اور نکل گئے۔ اس کے بعد جو آیا تو آپ نے

فرمایا گھبراؤ نہیں یہ یہاں نہیں برسے گا اس طرح دس بار بادل آئے اور نکل گئے۔ اس کے بعد جو آیا تو آپ نے

فرمایا یہ یہاں رہے گا تم اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ تمہارے گھر پہنچنے کے بعد یہ رہے گا یہ فرما کر منبر سے اتر آئے جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا لوگوں نے کہنا شروع کیا یہ ابن رسول اللہ کی کرامات سے ہے۔

جب آپ مامون کے پاس آئے تو حمید بن مہران نے کہا اگر آپ صاحب کرامت ہیں تو دو شیروں کی تصویریں جو مسند ہارون پر بنی ہوئی ہیں ان سے کہیے کہ یہ مجھے پکڑ لیں یہ سن کر حضرت کو غصہ آ گیا اور ان شیروں سے کہا اس فاجر کو چیر پھاڑ ڈالو۔ وہ اصلی شیر کی صورت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو چیر پھاڑ کر کھا گئے۔ اس کے بعد مامون کی طرف بڑھے اور امام سے کہا اس کے متعلق کیا حکم ہے مامون کو غش آ گیا آپ نے شیروں سے کہا ٹھہرو۔ پھر کہا مامون پر پانی چھڑکو اور خوشبو سنگھاؤ جب اسے افاقہ ہوا تو شیروں نے پھر پوچھا کیا حکم ہے فرمایا اس کے لیے حکم خدا نہیں تم اپنی اصلی حالت پر لوٹ جاؤ چنانچہ وہ ویسے ہی ہو گئے۔ مامون نے کہا حمید بن مہران کا قصہ تو ختم ہوا۔

عبداللہ بن مغیرہ سے مروی ہے میں واقفیہ مذہب رکھتا تھا میں نے خدا سے دعا کی کہ وہ مجھے خیر ادیان کی طرف ہدایت کرے میرے دل میں آیا کہ امام رضا علیہ السّلام کے پاس جاؤں میں مدینہ آیا اور حضرت کے دروازہ پر کھڑا ہوا۔ میں نے غلام سے کہا اپنے آقا سے کہو کہ ایک عراقی دروازہ پر کھڑا ہے۔ حضرت نے اندر سے آواز دی اے عبداللہ بن مغیرہ اندر آ۔ میں گیا تو فرمایا خدا نے تیری دعا قبول کی اور دین حق کی طرف ہدایت کی میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں۔

ابراہیم بن شعیب سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا کہ آپ کے آبا ایسے امور کی خبر دیا کرتے تھے جو ان کی امامت پر دلیل ہوتے تھے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اور میرے باپ اور لڑکے کا نام بتا دیں۔ حضرت نے لکھا تیرے باپ کا نام شعیب ہے اور دادا کا نام صالح اور بیٹوں کے نام محمد علی ہیں۔

یاسر خادم اور ریان بن الصلت سے مروی ہے کہ مامون نے امام علیہ السّلام سے مرو میں سوار ہو کر عیدگاہ جانے اور نماز عید پڑھانے اور بعد نماز خطبہ پڑھنے کی خواہش کی حضرت نے فرمایا تم مجھ کو اس سے معاف کر دو تو بہتر ہے جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو فرمایا میں نماز کے لیے اسی طرح گھر سے نکلوں گا جس طرح رسول اللہؐ اور امیر المومنین علیؑ نکلتے تھے۔ اس نے کہا جو آپ کا دل چاہے کیجیے۔ حضرت نے فرمایا علی الصباح لوگ آپ کے دروازہ پر آ جائیں چنانچہ لوگ جمع ہو گئے۔ جب آفتاب نکلا تو حضرت نے غسل کیا اور روئی کے سفید لباس کو معطر کیا۔ ہاتھ میں تسبیح۔ پا برہنہ نصف ساق تک پاجامہ اوپر کو چڑھا ہوا ہلکے ہلکے چلے۔ آسمان کی طرف سر اٹھا کر تکبیر کہتے جاتے تھے۔ لوگوں نے بھی یہی صورت اختیار کی۔ جب لوگوں نے حضرت کو دیکھا تو

آواز تکبیر سنی تو رسول اللہ کو یاد کر کے رونے لگے۔ فضل بن سہل نے مامون سے کہا اے امیر المومنین اگر امام نے نماز پڑھائی تو سب لوگ ان کے گرویدہ ہو جائیں گے اور ہم ان کی نظروں میں ذلیل ہو جائیں گے۔ یہ سن کر مامون نے حضرت کے پاس کہلا بھیجا آپ زیادہ تکلیف نہ کریں لوگ جس کے پیچھے نماز ہمیشہ پڑھا کرتے تھے پڑھ لیں گے۔

حضرت مسجد خرگاہ تراشاں تک پہنچے تھے کہ یہ پیغام پہنچا۔ آپ اسی مسجد میں داخل ہوئے اور نماز ادا کی اس کے بعد موزہ جوتا پہن کر واپس تشریف لائے۔

ہرثمہ سے مروی ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنی وفات سے دو روز قبل مجھے بلا بھیجا جب میں پہنچا تو دیکھا آپ صحن خانہ میں محزون و مغموم بیٹھے ہیں میں سلام کر کے ایک طرف بیٹھ گیا حضرت نے فرمایا اے ہرثمہ میری عمر ختم ہو گئی۔ میں بہت جلد اپنے خدا کی طرف رجوع کروں گا اے ہرثمہ آگاہ ہو اس باغی نے پورا ارادہ کر لیا ہے کہ مجھے انار و انگور میں زہر پیوست کر کے ہلاک کرے انگور میں زہر اس طرح مخلوط کیا جائے گا کہ سوئی کے تاگے سمیت زہر میں ڈبو ڈبو کر انگور کے اندر سے بار بار نکالا جائے گا تاکہ زہر خوب پیوست ہو جائے۔

انار میں یوں ملایا جائے گا کہ نوکروں کے ہاتھوں پر اچھی طرح زہر ملوایا جائے گا پھر ان ہی زہر آلود ہاتھوں سے انار دانوں کو نچوڑا جائے گا یہی دونوں چیزیں میرے لیے آنے والی ہیں۔

اے ہرثمہ جس وقت مامون کو میری شہادت کی خبر معلوم ہو گی وہ میرے غسل و کفن کا اہتمام اپنے پاس سے کرنا چاہے گا اور اپنے خلوص کا اظہار کر کے میرے قتل کے الزام کو اپنے اوپر سے ہٹانا چاہے گا تم اس کو خلوت میں میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ اگر تو میرے امور میں مداخلت کرے گا جو امور دنیا سے قطعاً علیحدہ ہیں تو خدا تجھے ذرا بھی مہلت نہ دے گا اور جو عذاب میری شہادت کے عوض روز قیامت تجھ پر نازل ہوتا وہ ابھی تجھ پر نازل ہو جائے گا۔ جب وہ تجھ سے میرا یہ قول سنے گا تو اپنے اس ارادے سے باز رہے گا اور میری آخری خدمات تیرے سپرد کر کے خود اس کو دیکھنے کے لیے سقف خانہ پر جا بیٹھے گا۔ لہذا تم میرے غسل و کفن کے انتظام میں مصروف رہنا اور یہاں تک انتظار کرنا کہ اس خیمہ سفید میں کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دیں تم میری میت کو وہاں رکھ کر فوراً اس خیمہ سے نکل آنا اور خبردار قنات یا خیمہ کے کسی روزن سے یہ اسرار معلوم کرنے کی جرأت نہ کرنا ورنہ یہ امر تمہارے لیے باعث ہلاکت ہو گا۔ جب ان امور سے فراغت ہو جائے گی تو مامون تعریضاً یہ کہے گا کیا شیعوں کا یہ اعتقاد نہیں کہ امام کو سوائے امام کے کوئی غسل نہیں دیتا۔ یہ کیسے ہو گا جب کہ یہ طوس میں ہیں اور ان کے صاحبزادے محمد تقیؑ مدینہ میں ہیں تم اس کے جواب میں کہنا بے شک شیعوں کا عقیدہ یہی ہے بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو اور اگر کوئی ظالم مانع ہو تو اس سے ان کی امامت باطل نہیں ہوتی۔ اگر میں مدینہ میں مرتا تو جس طرح وہاں مجھے میرے فرزند محمد تقیؑ غسل دیتے۔ یہاں بھی وہی دیں گے

مگر مخفی طور سے۔

اے ہرثمہ جس خیمہ میں میری میت رکھی ہو تم اس کا دروازہ کھلنے تک انتظار کرنا جب دروازہ کھلے تو تم مجھے غسل وکفن دیا ہوا پاؤ گے اس کے بعد میرے جنازہ کو مدفن تک لے جانا وہاں پہنچ کر مامون کی تجویز ہوگی کہ وہ مجھے اپنے باپ کی پشت پر جانب مشرق دفن کرے مگر اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوگی کتنا ہی کھودیں قبر نہ کھدے گی۔ اس وقت تم مامون سے کہہ دینا یہ جگہ میری قبر کی نہیں بلکہ ہارون کی قبر کے آگے مغرب کی طرف کھودو وہی میرے مدفن کا مقام ہے مامون اس بات کو مان لے گا اور وہیں قبر کھدوائے گا۔ تھوڑی مٹی ہٹانے کے بعد میری قبر کھدی ہوئی ملے گی۔ اس وقت تم لوگ میرے دفن میں جلدی نہ کرنا تھوڑی دیر بعد میری قبر کے اندر سے پانی نمودار ہوگا اور اس میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ضرور نمودار ہوں گی ان میں کی بڑی مچھلی چھوٹیوں کو کھا جائے گی۔ پھر وہ بھی غائب ہو جائے گی اور پانی زمین میں جذب ہو جائے گا اس وقت مجھے قبر میں اُتارنا میری قبر خود بخود بند ہو جائے گی۔ حضرت نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

حضرت کو جب اس طریقے سے زہر دیا گیا تو آپ کے چہرے پر ایک رنگ آتا اور ایک رنگ جاتا تھا اور غشی کی حالت میں فرماتے تھے ہلاکت ہو مامون کے لیے فاطمہؑ کی طرف سے اور ہلاکت ہو مامون کے لیے حسنؑ و حسینؑ کی طرف سے اور ہلاکت ہو مامون کے لیے علی بن ابی طالب کی طرف سے۔ رسول اللہؐ کی طرف سے علی بن موسیٰ کی طرف سے اور موسیٰ بن جعفر کی طرف سے۔ قسم خدا کی یہ اس کے خسران ابدی کا ہے پھر مجھ سے عہد لیا کہ اس راز کو افشا نہ کروں۔ پھر حضرت کو میں نے کہتے سنا لوگ خدا سے چھپاتے ہیں حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہے۔

کتاب ارشاد میں ہے کہ مامون نے عبداللہ بن بشیر کو حکم دیا کہ وہ اپنے ناخن بڑھائے اور پھر اس کا کوئی شے از قسم تمر ہندی کہ اس کو اپنے ہاتھ سے ملے اور ابن بشیر کو حکم دیا کہ ایک انار اپنے ہاتھ سے نچوڑے۔ وہ عرق زہر آلود اس نے اپنے ہاتھ سے امام رضا علیہ السلام کو پلایا۔

روضۃ الواعظین میں ہے کہ ابو الصلت سے مروی ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تم اس قبے میں جاؤ جس میں ہارون کی قبر ہے اور چاروں کونوں کی مٹی لاؤ۔ میں نے لاکر دی تو حضرت نے اس کو سونگھا اور پھینک دیا پھر فرمایا عنقریب میرے لیے یہاں قبر کھودی جائے گی۔ پھر حضرت نے کچھ دعا کی اور محراب عبادت میں بیٹھ گئے۔ اسی اثنا میں مامون کا آدمی بلانے آگیا جب آپ وہاں پہنچے تو اس نے بڑے تپاک سے استقبال کیا اور معانقہ کر کے اپنے پاس بٹھایا اور انگوروں کا ایک خوشہ اٹھا کر حضرت کے سامنے رکھا اور چند دانے خود کھا کر کہا یہ انگور بہت اچھے ہیں انہیں کھائیے فرمایا مجھے معاف رکھیے اس نے کہا کھانے سے کیا چیز مانع ہے۔ کیا آپ کو میری طرف سے کوئی بدگمانی ہے۔ حضرت نے تین دانے کھانے کے بعد ان کو پھینک دیا اور آپ اٹھ کھڑے

ہوئے اس نے کہا آپ کہاں چلے فرمایا جہاں تو نے بھیجا ہے۔

وہاں سے حضرت اپنے گھر تشریف لائے اور حکم دیا کہ دروازہ بند کر دیا جائے اس کے بعد آپ اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ میں محزون و مغموم صحن خانہ میں کھڑا تھا کہ ایک جوان نہایت وجیہ امام رضا علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ گھر کے اندر داخل ہوا۔ میں نے کہا دروازہ تو بند تھا آپ کیسے آ گئے۔ فرمایا جو مدینہ سے یہاں تک لایا اس نے گھر میں بھی داخل کر دیا۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں اے ابو صلت میں تیرے لیے حجت خدا ہوں میں محمد بن علی ہوں میرے ساتھ امام رضا کے پاس آئے۔ حضرت نے اپنے سینے سے لگا لیا۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر کچھ ایسے کلمات کہے جن کو میں نہ سمجھا۔ میں نے حضرت کے ہونٹوں پر بہت سفید جھاگ دیکھے جسے امام محمد تقیؑ نے چوس لیا۔ پھر امام علیہ السلام نے اپنے کپڑوں میں سے ایک چیز نکالی جو چڑیا سے مشابہ تھی اس کو کھا لیا اور حضرت کا انتقال ہو گیا۔ امام محمد تقی علیہ السّلام نے فرمایا غسل کے لیے پانی وغیرہ لاؤ میں نے کہا یہاں تو کوئی سامان بھی نہیں فرمایا جیسا میں نے کہا ہے وہ کرو میں نے دیکھا کہ سب سامان موجود ہے۔ میں نے غسل دلانے کے لیے اپنے دامن گردانے فرمایا تم الگ رہو میرے مددگار کچھ اور ہیں حضرت کو غسل دے کر کفن پہنایا اور حنوط کیا پھر تابوت مانگا۔ خزانہ میں، میں نے تابوت کبھی نہ دیکھا تھا اسے بھی موجود پایا۔ آپ نے میت کو تابوت میں رکھا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد جنازہ خود بخود اٹھ کر چلا۔ میں نے کہا مامون اس بارے میں مجھ سے بازپرس کرے گا۔ فرمایا چپ رہو یہ لوٹ آئے گا۔ اے ابو الصلت آگاہ ہو کہ اگر کوئی نبی مشرق میں مرتا ہے اور اس کا وصی مغرب میں ہو تو اللہ ان دونوں کی روحوں اور جسموں کو جمع کر دیتا ہے۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ چھت شق ہوئی اور تابوت اتر آیا۔ تب حضرت کی میت کو اس میں سے نکالا اور فرش پر رکھ دیا گویا نہ غسل دیا ہے نہ کفن پہنایا ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا اب مامون کے لیے دروازہ کھول دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو مامون کو مع اپنے غلاموں کے موجود پایا وہ روتا ہوا گریبان چاک سر پیٹتا ہوا داخل ہوا اور کہتا تھا اے میرے سردار آپ کی موت نے بڑا غم دیا ہے پھر تجہیز و تکفین کے بعد قبر کھودنے کا حکم دیا۔ وہاں سے پانی نکلا۔ یہاں تک کہ قبر پُر ہو گئی۔ پھر چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ظاہر ہوئیں۔ پھر ایک بڑی مچھلی نے ان کو کھا لیا پھر پانی خشک ہو گیا۔ مامون نے کہا ہم نے امام رضا علیہ السّلام سے زندگی میں بھی عجائبات دیکھے اور مرنے کے بعد بھی دیکھ رہے ہیں۔ اس کے وزیر نے کہا آپ سمجھے بھی کہ امام نے کس بات سے آپ کو آگاہ کیا ہے انہوں نے بتایا کہ اے بنی عباس تمہارا ملک مچھلیوں کی طرح کثرت میں ہے۔ جب تمہارے اقبال کا دور ختم ہو گا تو خدا تمہارے اوپر ایک شخص کو مسلط کرے گا وہ تم سب کا خاتمہ کر دے گا۔

پھر مجھ سے کہا اے ابوصلت امام نے جو باتیں میرے متعلق کہی ہوں وہ بیان کرو۔ میں نے کہا میں تو بھول گیا اس نے امام کو دفن کے بعد مجھے قید کر دیا جب ایک مدت گزر گئی تو میں نے محمد وآل محمد کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی ابھی دعا تمام نہ ہوئی کہ حضرت محمد تقی علیہ السلام داخل ہوئے اور فرمایا اٹھو اور چلو اس کے بعد بیڑیوں پر ہاتھ مارا وہ الگ جا پڑیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر قید خانے سے نکال لیا پہرہ دار دیکھتے رہے اور کچھ نہ کہہ سکے مجھے دعائیں تعلیم کر کے فرمایا یہ پڑھا کر شر اعداء سے محفوظ رہو گے۔

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد یازدہم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوب ؒ

در فضائل و مناقب

حضرت امام محمد التقی علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظم ؒ

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ ؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

مفردات

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ۝ (سورہ النحل ۱۶/۱۶) . امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا علامات

النجم سے مراد رسولؐ خدا ہیں اور علامات سے مراد ہیں ان کے بعد کے آئمہ ۔

اَلَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ (سورہ البقرہ ۱۲۱/۲) کے متعلق صادق آل محمد نے فرمایا اس سے مراد آل محمد ہیں ۔

آیہ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (سورہ العنکبوت ۴۹/۲۹) کے متعلق فرمایا وہ آل محمد کے آئمہ ہیں ۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورہ العنکبوت ۶۹/۲۹) کے متعلق فرمایا وہ ہم ہیں

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (سورہ یوسف ۱۰۸/۱۲) کے متعلق فرمایا وہ رسولؐ خدا امیر المومنین اور ان کے اوصیا ہیں ۔

امام محمد تقی علیہ السلام کی کنیت اور

القاب و تاریخ

آپ کا نام محمد اور کنیت ابو جعفر ہے آپ کے خاص القاب المختار المرتضیٰ ۔ المتوکل ۔ المتقی ۔ الزکی ۔ التقی ۔ الجواد برروایت ابن عباس ۱۹۵ھ میں ۱۰ ماہ رجب روز جمعہ پیدا ہوئے اور ۲۲۰ھ میں آخر ماہ ذی قعدہ میں اور بعض کے نزدیک روز شنبہ ۶ ذی الحجہ زہر سے شہید ہوئے اور مقابر قریش میں امام موسیٰ بن جعفر کے پہلو میں دفن ہوئے ۔

آپ کی عمر ۲۵ سال تھی اور بعض کے نزدیک ۲۵ سال تین ماہ اور ۲۲ روز آپ کی والدہ ام ولد تھیں جن کو درہ کہا

جاتا تھا امام رضا علیہ السلام نے ان کا نام خیزران رکھا تھا اور یہ ماریہ قبطیہ کے خاندان سے تھیں ان کو سبیکہ زوجہ اور ام الحسن بھی کہتے ہیں۔

آپ کی امامت کے دو سال مامون کی حکومت میں گزرے اس کے بعد معتصم اور واثق بادشاہ ہوئے انہی کے عہد میں آپ شہید ہوئے۔

ابن بابویہ نے لکھا ہے کہ معتصم نے آپ کو زہر دیا تھا۔

آپ کی اولاد میں امام علی نقی علیہ السلام اور موسیٰ۔ حکیمہ۔ خدیجہ اور ام کلثوم تھیں۔

ابو عبداللہ حارثی نے لکھا ہے کہ لڑکیوں میں آپ کے بعد فقط فاطمہ اور امامہ باقی رہیں مامون نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کی تھی اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

آپ کو مدینہ سے معتصم نے بغداد بلایا تھا آپ ۲ محرم ۲۲۰ھ میں وارد بغداد ہوئے۔ اسی سنہ میں آپ نے انتقال فرمایا۔

امامت پر نص اور حضرت کے ثقات و اصحاب

آپ کی امامت پر دلیل بالاتفاق آپ کی عصمت اور آپ کا علم شرع کا سب سے زیادہ عالم ہونا شیعوں کا عقیدہ بارہ اماموں کے متعلق بالتواتر ہے۔ بہت سے ثقات نے گواہی دی ہے کہ آپ کے پدر بزرگوار نے آپ کی امامت کے متعلق وصیت فرمائی جیسے آپ کے عم علی بن جعفر صادق۔ صفوان بن یحییٰ۔ معمر بن خلاد۔ ابن ابو نصر بزنطی حسین بن یسار حسن بن الجہم۔ ابو یحییٰ سمعانی یحییٰ بن حبیب الزیات۔

آپ کے معتمدین میں ایوب بن نوح دراج الکوفی۔ جعفر بن محمد بن یونس الاحول۔ حسین بن مسلم بن الحسن مختار ابن زیاد العبدی البصری محمد بن حسین بن ابی الخطاب الکوفی۔

آپ کے اصحاب میں ہیں شاذان بن الخلیل نیشاپوری نوح بن شعیب بغدادی محمد بن احمد محمودی۔ ابو یحییٰ جرجانی۔ ابوالقاسم ادریس قمی علی بن محمد ہارون بن الحسن بن محبوب۔ اسحاق بن اسمٰعیل نیشاپوری۔ ابو حامد بن ابراہیم المراغی۔ ابو علی بن بلال۔ عبداللہ بن محمد الحفینی۔ محمد بن الحسن بن شمعون بصری۔ ریان بن شبیب۔ یحییٰ الزیات وغیرہ۔

مامون نے جب آپ کے علم وفضل کو صغر سنی میں دیکھا تو آپ کی طرف مائل ہوا اور اپنی بیٹی ام الفضل کے ساتھ

شادی کا ارادہ کیا۔ عباسیوں کو یہ امر ناگوار ہوا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ جو ارادہ کیا ہے اس سے باز رہیے ورنہ عنان حکومت آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گی اور جو لباس عزت خدا نے آپ کو پہنایا ہے وہ آپ سے چھن جائے گا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان عرصے سے عداوت چلی آرہی ہے۔ ہمیں تو امام رضا علیہ السلام کے بارے میں ہی ملال تھا خیر وہ تو مر گئے۔ مامون نے کہا سنو امام محمد تقیؑ باوجود کم سنی کے تمام اہل فضل پر سبقت لے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ابھی یہ تو بچے ہیں معاملات سلطنت سے واقف نہیں۔ انہیں مہلت دیجئے تاکہ یہ واقفیت حاصل کریں۔ مامون نے کہا واللہ تم پر بیس تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ یہ اہل بیت ہیں ان کا علم خدا کی طرف سے ہے۔ اگر تم کو انکار ہے تو آزمالو۔

انہوں نے کہا یہ ہمیں منظور ہے طے پایا کہ قاضی القضاۃ یحیٰی بن اکثم کوئی مسئلہ پوچھیں کہ جواب نہ بن پڑے اور انہوں نے یحیٰی کو مال کثیر دینے کا وعدہ کیا۔

مامون مسند پر بیٹھا اور امام محمد تقی علیہ السلام کو دوسری مسند پر بٹھایا۔

یحیٰی سے کہا سوال کرو۔

یحیٰی:۔ آپ کیا کہتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس نے حالت احرام میں شکار کیا ہو۔

امامؑ:۔ یہ بتاؤ کہ اس نے مقام حل میں شکار کیا یا مقام حرم میں۔ محرم عالم مسئلہ تھا یا جاہل عمداً کیا یا سہواً۔ آزاد تھا یا غلام۔ صغیر تھا یا کبیر۔ پہلی بار ایسا کیا ہے یا دوسری بار۔ شکار پرندہ تھا یا اس کا غیر۔ سم والا۔ چھوٹا شکار تھا یا بڑا۔ شکار کرنے والا اپنے فعل پر مصر تھا یا نادم۔ یہ شکار دن میں کیا رات کو۔ احرام عمرہ تھا یا حج کا۔ یہ سن کر یحیٰی سٹ پٹا گیا اور جواب نہ دے سکا۔

پھر مامون نے امام سے پوچھا جو جواب دیا وہ کتب فقہ میں موجود ہے۔

اب مامون نے امام سے کہا آپ بھی یحیٰی سے کوئی سوال کیجئے۔

امامؑ:۔ ایک مرد نے علی الصباح ایک عورت کو دیکھا وہ اس پر حرام تھی چاشت کے وقت حلال ہوگئی۔ زوال کے وقت پھر حرام ہوگئی۔ عصر کے وقت حلال ہوگئی۔ مغرب کے وقت حرام ہوگئی۔ عشا کے وقت حلال ہوگئی نصف شب کے بعد حرام ہوگئی صبح کو حلال ہوگئی دن چڑھے حرام ہوگئی ظہر کو حلال ہوگئی۔

یحیٰی سے جواب نہ بن پڑا تو مامون نے اس کا جواب پوچھا۔ فرمایا

صبح کو کنیز پر نظر کی حرام تھی۔ خرید لیا حلال ہوگئی۔ آزاد کر دیا حرام ہوگئی نکاح کر لیا حلال ہوگئی ظہار کر لیا حرام ہوگئی۔ کفارہ دیدیا حلال ہوگئی۔ طلاق رجعی دیدی حرام ہوگئی۔ رجوع کر لیا حلال ہوگئی۔ پھر خلع کر لیا حرام ہوگئی پھر عقد کر لیا حلال ہوگئی۔

مامون نے امام علیہ السلام سے کہا آپ نکاح کا خطبہ پڑھیے آپ نے یوں خطبہ پڑھا۔

الحمد لله إقراراً بنعمته ، ولا إله إلا الله إخلاصاً لوحدانيته ، وصلى الله على محمد سيد بريته ، والأصفياء من عترته . اما بعد فقد كان من فضل الله على الأنام ، أن أغناهم بالحلال عن الحرام ، فقال سبحانه (وانكحوا الأيامى منكم والصالحين من عبادكم وإمائكم إن يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله والله واسع عليم .

محمد بن علی بن موسیٰ نے خواہش کی نکاح کی ام الفضل بنت عبداللہ مامون سے اور مہر مقرر کیا اپنی دادی فاطمہ کا پانچ سو درہم ۔ ما بلغ الوقت پس اے امیرالمومنین آپ نے تزویج کردی اپنی بیٹی کی مہر مذکورہ پر مجھ سے اس نے کہا ہاں اے ابوجعفر میں نے اپنی بیٹی ام الفضل کی تزویج مذکورہ مہر پر کردی آپ سے ۔ آیا آپ نے نکاح قبول کر لیا فرمایا میں نے قبول کیا۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ مامون نے یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد لله الذي تصاغرت الامور لمشيته ، ولا إله إلا الله إقراراً بربوبيته ، وصلى الله على محمد عبده وخيرته .

اما بعد خدا نے نکاح کو تمہارے لیے پسند کیا آگاہ ہو کہ میں نے اپنی بیٹی کی تزویج محمد بن علی موسیٰ الرضا سے کردی اور چار سو درہم قرار دیا۔ ایک قول ہے کہ اس وقت حضرت کی عمر ۹ سال چند ماہ کی تھی مامون کی نظر میں آپ کی عزت بہت زیادہ تھی۔

مروی ہے کہ ام الفضل نے مدینہ سے ایک خط اپنے باپ کو لکھا کہ میرے شوہر دوسری عورتوں کی طرف توجہ رکھتے ہیں اس نے جواب میں لکھا میں نے تیرا نکاح ابوجعفر کے ساتھ اس لیے نہیں کیا کہ ان پر حلال چیزوں کو حرام کردوں آئندہ پھر ایسا نہ لکھنا۔

ابراہیم بن ہاشم سے مروی ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام جبکہ دس سال کے تھے آپ سے شیعوں کے ایک گروہ نے ایک مجلس میں تیس ہزار سوال کئے اور آپ نے ان سب کے جوابات دیئے۔

عبدالعظیم حسنی نے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت سے سوال کیا کہ پاخانہ اور اس کی بو کی علت کیا ہے فرمایا جب خدا نے آدم کو خلق فرمایا تو ان کا بدن چالیس دن تک بے روح کے پڑا رہا شیطان ان کے منہ سے داخل ہو کر ان کی دُبر سے نکل جاتا تھا اس لیے آدم کے جوف میں جو کچھ تھا وہ بدبودار اور ناپاک ہو گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب انسان پیشاب پاخانہ کرتا ہے تو ان کی طرف نظر کرتا ہے کیونکہ جب آدم جنت سے نکلے تو چونکہ شجر منہیہ سے کھا چکے تھے لہذا جو چیز خارج ہوئی اس کو دیکھا لہذا یہ عادت اولاد میں ہو گئی۔

جب معتصم خلیفہ ہوا تو اس نے عبدالملک الزیات کو خط لکھا کہ امام محمد تقی علیہ السلام کو مع ام الفضل کے بھیج دے

جب حضرت وہاں پہنچے تو بظاہر بڑی تعظیم و توقیر کی اور حضرت کے اور امام الفضل کے لیے تحفے بھیجے اس کے بعد لیمو کا شربت جس میں زہر ملا تھا غلام کے ہاتھ بھیجا اس نے حضرت سے کہا خلیفہ نے یہ سربمہر آپ کے لیے بھیجا ہے امیر المومنین نے اس کو احمد بن داؤد وغیرہ لوگوں کی موجودگی میں خود چکھ کر بھیجا ہے۔ یہ ٹھنڈا اور نافع ہے آپ اس کو ابھی پی لیجیے۔ فرمایا میں رات کو پیوں گا اس نے کہا برف پگھل جائے گا اور گرم ہونے سے نفع جاتا رہے گا جب زیادہ اصرار کیا تو حقیقت کو جانتے ہوئے آپ نے پی لیا۔

امام محمد تقی علیہ السّلام کے معجزات

امام محمد تقی علیہ السّلام جبکہ مکہ میں تھے کچھ لوگوں کو امام رضا علیہ السّلام کے فرزند ہونے میں شک ہوا۔ انہوں نے قیافہ شناسوں کو بلایا جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے وائے ہو تم پر ایسے کوکب دری اور نجم ظاہر کو تم ہمارے سامنے پیش کرتے ہو واللہ یہ صاحب حسب ذکی اور نسب مہذب و طاہر ہیں ان کو پیدا کیا ہے نجوم زواہر اور ارحام طواہر نے واللہ یہ ذریت نبی اور امیر المومنین سے ہیں۔ آپ کا سن اس وقت ۲۵ سال کا تھا۔ آپ نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ فرمایا۔

حمد ہے اس خدا کی جس نے ہم کو اپنے نور سے پیدا کیا اور اپنی مخلوق سے برگزیدہ کیا اور اس نے ہم کو اپنی وحی کا امین بنایا لوگوں میں محمد بن علی الرضا بن موسی الکاظم ابن جعفر صادق ابن محمد الباقر ابن سید العابدین ابن الحسین الشہید ابن امیر المومنین علی بن ابی طالب و ابن فاطمۃ الزہرا بنت محمد مصطفٰے علیہم السّلام ہوں تم مجھ جیسے کے متعلق شک کرتے ہو اور اللہ پر اور میرے جد پر افترا کرتے ہو اور مجھے قیافہ شناسوں کے سامنے پیش کرتے ہو واللہ میں ان کے پوشیدہ بھید دل اور دل کی باتوں کو جانتا ہوں۔ میں تم سب لوگوں سے زیادہ جاننے والا ہوں میں حق کہنے والا اور صدق کو ظاہر کرنے والا ہوں۔ ہم کو خدا نے تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے خلق کیا اس وقت نہ آسمان تھے نہ زمین خدا کی قسم اگر اہل باطل ہمارے خلاف شورہ پشتی نہ کرتے اور ذریت کفر کی غوایت نہ ہوتی اور اہل شرک و کفر کے حملے نہ ہوتے تو میں ایسی باتیں بیان کرتا کہ اولین و آخرین تعجب کرتے پھر اپنا ہاتھ منہ پر رکھ کر فرمایا

کہ اے محمد چپ رہو جیسے تمہارے آبا و اجداد چپ رہے اور صبر کرو جس طرح انبیائے اولوا العزم نے صبر کیا اور ان کے لیے جلدی نہ کرو وہ جلد اس دن کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ فاسق قوم یقیناً ہلاک ہو کر رہے گی۔

اس کے بعد آپ نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا جو آپ کے پہلو میں تھا اور آپ اس کے ساتھ رقاب الناس پر قدم رکھتے چلے گئے۔ میں نے ان کے جلیل القدر بزرگوں کو یہ کہتے سنا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورہ الانعام ۱۲۴/۶) میں نے ان لوگوں کے متعلق پوچھا فرمایا یہ لوگ بنی ہاشم ہیں اولاد عبدالمطلب سے۔

اس واقعہ کی خبر جب خراسان میں امام رضا علیہ السّلام کو پہنچی تو فرمایا الحمدللہ۔ پھر آپ نے ماریہ قبطیہ پر تہمت کا حال بیان کر کے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے میرے فرزند محمد کو رسول اللہ اور ان کے فرزند ابراہیم کے اسوہ میں قرار دیا۔

عسکر غلام امام محمد تقی علیہ السّلام سے مروی ہے کہ ایک روز جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو اپنے دل میں کہا سبحان اللہ میرے مولا کیسے گندم گوں اور پتلے دبلے جسم والے ہیں ناگاہ میں نے دیکھا کہ آپ کا جسم طول و عرض میں اتنا بڑھا کہ چھت اور دیواروں سے مل گیا۔ پھر رات کی طرح سیاہ ہوا پھر دن کی طرح روشن پھر سرخ ہوا۔ پھر سبز ہوا پھر گھٹنا شروع ہوا اور اپنے اصلی قد اور رنگ پر آ گیا میں یہ دیکھ کر منہ کے بل گر پڑا۔

حضرت نے فرمایا اے عسکر لوگ ہمارے بارے میں شک کرتے ہیں تو ہم ان کو آگاہ کرتے ہیں اور ان کے ضعیف ایمانوں کو قوی کرتے ہیں خدا کی قسم ہماری پوری معرفت نہیں حاصل ہوئی۔ مگر اس کو جس پر خدا نے احسان کیا ہے اور خدا نے ہم کو لوگوں پر ولی قرار دیا ہے۔

بنان بن نافع سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السّلام سے دریافت کیا آپ کے بعد صاحب امر کون ہوگا فرمایا اس دروازے سے تیرے پاس وہ آئے گا جو وارث ہوگا اس چیز کا جس کے وارث ہوئے ہیں مجھ سے پہلے۔ امام وہی حجت خدا ہے میرے بعد ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ امام محمد تقی علیہ السّلام داخل ہوئے جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابن نافع آگاہ ہو کہ ہم گروہ ائمہ بحالت حمل چالیس روز آواز کو سنتے ہیں اور جب بطن مادر میں چار ماہ کے ہوتے ہیں تو خدا علام ارض کو اٹھا دیتا ہے۔ پس جو چیز دور ہوتی ہے وہ قریب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ بادل کے ایک ایک قطرہ کے متعلق بتا دیتا ہے کہ یہ نافع ہے یا مضر حضرت ابوالحسن (امام رضا) سے تیرا یہ سوال کہ آپ کے بعد حجت خدا کون ہوگا یہ جس کے متعلق انہوں نے فرمایا وہی حجت خدا ہے تیرے آگے ہے میں نے کہا میں اوّل ایمان لانے والا ہوں اسی اثنا میں امام رضا علیہ السّلام تشریف لے آئے فرمایا ابن نافع سلام کر اور ان کی اطاعت کا یقین کر اس کی روح میری روح ہے اور میری روح رسول کی روح ہے۔

ایک روز امام محمد تقی علیہ السّلام راہ میں بچوں کے ساتھ کھڑے تھے کہ مامون کی سواری ادھر سے گزری آپ کے علاوہ سب لڑکے بھاگ گئے۔ مامون نے آپ سے کہا سب کے ساتھ تم کیوں نہ بھاگے فرمایا نہ تو میرا کوئی گناہ تھا کہ میں خوف زدہ ہو کر بھاگتا اور نہ راستہ تنگ تھا کہ میں اس کو تیرے لیے کشادہ کرتا آپ جس طرح گزر جائیں۔ اس نے کہا تم کون ہو فرمایا محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السّلام اس نے کہا تم کو علوم سے کچھ واقفیت ہے فرمایا اخبار سموٰات کے متعلق جو چاہو پوچھو۔ مامون یہ سن کر آگے بڑھ گیا اس کے ہاتھ پر ایک شکاری باز بیٹھا ہوا تھا جس سے وہ شکار کھیلنے جا رہا تھا جب شکار گاہ میں پہنچا تو اس نے باز کو چھوڑا۔ وہ اُڑتا چلا گیا اور کچھ دیر کے لیے نظروں سے غائب ہو گیا جب لوٹا تو اس کے پنجوں میں ایک چھوٹا سا سانپ تھا۔ مامون نے کہا اس لڑکے کی موت آج میرے ہاتھ سے آئے گی جب واپس ہوا تو امام محمد تقی علیہ السّلام پھر بچوں کے ساتھ راہ میں کھڑے ملے اس نے امام سے کہا بتاؤ اخبار سماوات تمہارے نزدیک کیا ہیں؟ فرمایا سنو میرے پدر بزرگوار نے اپنے آبائے طاہرین سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آسمان اور ہوا کے درمیان پانی کا ایک سمندر موجیں مارتا ہے جس میں ایسے چھوٹے چھوٹے سانپ ہیں جن کے پیٹ سبز ہیں اور پشت پر دھاریاں ہیں بادشاہوں کے سفید باز ان کو شکار کرتے ہیں اور اس کے ذریعے سے علماء کا امتحان لیتے ہیں اس نے کہا آپ بھی سچے اور آپ کے آبا بھی سچے اس کے بعد اپنی بیٹی اُم الفضل سے تزویج کر دی۔

محمد بن الفرج سے مروی ہے کہ امام محمد تقی علیہ السّلام نے مجھے لکھا کہ اپنا خمس مجھے بھیجو کہ اس سال کے بعد پھر میں نہ لوں گا چنانچہ اسی سال آپ کا انتقال ہو گیا۔

امیہ بن علی سے مروی ہے کہ ایک روز امام محمد تقی علیہ السّلام نے ایک کنیز کو بلا کر کہا لوگوں سے کہدے کہ ماتم کا تہیّہ کریں لوگوں نے سن کر پوچھا کس کا ماتم فرمایا اس کا ماتم جو روئے زمین پر سب سے بہتر تھا اس کے بعد امام رضاؑ کے مرنے کی خبر آئی۔ یہ وہی دن تھا جس روز امام نے خبر دی تھی۔

کتاب معرفۃ ترکیب الجسد میں حسین ابن احمد تمیمی سے مروی ہے کہ امام محمد تقی علیہ السّلام نے ایام خلافت مامون میں ایک فصد کھولنے والے کو بلایا اور فرمایا عراق الزاہر کی فصد کر اس نے کہا میں تو اس رگ کو جانتا نہیں آپ نے بتایا جب اس نے فصد کھولی تو زرد پانی اس سے طشت میں گرا جب طشت بھر گیا تو آپ نے فرمایا اسے پھینک دے اور زخم کو باندھ دے فصاد نے ایک طبیب سے جا کر پوچھا اس نے کہا میں نے تو اس رگ کا ذکر طب میں نہیں پڑھا چلو نسلان پادری سے پوچھیں وہ بڑا ماہر ہے۔ جب اس سے دونوں نے یہ صورت بیان کی تو اس نے کہا یہ شخص یا نبی ہے یا ذریت نبی سے ہے۔

معلی بن محمد سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السّلام کے مرنے کے بعد میں نے ایک نظر امام محمد تقی علیہ السّلام کے

قدوقامت پر ڈالی تاکہ مصر میں اپنے اصحاب سے بیان کروں حضرت نے فرمایا اے معلی امامت کے دلائل بھی وہی ہیں جو نبوت کے ہیں وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا (سورہ مریم ۱۹/۱۲) جس طرح نبی بچپن میں ہو سکتا ہے اسی طرح امام بھی ہو سکتا ہے۔

ابو سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے شدید بہرے پن کی اطلاع دی حضرت نے دُعا کی اور میرے کان پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا سن اور یاد رکھ۔ خدا کی قسم اس روز سے میں ہلکی سے ہلکی آواز سننے لگا۔

مروی ہے کہ امام علیہ السلام ایک روز کوفہ میں دار مسیب کی طرف سے گزرے اس کے صحن میں ایک بیری کا درخت تھا جو پھل نہیں لاتا تھا حضرت نے پانی منگا کر اس کی جڑ میں وضو کیا اور مغربین کی نماز پڑھی اور دو سجدوں کے بار تکبیر کہی درخت فوراً ہرا بھرا ہو کر پھل لے آیا لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اس کا پھل نہایت شیریں اور بے گٹھلی کے تھا۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ کہتے ہیں میں نے کھایا تو واقعی اس میں گٹھلی نہ تھی۔

ابن عیاش نے کتاب اخبار ابو ہاشم جعفری میں روایت کی ہے کہ میں امام محمد تقی کی خدمت میں تین خطوط لے کر آیا جن پر ان کے نام نہ تھے میرے لیے مشتبہ ہو گئے کہ کون کس کا ہے۔ حضرت نے ان کو لے کر فرمایا یہ ریان بن شبیب کا ہے۔ یہ محمد بن ابی حمزہ کا اور یہ فلاں کا میں حیران ہو گیا۔

ابو ہاشم سے مروی ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھے تین سو دینار ایک تھیلی میں دیئے کہ یہ میرے فلاں چچا زاد بھائی کو دے آؤ وہ تم سے کہیں گے ایسے شخص کو بتاؤ جو مجھے فلاں فلاں سامان خرید دے پس تم بتا دینا پس جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

ابو ہاشم سے مروی ہے میں حضرت کی خدمت میں ایک معاملہ میں گفتگو کرنے کے لیے گیا حضرت کچھ لوگوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے مجھے کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی آپ نے فرمایا اے ابو ہاشم تم بھی کھاؤ میں نے کہا میں مٹی کھانے کا شائق ہو گیا ہوں دُعا فرما دیجیے۔ آپ اس وقت تو چپ رہے چند روز بعد فرمایا مٹی کھانے کی بیماری تجھ سے دور ہو گئی پس مجھے بہت زیادہ نفرت مٹی کھانے سے ہو گئی۔

محمد بن حمزہ ہاشمی سے مروی ہے کہ میں امام محمد تقی علیہ السّلام کی خدمت میں آیا تو مجھے پیاس معلوم ہوئی حضرت نے مجھ سے فرمایا تم پیاسے معلوم ہوتے ہو میں نے کہا بے شک غلام سے فرمایا پانی لاؤ اسی وقت مامون کے گھر سے زہر ملا ہوا پانی حضرت کے لیے لائے تھے میں مغموم ہوا۔ حضرت میری صورت دیکھ کر مسکرائے۔ پھر فرمایا غلام پانی لا وہ لایا تو میں نے پیا اور حضرت نے بھی۔ مجھے پھر پیاس معلوم ہوئی حضرت نے میرے کہے بغیر پھر پانی طلب کیا جسے میں نے پیا اور اس روز مجھے اس کا یقین ہوا کہ امام نفوس کا حال جانتے ہیں۔

حسن بن علی سے مروی ہے کہ ایک شخص امام محمد تقی علیہ السّلام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا ابن رسول اللہ میری مدد کیجئے میرا باپ یکایک مر گیا اس کے پاس ہزار دینار تھے نہ معلوم وہ کہاں رکھ گیا ہے میں کثیر العیال ہوں مجھے ان کی سخت ضرورت ہے فرمایا بعد نماز عشا سو بار محمد و آل محمد پر درود بھیج اور سو رہو میں نے خواب میں اپنے باپ کو دیکھا ہے اس نے مال کی طرف اشارہ کیا اور کہا بیٹا اس کی اطلاع امام کو دیدینا انہوں نے ہی مجھ کو اس کا حکم دیا ہے۔ میں جب بیدار ہوا تو مال لے لیا اور حضرت کی خدمت میں جاکر اطلاع دی اور کہا حمد ہے اس خدا کی جس نے آپ کو صاحب بزرگی بنایا اور برگزیدہ کیا۔

مطرفی سے مروی ہے کہ امام محمد تقی علیہ السّلام پر میرے چار ہزار درہم قرض تھے جن کا علم میرے سوا کسی کو نہ تھا ایک روز حضرت نے مجھے بلایا اور فرمایا تمہارے چار ہزار درہم میرے اوپر ہیں اپنے مصلّے کے نیچے سے کچھ دینار نکال کر دیئے جو چار ہزار درہم کے برابر تھے۔

ام الفضل نے حضرت کو زہر دیا آپ نے اس کے لیے بددعا کی وہ ایک شرمناک مرض میں مبتلا ہوکر مر گئی۔

آیات و کرامات امام علیہ السّلام

علی بن خالد سے مروی ہے کہ ایک متنبی شام سے آیا میں نے اس کا قصہ پوچھا وہ آیا تھا لیکن لوگوں نے اسے قید کر لیا تھا اس نے کہا میں شام میں اس جگہ مشغول عبادت تھا جہاں امام حسینؑ کا سر نصب کیا گیا تھا۔ میں ایک رات مشغولِ عبادت تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا اٹھ میں کھڑا ہوگیا۔ کچھ دور چلا تھا کہ میں نے اپنے کو مسجد کوفہ میں پایا میں نے وہاں نماز پڑھی اس کے بعد ہم دونوں پھر چلے ناگاہ ہم مسجد رسول میں پہنچے۔ وہاں سے نکل کر کچھ دور چلے تو بیت اللہ میں آگئے وہاں سے نکل کر کچھ دور چلے تو وہ شخص میری نظر سے غائب ہوگیا۔ میں تعجب میں رہ گیا۔ اگلے سال وہ شخص پھر آیا اور سال گزشتہ کی طرح وہی صورت پیش آئی۔ جب اس نے مجھ سے جدا ہونا چاہا تو میں نے کہا خدا کے لیے اپنا نام تو بتایئے فرمایا میں محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر ہوں میں نے یہ واقعہ لوگوں سے بیان کیا وہ مجھے پکڑ کر محمد بن عبد الملک زیات کے پاس لے گئے اس نے مجھے قید کر دیا اور میری باتوں کو محال بتایا۔ میں نے (راوی) یہ واقعہ لکھ کر ابن زیات کے پاس بھیجا اس نے کاغذ کی پشت پر لکھا اس سے کہو جو تجھ کو شام سے کوفہ، کوفہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکے لے گیا وہ تجھے قید سے کیوں نہیں چھڑاتا۔ خالد کہتا ہے میں اس جواب سے بہت رنجیدہ ہوا۔ صبح کو قید خانہ کے محافظوں میں شور و غل مچا کہ شام والا قیدی رات قید خانہ سے گم ہوگیا۔ علی بن خالد زیدیہ فرقہ کا آدمی تھا اس کے بعد وہ امام علیہ السّلام کی امامت کا معتقد ہوگیا۔

محمد بن ابی العلاء سے مروی ہے کہ میں نے یحییٰ ابن اکثم سے ایک روز کہا کہ مجھے علوم آل محمد کے متعلق کچھ بتائیے فرمایا اس شرط سے بتاؤں گا تو کسی سے نہ کہے میری زندگی میں میں نے اقرار کیا اس نے کہا میں ایک بار مدینہ گیا میں نے دیکھا کہ امام محمد تقی علیہ السّلام قبر رسول کا طواف کر رہے ہیں میں نے چند مسائل میں ان سے مناظرہ کیا انہوں نے تسلی بخش جواب دیئے ایک سوال میرے دل میں تھا آپ نے فرمایا میں بتا دوں تمہارے دل میں کیا ہے تم پوچھنا چاہتے ہو اس زمانہ میں امام کون ہے میں نے کہا بے شک یہ ہی سوال میرے دل میں تھا فرمایا میں ہوں میں نے کہا علامت حضرت کے ہاتھ میں جو عصا تھا اس سے آواز آئی۔ میرا مالک اس زمانہ کا امام اور حجت ہے۔

حکیمہ بنت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جب امام محمد تقی علیہ السّلام کی ولادت کا وقت آیا تو امام رضا علیہ السّلام نے مجھے بلایا کہ آپ یہاں رہیئے خیزران کو دردزہ عارض ہے گھر میں چراغ جل رہا تھا اور دروازہ حجرہ کا بند تھا۔ اتفاقاً چراغ گل ہو گیا مجھے اندھیرا ہو جانے سے پریشانی ہوئی۔ ناگاہ امام محمد تقی پیدا ہوئے ان کے بدن پر ایک چیز کپڑا جیسی تھی جو ایسی روشن تھی کہ سارا گھر اس سے روشن ہو گیا میں نے گود میں لے کر وہ جھلی بدن پر سے ہٹا دی امام رضا علیہ السلام تشریف لائے میں نے ان کی گود میں دیدیا۔ انہوں نے گہوارہ میں لٹا کر فرمایا آپ اس کے پاس رہیے تیسرے روز بچہ نے پہلے تو آسمان کی طرف نظر کی پھر داہنے بائیں دیکھ کر کہا أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله میں خوف زدہ سی ہو گئی اور امام رضا علیہ السّلام سے بیان کیا فرمایا اے حکیمہ اسے زیادہ عجائبات تم دیکھو گی۔

حکیمہ بنت امام محمد تقی علیہ السّلام سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے انتقال کے سات روز بعد اُم الفضل بنت مامون کے پاس آئی۔ میں نے اس کو بے قرار دیکھا لوگ تعزیت کے لیے اس کے پاس جمع تھے اور حضرت کے فضائل بیان کر رہے تھے اس نے یاسر خادم اور چند کنیزوں کو بلایا اور کہنے لگی میں نے امام محمد تقی سے غداری کی اور میں نے ان کی شکایت اپنے باپ کو لکھی اس نے جواب دیا تحمل کرو جگر گوشۂ رسول ہیں ایک دن میں بیٹھی تھی کہ ایک خوبصورت عورت آئی اور سلام کیا میں نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں اولاد عمار یاسر سے ہوں میں نے اسے عزت سے بٹھایا پھر اس نے کہا میں محمد تقی کی زوجہ ہوں پس شیطان نے میرے دل میں اس کے قتل کا وسوسہ پیدا کیا لیکن میں نے تحمل کیا اور اس کو کچھ دے کر رخصت کیا میں نے اپنے باپ سے یہ قصہ بیان کیا وہ نشہ میں چور تھا اس نے کہا تلوار لاؤ میں ان کو قتل کروں گا وہ ان کے پاس گیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس کے بعد وہ سو گیا جب بیدار ہوا تو میرے پاس آیا اور کہنے لگا کیا کر رہی ہے۔ میں نے کہا کیا آپ نے گزشتہ رات فرزند رضا کو قتل کر دیا اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی اور غش ہو گیا جب افاقہ ہوا تو مجھ سے کہنے لگا تو کیا کہتی ہے میں نے کہا آپ ان کے پاس گئے اور تلوار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہ سن کر اسے اضطراب شدید لاحق ہوا۔ اور مجھ سے کہا یاسر خادم کو بلا وہ جب آیا تو اس سے کہا یہ کیا کہہ رہی ہے۔ اس نے کہا سچ کہہ رہی

ہے۔ اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا واللہ ہم ہلاک ہوئے اور ابد تک کے لیے رسوائی لکھی گئی۔ وائے ہو تجھ پر یہ کیسا قصہ ہے۔ پھر وہ یہ کہتا ہوا نکلا اے امیر المومنین بشارت ہو وہ آپ سے ملنے آتے ہیں مامون نے کہا یا ابن رسول اللہ ذرا اپنا لباس اُتار دیجیے تاکہ آپ کے اعضاء دیکھوں۔ حضرت نے لباس اُتار کر دکھایا تو کہیں زخم کا نشان نہ تھا میرا باپ رونے لگا اور کہنے لگا کہ یہ واقعہ عبرت ہے اوّلین و آخرین کے لیے پھر کہا میں ان کو یہ قصہ اور تلوار کے کر ان کے پاس جا تا بتاؤں گا۔ خدا اس بیٹی پر لعنت کرے اور مجھے شکایت کرنے پر بہت جھڑکا اور یاسر کو ایک ہزار دینار دے کر حضرت کی خدمت میں بھیجا اور ہاشمیوں کو آپ کی خدمت میں رہنے کا حکم دیا۔ امام نے فرمایا کیا اس کے اور میرے باپ کے درمیان اور اس کے اور میرے درمیان یہی معاہدہ تھا کہ وہ میرے اوپر تلوار کھینچے کیا اس کو معلوم نہیں کہ میرا ایک ناصر ہے جو اس کے اور میرے درمیان ایک روک بنا ہوا ہے۔

یاسر نے حضرت سے کہا آپ اپنے عتاب کو چھوڑ دیں مامون نے عہد کر لیا ہے کہ اب شراب نہ پئے گا پس آپ سوکر میرے باپ کے پاس آئے اس نے مرحبا کہا اور سینے سے لگایا اور ندامت سے کہنے لگا جو کچھ ہوا آپ مجھے معاف فرمائیں۔ فرمایا جو کچھ ہوا بہت برا ہی ہوا۔ اس نے کہا میں اس کے کفارہ میں آپ کے دشمنوں کو ہلاک کردوں گا۔ پھر اس خوشی میں کہ امام نے معاف کر دیا بہت سے لوگوں کو دعوت میں بلایا۔

الحسین بن محمد الاشعری سے مروی ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شیخ نے جس کا نام عبداللہ بن رزین تھا بیان کیا کہ میں مدینہ میں مجاور مسجد رسول تھا امام محمد تقی علیہ السّلام ہر روز وقت زوال مسجد میں آتے اور ایک پتھر پر بیٹھتے اور قبر رسول کے پاس آتے سلام کرتے پھر بیت فاطمہؑ میں آتے اور نعلین اُتار دیتے اور نماز پڑھتے شیطان نے میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا کیا کہ اب جو حضرت اُٹھیں گے تو میں آپ کے قدم کے نیچے کی مٹی لے لوں گا۔ پس میں آپ کے انتظار میں بیٹھا جب زوال کا وقت آیا تو حضرت گدھے پر سوار تشریف لائے اور جہاں اترا کرتے تھے نہ اترے اور اس پتھر کی طرف بڑھے جو باب مسجد پر تھا اور رسول اللہ کو سلام کیا اور اس مقام پر تشریف لائے جہاں نماز پڑھا کرتے تھے چند روز ایسا ہی ہوا۔ میں نے کہا جب حضرت نعلین اُتاریں گے تو میں آپ کے قدموں کے نیچے سے سنگریزے اُٹھاؤں گا۔ دوسرے روز جب حضرت تشریف لائے تو پتھر پر سواری سے اُترے قبر رسول پر آئے وہاں سے اس جگہ آئے جہاں نماز پڑھتے تھے اور خلع نعلین نہ کیا۔ چند روز یہی صورت رہی میں نے دل میں کہا مقصد حاصل نہ ہوا اب میں حمام میں جاؤں گا اور اس مٹی کو اُٹھاؤں گا جو آپ کے قدموں کے نیچے رہوگی۔ جب آپ آئے تو گدھے سے بوریے پر اُترے میں نے حمامی سے پوچھا کیا ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں اس نے کہا اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا جب چلے تو بوریئے کے اوپر ہی سے سوار ہو لیے اور روانہ ہو گئے" میں نے دل میں کہا میں نے حضرت کو اذیت دی۔ اب ایسا ارادہ نہ کروں گا اس کے بعد حضرت سابق کی طرح تشریف لانے لگے۔

کلینی نے محمد بن ریان سے روایت کی ہے کہ جب مامون امام محمد تقی علیہ السلام کے متعلق تمام حیلے ختم کر چکا تو اس نے ایک سو خوبصورت کنیزیں حضرت کے لیے بھیجیں مگر آپ نے ان کی طرف توجہ ہی نہ کی پھر اس نے ایک مشہور گویئے کو آلات موسیقی کے ساتھ بھیجا اس نے طرح طرح سے گایا بجایا مگر آپ نے اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہ کی اور اپنا سر اٹھا کر اس سے فرمایا اوہر زہ کار اللہ سے ڈر ستار اس کے ہاتھ سے گر گیا اور مرتے دم تک پھر کوئی باجہ اس کے ہاتھ سے نہ بج سکا۔

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد تقی کے ساتھ مسجد مسیب میں نماز پڑھی لوگوں نے کہا مسجد میں یہ بیری کا درخت سوکھ گیا ہے اس میں ایک پتہ تک نہیں حضرت نے پانی مانگا اور درخت کے نیچے وضو کیا پس درخت شاداب ہو گیا پتے نکلے اور پھل آگئے۔

ابن سنان سے مروی ہے کہ میں امام محمد تقی کی ملاقات کے لیے آیا فرمایا اے محمد آل فرج کے متعلق کچھ بیان کر و میں نے کہا عمر مر گیا فرمایا الحمد للہ میں نے ۲۴ مرتبہ بد دعا کی تمہیں معلوم ہے کہ اس نے میرے باپ کے متعلق جب وہ اس سے بات کر رہے تھے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ آپ نشہ میں ہیں والد ماجد نے فرمایا خداوندا تو جانتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں۔ خداوندا اس کو تنگدستی کا مزہ چکھا اور اسیری کی ذلت میں مبتلا کر واللہ چند روز بعد اس کے حالات بدلے مالی حالت خراب ہوئی اور اسیری کی ذلت بھی ہوئی۔ آخر وہ مر گیا۔

احمد نے کہا کہ ابو زینبیہ سے مروی ہے کہ حکم بن یسار مروزی کی گردن پر ذبح کا سا داغ تھا میں نے اس کے متعلق سوال کیا اس نے کہا امام محمد تقی علیہ السّلام کے زمانہ میں بغداد میں ہم سات آدمی ایک حجرہ میں تھے عصر کے وقت حکم ہمارے پاس سے گیا اور رات تک واپس نہ آیا جب آدھی رات ہوئی تو امام محمد تقی علیہ السّلام کا ایک پرچہ آیا کہ تمہارا ساتھی خراسانی ذبح کیا ہوا فلاں مزبلہ پر پڑا ہے جاؤ اور اس طرح اس کا علاج کرو ہم گئے اور اس کو لے آئے اور جس طرح حضرت نے فرمایا تھا علاج کیا وہ جانبر ہو گیا۔

ابن ہمدانی ابی فقیہ نے روایت کی ہے کہ انقلاب بغداد میں جب مقابر قریش میں قبریں جلائی گئیں تو لوگوں نے امام محمد تقی کی قبر کھود کر لاش جلانے کی کوشش کی پس ان کے اور قبر کے درمیان شعلہ نار حائل ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد دوازدہم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

در فضائل امام علی نقی علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظمؒ

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ کتب) (۲۱۷)

فضائل و مناقب امام علی نقی علیہ السلام

مفردات

سعید بن طریف نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جنت میں دو موتی ہیں بطنان عرش تک ایک سفید رنگ ہے اور دوسرا زرد رنگ اور ہر ایک میں ستر ہزار غرفے ہیں اور اس کے پیالوں میں ایک ہی قسم کا عرق ہے سفید رنگ والا محمد و اہل بیت محمد کے لیے ہے اور زرد رنگ والا ابراہیم و آل ابراہیم کے لیے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تمہارے اور اللہ کے درمیان سبب ہیں۔

یزید بن معاویہ نے صادق آل محمد سے روایت کی ہے کہ آپ نے آیہ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ (سورہ الرعد ۱۳/۴۳) کے متعلق فرمایا اس سے مراد ہم ہیں علی ہمارے اول ہم سے افضل و بہتر ہیں۔

یحییٰ ابن اکثم نے امام رضا علیہ السلام آیہ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ (سورہ لقمان ۳۱/۲۷) کے متعلق سوال کیا وہ سات دریا چشمہ کبریت۔ چشمہ یمن۔ چشمہ برہوت۔ چشمہ طبریہ۔ ماسیدان کا گرم چشمہ۔ افریقہ کا گرم چشمہ ماجوان اور ہم وہ کلمات ہیں جن کے فضائل کی حد و انتہا نہیں۔

عروہ ابن اذینہ سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے آیہ اِعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (سورہ التوبہ ۹/۱۰۵) کے متعلق سوال کیا فرمایا مومنون سے مراد ہم ہیں۔

زید بن علی نے بیان کیا کہ آیہ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ (سورہ یونس ۱۰/۳۵) ہمارے بارے میں نازل ہوا۔

زید الشحام سے مروی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ آیہ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ (سورہ دخان ۴۴/۴۰ تا ۴۲) رحم اللہ وہ ہیں جن پر اللہ رحم کرتا ہے اور خدا کی قسم ہم ہی وہ لوگ ہیں خدا نے جن کا استثناء کیا ہے۔ ہم لوگوں سے روز قیامت بے پرواہ ہوں گے۔

عبداللہ بن سنان نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ آیہ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ (سورہ الاعراف ۱۸۱/۷) سے کون مراد ہیں فرمایا وہ آئمہ ہیں اور خدا نے ان کو امت پر گواہ بنایا ہے اور نبی ان پر گواہ ہیں۔

کنیت القاب اور تواریخ

آپ کا نام علی نقیؑ ابن امام محمد تقیؑ ابن امام رضاؑ ابن امام موسیٰ کاظمؑ ابن امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقر علیہ السلام ابن امام علی بن الحسینؑ بن علی ابن ابی طالب ہے۔

آپ کی کنیت ابوالحسن کے سوا اور کچھ نہیں۔

مشہور القاب یہ ہیں۔ النجیب۔ المرتضیٰ۔ الہادی۔ النقی۔ العالم۔ الفقیہ۔ الامین۔ الطیب۔ ابوالحسن الثالث شگفتہ رو۔ صادق اللہجہ املح الناس قریب سے اکمل الناس بعید سے۔ خاموشی میں ہیبت الوقار تھی۔ وقت کلام نشان مجد و بہا۔ آپ خاندان رسالت و امامت سے اور مقرو ہیبت و خلافت تھے۔ شجرۂ نور نبوت کی شاخ تھے ۱۵ ذی الحجہ ۲۱۲ھ میں مقام بصرہ میں جو مضافات مدینہ سے ہے پیدا ہوئے۔

ابن عیاش نے آپ کی ولادت روز سہ شنبہ ۵ رجب ۲۱۴ھ لکھی ہے اور وفات سر من رائے میں ۳ رجب ۲۵۴ھ میں لکھی ہے بعض نے یوم دوشنبہ ۳ رجمادی الآخر وقت نیمروز لکھی ہے اور اس وقت ان کے پاس صرف ان کے فرزند ابو محمد (امام حسن عسکری) تھے اور آپ کی عمر چالیس سال تھی اور ایک قول سے ۴۱ سال سات ماہ۔

آپ کی والدہ ماجدہ۔ نام ولد سمانہ مغربیہ تھیں اور عرف میں ان کو سیدہ ام الفضل کہتے تھے۔

آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ چھ سال اور پانچ ماہ رہے اور ان کے بعد آپ کی مدت امامت ۳۳ سال نو ماہ رہی آپ سامرہ میں بیس سال رہے اور وہیں وفات پائی اور آپ کی قبر آپ کے گھر میں بنی آپ کی امامت کے زمانہ میں حسب ذیل بادشاہ ہوئے معتصم۔ واثق۔ متوکل۔ منتصر۔ مستعین اور معتز۔ آخر میں معتمد نے آپ کو زہر دے کر شہید کیا

دعبل نے لکھا ہے۔

قبور بكوفان واخرى بطيبة　　واخرى بفخ نالها صلواتي
واخر من بعد التق مبارك　　زكي أرى بغداد فى الحفرات

آپ کی اولاد میں امام حسن عسکری۔ الحسین۔ محمد جعفر کذاب تھے اور بیٹی کا نام علیہ تھا۔

آپ کے دربان محمد بن عثمان عمری تھے۔

امام علیہ السلام کے ثقات و اصحاب و رواۃ

ثقات۔ احمد بن حمزہ بن الیسع صالح بن محمد ہمدانی محمد بن جزک الجمال۔ یعقوب بن یزید الکاتب۔ ابوالحسین بن ہلال۔ ابراہیم بن اسحاق۔ خیران الخادم۔ نصر بن محمد ہمدانی۔

وکلا۔ ہیں جعفر بن سہیل الصیقل۔

اصحاب۔ داؤد بن زید۔ ابوسلیم زنگان۔ حسین ابن محمد مدائنی۔ احمد بن اسمٰعیل بن یقطین بشر بن بشار نیشاپوری۔ سلیمان بن جعفر مروزی۔ فتح بن یزید جرجانی۔ محمد بن سعید بن کلثوم یہ بڑے متکلم تھے۔ معاویہ بن حکیم کوفی۔ علی بن معاد بن محمد بغدادی ابوالحسن بن رجا العبرتائی۔

رواۃ احادیث۔ اسمٰعیل بن مہران۔ ابوجعفر الاشعری۔ الخیرانی۔

آپ کی امامت کی دلیل اجماع امامیہ اور طریق نصوص و عصمت۔ عامہ اور خاصہ نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے جانشین بارہ ہوں گے اور آئمہ شیعہ نے حضرت کی امامت پر نص کی ہے۔

ابوعبداللہ زیادی سے مروی ہے کہ جب متوکل کو زہر دیا گیا تو اس نے نذر کی کہ اللہ نے مجھے شفا دی تو مالِ کثیر راہِ خدا میں دوں گا جب شفا پائی تو مال کثیر کے بارے میں بین العلما اختلاف ہوا۔ اس کے دربان حسن نے کہا اگر میں صحیح جواب دوں تو کیا انعام ملے گا اس نے کہا دس ہزار درہم ورنہ سو کوڑے اس نے کہا کہ میں راضی ہوں وہ امام ابوالحسن علیہ السلام کے پاس آیا اور یہ سوال کیا۔ فرمایا اسی درہم۔ متوکل کو جب بتایا تو اس نے ثبوت مانگا فرمایا خدا نے اپنے نبی سے کہا ہے۔ لَقَدۡ نَصَرَكُمُ ٱللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ (سورہ التوبہ ۹/۲۵) جب حضرت کے غزوات شمار کیے گئے تو وہ اسی تھے۔ حاجب نے یہ بات بیان کی تو متوکل نے اسے دس ہزار روپے انعام دیئے۔

متوکل نے ابن سکیت سے کہا تو امام علی نقی سے کوئی سخت مسئلہ دریافت کر میری موجودگی میں اس نے کہا یہ بتائیے کہ خدا نے موسیٰ کو عصا کا معجزہ کیوں دیا اور عیسیٰ کو اندھے کوڑھی اور جذامی کو اچھا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے اور محمد مصطفےٰ کو قرآن اور تلوار کے ساتھ کیوں بھیجا۔ حضرت نے فرمایا کہ موسیٰ کو عصا اور ید بیضا اس لیے دیا کہ ان کے زمانہ میں جادوگروں کا بہت زور تھا موسیٰ نے ان معجزات سے ان کو مغلوب کیا اور حجت نبوت تمام کی اور حضرت عیسیٰ کو یہ معجزہ دیا اس لیے کہ ان کے زمانہ میں طبیبوں کا بڑا زور تھا اور حضرت رسولؐ خدا کو معجزہ قرآن و سیف اس لیے دیا گیا کہ ان

زمانہ میں لوگوں کو اپنی فصاحت و بلاغت اور بہادری پر بڑا غرہ تھا۔

سکیت نے کہا انسانوں پر اب خدا کی حجت کون ہے فرمایا عقل ہے جس سے خدا پر جھوٹ بولنے والا پہچانا جاتا ہے اور اس کی تکذیب کی جاتی ہے۔

یحییٰ ابن اکثم نے کہا سکیت کا مناظرہ سے کیا تعلق وہ مرد شاعر ہے۔ نحوی ہے یہ کام میرا ہے اس نے ایک کاغذ پر چند سوال لکھ کر ابن سکیت کو دیئے اس نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیے آپ نے ان کے جوابات یوں دیئے۔

سوال:۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (سورہ الرعد ۴۳/۱۳) سے مراد ہے آصف برخیا۔ پس معلوم ہوا کہ آصف کا علم سلیمان سے زیادہ تھا۔

جواب:۔ سلیمان عاجز نہ تھے اس چیز کی معرفت سے جس کی معرفت آصف کو حاصل تھی لیکن وہ یہ چاہتے تھے کہ ان کی اُمّت جن اور انس سے یہ جان جائے کہ حجّت خدا سلیمان کے بعد آصف ہوں گے یہ تو درحقیقت سلیمان ہی کا علم تھا جو انہوں نے آصف کو بتایا تھا کہ ان کے بعد آصف کی ولایت و امامت میں اختلاف نہ ہو اور خلق پر حجت موکد ہو جائے۔

سوال:۔ یعقوب کو بیٹے کے لیے سجدہ کرنا کیوں کر جائز ہوا۔

جواب: یہ سجدہ یوسف کو نہ تھا بلکہ یعقوب اور ان کی اولاد نے اطاعت خدا میں اور یوسف کے شکریہ میں کیا تھا جیسے ملائکہ کا سجدہ آدم کے لیے نہ تھا یعقوب اور ان کی اولاد نے اس شکریہ میں خدا کو سجدہ کیا تھا کہ جو متفرق و پراگندہ تھے وہ یکجا ہو گئے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ شکر خدا میں یوسف نے کہا تھا۔ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ (سورہ یوسف ۱۰۱/۱۲)

سوال:۔ آیہ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ (سورہ یونس ۹۴/۱۰) سے معلوم ہوا کہ حضرت رسولؐ خدا کو نزول قرآن میں شک تھا۔

جواب:۔ رسول اللہؐ کو شک نہیں تھا بلکہ ان کی قوم کے جاہلوں کو شک تھا وہ کہتے تھے خدا نے ملائکہ میں سے کسی کو نبی بنا کر کیوں نہیں بھیجا اور عام لوگوں کے اور اس نبی کے درمیان اس طرح فرق کیوں نہ پیدا کیا وہ نہ کھاتا نہ پیتا اور نہ بازاروں میں چلتا پھرتا پس خدا نے اپنے نبی پر وحی کی جو آسمانی کتابیں پڑھتے رہیں جاہلوں کے سامنے ذرا ان سے یہ تو پوچھو کہ کیا تم سے پہلے خدا نے کوئی نبی ایسا بھیجا ہے کہ وہ کھاتا پیتا نہ ہو پس جیسے وہ تھے ویسا ہی میں ہوں۔ شک میں آنحضرتؐ ان کے ساتھ آدھے کے شریک نہ تھے بلکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے مباہلہ میں کہا گیا ہے نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ (سورہ آل عمران ۶۱/۳) یعنی ایسا نہیں تھا کہ ان کے ابناء و نساء کے متعلق یہ خیال ہو کہ اگر وہ مباہلہ میں لعنت کریں گے تو ان کی بددعا قبول ہو جائے گی یعنی استجابت دعا میں ان کو برابر کا شریک نہیں سمجھا گیا تھا بلکہ اپنی دعا کی قبولیت کا یقین تھا

لیکن مصلحتاً ان کو شریک کیا گیا اگر یوں کہا جاتا تعالوا ندتہل فنجعل لعنۃ اللہ علیکم
آؤ ہم مباہلہ کریں اور اللہ کی لعنت تم پر قرار دیں) تو وہ مباہلہ قبول نہ کرتے خدا کو اس کا علم تھا کہ آنحضرت اس کے سچے
رسول ہیں اور جھوٹوں میں سے نہیں اسی طرح خدا کو یقین تھا کہ محمد کو شک نہیں۔

سوال:۔ خدا فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ (سورہ لقمان ۳۱/۲۷) وہ کیا کلمات تھے
جو تمام ہونے والے نہیں اور سات دریا کون سے ہیں۔

جواب:۔ فرمایا وہ سات دریا ہیں عین الکبریت۔ عین الیمن۔ عین برہوت۔ عین طبریہ۔ حمہ ماسیدان جس کو لسان
کہا جاتا ہے۔ حمہ افریقیہ جس کو سیلان کہا جاتا ہے اور عین باحوران اور ہم ہیں وہ کلمات جن کے فضائل کو کوئی
نہیں پاسکتا اور نہ ان کا احصا کر سکتا ہے۔

سوال:۔ وہ کیا درخت تھا جو آدم نے جنّت میں کھایا۔

جواب:۔ جنت میں جو کھانے پینے اور دل بہلانے کے سامان ہیں وہ ایسے ہیں کہ نفس کو ان کی خواہش ہوگی۔ آنکھیں
ان کو دیکھ کر لذّت حاصل کریں گی۔ خدا نے آدم کو ان چیزوں کو مباح کر دیا تھا جس درخت سے کھانے کو ان کو
اور ان کی زوجہ کو منع کیا گیا تھا وہ درخت حسد تھا اور خدا نے ان دونوں سے یہ عہد لیا تھا کہ جس کو خدا نے ان پر
فضیلت دی ہے اس پر حسد نہ کریں پس یہ بات بھول گئے اور ان کو ارادہ کا پکا نہ پایا۔

سوال:۔ کیا مطلب ہے اس آیت کا اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا (سورہ الشوریٰ ۵۰/۴۲) اس سے معلوم ہوا
کہ تزویج مذکر کی مذکر سے ہوگی۔

جواب:۔ فرمایا معاذ اللہ یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا ارتکاب محارم کی اجازت دے جو ایسا کرے گا وہ گنہگار ہوگا اور روز قیامت
دو چند عذاب ہوگا اگر اس نے توبہ نہ کی بلکہ مراد یہ ہے کہ خدا نے اپنے مطیع بندوں کی تزویج نیک عورتوں سے
کرے گا۔

سوال:۔ خنثی کی میراث کی کیا صورت ہوگی۔

جواب:۔ حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا وہ میراث پائے گا مقام بول کے لحاظ سے کچھ عادل لوگ اس طرح جانچیں گے
کہ آئینہ اپنے سامنے رکھیں گے اور خنثی کو پیچھے برہنہ کھڑا کریں گے اور آئینہ میں دیکھیں گے کہ کیا صورت ہے۔ پھر اس
پر حکم لگائیں گے۔

سوال:۔ ایک شخص نے ایک چرواہے کو بکری سے بدفعلی کرتے دیکھا تو اس بکری کا کیا ہو۔

جواب:۔ اگر وہ بکری معلوم ہے تو اسے ذبح کر کے جلا دیا جائے اور اگر معلوم نہیں تو امام گلّے کی بکریوں کے دو حصّے کرے
گا نصف نصف اور اپنا اور خدا کا ایک ایک حصّہ قرار دیگا۔ پس اگر سہم دو قسموں میں سے کسی ایک پر واقع ہو تو تقسیم

کرے گا۔ امام نصف آخر کو پھر دو حصوں میں کرے گا جس پر ان کا سہم واقع ہوا ہے اور دونوں پر قرعہ ڈالے گا اور اسی طرح تقسیم کرتا اور قرعہ ڈالتا رہے گا تا ایں کہ دو بکریاں رہ جائیں پس ان پر قرعہ ڈالے گا اور جس پر قرعہ نکلے گا اس کو ذبح کرے گا اور جلا دے گا باقی کو نجات دی جائے گی اور یہ سہم امام اور سہم اللہ واجب نہ ہوگا۔

سوال:۔ نماز صبح میں قرأت بالجہر کیوں ہے؟

جواب:۔ رسول خدا رات کی تاریکی میں بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

سوال:۔ حضرت علیؑ نے صفین میں لوگوں کو آگے سے بھی قتل کیا اور پیچھے سے بھی اور ان کے زخمیوں کو بھی نہ چھوڑا برخلاف اس کے جمل میں بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کیا اور ان کے زخمیوں پر حملہ نہ کیا اور جن لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے ان کو امان دی گئی۔

جواب:۔ اہل جمل نے اپنے امام کو (طلحہ و زبیر) کو قتل کیا اور ان کا کوئی شکست کے بعد عائشہ کی طرف نہ لوٹا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ انہوں نے نہ جنگ کی نہ مکر و حیلہ کیا نہ تجسس احوال کیا لہٰذا ان سے ہاتھ اٹھانے پر لوگ راضی ہو گئے اور حضرت نے ان سے ہاتھ روکنے کا حکم دیدیا کیونکہ انہوں نے اپنے مددگار نہیں بلکے برخلاف اہل صفین کے کہ ان کو کمک ملتی رہی اور ان کا امام تمام سامان جنگ کے ساتھ اپنے سپاہیوں کو انعام و اکرام دے کر لڑنے پر آمادہ کر رہا تھا مریضوں کا علاج کرواتا تھا تو ٹوٹے اعضا کو جڑواتا تھا، زخمیوں کی مرہم پٹی کراتا تھا سپاہیوں کو سواری اور لباس دیتا تھا اس لیے وہ حضرت علیؑ سے لڑنے پر تیار ہوتے تھے لہٰذا ان کے ساتھ وہی کرنا چاہیے تھا دونوں فریق میں مساوات نہیں تھی۔

سوال:۔ کیا حکم ہے اس لواطہ کرنے والے کے متعلق جس نے اقرار کر لیا ہے۔

جواب:۔ اگر اس نے بغیر کسی جبر و اکراہ کے اقرار کیا ہے اور کوئی گواہ اس کے متعلق ہے اور بادشاہ وقت نے مواخذہ نہیں کیا تو منصوص من اللہ امام کا فرض ہے کہ وہ اس کو سزا دے اور یہ بھی کہ اسے معاف کر دے سلیمان سے خدا نے کہا تھا۔ هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ (سورہ ص ۳۸/۳۹) لہٰذا معلوم ہوا کہ خدا نے منع سے پہلے احسان کو رکھا ہے۔

جب ابن اکثم نے یہ جوابات پڑھے تو متوکل سے کہا کیا ان مسائل کے جوابات کے بعد آپ اس شخص سے کچھ اور پوچھنا چاہتے ہیں جو سوال ان سے اس کے بعد کیا جائے گا اس کا جواب ان کے پاس ہو گا میری رائے میں ان کے علم کے اظہار سے رافضیوں کو تقویت ہو گی۔

مروی ہے کہ متوکل کے سامنے ایک نصرانی کو لائے جس نے ایک مسلمان عورت سے زنا کیا جب اس پر حد جاری کرنے کا حکم دیا گیا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ یحییٰ بن اکثم نے فتویٰ دیا کہ اسلام کے بعد پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ایک نے کہا اس پر

تین حدیں جاری کی جائیں۔ متوکل نے امام علی نقی علیہ السّلام کو لکھا آپ نے جواب دیا کہ اس کو اتنا مارا جائے کہ مر جائے نقہا نے اس سے انکار کیا اور ثبوت چاہا حضرت نے تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ (سورہ المومن ۴۰/۸۴) جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جن کی وجہ سے ہم مشرک تھے ان سے انکار کرتے ہیں)

متوکل نے حکم دیا کہ اس کو اتنا مار جب کہ مر جائے۔

علی بن محمد نوفلی سے مروی ہے کہ امام علی نقی علیہ السّلام سے مروی ہے کہ اسم اعظم الٰہی بیس ۷۳ حرف ہیں ان میں سے صرف ایک حرف آصف جانتے تھے زمین ان کے اور شہر سبا کے درمیان کی سمٹ گئی اور وہ بلقیس کا تخت پلک جھپکتے اٹھا لائے اور ہمارے پاس بہتر حرف ہیں اور ان میں ایک حرف علم غیب جاننے کے لیے کافی ہے۔

ابو محمد فحام سے مروی ہے کہ متوکل نے ابن جہم سے سوال کیا کہ اس زمانہ میں اشعر الناس کون ہے اس نے شعرائے جاہلیت اور اسلام کا ذکر کیا پھر اس نے یہی سوال امام علی نقی علیہ السلام سے کیا فرمایا الجمانی۔ اور اس کے یہ اشعار پڑھے ؎

لقد فاخرتنا من قريش عصابة ۔۔۔ بمد خدود وامتداد أصابع
فلما تنازعنا المقال قضى لنا ۔۔۔ عليهم بما نهوى نداء الصوامع
ترانا سكوتاً والشهيد بفضلنا ۔۔۔ عليهم جهير الصوت في كل جامع
فان رسول الله أحمد جدنا ۔۔۔ ونحن بنوه كالنجوم الطوالع

قریش کی ایک جماعت نے ہم پر فخر کیا ۔۔۔ اپنے موٹے رخساروں اور لمبی انگلیوں سے
جب انہوں نے ہم سے تنازع کیا ۔۔۔ تو فیصلہ کر دیا ہمارے حق میں گرجوں کی آواز نے
ہم خاموش ہے اور ہماری فضیلت کی گواہی ۔۔۔ دی گئی بلند آواز سے ہر مجمع میں
یہ کہ رسول اللہ ہمارے جد ہیں ۔۔۔ اور ہم ان کے بیٹے ہیں روشن ستاروں کی طرح

متوکل نے پوچھا گرجوں سے (یعنی ناقوسوں) کیا آواز آتی ہے۔ فرمایا۔

أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله

بتاؤ یہ جد تمہارے تھے یا ہمارے متوکل یہ سن کر ہنس پڑا۔ اور کہا بے شک وہ آپ کے جد تھے۔

امام علی نقی علیہ السّلام کے معجزات

خطیب نے جس کا لقب ہرلیہ تھا متوکل سے کہا لوگ تمہاری اتنی تعظیم نہیں کرتے جتنی امام علی نقی کی کرتے ہیں۔ گھر میں ہر ایک ان کی خدمت کرتا ہے کسی قسم کی تکلیف ان کو نہیں دیتا۔ جب آتے جاتے ہیں تو ان کے لیے دروازہ کا پردہ اٹھایا جاتا ہے۔ متوکل نے حکم دیا کہ ان کے لیے پردہ نہ اٹھایا جائے۔ ایک مخبر نے خبر دی کہ جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو کسی نے پردہ نہیں اٹھایا۔ ناگاہ ہوا چلی اور پردہ کو اٹھایا اور وہ داخل ہوئے اور جب نکلے تو پھر یہی صورت ہوئی۔ متوکل نے کہا کہ وہاں سے پردہ ہی ہٹا لو تاکہ یہ اعجاز ظاہر ہی نہ ہو۔

صالح بن الحکم کہتا ہے کہ میں واقفیہ مذہب کا تھا جب متوکل کے دربان نے یہ قصہ مجھے سنایا تو میں ہنسا جب امام علی نقی علیہ السّلام باہر نکلے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے حالانکہ اس سے پہلے وہ مجھے نہیں جانتے تھے فرمایا اے صالح خدا نے سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا تھا اور تیرے نبی اور ان کے اوصیا پیش خدا سلیمان سے زیادہ اکرم و افضل ہیں میرے دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ میں ضلالت سے نکل آیا اور میں نے واقفیہ مذہب کو ترک کر دیا۔

مروی ہے کہ جب متوکل نے امام علی نقی علیہ السلام کو قید کیا تو علی بن کرکر کی حراست میں دیا حضرت نے فرمایا میں ناقہ صالح سے زیادہ پیش خدا مکرم ہوں۔ تین دن تم اپنے گھروں میں اور آرام کر لو وعدہ عذاب جھوٹا نہیں ہوتا دوسرے روز متوکل نے رہا کر دیا اور عذر خواہی کی تیسرے روز باغز۔ تامش اور ملعون نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور منتصر کو اس کی جگہ خلیفہ بنا دیا۔

مروی ہے کہ متوکل نے فتح کو حکم دیا کہ امام علی نقی علیہ السّلام کو گالیاں دے فتح نے ایسا کیا حضرت نے فرمایا تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ (سورہ ہود ۱۱/۶۵) (تین دن اپنے گھروں میں اور آرام کر لو) تیسرے دن متوکل اور فتح دونوں قتل کر دیئے گئے۔

ابی الحسین سعید بن سہل البصری المعروف بملاح سے مروی ہے کہ میں واقفیہ مذہب رکھتا تھا امام علی نقیؑ نے مجھ سے فرمایا کب تک اس خواب غفلت میں رہے گا ہوشیار ہو پس یہ بات میرے دل میں اتر گئی اور میں نے راہ حق اختیار کر لی۔

محمد بن الحسن الاشتر العلوی سے مروی ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ متوکل کے دروازہ پر تھا اور بہت

سے لوگ عباسی اور جعفری جمع تھے اور کہہ رہے تھے اس لڑکے (امام علی نقیؑ) میں کیا فضیلت و شرف ہے کہ ہم اس کی تعظیم کے لیے سواری پر سے اُتر پڑیں۔ ناگاہ حضرت تشریف لائے سب سواریوں پر سے اُتر پڑے ابو ہاشم نے کہا تم تو کہتے تھے ہم پیادہ نہ ہوں گے۔ انہوں نے کہا ہم کو اپنے نفسوں پر قدرت ہی نہ رہی۔

ابو یعقوب سے مروی ہے کہ میں نے ابی الحسن (امام علی نقیؑ) کو احمد بن الخطیب کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا حضرت اس سے پیچھے تھے اس نے کہا آپ آگے آئیے فرمایا تم ہی آگے رہو۔ چار دن نہ گزرے تھے کہ اس کی پنڈلی میں رسّی باندھی گئی اور قتل کر دیا گیا ابن خطیب نے چند روز پہلے حضرت سے جھگڑا کیا تھا ایک گھر کے متعلق جس میں آپ کا قیام تھا اور حضرت کو وہاں سے منتقل ہونے پر مجبور کیا تھا حضرت نے کہلا بھیجا تھا کہ بہت جلد تیرے لیے وہ وقت آنے والا ہے کہ تیرے لیے کچھ باقی نہ رہے گا پس تین دن بعد اس کا قصہ ختم ہو گیا۔

اسمٰعیل بن مہران سے مروی ہے کہ جب امام علی نقی علیہ السّلام مدینہ سے بغداد کو پہلی بار چلے تو مجھے یہ خوف ہوا کہیں قتل نہ کر دیئے جائیں لہٰذا میں نے پوچھا کہ آپ کے بعد ولی امر کون ہے فرمایا جو تیرا گمان ہے اس سال وہ نہ ہو گا جب معتصم نے آپ کو بلایا تو پھر مجھے یہی خوف پیدا ہوا۔ حضرت یہ سُن کر اتنا روئے کہ داڑھی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا تیرا خوف درست ہے میرے بعد میرا جانشین میرا فرزند حسن عسکری ہے۔

زید بن علی بن الحسین بن زید سے مروی ہے میں بیمار رہا۔ طبیب رات کو آیا اور صبح کو ایک دوا پینے کے لیے بتائی۔ رات کو اس دوا کا حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ طبیب دروازہ سے نکلا ہی تھا کہ امام علی نقی علیہ السّلام کا ایک مصاحب آیا جس کے پاس ہتھیلی میں دوا تھی میں نے لے لی استعمال کی تو شفا ہو گئی۔

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ ایک ترک امام علیہ السّلام کے پاس آیا آپ نے اس سے ترکی زبان میں کلام کیا وہ گھوڑے سے اُترا اور حضرت کی سواری کے سموں کو بوسہ دیا میں نے اس ترک سے پوچھا حضرت نے کیا کہا اس نے کہا آپ نے میری وہ کنیت بیان کی جو لوگ بچپن میں کہتے تھے اور جس کو میرے گھر والوں کے سوا کوئی نہ جانتا تھا۔

ابو ہاشم سے یہ بھی مروی ہے کہ میں ایک روز حضرت کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے ہندی میں کلام کیا آپ کے سامنے ایک ڈبیہ زعفران کی تھی اس کو آپ نے منہ میں رکھ کر تین بار چوسا پھر مجھے دی میں نے اس کو منہ میں رکھ لیا اس کے بعد میں بہتر زبانوں میں کلام کرنے لگا جن میں سے ایک ہندی بھی تھی۔

علی بن مہزیار سے مروی ہے میں نے امام نقی علیہ السّلام کے پاس اپنے غلام کو بھیجا جو سقلبیہ تھا غلام واپس آیا تو بڑا متعجب تھا میں نے کہا کیا معاملہ ہے اس نے کہا انہوں نے میری مادری زبان میں اس طرح گفتگو کی گویا وہ ہم میں سے ہیں۔

ابو ہاشم سے مروی ہے میں نے حضرت سے تنگدستی کی شکایت کی آپ نے ایک مٹھی ریت مجھے دے کر فرمایا اس کو

کلا ڈال جب میں نے گلایا تو وہ ریت سُرخ سونا بن گئی۔

داؤد بن قاسم جعفری سے مروی ہے کہ میں سامرہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حج کا ارادہ تھا چاہا کہ آپ سے رخصت ہوں حضرت بھی میرے ساتھ چلے جب ایک منزل پر پہنچے تو حضرت اُترے تو دائرہ نما ایک خط کھینچا اور فرمایا جو کچھ اس کے اندر ہے اٹھا لو یہ تمہارا زادِ راہ ہے میں نے اُٹھایا تو وہ سونے کی اینٹ تھی دو سو مثقال کی۔

ابو عمر عثمان بن سعید اور احمد بن اسحاق اشعری اور علی بن جعفر ہمدانی امام علی نقی علیہ السلام کے پاس آئے اور احمد بن اسحٰق نے اپنے قرضہ کا ذکر کیا حضرت نے ابو عمر سے جو آپ کے وکیل تھے فرمایا اس کو تیس ہزار دینار دیدو اور اتنے ہی علی بن جعفر کو اور اتنے ہی تم لے لو۔ یہ حضرت کا معجزہ تھا ورنہ سلاطین کے سوا دوسروں سے یہ ممکن نہیں۔

نوفلی ناقل ہے کہ علی بن خطیب نے محمد بن الفرج کو لکھا کہ عسکر کی طرف خروج کرو اس نے امام علی نقی سے مشورہ کیا آپ نے اس کو لکھا کہ خروج کرو تمہارے لیے بہتری ہوگی اس نے خروج کیا چند ہی روز بعد ابن خطیب مرگیا۔

ابو ہاشم نے امام علی نقی علیہ السّلام سے جب کہ وہ بغداد میں تھے کہا کہ آپ میرے لیے دعا کریں میرے پاس کوئی سواری نہیں سوائے ایک کمزور ٹٹو کے آپ نے فرمایا خدا تم میں بھی قوت دے گا اور تمہارے ٹٹو میں بھی۔

پس اس دعا کی برکت سے ابو ہاشم صبح کی نماز بغداد میں پڑھتے تھے اور دوپہر کی سامرہ میں اور مغرب کی بغداد میں جب حضرت سے ملنا چاہتے تھے۔

حسین بن الحسن الحسنی سے مروی ہے کہ ابو طیب مدینی نے بیان کیا کہ متوکل کہا کرتا تھا کہ ابن الرضا نے مجھے عاجز کر دیا وہ مجھے شراب نہیں پلاتے۔ لوگوں نے کہا ان کے بھائی موسیٰ بڑے عیش پرست ہیں ان کو بلا لیجیے اور ان کا شراب پینا مشہور کر دیجیے اس کا اور ابن الرضا کا فعل یکساں ہی سمجھا جائے گا اس نے ان کو بلانے اور استقبال کرنے کا حکم دیا اور کہا ان کو انعام دیا جائے گا اور قطع زمین دے کر اس میں شراب خانہ بنوا دیا جائے۔ جب موسیٰ بغداد آئے اور امام علی نقی علیہ السّلام سے ایک پل ملاقات ہوئی تو حضرت نے ان سے فرمایا متوکل تمہاری ہتک کرنا چاہتا ہے۔ تم ہرگز اس کا اقرار نہ کرنا کہ میں نے کبھی شراب پی ہے اے بھائی ایسے خطروں میں قدم نہ رکھو اور خدا سے ڈرو۔ موسیٰ نے کہا جب اس نے بلایا ہے تو اب میں کیسے بچوں۔ فرمایا عزت کو برباد نہ کرو اور اپنے رب کی نافرمانی نہ کرو۔ اور وہ کام نہ کرو جس سے تمہارا کردار بدنام ہو۔ اس کی غرض اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہاری آبرو ریزی کرے۔ موسیٰ نہ مانے اور حضرت سے تکرار کرنے لگے اور آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ جب امام علی نقی علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ نہیں مانتے تو آپ نے فرمایا اچھا جاؤ تم اور وہ ہمیشہ یکجا نہ رہو گے اور جو نتیجہ ہوگا وہ دیکھو گے۔ تین سال تک وہ صبح و شام متوکل کے دروازہ پر حاضری دیتے رہے اور ان کے متعلق کہا گیا کہ انہوں نے شراب پی اور متوکل کو قتل کیا۔

خیران الاسباطی نے بیان کیا کہ میں امام علی نقی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا واثق کے متعلق کیا خبر ہے میں

نے کہا خیریت سے ہے فرمایا شہر میں یہ خبر اڑ رہی ہے کہ وہ مر گیا میں نے کہا دس روز ہوئے کہ میں نے اس کو اچھا خاصہ دیکھا تھا فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ وہ مر گیا۔ میں سمجھا کہ حضرت اس کو مرنے کی خبر دے رہے ہیں۔ پھر پوچھا کہ جعفر کا کیا حال ہے میں نے کہا کہ وہ قید خانہ میں ہے فرمایا کیا وہ صاحب حکومت نہیں ہے فرمایا یہ اس کے لیے بدبختی ہے پھر فرمایا جو احکام قضا و قدر ہیں وہ جاری ہو کر رہیں گے اے خیران واثق مر گیا اور متوکل نے جعفر کو بٹھایا اور ابن زیاد کو قتل کیا میں نے پوچھا کب فرمایا تیرے آنے کے تین روز بعد۔

ابن سہلویہ کہتا ہے کہ زید بن موسیٰ عمر الفرج کے پاس کئی بار کہلوایا کہ وہ ان کو ان کے بھتیجے امام علی نقی علیہ السلام سے مقدم سمجھے کیونکہ اول تو وہ جوان ہیں پھر رشتہ میں مجھ سے چھوٹے ہیں عمر نے کہا میں ایسا ہی کروں گا دوسرے روز ان کو صدر مجلس میں جگہ دی اور امام علیہ السلام کو بلایا جب آپ تشریف لائے تو زید تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور اپنی جگہ پر بٹھایا اور ادب سے سامنے بیٹھے عمر نے بعد میں پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا انہوں نے کہا انہیں دیکھ کر مجھے اپنے نفس پر قابو نہ رہا۔

ابو محمد تمام نے باسناد ابو الحسن محمد بن احمد سے روایت کی ہے کہ میرے باپ کے چچا نے بیان کیا کہ میں نے ایک روز امام علی نقی علیہ السلام سے بیان کیا کہ متوکل نے اس جرم میں آپ کی خدمت میں آتا جاتا ہوں میرا وظیفہ بند کر دیا ہے آپ اس مسئلے میں اس سے گفتگو فرمائیں، فرمایا جاؤ کام ہو جائے گا۔ رات کو پے در پے دو آدمی مجھے بلانے کو آئے جب میں اس کے پاس گیا تو وہ فرش پر بیٹھا تھا مجھ سے کہنے لگا اے ابو موسیٰ میں اپنی مصروفیت کے باعث تجھے بھول گیا اب بتا کیا چاہتا ہے۔ میں نے کہا فلاں فلاں صلہ اس نے میری خواہش سے دوچند دیا میں نے فتح سے کہا آیا امام اس کے پاس آئے تھے یا کوئی تحریر بھیجی۔ اس نے کہا نہ آئے نہ تحریر بھیجی میں امام کی خدمت میں آیا حضرت نے فرمایا اے موسیٰ اب تو راضی ہو میں نے کہا یہ سب حضور کی توجہ سے ہوا۔ لوگ کہتے ہیں نہ حضور گئے اور نہ تحریر بھیجی فرمایا خدا جانتا ہے کہ ہم اس کے سوا کسی سے التجا نہیں کرتے اور مشکلات میں اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

صالح بن سعید سے مروی ہے کہ جب امام علی نقی علیہ السلام کو بادشاہ نے سامرہ بھیجا تو میں حضرت سے ملنے گیا میں نے کہا ارباب حکومت آپ کی توہین پر کمربستہ ہیں کہ آپ کو خان الصعالیک (محتاج خانہ) میں ٹھہرایا ہے۔ آپ نے دو انگلیاں اٹھا کر فرمایا ذرا ادھر تو دیکھو ناگاہ میری نظر کے سامنے ہرے بھرے باغات تھے جن میں نہریں جاری تھیں اور حوریں اور غلمان جلوہ نما تھے۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ فرمایا اے ابن سعید ہمارا مقام یہ ہے

اسحاق الجلاب سے مروی ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام کے لیے بہت سی بکریاں خریدیں اور آپ

کے اقارب پر تقسیم کر دیں پھر میں نے واپسی کی اجازت چاہی۔ حضرت نے فرمایا ایک رات ہمارے پاس رہو صبح کو حضرت نے فرمایا اٹھو میں نے آنکھ کھولی تو اپنے کو بغداد میں پایا۔

امام علی نقیؑ کے آیات و کرامات

فتح بن خاقان سے مروی ہے کہ متوکل سے کسی نے بیان کیا کہ قم سے کچھ مال آنے والا ہے اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کی نگرانی کروں میں نے ابو موسیٰ سے پوچھا کس راہ سے آنے والا ہے تاکہ ہم اس پر قبضہ کر لیں میں امام کے پاس آیا اور بتعظیم ان سے پیش آیا حضرت مسکرائے اور فرمایا اے ابو موسیٰ تم اصلی بات کیوں نہیں بتلاتے میں نے کہا آپ کی جلالتِ شان کی وجہ سے وہ مال رات کو آئے گا اور وہ لوگ تم تک پہنچیں گے نہیں تم میرے پاس رات بسر کرو جب کچھ رات گزر گئی تو آپ مشغولِ عبادت ہوئے اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ وہ شخص آیا اور اس کے ساتھ مال ہے، خادم نے مجھ تک پہنچنے سے روک دیا ہے پس تم باہر نکلو اور مال اس سے لے لو میں نکلا اس کے پاس ایک گٹھڑی میں مال تھا میں اسے لیے ہوئے حضرت کے پاس آیا۔ فرمایا اس سے کہو وہ جبہ بھی دے جس کے متعلق قیمہ نے کہا تھا کہ یہ ذخیرہ ہے میری دادی کا میں باہر آیا اور اس سے مانگا اس نے دے دیا۔ میں اسے لے کر حضرت کے پاس آیا فرمایا یہ وہ نہیں ہے جو ہمارے لیے بھیجا گیا۔ میں نے اس سے جا کر کہا اس نے کہا بیشک یہ بدلا گیا۔ میری بیٹی نے اسے اچھا سمجھ کر رکھ لیا اور بدلہ میں یہ دیدیا۔ میں جا کر لے آتا ہوں فرمایا اس سے کہو اللہ ہمارے لیے ہر شے کی حفاظت کرتا ہے پس وہ لے آیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت اس کے پاس آئے اور فرمایا تجھے ہمارے بارے میں شک تھا لیکن اب تو یقین آگیا ہے۔

متوکل نے عتاب بن عتاب کو بھیجا کہ وہ امام علی نقی علیہ السّلام کو سامرہ لے آئے شیعہ بیان کرتے تھے کہ وہ غیب جانتے ہیں عتاب کے ذہن میں یہ چیز تھی جب وہ آپ کو لے کر مدینہ سے چلا تو باوجود آسمان صاف ہونے کے ایک لبادہ پہنے رہتے تھے۔ بہت جلد بادل آیا اور بارش ہونے لگی۔ عتاب نے کہا آپ کی کرامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ جب شط قاتون پر پہنچے تو حضرت نے اس کو پریشان دیکھا فرمایا اے ابو محمد کیا حال ہے اس نے کہا میں نے اپنی کچھ حاجتیں خلیفہ سے بیان کی تھیں فرمایا تیری حاجتیں بر آئیں۔ چند روز کے بعد کامیابی کی بشارت اس نے سن لی۔ اس نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ غیب کا علم رکھتے ہیں ان دونوں باتوں میں سے یہ بات مجھ پر واضح ہو گئی۔

علی بن مہزیار کہتا ہے کہ میں امام علی نقیؑ کی امامت میں شک رکھتا تھا میں نے دیکھا کہ بادشاہ شکار کو ایک گر

دن میں نکلا۔ سب لوگ گرم کپڑے پہنے ہوئے تھے لیکن امام علیہ السّلام کے بدن پر لبادہ تھا اور گھوڑے پر جھول تھی لوگ تعجب سے کہنے لگے ذرا ان مدنی صاحب کو دیکھئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سردی کا موسم آگیا میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ امام ہوتے تو ایسا نہ کرتے۔ لوگ جب صحرا میں پہنچے تو یکایک بادل آیا اور زور کی بارش ہونے لگی۔ کوئی شخص ایسا نہ رہا جو خوب اچھی طرح نہ بھیگا ہو اور سردی سے کانپ نہ رہا ہو سوائے امام علیہ السّلام کے میں نے اپنے دل میں کہا بیشک یہ امام ہیں۔

میں حضرت سے یہ سوال کرنے چلا کہ جنابت کا پسینہ جو کپڑوں میں ہو اس کے متعلق کیا حکم ہے دل میں کہا اگر میرے کہے بغیر انہوں نے جواب بتا دیا تو سمجھوں گا ضرور امام برحق ہیں جب میں قریب آیا تو آپ نے فرمایا اگر کپڑوں میں پسینہ بطریق حرام جنابت کا ہے تو اس میں نماز جائز نہیں اور اگر بطریق حلال جنابت ہے تو جائز ہے اس کے بعد میرے دل میں کوئی شک نہ رہا۔

کافور خادم امام علی نقی علیہ السّلام سے مروی ہے کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لیے فلاں لوٹا فلاں جگہ رکھ دینا تاکہ میں وضو کر کے نماز پڑھوں میں بھول گیا جب حضرت رات کو خواب سے بیدار ہوئے اور نماز پڑھنی چاہی تو رات بڑی ٹھنڈی تھی۔ مجھے آواز دے کر فرمایا تو میری عادت سے واقف ہے کہ میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہوں تو نے لوٹے میں گرم پانی کیوں رکھا میں نے کہا حضور نہ میں نے لوٹا رکھا نہ گرم پانی میں تو بھول گیا تھا۔ فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے لیے آسانی اور اپنی نعمت کو ترک نہ کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنی عبادت کی ہم کو توفیق دی پھر فرمایا حضرت رسول خدا کا ارشاد ہے کہ خدا کا غضب ہے اس کے لیے جو آسانی کو قبول نہیں کرتا۔

محمد بن الفرج سے مروی ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے لکھا کہ پریشان خیالی کو دور کرو اور احتیاط سے کام لے چند روز بعد حکومت نے میرے مال پر قبضہ کر لیا اور مجھے قید میں ڈال دیا۔ حضرت نے قید خانے میں مجھے لکھا اے محمد جانب غرب کسی سمت میں نہ اترنا ایک دن بعد مجھے رہا کر دیا گیا اور میں نے حضرت کو لکھا کہ خدا سے دعا کریں کہ میری املاک بحال کر دی جائے۔ حضرت نے لکھا عنقریب تیری طرف لوٹا دی جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ابو یعقوب سے مروی ہے کہ محمد بن الفرج جب بیمار ہوا تو وصیت کی جو کپڑا امام علیہ السّلام نے بھیجا ہے اس کے کفن میں رکھ دیا۔

سعید ابن سہل بصری سے منقول ہے کہ خلیفہ کے کسی لڑکے کا ولیمہ تھا حضرت کو بھی بلایا گیا اور سب تو آپ کی جلالت شان کے لحاظ سے چپ رہے مگر ایک بدتمیز جوان بکواس کرتا رہا اور ہنستا رہا حضرت نے فرمایا یہ کیا بے وجہ ہنسی ہے چپ رہ۔ یادِ خدا کو بھولا ہوا ہے تو تین دن بعد اہل قبور سے ہو گا پس ایسا ہی ہوا۔

سعید الملاح سے مروی ہے کہ ہم ایک ولیمہ میں جمع ہوئے ایک شخص مزاح کر رہا تھا کہ امام علیہ السّلام تشریف لائے آپ

نے فرمایا یہ اس کھانے سے نہ کھا پائے گا کہ اس کے گھر سے ایسی خبر آئے گی کہ اس کا عیش کِرکرا ہو جائے گا جب کھانا آیا تو اس کا غلام آکر کہنے لگا کہ اس کی ماں کوٹھے پر سے گر پڑی جعفر بصری کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے مذہب واقفیہ کو ترک کیا اور حضرت کی امامت کا قائل ہوگیا۔

مروی ہے کہ جب متوکل نے آپ کو سامرہ میں بلایا تو آپ کے لیے ایک ڈبہ میں انجیر بھیجے جو اس کا غلام لایا تھا اس نے راستہ میں ان میں سے کچھ کھا لیے۔ جب حضرت کے پاس لایا تو آپ نے فرمایا کیا تو سمجھتا ہے کہ تیرا حال ہم سے پوشیدہ ہے تو نے فلاں مقام پر ان انجیروں میں سے کھایا ہے یہ سن کر وہ تھر تھر کانپنے لگا۔

ابراہیم بن محمد طاہری سے مروی ہے کہ متوکل کے ایک پھوڑا نکلا جس کی تکلیف سے وہ لب گور ہو گیا کسی کو ہاتھ سے چھونے نہیں دیتا اس کی ماں نے نذر کی کہ اگر یہ اچھا ہو جائے گا تو امام علی نقی علیہ السلام کے پاس اموال نفیس بھیجے گی۔ فتح ابن خاقان حضرت کے پاس آیا اور عرض کی آپ کے پاس کوئی علاج ہے فرمایا بکری کی مینگنیاں گلاب میں ملو اور اس کی ٹکیہ پھوڑے پر رکھ دو ایسا کرنے سے وہ پھوڑا پھوٹ گیا اور متوکل کو سکون حاصل ہوا۔ اس کی ماں نے دس ہزار درہم تھیلیوں میں بند کر کے اور اپنی مہر لگا کر حضرت کے پاس بھیج دیئے۔

متوکل سے کسی نے چغلی کھائی کہ امام علیہ السلام کے پاس بڑا مال اور ہتھیار ہیں اس نے اپنے دربان سعید کو بھیجا کہ بے محابا گھر میں گھس کر جو کچھ ہو لے آئے جب وہ پہنچا تو حضرت نے فرمایا ٹھہر جا جو کچھ گھر میں ہے تجھے لا کر دیئے دیتا ہوں مگر وہ نہ مانا جب گھر میں داخل ہوا تو سوائے ان سربمہر تھیلیوں کے اور کچھ نہ پایا جب متوکل نے اپنی ماں کی مہر ان پر دیکھی تو شرمندہ ہوا اور اس سے دو چند رقم آپ کی خدمت میں بھیجدی حاجب نے آکر حضرت سے معافی مانگی اور کہا میں حکم حاکم سے مجبور تھا فرمایا اے سعید وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ (سورہ الشعراء ۲۶/۲۲۷)

مروی ہے کہ ایک عورت نے زینب بنت علی ہونے کا دعویٰ کیا متوکل نے کہا زینب بنت علی کو تو بہت بوڑھا ہونا چاہیے اور تو جوان ہے اس نے کہا رسول اللہ نے دعا کی تھی کہ تیرا شباب ہر پچاس برس کے بعد لوٹ آئے گا اس نے اولاد ابو طالب کو بلا کر کہا بتاؤ اسے کیسے جھٹلایا جائے۔ فتح بن خاقان نے کہا اس کے متعلق سوائے امام علی نقی علیہ السلام کے کوئی نہیں بتا سکتا اس نے حضرت کو بلا کر پوچھا آپ نے فرمایا اولاد علی کی ایک علامت ہے وہ یہ ہے کہ درندوں پر ان کا گوشت حرام ہے، درندوں کے سامنے اسے چھوڑ دو اگر وہ تعرض نہ کریں تو اس کو سچا جانو اس نے متوکل سے کہا یہ تو میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ کہتی ہوئی بھاگی میں جھوٹی زینب ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو درندوں کے سامنے چھوڑا گیا اور انہوں نے چیر پھاڑ ڈالا۔

متوکل نے اس کی آزمائش حضرت پر بھی چاہی اس نے تین روز درندوں کو بھوکا رکھا اور امام علیہ السلام کو ان کے

سامنے جلانے کا حکم دیا حضرت کو دیکھتے ہی اپنی دُم ہلانے لگے اور عاجزی کا اظہار کرنے لگے۔ امام نے ان کی طرف التفات نہ کیا اور بالائے بام تشریف لے گئے اور متوکل کے پاس بیٹھے پھر اترے درندے بدستور دم ہلاتے اور اپنی عاجزی ظاہر کرتے رہے اور یہ فرماتے ہوئے وہاں سے نکل آئے نبی اور اولاد نبی کا گوشت درندوں پر حرام ہے۔

ایک شخص امام کی خدمت میں کانپتا ہوا آیا اور کہنے لگا آپ کی محبت میں میرا لڑکا پکڑا گیا اور لوگوں نے اسے زندہ درگور کرنا چاہا ہے۔ فرمایا تو جا کل تیرا بیٹا تیرے پاس آ جائے گا۔ چنانچہ صبح کو وہ آ گیا اس نے پوچھا تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا جب انہوں نے زندہ درگور کرنا چاہا تو میرے پاس پاک و پاکیزہ صورت والے آئے اور میرے رونے کا سبب پوچھا میں نے بتایا تو انہوں نے کہا تو اپنے کو تجربہ کی حالت میں رکھ یہاں سے نکل جا اور قبر نبی کا مجاور بن۔ اس کے بعد انہوں نے میرے دشمن کو پکڑ کر پہاڑ کی چوٹی پر پھینک دیا کسی نے اس کی فریاد کو نہ سنا نہ اسے اس کے ساتھیوں نے دیکھا پایا وہ حضرات مجھ سے کہ تمہارے پاس آئے اب وہ میرے منتظر ہیں پس اس نے اپنے باپ کو رخصت کیا اور چلا گیا۔ اس کا باپ امام کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ امام مسکرائے اور فرمایا لوگ نہیں جانتے جو ہم جانتے ہیں۔

ابوجعفر طوسی نے مصباح اور امالی میں لکھا ہے کہ اسحاق بن عبداللہ علوی سے مروی ہے کہ میرے باپ اور چچا میں اختلاف ہوا چار سنتی روزوں پر وہ امام علی نقی علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ابھی وہ کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ حضرت نے فرمایا تم چار روزوں کے متعلق پوچھنے آئے ہو پس وہ یہ ہیں یوم مولد النبی۔ یوم بعث یوم دحیت الارض تحت کعبہ اور یوم غدیر پھر ان کے فضائل بیان فرمائے۔

منصوری سے مروی ہے کہ میرے باپ کے چچا نے بیان کیا کہ میں ایک دن متوکل کے پاس گیا تو وہ شراب پی رہا تھا مجھ سے بھی پینے کے لیے کہنے لگا۔ میں نے کہا میں نے تو کبھی نہیں پی اس نے کہا تو علی ابن محمد علیہ السّلام کے ساتھ پیتا ہے انہوں نے کہا وہ ان لوگوں کو پہچانتے بھی نہیں جو تیرے قبضے میں ہیں ان کی چغل خوری تجھے نقصان دے گی ان کو نہیں۔ یہ چغلی عبداللہ بن محمد نے کھائی تھی جب وہ مدینہ سے سامرہ جا رہے تھے حضرت نے متوکل کو لکھا کہ عبداللہ جھوٹا ہے آپ کے خط کا متوکل پر یہ اثر ہوا کہ اس نے بہتر ین صورت میں عمدہ خطابات کے ساتھ جواب دیا اس کے بعد حضرت مرتے دم تک سامرہ میں رہے۔

ایک دن امام علیہ السّلام نے ابو موسیٰ سے کہا میں مجبوراً سامرہ آیا ہوں لیکن اگر تجھے یہاں سے نکالا جائے تو یقیناً تجھ کو برا معلوم ہوگا اس نے کہا یہاں کی لطیف ہوا شیریں پانی اور بیماری کی کمی سے پھر فرمایا سامرہ تباہ ہو جائے گا یہاں تک کہ ایک گھر بدکاری کا موقف ہوگا میری قبر یہیں بنے گی۔

دخلنا کارھین لھا فلما — الفناھا خرجنا مکرھینا

ہم داخل ہوئے اس میں کراہت کے ساتھ — جب مانوس ہوئے تو کراہت کے ساتھ نکلے

ابو جنید سے مروی ہے کہ امام علی نقی علیہ السّلام نے مجھے فارس بن حاتم تزوینی کے قتل کا حکم دیا اور مجھے کچھ درہم دیئے کہ ان سے ہتھیار خرید کرنا اور مجھے دکھا دینا میں گیا اور ایک تلوار خریدی حضرت نے دیکھ کر فرمایا اسے واپس کر دو میں نے واپس کر کے ایک چھرا خرید لیا حضرت کو دکھایا فرمایا یہ ٹھیک ہے پس میں فارس کے پاس آیا وہ مغرب و عشا کی نماز کے درمیان مسجد سے نکلا میں نے اس کے سر پر چھرا مارا اور چھرے کو پھینک دیا لوگ جمع ہو گئے لوگوں نے مجھے پکڑ لیا مگر چونکہ کوئی ہتھیار میرے پاس نہ تھا اور کسی نے قتل کرتے دیکھا نہ تھا لہٰذا مجھے چھوڑ دیا۔

از محمد ابن حسّان الکاتب:۔

حبي موقوف على سادة ۔۔۔ قد اصطفاهم لنبي الهدى

میری محبت موقوف ہے ان سرداروں پر ۔۔۔ جن کو نبی برحق نے ہدایت کے لیے چن لیا

سلم لمن سالمهم قلبه ۔۔۔ وحرب من كان عليهم عدى

جس سے ان کی صلح ہے نبی کی صلح ہے ۔۔۔ جس سے ان کی حرب ہے نبی کی حرب ہے

مهاجروه مثل انصاره ۔۔۔ وآله نحن لكل فدى

آنحضرتؐ کے لیے مہاجر و انصار برابر ہیں ۔۔۔ اور ان کی آل وہ ہے جس پر ہم سب فدا ہیں

وفرق ما بينهم ربنا ۔۔۔ علمه من دوننا احمدا

فرق کیا ہے ان کے درمیان ہمارے رب نے ۔۔۔ اور اس فرق کو بتا دیا خدا نے محمد کو

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد سیزدہم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

در فضائل و حالات امام حسن عسکری علیہ السلام و امام مہدی علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظمؒ

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

فضائل امام حسن عسکری علیہ السلام

مفردات

آیہ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِىْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (سورہ العنکبوت ۲۹/۴۹) سے مراد ہم ہیں فرمایا امام حسن عسکریؑ نے۔

آیہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا (سورہ النمل ۲۷/۸۹) کے متعلق فرمایا حسنہ سے مراد معرفت امام ہے۔

اور آیہ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ (سورہ النمل ۲۷/۹۰) کے متعلق فرمایا سیئہ سے مراد انکار امام منصوص من اللہ ہے۔

آیہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (سورہ البقرہ ۲/۱۴۳) اور ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ (سورہ یونس ۱۰/۱۴) کے متعلق فرمایا اس سے مراد ہم ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (سورہ النساء ۴/۱۷۳) سے مراد ہیں آل محمد

قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ (سورہ النمل ۲۷/۵۹) سے مراد ہیں آل محمد۔

اور اسی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ (سورہ النمل ۲۷/۵۹) سے مراد آل محمد ہیں۔

آیہ هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ زَيْغٌ (سورہ آل عمران ۳/۷) امیر المومنینؑ نے فرمایا آیات محکمات ائمہ اور متشابہات فلاں و فلاں فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ (سورہ آل عمران ۳/۷) سے مراد ہیں ان کے اصحاب اور ان کے اہل ولایت۔ اور راسخون فی العلم سے مراد ہیں امیر المومنینؑ اور آئمہ۔

آیہ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (سورہ القصص ۲۸/۵۱) کے متعلق فرمایا مراد ہے امام سے امام تک۔

کنیت القاب اور تواریخ

آپ کا نام حسن الهادي ابن علي المتوكل ابن محمد القانع ابن علي الوفي ابن موسى الأمين ابن جعفر الفاضل ابن محمد الشبيه ابن علي ذي الثفنات ابن الحسين السبط ابن علي ابي تراب فتاح الأبواب، مذلل الصعاب، نقي الجيب، بعيد الريب، بريء من العيب، امين على الغيب، معدن الوقار بلا شيب، خافض الطرف، واسع الكف، كثير الحياء، كريم الوفاء، عظيم الرجاء، قليل الاقتاء، لطيف الغذاء، كثير التبسم، جميل التنعم، سريع التحكم، ابو الخلف مكنى ابو محمد.

آپ کے القاب الصامت، الهادي، الرفيق، الزكي، السراج، المضيء، الشافي، المرضي، الحسن العسكري. وكان هو وابوه وجده يعرف كل منهم في زمانه بابن الرضا کہلاتے تھے۔

آپ کی والدہ ام الولد تھیں جن کا نام حدیث تھا۔

آپ ۸ ربیع الاوّل روز جمعہ ۲۳۲ھ میں مدینہ اور ایک روایت کے مطابق سامرہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کی اولاد میں حضرت امام مہدی آخر الزماں ہیں۔

آپ ۲۲ سال اپنے والد ماجد کے ساتھ رہے اور ان کے بعد آپ کی امامت کا زمانہ ۶ سال تھا۔ آپ کے زمانۂ امامت میں معتز کی سلطنت چند ماہ رہی اس کے بعد مہتدی اور معتمد بادشاہ ہوئے پانچ برس آپ نے معتمد کی سلطنت میں گزارے اسی زمانہ میں انتقال فرمایا اور اپنے پدر بزرگوار کے پاس سامرہ میں دفن ہوئے جبکہ آپ کا سن ۲۹ سال تھا اور ایک روایت کے مطابق ۲۸ سال۔

سنہ ۲۶۰ ہجری میں ماہ ربیع الاول کی ابتدائی تاریخوں میں آپ بیمار ہوئے اور روز جمعہ ۲۸ ربیع الاول کو انتقال فرمایا آپ نے اپنے فرزند امام مہدی آخر الزماں کی ولادت کو عام لوگوں سے مخفی رکھا کیونکہ بادشاہ وقت کو آپ کی شدت سے جستجو تھی تاکہ یہ حدیث رسول غلط ثابت ہو جائے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔

حضرت کے بھائی نے آپ کا ترکہ لینا چاہا اور بادشاہ سے چغلخوری کر کے آپ کی کنیزوں کو قید کرا دیا اور شیعوں پر عیب لگایا کہ وہ ان کے فرزند کے انتظار میں ہیں اور آپ کے پسماندگان پر طرح طرح کی بلائیں نازل کرائیں جعفر نے ان کا قائم

آپ کے وکلا میں تھے محمد بن احمد بن جعفر و جعفر بن سہیل الصیقل۔

آپ کے اصحاب میں تھے محمد بن حسن الصفار۔ عبدوس العطار۔ سری بن سلامہ ابو طالب حسن بن جعفر ابوالنجری مودب ولد الحجاج۔

معالی امور

حسین بن محمد اشعری اور محمد بن علی سے مروی ہے کہ احمد بن عبداللہ بن خاقان کے سامنے قم میں علویوں کا ذکر آیا اور وہ پکا ناصبی تھا اس نے کہا ان میں میں نے حسن عسکری جیسا کوئی نہیں پایا وہ ایک مرتبہ میرے باپ کے پاس آئے اس نے بڑی تعظیم کی اور اپنے مصلّے پر بٹھا لیا اور نہایت مودبانہ طریقے سے کلام کیا جب وہ چلے گئے تو میں نے کہا آپ نے ان کی بڑی تعظیم کی انہوں نے کہا یہ رافضیوں کا امام ہے اگر بنی عباس سے خلافت نکل جاتے تو بنی ہاشم میں ان کے سوا دوسرا آدمی مستحق خلافت نہ ہوگا کیونکہ وہ فضل و عفاف میں بلحاظ روزہ و نماز و روزہ و صیانت و زہد وغیرہ تمام اخلاق میں بہتر ہیں لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کی کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔ میں ان سے زیادہ پاکیزہ اور صادق اللسان کسی کو نہیں پاتا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام کے پاس سے ۲۵۵ھ میں ایک کتاب نکلی جس میں علم الحلال والحرام تھا اور احکام دین تھے۔

ابو اسحاق کوفی نے کتاب التبایل میں لکھا ہے کہ اسحاق کندی عراق میں اپنے زمانے کا بہت بڑا فلسفی تھا اس نے ایک کتاب تناقض قرآن میں لکھی اور اپنے کو اس میں منفرد سمجھتا تھا اس کا ایک شاگرد امام حسن عسکریؑ کے پاس آیا آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی سمجھ والا آدمی نہیں کہ تمہارے استاد کو اس بات پر جھڑکے کہ اس نے قرآن کے متعلق یہ کیسا شغل اختیار کیا ہے۔ شاگرد نے کہا ہم کو بہ حیثیت شاگرد ہونے کے اس پر اعتراض کا کیا حق ہے۔ حضرت نے فرمایا اچھا تو جو کچھ میں کہوں اس تک پہنچا دوگے اس نے کہا ضرور فرمایا تم اس حد درجہ مانوس ہو جاؤ جب وہ تم پر پوری طرح مہربان ہو جائے اس وقت جو میں کہوں اس سے کہنا کہ اگر اس قرآن کا متکلم کہے کہ جو کچھ تو معانی قرآن بیان کرتا ہے اس کی مراد وہ نہیں ہے بلکہ دوسرا مطلب ہے وہ تجھ سے کہے گا جب کوئی کسی کلام کو سنتا ہے تو اپنی عقل کے مطابق سمجھتا ہے تو کہنا پھر تو یہ کیوں نہیں سمجھتا کہ جو تو نے سمجھا ہے ممکن ہے متکلم کی مراد وہ نہ ہو۔ اس نے سر جھکا کر غور کرنا شروع کیا اور پھر کہا یہ سوال تجھے کس نے بتایا شاگرد نے کہا یہ سوال میرے دل میں پیدا ہوا۔ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ یہ سوال تیرے دل میں پیدا نہیں

مقام بننا چاہا مگر کسی نے مانا ہی نہیں بلکہ ان سے برأت ظاہر کی اور ان کا لقب کذاب رکھا۔ وہ عبداللہ بن خاقان کے پاس گئے اور کہا مجھے میرے بھائی کا مرتبہ دیجئے بیس ہم کو بیس ہزار دینار دیا کریں گا اس نے جھڑکا اور کہا اے احمق بادشاہ نے دین کے معاملہ میں تلوار کھینچ لی ہے لوگوں کا گمان ہے کہ تمہارے باپ اور بھائی امام ہیں لہٰذا تم اس کا ارادہ ہی نہ کرو اگر تم اپنے بھائی اور باپ کے نزدیک امام ہوتے تو تم کو اس مرتبہ کے پانے کی حاجت ہی نہ ہوتی پھر حکم دیا کہ اس کے سامنے سے ہٹ جائیں۔

ثقات واصحاب و رواۃ

آئمہ کرام کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام علی نقی علیہ السّلام کے بعد امام حسن عسکری علیہ السّلام امام ہیں امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے بعد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی امامت کا اعلان کیا اس کے متعلق جو احادیث آپ نے بیان فرمائیں ان کے راوی یحییٰ بن لبشار قنوی علی بن عمرو نوفلی۔ عبداللہ بن محمد اصفہانی۔ علی بن جعفر۔ مروان الانباری علی بن مہزیار۔ علی بن عمرو العطار۔ محمد بن یحییٰ۔ ابو ہاشم الجعفری۔ ابو بکر الفہفکی و شاہویہ بن عبداللہ۔ داؤد بن القاسم جعفری۔ عبداللہ بن محمد اصفہانی۔

امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا میرے بعد تمہارا امام وہ ہوگا جو مجھ پر نماز پڑھے گا اور اس سے پہلے ابو محمد نام مشہور نہ تھا۔ چنانچہ جب حضرت کا انتقال ہوا تو امام حسن عسکری نکلے اور نماز پڑھائی۔

ابن قولویہ نے علی بن جعفر اور مروان الانباری اور حسن فطس سے روایت کی ہے کہ وہ اس روز موجود تھے امام علی نقی علیہ السّلام کے گھر میں جس روز امام محمد نقی علیہ السّلام کی وفات ہوئی تو تمام گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا آپ نے نظر کی امام حسن عسکری کی طرف وہ گریبان دریدہ آپ کے داہنی طرف کھڑے تھے ہم حضرت کو پہچانتے بھی نہ تھے۔

امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا اللہ کا شکر کرو کہ اس نے تمہارے لیے ایک حادثہ کو معین کیا پس آپ نے فرمایا الحمد للہ رب العالمین. میں اتمام نعمت کا اس سے سوال کرتا ہوں پھر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کے ثقات میں حسب ذیل حضرات تھے۔

علی بن جعفر قیم۔ ابو ہاشم داؤد بن القاسم انہوں نے پانچ اماموں کو دیکھا تھا داؤد بن یزید نیشاپوری محمد بن علی بن بلال۔ عبداللہ بن جعفر الحمیری۔ ابو عمرو عثمان بن سعید العمری۔ الزیات۔ السمان اسحاق بن ربیع کوفی۔ ابو القاسم جابر بن یزید فارسی۔ ابراہیم بن عبدہ بن ابراہیم نیشاپوری۔

ہو سکتا ضرور یہ کسی نے تجھے بتایا ہے اس نے کہا امام حسن عسکری علیہ السّلام نے بتایا ہے اس نے کہا اب صحیح بات تو نے بتائی ہے۔ ایسی بات نہیں نکل سکتی مگر اسی گھر سے اس کے بعد جو کچھ اس نے لکھا تھا سب جلا دیا۔

البحار۔ والشفا میں ابو جعفر عمری سے مروی ہے کہ ابو طاہر ابن بلبل نے حج کیا اس نے ابو جعفر ہمدانی کو دیکھا کہ وہ راہِ خدا میں بہت کچھ خرچ کر رہا ہے یہ واقعہ اس نے امام حسن عسکریؑ سے بیان کیا آپ نے فرمایا ہم نے اس کو ایک لاکھ دینار دیئے تھے اتنے ہی ہم تمہیں دیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خزائن ارض کے مالک تھے۔

علی بن حسن سابوری سے مروی ہے کہ حضرت کے زمانہ میں قحط پڑا لوگ استسقا کے لیے تین روز نکلے مگر مینہ نہ برسا چوتھے روز ایک نصرانی عالم نکلا اس نے دُعا کی مینہ برسا۔ پانچویں روز مسلمان پھر نکلے اور دعا کی لیکن ایک قطرہ نہ برسا اب مسلمانوں کو اپنے دین کی صداقت میں شک پیدا ہونے لگا اب متوکل نے امام حسن عسکری کو قید خانہ سے بلایا اور کہا اپنے جد کے دین کو بچائیے اگلے دن جب وہ نصرانی راہب پھر نکلا تو آپ نے ایک غلام سے فرمایا جب یہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہو وہ اس سے چھین لے جب وہ لے لی گئی تو اس سے کہا گیا اب دُعا کر اس نے دعا کی ایک قطرہ نہ برسا متوکل نے حضرت سے پوچھا یہ کیا چیز تھی جو اس سے لی گئی تو اس سے کہا گیا اب دعا کر اس نے دعا کی ایک قطرہ نہ برسا متوکل نے حضرت سے پوچھا یہ کیا چیز تھی جو اس سے لے لی گئی فرمایا یہ کسی نبی کی ہڈی تھی جو کسی قبر سے اس کے ہاتھ لگی ہے نبی کی ہڈی کا جب کھول جائے گی پانی برسے گا۔

آپ نے اہل قم اور آبہ کو لکھا کہ خدا نے اپنی رحمت سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے اپنے نبی کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور تم لوگوں کو توفیق دی اپنے دین کو قبول کرنے کی اور نبی کی ہدایت پر عمل کرنے سے تم کو صاحب بزرگی بنایا اور تمہارے اسلاف کے دلوں میں عترتِ رسول کی محبت پیدا کی وہ زمانہ گزر گیا وہ لوگ راہِ صدق و ثواب پر گامزن رہے اور انہوں نے اپنے اعمالِ خیر کا پھل پایا پس ہمارے اور تمہارے درمیان رشتہ محبت مستحکم چلا آ رہا ہے پس یہ تعلق باقی رہنا چاہیے۔ مومن مومن کا بھائی ہوتا ہے ماں باپ کے لحاظ سے۔

امام علیہ السلام نے ابی الحسن علی بن الحسین بن بابویہ قمی کو لکھا میں نے حبل الورید کو پکڑ لیا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد ہے اس خدا کے لیے جو رب العالمین ہے اور اچھا انجام متقیوں کے لیے ہے اور جنت موحدین کے لیے ہے اور جہنم ملحدین کے لیے اور نہیں ہے عدوان مگر ظالموں کے لیے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ احسن الخالقین ہے اور درود ہو بہترین خلق محمد و آل محمد پر۔ تم کو صبر لازم ہے اور تم آل محمدؐ کے تنگ کشادگی کا انتظار کرنا چاہیے۔ ہمارے شیعہ ہمیشہ رنج میں رہیں گے یہاں تک کہ میرا فرزند ظاہر ہو جس کی بشارت رسول اللہؐ نے ان لفظوں میں دی ہے کہ وہ زمین کو عدل و داد سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی پس اے میرے شیخ ابو الحسن صبر کر اور میرے تمام شیعوں کو صبر کرنے کا حکم دے

پس زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے وارث بنا دیتا ہے عاقبت متقیوں کے لیے ہے اور سلام ہو ہم پر اور ہمارے تمام شیعوں پر اور ان پر اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

حسین بن روح فرماتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ میری قبر سامرہ میں ہوگی۔

معجزات

حضرت کا خادم کافور کہتا ہے کہ یونس نقاش جو حضرت کی خدمت کیا کرتا تھا ایک روز کانپتا ہوا آیا اور کہنے لگا آپ میرے اہل و عیال کی خبر رکھیں۔ حضرت نے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا میں یہاں سے بھاگ جانے کا ارادہ رکھتا ہوں پوچھا کیوں اس نے کہا ابن بغا نے مجھے ایک قیمتی نگ نقش کرنے کے لیے دیا تھا اتفاقاً اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس کی سزا میں یا تو وہ ہزار کوڑے مارے گا یا قتل کرے گا فرمایا تو اپنے گھر جا اور خوشی سے رہ کچھ نہیں ہوگا دوسرے روز لوٹ کر آیا اور کہنے لگا اے میرے سید و آقا کل میرے پاس وہ آیا اور کہنے لگا دو کنیزوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا ہے تو اس نگ کے دو ٹکڑے کر دے میں اس کے صلے میں مالدار بنا دوں گا حضرت نے خدا کا شکر ادا کیا۔

ابو ہاشم جعفری نے داؤد بن اسود سے نقل کیا ہے کہ ایک روز امام حسن عسکری علیہ السّلام نے مجھے بلایا اور مجھے ایک لمبی گول لکڑی دی جیسے کسی چوکھٹ کی دہلیز ہوتی ہے اور فرمایا اسے عمری کے پاس لے جا میں گیا جب میں راستہ میں تھا تو ایک سقہ ملا اور اس کے ساتھ گدھا تھا وہ راستہ میں دق کر رہا تھا سقہ نے کہا ذرا اس کی خبر تو لو میں نے لکڑی اٹھائی جو میرے پاس تھی۔ میں نے گدھے کو اس سے مارا وہ پھٹ گئی میں نے اس کے اندر تحریریں دیکھیں میں نے لکڑی کو چھپا لیا سقہ مجھے پکارنے اور گالیاں دینے لگا اور میرے ساتھی کو بھی جب میں گھر کی طرف لوٹا تو عیسیٰ خادم نے دروازہ کے پاس مجھ سے کہا میرے مولا نے مجھے کہلا کر بھیجا ہے تو نے گدھے کو مار کر لکڑی کیوں توڑ دی میں نے حضرت سے کہا مجھے معلوم نہ تھا اس لکڑی کے اندر کیا ہے فرمایا ایسا کام تو نے کیوں کیا کہ بعد میں عذر کرنا پڑے اور ہمارے لیے جو گالیاں سنیں تو اس کا خیال نہ کر کے جہاں بھیجا ہے وہاں جا اور اس کا جواب دینے کا ارادہ نہ کر تو نہیں جانتا کہ ہم بلد سوء اور عصر سوء میں ہیں۔

ادریس بن زیاد الکفر توماثی سے مروی ہے کہ میں امام حسن عسکریؑ سے ملنے کے لیے مقام عسکر گیا میرے اوپر تکان سفر زیادہ تھی میں ایک حمامی کی دکان میں جا کر سو گیا ناگاہ امام علیہ السلام نے دق الباب کیا میں جاگ اٹھا اور حضرت کے قدموں کو بوسہ دیا آپ سوار تھے اور نوکر چاکر آپ کے گرد تھے سب سے پہلے حضرت نے یہ فرمایا۔ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (سورۃ الانبیاء ۲۷/۲۱) میں نے کہا کافی ہے یہ میرے لیے میں آپ کے مرتبہ کو سمجھنے ہی کے لیے آیا تھا اس کے بعد حضرت روانہ ہو گئے۔

ابو حمزہ نصر الخادم سے مروی ہے کہ میں نے سنا کہ امام حسن عسکری علیہ السّلام اپنے غلاموں سے جو مختلف علاقوں کے ہیں ان کی مادری زبان میں بات چیت کرتے ہیں میں نے دل میں کہا یہ پیدا تو مدینہ میں ہوئے یہ سب زبانیں جان کیسے گئے حضرت میرے پاس آئے اور فرمایا خدا نے ظاہر کیا ہے اپنی حجت کو تمام مخلوق پر اور عطا کی ہے معرفت ہر شے کی پس امام جانتا ہے تمام لغات کو تمام انساب کو اور تمام حوادث کو اور اگر ایسا نہ ہوتا تو عام لوگوں کے اور اس کے درمیان فرق کیا ہوتا۔

محمد بن صالح خثعمی سے مروی ہے کہ میں امام علیہ السّلام سے ایک خط کے ذریعے پوچھنا چاہتا تھا کہ خربوزہ چوس چوس کر کھانا کیسا ہے آپ نے میرا خط پہنچنے سے پہلے ہی لکھا کہ اس طرح کھانا فالج پیدا کرتا ہے۔

محمد بن موسیٰ سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکریؑ سے عرض کی کہ ایک قرضدار میرے قرض کو ادا کرنے میں ٹال مٹول کر رہا ہے حضرت نے فرمایا وہ عنقریب مر جائے گا اور مرنے سے پہلے تیرا قرض ادا کرے گا دوسرے روز اس نے دق الباب کیا اور میرا مال اپنے ساتھ لایا اور تاخیر کی معافی مانگی میں نے سبب پوچھا اس نے کہا رات میں نے امام حسن عسکریؑ کو خواب میں یہ کہتے سنا کہ محمد بن موسیٰ کا قرض ادا کر دے کیونکہ تیری موت قریب ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اس تاخیر کی معافی مانگنا۔

حمزہ ابن محمد سروری سے مروی ہے کہ میں تنگدست ہو گیا تو اپنے چچازاد بھائی یحییٰ بن محمد کے پاس بحران جانے کا ارادہ کیا اور امام حسن عسکری علیہ السّلام سے دعا کرنے کے لئے کہا۔ حضرت نے فرمایا وہاں نہ جا اللہ تیری مدد کرے گا اور تیرا ابن عم تو مر گیا۔ پس جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

محمد بن ربیع شیبانی سے مروی ہے کہ میں نے ایک دو خدا ماننے والے سے مناظرہ کیا اس کی دلیل میرے دل پر اثر کر گئی میں اہواز میں تھا وہاں سے سامرہ آیا جب حضرت امام حسن عسکریؑ کے سامنے آیا تو آپ نے اپنی ایک انگلی سے اشارہ کر کے کہا خدا ایک ہے میرے اوپر غشی کی سی حالت طاری ہو گئی۔

محمد بن اسمٰعیل علوی سے منقول ہے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السّلام کو قید کر دیا تو چند عباسی صالح بن رصیف کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ان پر سختی کرو اس نے کہا میں نے دو ایسے شخصوں کو جن کو میں بدترین انسان سمجھتا تھا ان پر نگراں مقرر کیا تھا یعنی علی بن یارمش اور اقتامش کو پس وہ عبادت گزار اور نماز کے پابند ہو گئے وہ اپنے رخسار خاک پر رکھتے ہیں پھر ان کو بلا کر امام علیہ السلام کے متعلق پوچھا گیا انہوں نے کہا کیا بتائیں اس شخص کے متعلق جو رات بھر نمازیں پڑھتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے سوائے ذکر الٰہی نہ کسی سے کلام کرتا ہے نہ کسی کام میں مشغول ہوتا ہے جب ہم نے ان کی طرف دیکھا تو ہم کانپ گئے اور جب ہم داخل ہوئے تو ہمیں اپنے نفس پر قابو نہ رہا۔

مروی ہے کہ جب آپ کا قید میں نگراں مقرر ہوا تو وہ آپ پر سختی کرنے لگا اس کی عورت نے کہا خدا سے ڈر مجھے ڈر ہے کہ تیرے اوپر عذاب خدا نہ نازل ہو اس نے کہا میں تو ان کو درندوں کے درمیان ڈالوں گا چنانچہ اس نے بادشاہ سے اجازت لے کر درندوں کے گھر میں حضرت کو داخل کیا لیکن انہوں نے حضرت پر حملہ نہ کیا لوگوں نے دیکھا کہ آپ ان کے درمیان نماز پڑھ

رہے ہیں پس بادشاہ نے حکم دیا کہ آپ کو وہاں سے نکال کر آپ کے گھر پہنچا دیا جائے۔

یحییٰ بن قتیبہ سے مروی ہے کہ تین دن کے بعد استاد درندوں والے گھر میں حضرت کا حال دیکھنے آیا تو حضرت کو درندوں کے درمیان نماز پڑھتے پایا ان درندوں نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور کھا لیا۔ یحییٰ یہ حال دیکھ کر معتمد بادشاہ کے پاس آیا معتمد امام کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار عجز و نیاز کرنے لگا اور عرض کی آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ بیس سال مجھے خلافت پر قائم رکھے۔ حضرت نے فرمایا خدا تیری عمر دراز کرے پس وہ بیس برس تک زندہ رہا۔

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ محبوس تھا مہتدی کے قید خانہ میں حضرت نے بددعا کی خدا اس کی عمر کو قطع کرے خدا نے دعا قبول کی بیس کو شور ہوا کہ مہتدی کا قتل کر دیا گیا اور اس کی جگہ معتمد بادشاہ ہو گیا۔

علی بن زیاد سے مروی ہے کہ میں علی ابی احمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس آیا اس کے ہاتھ میں امام علیہ السلام کا رقعہ تھا جس میں لکھا تھا میں نے بددعا کی ہے اس طاغی کے متعلق (مراد مستعین) یہ تین دن بعد سلطنت سے علیحدہ ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

ابو الحسن موسوی الجیری نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں امام علیہ السلام کے پاس ایک گھوڑا لایا تاکہ آپ اس پر سوار ہو کر بادشاہ کے گھر جائیں ایک جاہل حضرت کو ناسزا الفاظ کہتا ہوا ساتھ ہوا جب اس جگہ پہنچا جہاں راستے جدا ہو رہے تھے تو اس نے اور زیادہ بکواس کی حضرت نے اپنے خادم سے فرمایا اس کے ساتھ جا اور اسے کفن پہنا خادم اس کے ساتھ ہو لیا جب وہ بازار میں پہنچا تو ایک خچر نے ایسی لات ماری کہ اس کا دم نکل گیا غلام اتنی دیر ٹھہرا کہ اس کو کفن پہنائے۔

علی بن زید بن علی ابن الحسین بن علی علیہم السلام سے مروی ہے کہ میرے پاس ایک بہت عمدہ گھوڑا تھا جس کا میں اکثر ذکر کیا کرتا تھا ایک دن امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا اسے شام سے پہلے فروخت کر دو۔ میں نے شام سے پہلے فروخت کر دیا اور حضرت کے پاس آیا دل میں یہ خیال آیا کہ اگر حضرت اس کے بدلہ میں کوئی سواری مجھے دیدیں تو اچھا ہو آپ نے میرے بے کہے اپنے غلام سے فرمایا میرا خچر ان کو دیدو اور مجھ سے فرمایا یہ تمہارے گھوڑے سے چال میں اور طول عمر میں زیادہ ہے۔

حسن بن ظریف سے مروی ہے کہ میرے دل میں آیا کہ میں امام علیہ السلام کو لکھوں کہ قائم آل محمدؐ کا ظہور ہوگا تو وہ کس طرح سے فیصلہ فرمائیں گے اور مجلس قضا کہاں ہو گی اور یہ کہ چوتھی یعنی باری کے بخار کا کیا علاج ہے یہ میں لکھنا بھول گیا حضرت نے خود ہی مجھے لکھا کہ قائم آل محمدؐ اسی طرح اپنے علم سے فیصلہ کریں گے جس طرح داؤد کرتے تھے ان کو گواہ کی ضرورت نہ ہوگی اور بخار کے متعلق فرمایا کہ آیہ یٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (سورہ الانبیاء ۲۱/۶۹) لکھ کر بخار والے کے گلے میں ڈالو۔

علی بن زید علوی سے مروی ہے کہ امامؑ نے مجھے کچھ دینار عطا کیے اور فرمایا اس سے ایک کنیز خرید لو کیونکہ تمہاری لونڈی مر گئی میں گھر آیا تو واقعی لونڈی مر چکی تھی

بیٹے کے لیے دعا کرنے کو کہا آپ نے فرمایا تیرا علیل بیٹا اچھا ہو گیا اور وہ تیرا بیٹا مر گیا۔

مروی ہے کہ امام علیہ السلام کا ایک وکیل تھا جس کو آپ نے اپنے گھر میں ایک حجرہ رہنے کے لیے دیدیا تھا وہاں ایک خوبصورت غلام بھی رہتا تھا وکیل نے اس کو شراب پلا کر حجرہ کے اندر بدفعلی کی امام علیہ السلام کے حجرہ اور اس کے درمیان دو مقفل حجرے اور تھے مگر بعلم امامت آپ کو پتہ چل گیا آپ باب حجرہ پر آئے اور فرمایا اے فاسقو اللہ سے ڈرو صبح ہوتے ہی آپ نے غلام کو فروخت کر دیا اور وکیل کو نکال دیا۔

ابوالعیناء سے مروی ہے میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو پیاسا تھا لیکن بلحاظ ادب پانی مانگ نہ سکا حضرت نے غلام سے فرمایا انہیں پانی پلاؤ جب میں رخصت ہونے کو تھا تو دل میں خیال آیا بغیر سواری کیسے جاؤں حضرت نے غلام سے خود ہی فرمایا سواری بھی فراہم کرو۔

محمد بن حجر نے حضرت کو دو حاکموں عبدالعزیز بن دلف اور یزید بن عبداللہ کے ظلم کی شکایت لکھی آپ نے جواب میں لکھا کہ عبدالعزیز جلد مرنے والا ہے اور یزید تجھے بے قتل کیے نہ چھوڑے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

احمد بن اسحٰق نے کہا آپ کچھ تحریر فرما دیں تاکہ وہ بطور نمونہ میرے پاس رہے تاکہ آئندہ کوئی تحریر مجھ پر مشتبہ نہ ہو آپ نے فرمایا بلحاظ موٹے اور باریک قلم کے فرق پڑ ہی جاتا ہے پھر آپ نے ایک تحریر میرے نام لکھی میں نے دل میں سوچا کہ اگر حضرت یہ قلم مجھے دیدیتے تو بہت اچھا ہوتا حضرت نے قلم کو صاف کر کے میرے حوالے کیا۔

حضرت کے ایک شاگرد نے بیان کیا کہ میرے استاد علویوں میں سب سے زیادہ صالح تھے آپ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو دارالخلافہ جایا کرتے تھے آپ کے آنے والے جانے والے دن' راستوں میں آدمیوں اور چوپاؤں کا بڑا ہجوم رہتا تھا لیکن جب تشریف لاتے تھے تو سب راہ سے ہٹ جاتے تھے اور خاموش رہتے تھے۔

ایک روز حضرت چوپاؤں کے بازار میں آئے ایک سرکش گھوڑا جو کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتا تھا آپ نے اس کو تھوڑی قیمت پر خرید لیا اور غلام سے فرمایا اس پر زین کس دے اور لگام لگا دے جب اس نے ایسا کیا تو گھوڑے نے کان نہ ہلایا سوداگر نے یہ دیکھ کر کہا میں اتنی قیمت پر نہ دوں گا آپ نے کہا واپس دے لیکن جب وہ گھوڑے کے قریب آیا تو لاتیں مارنی شروع کیں اور بھاگا مجبور ہو کر اس نے معاملہ برقرار رکھا اور حضرت اس گھوڑے کو لے آئے۔

فضل بن حرث کا بیان ہے کہ وقت رحلت امام علی نقی علیہ السلام میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ کا گریبان چاک ہے آپ کی جلالتِ شان سے یہ بات بعید معلوم ہوئی حضرت کے چہرہ کا رنگ بھی اڑا ہوا تھا اور آثار تعب بھی تھے رات کو میں نے خواب میں حضرت کو فرماتے سنا کہ تجھے رنگ پر تعجب ہے اس کا تعلق خلقت الٰہیہ سے ہے عام لوگوں کی طرح نہیں تعب تقاضائے بشریت ہے رہا گریبان چاک کرنا تو اسے احمق موسیٰ نے ہارون کے مرنے پر گریبان چاک کیا تھا۔

عروہ دہقان امام علی نقی پر جھوٹ بولا کرتا تھا حضرت نے اس پر لعن کی ایک دن نہ گزرا تھا کہ وہ داخلِ جہنم ہوا۔

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں نے ایک ضرورت امام حسن عسکری علیہ السّلام سے بیان کی آپ نے اپنا کوڑا زمین پر مارا وہاں سے ایک ظرف نکلا جس میں پانچ سو دینار تھے فرمایا اے ابو ہاشم یہ لے لو۔

ابو علی مطہری نے قادسیہ لکھا کہ لوگ اس خیال سے کہ راستہ میں پانی نہیں ہے حج کو جانے سے رک گئے حضرت نے جواب میں لکھا کہ تم بے خوف ہو کر جاؤ تم پیاسے نہ رہو گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ابو طاہر محمد بن علیل سے مروی ہے کہ معتز نے سعید دربان سے کہا کہ امام حسن عسکری کو کوفے جا کر قتل کر دے پس ہمارے پاس حضرت کا فرمان آیا جس کے متعلق تم نے یہ سنا ہے اسے کفن پہناؤ پس معتز کو خلافت سے علیحدہ کر کے لوگوں نے قتل کر دیا۔

اسمٰعیل ابن محمد عباسی سے مروی ہے کہ میں نے امام علیہ السّلام سے اپنی حاجت بیان کی اور قسم کھا کر کہا میرے پاس ایک درہم بھی نہیں حضرت نے فرمایا تم جھوٹے ہو تم دو سو دینار دفن کر کے آئے ہو میں یہ اس لیے نہیں کہتا کہ میں تم کو دینا نہیں چاہتا پھر غلام سے فرمایا سو دینار اس کو دیدے اور مجھ سے کہا تو مدفون دینار سے محروم رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ میرا ابن عم جو اس راز سے واقف تھا وہ مدفون دیناروں کو نکال لے گیا۔

ابو ہاشم نے کہا میں نے امام علیہ السّلام کو کہتے سنا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام معروف ہے اس میں کوئی نہیں داخل ہوگا مگر اہل بیت معروف۔ میں نے اپنے دل میں اللہ کی حمد کی اور خوش ہوا کہ تکلیف دیتا ہوں میں آپ کو حوائج خلق پر حضرت نے میری طرف دیکھا اور فرمایا جو تیرے دل میں گزر رہا ہے میں اسے جانتا ہوں بے شک دنیا میں بھی اہل معروف وہی ہیں جو آخرت میں اہل معروف ہیں اے ابو ہاشم خدا نے تم کو ان میں سے قرار دیا ہے۔

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کو آنکھ کے درد کی شکایت لکھی کہ ایک تو جا چکی تھی اور دوسری تکلیف دے رہی تھی آپ نے جواب میں لکھا آنکھ ٹھیک ہو جائے گی اور خدا تیرے اجر صبر کو زیادہ کرے اور اچھا ثواب دے میں مغموم ہوا اور نہ سمجھا کہ میرے خاندان میں کون مرنے والا ہے چند روز کے بعد خبر آئی کہ میرا بیٹا طیب مرگیا۔ تب میں سمجھا کہ تعزیت اسی کی تھی۔

عمر بن مسلم سے مروی ہے کہ سامرہ میں ہمارے پاس ایک شخص اہل مصر سے آیا جس کا نام سیف بن لیث تھا جس کو شکایت تھی کہ اس ظلم کی شکایت تھی کہ اس کے خادم شفیع نے اس کی زمین غصب کر لی اور اس کو وہاں سے نکال دیا ہم نے اس کو مشورہ دیا کہ وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کو اس بارے میں لکھے امام نے اسے جواب دیا کہ زمین کا غم نہ کر وہ تیرے پاس لوٹے گی بادشاہ کے پاس نہ جا جس وکیل کے قبضہ میں زمین ہے اس نے تیرے نکلنے کے بعد مجھے لکھا کہ میں زمین واپس دیدوں گا پس اس نے بحکم قاضی زمین واپس کر دی۔

سیف بن لیث نے بیان کیا میں جب مصر سے چلا تو میرا ایک لڑکا بیمار تھا دوسرا تندرست میں نے حضرت سے بیان

محمد بن الحسن کا بیان ہے کہ میری آنکھ میں تکلیف تھی میں نے حضرت کو دعا کرنے کے لیے لکھا اور یہ لکھنا بھول گیا کہ ایک نسخہ سرمہ کا بھی تحریر فرما دیجیے آپ نے تحریر فرمایا ایک آنکھ تو بچ جائے گی دوسری کے لیے یہ سرمہ استعمال کرو مُر میں کافور ملاؤ اور توتیا ملاؤ یہ آنکھ پر کی جھلی کو کاٹ دے گا۔

محمد بن الحسن کا بیان ہے کہ میں نے ایک خط میں حضرت کو اپنے فقر کا حال لکھا پھر دل میں سوچا کیا حضرت ابو عبداللہؑ نے یہ نہیں فرمایا فقیری بہتر ہے اس غنا سے جو ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہو اور ہمارا قتل ہونا بہتر ہے اس زندگی سے جو ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہو حضرت نے جواب دیا خدا نے مخصوص کیا ہے ہمارے اولیا کو فقر سے جب ان کے گناہ بھاری ہوں خدا ان میں سے اکثر کو معاف کر دیتا ہے تو نے حضرت ابو عبداللہؑ کی جو حدیث اپنے دل میں لی ہے وہ صحیح ہے ہم جائے پناہ ہیں التجا کرنے والے کے لیے اور نور ہیں طالب ضیا کے لیے اور عصمت اس کے لیے ہے جو ہم سے تمسک کرے جو ہم سے محبت رکھے گا وہ جنت کے اعلیٰ مقام پر ہوگا اور جو منحرف ہوگا وہ داخلِ نار ہوگا۔

ختم شد

نوٹ :۔ علامہ ابن شہر آشوب نے اپنی اس کتاب میں صرف امام حسن عسکری علیہ السّلام تک کے حالات لکھ کر تحریر فرمایا ہے کہ امام عصر علیہ السّلام کے حالات میں علیحدہ سے کتاب لکھی جائے گی۔

